عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا
فتاویٰ محمودیہ
جلد ۱۸
از
فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند
ترتیب جدید
محمد فاروق غفرلہٗ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206
Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

مقدمہ فتاویٰ محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

تفصیلات

نام کتاب	:	**فتاویٰ محمودیہ......١٨**
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	١٤٣٠ھ-٢٠٠٩ء
صفحات	:	٤٢٨
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ٢٤٥٢٠٦

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۸

☆......باب سوم......☆

طلاق صریح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلاق کا بیان

طلاق کی تعریف

سوال:-عندالشرع طلاق کے کیا معنی ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

قیدنکاح کوالفاظ مخصوصہ کے ذریعہ سے فی الحال یافی المآل اٹھادینے کوشرعاً طلاق کہتے ہیں:

هو رفع قيد النكاح فى الحال أو المآل بلفظ مخصوص تنوير ص: ۶۴۰، ج: ۲،

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق کی قسمیں

سوال:-طلاق رجعی مغلظہ وبائنہ کی عندالشرع کیا تعریف ہے ؟ اوررجعت کے متعلق ان کا کیاحکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایک طلاق یا دوطلاق اگرصریح الفاظ سے یا قائم مقام صریح سے دیجائے تواس میں شوہر

[1] تنوير الابصار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۲۶، ۴۲۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۲۶، ج:۳، اول كتاب الطلاق، عالمگيری كوئٹه ص۳۴۸ج۱ كتاب الطلاق، الباب الأول، البحر الرائق ص ۲۳۵ ج۳ أول كتاب الطلاق، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

کوعدت کے اندر رجعت کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اور بعد عدت طرفین کی رضامندی سے نکاح درست ہوتا ہے، ایسی طلاق کو رجعی کہتے ہیں[۱]، اور اگر الفاظ کنایہ (جو قائم مقام صریح کے نہیں) سے طلاق دی جائے تو اسمیں رجعت کا اختیار نہیں رہتا، البتہ طرفین کی رضامندی سے نکاح ہوسکتا ہے، ایسی طلاق کو بائن کہتے ہیں[۲]۔ اور اگر تین مرتبہ طلاق دیدی جائے تو اس میں حلالہ کی ضرورت پیش آتی ہے، ایسی طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں، تینوں طلاقوں کی صورتیں اور فروع کتب فقہ میں مفصل موجود ہیں حکم یہی ہے جو یہاں مذکور ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسائل طلاق کے لئے کمیٹی اور اس کے قوانین

سوال:- ہمارے یہاں بہت سی خراب باتیں عام طور سے ہونے لگی ہیں، مثلاً (۱) ذرا ذرا سی بات پر خواہ مخواہ عورت کو طلاق دینا، (۲) بلا وجہ مار پیٹ کر زبردستی طلاق لے لینا (دلوانا) (۳) ہندہ کے والد نے ہندہ کا نکاح بکر سے کیا نکاح کے بعد ہندہ کے والد نے بجائے شوہر کے یہاں بھیجنے کے غیر کے یہاں ہندہ کو بھیجا بغیر طلاق وغیرہ کے، اس جرم کی روک تھام کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی تاکہ وہ شرعی فیصلہ کرے، کیا یہ صحیح ہے؟ کمیٹی نے چند قوانین بنائے، جو شخص بلا وجہ

---

[۱] وإذا طلق الرجل إمرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلک أولم ترض كذا فى الهداية. عالمگیری ص: ۴۷۰، ج: ۱، باب الرجعة، مطبوعه کوئٹه، هدایه ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه تهانوی دیوبند، تبیین الحقائق ص ۲۵۱ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها. عالمگیری ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيهما تحل به المطلقة وما يتصل به، هدایه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه تهانوی، ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر ص ۸۷ ج ۲، باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها كذا فى الهداية. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعةِ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، هداية ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه تهانوی دیوبند، ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر ص ۸۸ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

طلاق دیدے اس کو/۲۰ روپے اور ایک لڑکی بطور جرمانہ دینی ہوگی، اور اس کو یعنی شوہر کو مارا اور پیٹا بھی جائے گا، یہ جرمانہ وغیرہ کیسا ہے؟

(۴) قانونِ ثالث: اگر کسی شخص نے صورتِ ثلاثہ کے مطابق اپنی لڑکی کا نکاح کیا بکر سے اور بھیج دی خالد کے یہاں، بغیر طلاق کے خالد سے نکاح کر لیا، تو بکر نے استغاثہ جماعت سے کیا، تو جماعت نے فیصلہ کیا کہ مجرم سے/۷۰۰ روپے اور ایک لڑکی لی جائے گی اور وہ لڑکی حتی الامکان زوج کو دلوادی جائے گی اور وہ پیسہ جماعت کے کام میں خرچ کیا جائے گا، کیا اس لڑکی کا نکاح زوجِ اول سے ہوجائے گا؟

(۵) اگر میاں بیوی میں اختلاف ہے تو جماعت سے استغاثہ کرے اور تحقیق کے بعد نکاح فسخ کردے یا مصالحت کرادیں گے، کیا یہ صحیح ہے؟

(۶) شوہر نے بیوی سے یوں کہاں اگر تو نے فلاں سے کلام کیا تو تجھ پر طلاق، تو کیا یہ طلاق ہوجائے گی؟ شوہر نے یوں بھی کہا کہ اگر تو فلاں سے نکاح کرے تو تجھ پر طلاقِ بائن اور اگر فلاں سے کرے تو تجھ پر طلاق ہے، کیا واقع ہوجائے گی، اب شخص مذکور نکاح نامہ پر ۸/ ماہ کی تاریخ ڈلواتا ہے، کیونکہ بوقتِ نکاح حمل تھا، بلکہ شبہ ہے کہ یہ حمل شخص مذکور ہی کا ہے، کیونکہ پہلے سے تعلقات تھے، اب چونکہ نکاح ہوگیا اور تاریخ مدتِ حمل سے لکھائی گئی تو نسب کس سے ثابت ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) آپ کی قوم میں پیدا شدہ خرابیاں یقیناً سخت تباہ کن ہیں اور واجب الاصلاح ہیں۔

(۲) شریعت کی نظر میں طلاق بہت ہی مبغوض ہے، سخت مجبوری کی حالت میں اس کی اجازت دی جاتی ہے، اس لئے ذرا ذرا سی بات پر جب کہ عورت بے خطا ہو طلاق دینا درست نہیں ہے: **لانَّ الاصلَ فی الطلاق هو الحظر والا باحة لحاجة الخلاص هداية**[1] ص ۳۳۳/ ج ۲/

[1] هدايه ص ۳۵۴/ ج ۲/ اول كتاب الطلاق، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۶ ج ۳ كتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص ۳ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

وَاَما وصفه فهو انه محظور نظراً الی الاصل فیه الحظر بمعنی انه محظور الالعارض یبیحهٔ شامی[۱] ۶۴۲/ ج۲/ قرآن پاک میں ہے: **فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلاَ تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلاً**[۲]

(۳) ایسے ہی کسی کو بلا وجہِ شرعی طلاق پر مجبور کرنا اور مار پیٹ کر طلاق لینا بھی ظلم ہے[۳]

(۴) نیز لڑکی کا نکاح کسی کے ساتھ کرنے کے بعد بغیر طلاق و نکاح کے دوسرے کے یہاں بھیج دینا صریح حرام کاری کا دروازہ کھولنا ہے[۴]

(۵) ان خرابیوں کو معاشرہ سے بالکل ختم کر دینا ضروری ہے، اس کے لئے مناسب جماعت کا قیام بھی ہونا چاہئے لیکن آپ حضرات نے جو قوانین مقرر کئے ہیں، وہ بھی درست نہیں ہیں۔

(۶، ۷، ۸) جرمانہ میں رشتہ لازم کرنا یا مالی جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں ہے: **والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال.** شامی[۵] ص: ۲۴۷، ج: ۳، ہاں تعزیر کے

---

[۱] شامی زکریا ص ۴۲۸/ ج۴/ مطبوعه کراچی ص ۲۲۸/ ج۳/ اول کتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۳۶ ج۳ کتاب الطلاق.

[۲] سورہ نساء آیت ۳۴/ ترجمہ: پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کردیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو۔ (از بیان القرآن)

[۳] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲۲ ج ۱۰، باب ہفتم طلاق کے متفرق مسائل، مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم دیوبند۔

[۴] کما یستفاد من هذا الحدیث عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلِجُوْا عَلَی الْمُغِیْبَاتِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنْ اَحَدِکُمْ مَجْرَیَ الدَّمِ. الحدیث مشکوٰة شریف ص ۲۶۹/ باب النظر الی المخطوبة، ترمذی شریف ص ۲۲۲ ج ۱ ابواب الرضاع، باب ما جاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات، باب، مطبوعه اشرفی دیوبند.

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا جن کے خاوند غائب ہیں ان پر مت داخل ہو اس لئے کہ شیطان خون کی طرح تمہارے اندر سرایت کرتا ہے۔

[۵] شامی زکریا ص ۱۰۶/ ج۶/ مطبوعه کراچی ص ۶۲/ ج۴/ باب التعزیر، مطلب فی التعزیر باخذ المال، البحر الرائق کوئٹه ص ۴۱ ج۵ کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۷ ج۲ کتاب الحدود، فصل فی التعزیر.

دوسرے طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں، مثلاً قطعِ تعلق [۱]

(۹) جماعت کو فسخ نکاح کا اختیار اسی وقت ہے، جب شرعی طور پر عورت کی بات کی تحقیق کی جائے، پھر شوہر کو نوٹس دے کر اصلاحِ حال یا طلاق کے لئے کچھ مدت کی مہلت دی جائے، جب مدتِ مقررہ گذر جائے اور شوہر نہ تو طلاق دے اور نہ اپنی اصلاح کرے پھر کمیٹی نکاح فسخ کرسکتی ہے، اس کمیٹی میں کم از کم ایک معاملہ فہم عالمِ دین کو ضرور شریک کرلیں، تاکہ شریعت کے مطابق فیصلہ ہوسکے، اس قسم کے معاملات کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی تصنیف الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ [۲] کا مطالعہ کرلینا چاہئے، اس میں فسخ وغیرہ کے تمام قواعد وشروط بالتفصیل درج ہیں، بہتر تو یہ ہے کہ حتی الامکان مصالحت کی کوشش کی جائے، جب نباہ کی کوئی صورت نہ ہو، تو بحالتِ مجبوری طلاق کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۱۰) اگر کسی نے عورت کو طلاق بالشرط دی تو تحققِ شرط کی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی، صورتِ مسئولہ میں سے پہلی شکل میں اگر عورت شخص معلق علیہ سے گفتگو کرتی ہے، تو طلاق واقع ہوجائے گی [۳] اور دوسری صورت میں کلام لغو ہوگا، کیونکہ جب طلاق کے لئے دوسرے شخص سے نکاح کو شرط قرار دیا اور دوسرے سے نکاح بغیر پہلے شوہر کے طلاق دیئے ہوئے نہیں ہوسکتا، تو شرط کا تحقق نہیں ہوسکتا لہٰذا طلاق نہ ہوگی اور کلام لغو ہوگا [۴]

---

[۱] نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن كلامنا الخ هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه الا ان يقطع وتظهر توبته المفهم شرح مسلم ص۹۸ ج۷ كتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصيته، مطبوعه دار ابن كثير بيروت، شرح الطيبى ص۲۴۳ ج۹ باب ما ينهى عنه من التهاجر، الفصل الاول، مطبوعه زكريا ديوبند، مرقاة شرح مشكوٰة ص۱۶۷ باب ما ينهى عنه من التهاجر، الفصل الاول، مطبوعه بمبئى.

[۲] الحيلة الناجزه ص۲۲/، حکم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[۳] واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط، هدايه ص۳۸۵/ ج۲/ باب الايمان فى الطلاق، مطبوعه تهانوى ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص۴۲۰ ج۱ الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان، تاتارخانيه كراچى ص۵۰۲ ج۳ الفصل السابع فى الإيمان بالطلاق. (حاشیہ [۴] اگلے صفحہ پر)

(۱۱) نکاح کا انعقاد ایجاب وقبول کے وقت سے ہوگا خواہ نکاح نامہ پر تاریخ کچھ بھی ڈالی جائے[۱] اگر نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوتو نئے شوہر کا بچہ ہے، ورنہ پہلے شوہر کا[۲] نا جائز تعلقات سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے، اس کا نسب زانی سے شرعاً ثابت نہیں[۳]

تنبیہ: بغیر شرعی ثبوت کے کسی کو زانی کہنا سخت جرم ہے[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸۸/۷/۲۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۸۸/۷/۲۸ھ

(گذشته صفحه كا بقيه حاشيه) [۴] وشرط صحة التعليق كون الشرط معدوما على خطر الوجود فالمحقق كأن كان السماء فوقنا تنجيز والمستحيل كأن دخل الجمل فى سم الخياط لغو وفى الشامية قوله لغو فلا يقع اصلا لان غرضه منه تحقيق النفى حيث علقه بامر محال وهذا يرجع الى قولهما امكان البر شرط انعقاد اليمين. الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۵۹۱/ ج۴/ مطبوعه كراچى ص ۳۴۲/ج۳/ مطلب لا يحنث بتعليق الطلاق بالتطليق. البحر الرائق ص ۲/ج۴ اول باب التعليق، مطبوعه كوئٹه، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص۵۷ ج۲ باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہذا) [۱] وينعقد أى النكاح أى يثبت ويحصل انعقاده بالايجاب والقبول شامى زكريا ص ۶۹/ ج۴/ مطبوعه كراچى ص ۹/ج۳/كتاب النكاح، مجمع الأنهر ص۴۶۸ ج۱ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱ ج۳ كتاب النكاح.

[۲] وعند ابى يوسف للاول ان أتت به لاقل من ستة اشهر من عقد الثانى لتيقن العلوق من الاول وان لالاكثر فللثانى. شامى زكريا ص۲۴۸/ ج۵/ مطبوعه كراچى ص ۵۵۲/ج۳/ باب ثبوت النسب، مطلب فى ثبوت كرامات الاولياء، البحر الرائق كوئٹه ص۱۵۸ باب ثبوت النسب، عالمگيرى كوئٹه ص۵۳۸ ج۱ الباب الخامس عشر فى ثبوت النسب.

[۳] فان الزنا لا يثبت النسب، مرقاة شرح مشكوة ص ۵۰۶/ ج۳/ باب اللعان الفصل الثانى. مطبوعه بمبئى . ولقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر الحديث، مشكوة شريف ص۲۸۷/ باب اللعان، الفصل الاول، وفى المرقاة، ويحتمل ان يكون معناه الحرمان عن الميراث والنسب، مرقاة شرح مشكوة ۵۰۰ ج۳، باب ايضا، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۴۰ ج۱ الباب الخامس عشر فى ثبوت النسب، شامى زكريا ص۲۵۲ ج۵ قبيل باب الحضانة.

[۴] والقذف فى الاصطلاح نسبة من الحصن الى الزنا صريحا او دلالة وهو من الكبائر باجماع الامة فمن قذف محصنا او محصنة بصريح الزنا حد الخ، مجمع الأنهر ص۳۶۳ ج۲ باب حد القذف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص۲۱۳ ج۵، باب حد القذف، مطبوعه دار الفكر بيروت.

طلاق کے لئے انجمن کی اجازت کو ضروری قرار دینا

سوال:-زید واراس کی بیوی میں بوجہ ناموافقتِ مزاج کشیدگی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ زید کو اپنا دین اور اپنی دنیا تباہ ہوتی نظر آرہی ہے، تین سال کی متواتر کوشش اور سمجھانے کے باوجود اسکی بیوی راہِ راست پر آنے کے بجائے نافرمان ہی رہی، بددینی یہاں تک بڑھ چکی ہے وہ زید کے والدین کو بھی ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے لگی، زید نے اس کی خامیاں اور نافرمانیاں اس کے مخصوص متعلقین سے بیان کیں، تو زید کے خسر نے زید کے والد کے متعلق کہا کہ "مجھے اس کی شکل سور کی نظر آتی ہے، میں اس کی صورت دیکھنا نہیں چاہتی" زید نے اپنی بیوی کو درست کرنے کے لئے سب ہی ترکیبیں استعمال کر لی ہیں، مثلاً ترکِ کلام اور زدوکوب وغیرہ بھی کر کے دیکھ لیا لیکن کوئی صورت اس کے ساتھ زندگی گذر جانے کی پیدا نہیں ہوسکتی۔

مجبوراً اگر طلاق دے کر پیچھا چھڑائے تو زید کی ایک قومی انجمن ہے، جس کا قانون ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے تنگ ہو تو طلاق دینے سے قبل وہ انجمن میں درخواست دے جب انجمن اجازت دے تب طلاق دے سکتا ہے، ورنہ نہیں، بدون اجازت انجمن اگر طلاق دے دیا تو ایسے شخص کے لئے پانچ سال کا مکمل ترک موالات کر دیا جاتا ہے، اگر چہ زید نے مجبوری کی درخواست مذکورہ انجمن میں پیش کر دی ہے، لیکن انجمن میں اشخاص زید کی زوجہ کے حمایتی اور سرکش موجود ہیں وہ درخواست دیکھتے ہی افرادِ انجمن پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ زید کے طلاق دینے سے پہلے ہی مکمل دس یا پانچ سال تک کے لئے ترکِ موالات کر دیا جائے، اور زید کو جان سے مروا ڈالنے کی اسکیم بنا رہے ہیں ایسی صورت میں زید یا تو اپنی بیوی کو طلاق نہ دے کر اپنی زندگی اور دین کو برباد کرے یا خودکشی کر کے اپنی جان کو ختم کرلے، اس کے علاوہ کوئی تیسرا چارۂ کار نہیں ہے، کیا شریعت نے شوہر پر طلاق دے کر خلاصی حاصل کرنے کے بارے میں اس قدر سختی کا حکم دیا ہے؟ اگر نہیں تو بعد از طلاق انجمن یا کسی کمیٹی کا شوہر کے خلاف ایسا مذکورہ بالا فیصلہ دینا کیا جائز ہے؟ مع حوالہ جواب

تحریر فرمائیں، بیوی غیر مقلد ہے، اور زید حنفی المسلک ہے، نیز مطلع فرمائیں کہ زید کے خلاف مذکورہ بالا فیصلہ دینا کہ وہ دس پانچ سال یا کسی بھی مدت کے لئے پابندی لگانا کہ اس کا کوئی نکاح نہ کر سکے جس سے اس کی زندگی اور ایمان تک خطرہ میں پڑ جائے کیا شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اول نرمی سے عورت کی اصلاح کی جائے، شفقت سے اس کو سمجھایا جائے، اس سے کام نہ چلے تو مناسب طرح سے اس کو تنبیہ کی جائے، حسبِ موقع ڈانٹ کی بھی اجازت ہے، جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہو اور صبر بھی نہ کر سکے تو طلاق کی اجازت ہے[1]۔

اگر عورت زبان درازی کر کے اذیت پہونچاتی ہے، تو اس کو طلاق دیدینا مستحب ہے، جب کہ اس کو طلاق دینے کے بعد ابتلاءِ معصیت کا اندیشہ نہ ہو: **وقولهم الاصل فيه (اى فى الطلاق) الحظر معناه ان الشارع ترك هٰذا الاصل فاباحه بل يستحب لو موذية اهـ درمحتار (قوله موذية)اطلقه فشمل الموذية له أولغيره بقولها أو بفعلها وقوله أو تاركة صَلٰوة. الظاهر ان ترك الفرائض غير الصَّلٰوة كالصَّلٰوة اهـ رد المختار**[2] ص ۶۱۲/ ج ۲/.

جب آدمی حدودِ شریعت میں رہ کر یعنی شریعت کی اجازت سے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے، تو وہ شرعاً مجرم نہیں اور جو شخص شرعاً مجرم نہیں کسی انجمن کو حق نہیں کہ اس کو مجرم قرار دے کر سزا دے

---

[1] يعظها بلسانه فان انتهت فلا سبيل له عليها فان ابت هجر مضجعها فان ابت ضربها فان لم يتتعظ بالضرب بعث الحكمين، التفسير الكبير ص ۲۱۶ ج ۳ مطبوعه دار الفكر بيروت، الجامع لإحكام القرآن ص ۱۵۱ ج ۳ مطبوعه دار الفكر بيروت، تفسير المنار ص ۷۶ ج ۵ سورۂ نساء تحت آيت ۳۴، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] الدرالمختار على هامش ردا لمحتار زكريا ص ۴۲۷/ ج ۴/ مطبوعه كراچى ص ۲۲۸/ ج ۳/ اول كتاب الطلاق، البحر الرائق ص ۲۳۷ ج ۳ كتاب الطلاق، مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

اور اس سے ترکِ موالات کردے اور شادی کرنے سے روک دے جس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی پریشانیوں میں گرفتار ہوجائے، ایسا اقدام گناہ اور ظلم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۲/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۵/۲/۱۳۹۱ھ

طلاق کے لئے پنچایت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال:- بحضور فیض گنجور حضرت مولانا مفتی صاحب.................. سلمہ اللہ تعالیٰ

ایک عورت چند مرتبہ اپنے شوہر کے یہاں سے بلا رضامندی شوہر نکل چکی ہے، اس عورت کا بیان ہے کہ میرا خاوند عورت کے قابل نہیں، اسی لئے وہ عورت اپنے خاوند کے یہاں سے چند مرتبہ نکل گئی تھی اور اس کا خاوند زبردستی برادرانہ زور سے لایا آخر جب کئی مرتبہ نکلی برادرانہ زور سے بھی نہ رہی اس عورت نے مجبور ہوکر اپنے خاوند کی سرکار میں درخواست دی فعل مختاری کی اور اس کی نامردی کی جس کی سرکاری نقلیں عورت کے پاس موجود ہیں، اسی بناء پر عورت کے خاوند کے آدمیوں نے ایک پنچایت ۲۳/ مارچ ۱۹۳۳ء کو برادرانہ عام کی کہ جس میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی ہندو مسلمان موجود تھے، یہ اس عورت کا چوتھی مرتبہ نکل جانا ہے، اس مرتبہ عورت کے خاوند نے تمام ڈیڑھ سو آدمیوں کے مجمع میں یہ کہا کہ اگر یہ عورت اب کی مرتبہ مجھے دیدی جاوے تو اب کی مرتبہ یہ نہیں جائے گی اور اگر اب کی مرتبہ چلی گئی تو میں نہ اس کا خواہاں ہوں اور نہ اس کا دعویٰ کروں اور نہ پنچایت کروں یہی میری طلاق ہے، میں اس کا دعویدار ہوں، وہ عورت پنچایت نے اس کو دے دی پھر اسی روز بلا صحبت ویکجائی کے وہ عورت پھر چلی گئی اب عرصہ کئی ماہ کا ہوچکا وہ عورت اپنے خاوند کے یہاں نہیں گئی، آیا یہ تاریخ پنچایت سے اس عورت کو طلاق ہوگئی یا نہیں اور اگر طلاق ہوچکی تو

تاریخ پنچایت مذکور سے عدت پوری کر کے وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ نقل نامہ پنچایتی اس عورت کے پاس موجود ہے، جس کے اوپر دس بارہ آدمیوں کے انگوٹھے وغیرہ لگے ہوئے ہیں، امید ہے کہ بسند صحیح مطابق شرع شریف جواب باصواب ملے۔ بینوا وتوجروا۔

تنقیح

(۱) وہ شخص اس کا اقرار کرتا ہے یا نہیں کہ اس نے یہ الفاظ کہے ہیں اور اگر پنچایت نامہ میں یہ الفاظ لکھے ہیں، تو اس کو بھیجنا چاہئے، اس کے بعد جواب دیا جائے گا۔

(۲) جو گواہ ہیں ان کے حالات بھی لکھنے چاہئیں۔

از دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۵/رجب ۵۲ھ

جواب تنقیح

(۱) اقرار کرتا ہے کہ یہ الفاظ ضرور کہے ہیں۔

(۲) گواہ اہل اسلام، نمازی دیندار بھی ہیں اور بے نمازی بھی کافی تعداد میں ہیں اور اہل ہنود بھی جو معتبر اہل موضع اور پنچایت ہیں پنچایت نامہ پیش خدمت ہے۔

پنچایت نامہ یہ ہے

آج بتاریخ ۲۳/مارچ ۳۳ء کو برائے پنچایت میر پنچایت نے امیر حسن کو اس کی زوجہ کو فتح پور بھادوں سے موضع بہٹ پرگنہ فیض آباد میں پہنچادو اگر یہ عورت پھر میرے یہاں سے کسی برادری یا غیر برادری میں چلی جائے، تو میں اس کا دادخواہ نہیں ہوں گا، نہ عدالت کروں گا، اور نہ پنچایت کروں گا، اور نہ اس کا نام لوں اور کوئی اگلی پچھلی کاروائی کسی برادری یا غیر برادری کے آدمی نے عدالتی کی تو وہ پنچایت اور عدالت کا چور ہے اس کو پنچایت تدارک دے، یا اگر پنچایت کی نہ مانے تو عدالت میں پنچایت چارہ جوئی کرے اور اس کو تدارک دلوائے، یہ ہی میری طلاق ہے۔

گواہ: رحمت اللہ بشیر ولد فہم الدین کرم علی، چودھری شہاب الدین عبدالغفور یار والا گلاب، محمد حسن۔

الجواب حامداًومصلیاً

شوہر کا قول ''یہی میری طلاق ہے'' اس سے مراد اگر یہ ہے کہ میرا پنچایت اور دعویٰ نہ کرنا طلاق ہے، تب تو غلط ہے کیوں کہ صرف پنچایت اور دعویٰ نہ کرنے کو شرعاً طلاق نہیں کہتے ہے[1] اگر یہ مراد ہے کہ دوسری مرتبہ مستقل طلاق دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس شرط کے بعد یعنی اگر اب کی مرتبہ وہ میرے یہاں سے چلی جائے تو اسے طلاق ہے تب اس کی بیوی پر اس تاریخ سے کہ وہ شوہر کے گھر سے اخیر مرتبہ گئی ایک طلاق پڑگئی ہے[2] اگر جماع یا خلوت صحیحہ کی نوبت آچکی تھی تو عدت گذار[3] کر اس کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے، بشرطیکہ شوہر نے رجوع نہ کیا ہو۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۶/۸/۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/شعبان ۵۲ھ

طلاق دینے سے بائیکاٹ وغیرہ کی سزا

سوال:- زید بکر دو سگے بھائی ہیں، دونوں کی زوجہ دو سگی بہنیں ہیں، دونوں بہنیں اپنے

---

[1] ورکنه لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح أو کنایة، شامی دار الفکر بیروت، ص ۲۳۰ ج۳ کتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور، مجمع الأنهر ص۳ ج۲ اول کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بدائع الصنائع زکریا ص۱۵۷ ج۳ کتاب الطلاق، فصل فی بیان رکن الطلاق.

[2] وإذا أضافه إلی شرط وقع عقیب الشرط، هدایه ص ۳۸۵/ ج۲/ باب الإیمان فی الطلاق، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، عالمگیری دار الکتاب ص ۴۲۰ ج۱ الباب الرابع فی الطلاق بالشرط الخ، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة إن، وأذا ع الخ، مجمع الأنهر ص۵۹۸ ج۲ باب التعلقیق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] رجل تزوج امرأة نکاحاً جائزاً فطلقها بعد الدخول أو بعد الخلوة الصحیحة کان علیها العدة، عالمگیری ص۵۲۶/ ج۱/ الباب الثالث عشر فی العدة، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیه ص۵۳ ج۳ الفصل الثامن والعشرون فی العدة، مطبوعه إدارة القرآن کراچی.

شوہروں سے خانگی معاملات میں مفاہمت نہیں رکھتی ہیں اور نہ تابعداری وفرماں برداریٔ شوہر پرعمل کرتی ہیں، حتی کہ حالت بیماری میں شوہر کو چھوڑ کر میکہ چلی گئی ہیں، دریں صورت دونوں بھائیوں کا گھر جہنم بنا ہوا ہے، اوراستواری معاملات کی نہیں ہورہی ہے، یہاں تک کہ دونوں بہنیں فارغ خطی کی خواہشمند ہیں، زید وعمر بھی ان سے خلاصی چاہتے ہیں، مگر برداری اور پنچایتوں کے کچھ طورطریق، قواعدوقانون وغیرہ ایسے ہیں جو طلاق دینے میں مانع ہیں، مثلاً جرمانہ، شادی بیاہ کا خرچ نیز شوشل بائیکاٹ وغیرہ یہ تمام امور بھی برداشت سے باہر ہیں، بیماری وغیرہ بھی الگ لاحق ہے، ایسی صورت میں مندرجہ بالا اصولوں کی جو کہ برادری کی طرف سے نافذ ہیں، خلاف ورزی شرعاً کیا درجہ رکھتی ہے، اوران کا نفاذ بھی آیا جواز کا مقام رکھتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بلا وجہ ذرا ذرا سی بات پرطلاق دینا شرعاً ناپسند اورعنداللہ مبغوض ہے[1]، لیکن جب دونوں کے دلوں میں نفرت ہے، اورحقوقِ زوجیت ادا نہیں ہورہے ہیں، گھر جہنم بنا ہوا ہے، بیویوں کی طرف سے بھی طلاق کا مطالبہ ہے، شوہر تنگ ہوکر طلاق دینا چاہتے ہیں، تو ایسی حالت میں طلاق دینا منع نہیں، بلکہ بہتر ہے کہ طلاق دے کر تعلق ختم کردیا جائے[2]، غالب خیال اورقرین عقل بات یہ ہے کہ اس صورت میں برادری اور پنچایت کی طرف سے بھی طلاق دینے کی ممانعت نہیں ہوگی، اور نہ

---

[1] عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاق. مشکوۃ، ص ۲۸۳/ باب الخلع والطلاق، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، ابوداؤد شریف ص ۲۹۶ ج ۱ کتاب الطلاق، باب فی کراهية الطلاق، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، ابن ماجه شریف ص ۱۴۵ ابواب الطلاق، مطبوعه اشرفیه دیوبند.

ترجمہ:-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

[2] الاصل فيه الحظر معناه ان الشارع ترک هٰذا الاصل فاباحه بل يستحب لوموذية. الدرالمختار علی هامش رد المختار زکریا ص ۴۲۸/ج۴/اول کتاب الطلاق، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۳۶، ۲۳۷ ج ۳ کتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

ہونی چاہئے، ممانعت ایسی صورت میں ہوگی کہ بیوی بے قصور ہو اور طلاق لینا نہیں چاہتی، مگر شوہر ظلماً اس پر سختی کرتا اور طلاق دیتا ہو، اگر برداری نے موجودہ صورت پر بھی پابندی عائد کرکے قانون بنایا ہے، تو یہ قانون خود ہی پابندی کے لائق نہیں، اس کی اصلاح لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹؍۷؍۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۷؍۱۳۹۲ھ

کیا اہلِ محلّہ کو طلاق دینے پر سزا دینے کا حق ہے؟

سوال:- اگر کسی شخص کو اپنی بیوی پسند نہ ہو اور یہ اسے رکھنا ہی نہیں چاہتا اور طلاق دینے پر آمادہ ہے، مگر گھر کے بڑے بڑے لوگ اور محلّہ کے آدمی اسے مجبور کرتے ہیں، کہ تم طلاق نہ دو، اگر طلاق دوگے تو ایسی صورت میں تمہیں سخت سزا دی جائے گی، تو کیا اہلِ محلّہ کو طلاق دینے والے کو سزا دینا جائز ہے؟ نیز اس مجبوری کے وقت شوہر طلاق دیدے یا رک جائے اس سلسلہ میں مفصلاً اور مدللاً احکام پیش کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بیوی سے نباہ نہیں ہوتا، حقوق ضائع ہوتے ہیں، قلوب میں نباہ کی گنجائش نہیں ہے، تو طلاق دیدینا چاہئے، اہل محلّہ کو ایسی صورت میں تکلیف پہونچانے اور سزا دینے کا حق نہیں ہے، قرآن کریم[1] اور فقہ[2] سے یہ مسئلہ ثابت ہے، البتہ ذرا ذرا سی بات پر طلاق دیدینا جب کہ نباہ اور صلح

---

[1] اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاکُ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانِ (الی قوله تعالیٰ) فَأُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ الاية، سوره بقره آيت ۲۲۹؍.

[2] ويجب الطلاق لوفات الامساک بالمعروف وفى الشامية تحت قوله ومن محاسنه التخلص به من المكاره الدينية والدنيوية بحر اى كان عجز عن اقامة حقوق الزوجة اوكان لايشتهيها. الدر المختار مع الشامى زكريا ص۴۲۸؍ ج۴؍ مطبوعه کراچی ص ۲۲۹؍ ج۳؍ اول كتاب الطلاق، البحر الرائق كوئٹه ص۲۳۶ ج۳ كتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. (بقیہ حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

کی صورتیں ہوں تو شرعاً ناپسند اور قبیح ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق دینے پر برادری کا سزا دینا

سوال:- ہماری برادری نے پنچایت میں طلاق سے متعلق کچھ تجاویز پاس کی ہیں اور ان پر کچھ سزائیں بھی دینا پاس کی ہیں، کیا کسی برادری کو طلاق کے معاملہ میں سزا دینے کا حق پہنچتا ہے؟ شرعِ محمدی ﷺ کا فیصلہ کیا ہے؟ تجویز مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) اگر کوئی بلا کسی شرعی عذر کے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور بستی کے پنچ اس کے عذر سے متفق نہیں ہوتے ہیں، تو بستی کے پنچوں کو فیصلہ دینے کا اختیار ہوگا، اور وہ سزا برادری سے خارج کرنا ہے، کیا یہ تجویز پاس کرنا اور اس پر عمل درآمد کرنا جائز ہے؟

(۲) عبدالمتین پسر عبدالحمید نے اپنی بیوی کو طلاق دی، پنچایت نے اسے عمر بھر کے لئے برادری سے خارج کر دیا، عبدالمتین کے باپ عبدالحمید کو حکم دیا کہ تم اپنے لڑکے کی مطلقہ کا زر، مہر، نان ونفقہ ادا کر دو، ورنہ تم کو بھی برادری سے خارج کر دیں گے، عبدالحمید نے مجبور ہو کر زر، مہر، نان، نفقہ ادا کر دیا، پھر بھی عبدالحمید کو یہ سزا دی کہ وہ اپنے لڑکے عبدالمتین سے کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔

کیا عبدالحمید سے اس کے لڑکے کی بیوی کا زر، مہر، نان ونفقہ دلوانا جائز ہے؟ اور پھر عمر بھر کے لئے قطعِ تعلق کرانا کیسا ہے؟ جب کہ عبدالمتین مع اپنی بیوی کے کئی سال سے اپنے باپ سے الگ رہتا ہے، اور اس وقت اس کی عمر بیس سال ہے۔

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ، مشکوٰۃ ص ۲۸۳ / باب الخلع والطلاق، الفصل الثانی، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، ابوداؤد ص ۲۹۶ ج ۱ کتاب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند، ابن ماجہ ص ۱۴۵ ابواب الطلاق، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(۳) عبدالرحمٰن کو اس بناء پر دس سال کے لئے برادری سے خارج کر دیا کہ اس کے لڑکے نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، عبدالرحمٰن دس سال تک برادری میں نہیں مل سکتا، نہ ہی رشتے کرسکتا ہے، بلکہ اس کے جوان لڑکا اور قریب الجوان لڑکی ہے، لڑکے کا نکاح ہو چکا ہے، رخصتی ہونی باقی ہے، یعنی کسی کی بھی شادی دس سال تک نہیں کرسکتا۔

(۴) محمد سعید پسر رحمت اللہ نے اپنی بیوی کو زبان درازی اور چوری کرنے کے الزام میں چور ثابت ہونے کی بناء پر طلاق دیدی اور زر، مہر، نان ونفقہ، سامانِ جہیز واپس کر دیا، لیکن برادری کی پنچایت نے محمد سعید کے والد کو برادری سے چار سال کے لئے خارج کر دیا، محمد سعید کی عمر اٹھارہ سال ہے، نیز اس کے بڑے بھائی کو جو بیس سال سے اپنے باپ رحمت اللہ سے الگ رہتا ہے، ایک سال کے لئے برادری سے خارج کر دیا۔

یہ چار سوال پیشِ خدمت ہیں، شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں کوئی قانون بنانا اور اس پر مندرجہ بالا سزائیں دینا جائز ہے؟ مع حوالہ حدیث وقرآن جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) طلاق شرعاً بہت ناپسند اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مبغوض چیز ہے، اس لئے بلاوجہ طلاق دینا قبیح ہے[1]، مگر طلاق کی وجہ سے برادری کو سزا دینے کا حق نہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّیٰ حضرت زید رضی اللہ عنہ تھے، ان کا نکاح کرنا اور باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ

---

[1] عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَالنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۳ / باب الخلع والطلاق الفصل الثانی مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، ابو داؤد شریف ص ۲۹۶ ج ۱ کتاب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، سعد بکڈپو دیوبند، ابن ماجہ ص ۱۴۵ ابواب الطلاق، مطبوعہ دیوبند.

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

وسلم کے منع فرمانے کے اس بیوی کو طلاق دینا قرآن کریم[۱] اور حدیث[۲] شریف میں مذکور ہے، لیکن اس پر ان کو کوئی سزا نہیں دی گئی، نہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعِ تعلق فرمایا، نہ اور لوگوں نے قطعِ تعلق کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی ان سے بھی قطعِ تعلق برادری نے نہیں کیا[۳] اور بھی طلاق کے واقعات پیش آئے، کہیں شوہر نے ازخود طلاق دیدی، کہیں بیوی نے مطالبہ کیا جس پر خلع کی نوبت آئی، کسی کو سزا نہیں دی گئی، خلع کا ذکر بھی قرآن کریم[۴] میں ہے، بات یہ ہے کہ بعض طبقوں میں میل نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے حقوق ادا نہیں ہوتے، ایسے وقت طلاق دینا ہی بہتر ہوتا ہے،[۵] پس برادری کا ایسا سخت قانون بنادینا غلط اور خلافِ شرع ہے، اس کو واپس لینا ضروری ہے، بلا عذر طاق کو انفرادی ظلم قرار دے کر اس کے روکنے کے لئے ظالمانہ قانون بنادینا اجتماعی ظلم ہے۔

---

[۱] وَاِذَا تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہ علیہ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَک الی اٰخر الایة، سورة احزاب آیت ۳۷/۔

[۲] المستدرک للحاکم ص ۲۴/ ج۴/ ذکر زینب بنت جحشؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، ترمذی شریف ص ۱۵۶ ج۲ سورہ احزاب، مکتبہ بلال دیوبند.

[۳] عن عبد اللّٰہ بن عمر انه طلق امرأته وهی حائض. مشکوٰة شریف ص ۲۸۳/ باب الخلع والطلاق، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۷۹۰ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعہ اشرفی دیوبند، باب قول اللّٰہ عز وجل، مسلم شریف ص ۴۷۶ ج۱ کتاب الطلاق، باب تحریم طلاق الحائض، مکتبہ هلال دیوبند.

ترجمہ:- عبداللہ ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی۔

[۴] فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ سورہ بقرہ آیت ۲۲۹/۔

ترجمہ:- سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کر وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کرسکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس میں، جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑالے (بیان القرآن)

[۵] قولهم الاصل فیه الحظر معناه ان الشارع ترک هٰذا الاصل فاباحه بل یستحب لو موذیة. وفی الشامیة اطلقه فشمل الموذیة له او لغیره بقولها او بفعلها. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۲۸/ ج۴/ مطبوعہ کراچی ص ۲۲۸/ ج۳/ اول کتاب الطلاق، البحر الرائق ص ۲۳۷ ج۳ کتاب الطلاق، مطبوعہ کوئٹہ، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج۲ کتاب الطلاق، عباس احمد الباز.

(۲) بیٹا اگر اپنی بیوی کو طلاق دیدے (عذر سے یا بلا عذر سے) تو اس کی بیوی کا زر، مہر اور نفقۂ عدت خود دینے والے پر ہے[۱]، اس کے والد کو مجبور کرنا ظلم ہے، پھر اس ظلم کو برداشت کر لینے کے بعد بیٹے سے قطعِ تعلق پر مجبور کرنا ظلم بالائے ظلم ہے، اور قطع رحمی ہے[۲]، جب کہ وہ بیس سال کا ہے، تو اس کو شادی سے روک دینا اور ظلم ہے، جس سے معصیت میں مبتلا ہونے کا سخت خطرہ ہے[۳]۔

(۳) یہ بھی ظلم ہے، (۴) یہ بھی ظلم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۲/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱/۳/۹۱ھ

بلا وجہ طلاق دینا

سوال:- لڑکا اور لڑکی دونوں جوان ہیں اگر اپنے ماں باپ سے چھپ کر دو انجان مسلمان گواہوں یا جاننے والے گواہوں کے سامنے اپنا نکاح کر لیں تو جائز ہے، یا نہیں پھر اس لڑکی کے ماں باپ اس کا نکاح کسی اونچے خاندان میں کرنا چاہیں اس لئے کہ لڑکی کے ماں باپ کو معلوم نہیں ہوا کہ اس نے اپنا نکاح کر لیا ہے، اگر میں اس لڑکی کو طلاق دے دوں تا کہ بعد عدت اس کا نکاح دوسری جگہ ہو جائے، تو ایسا فعل شرعاً کرنا کیسا ہے۔

---

[۱] واذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا فعلى الزوج النفقة. تاتار خانیه ص ۲۲۸/ ج۴/ نفقة المطلقة، مطبوع کراچی، النفقة واجبة للزوجة على زوجها. هدایه ص۴۳۷/ ج۲/ باب النفقة، مطبوعه مکتبهٔ تهانوی دیوبند، ملتقى الأبحر ص۱۷۳ ج۲ باب النفقة، دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] لاخلاف ان صلة الرحم واجبة في الجملة وقطيعتها معصية كبيرة. شرح الطيبي ص۱۵۴/ ج۹/ كتاب البر والصلة.

[۳] كما يستفاد من هٰذه العبارة فان بلغ ولم يزوجه أى الاب وهو قادر فاصاب أى الولد أثما أى من الزنا فانما اثمه على ابيه أى جزاء اثمه عليه لتقصيره، مرقاة شرح مشكوٰة ص ۴۱۹/ ج ۳/ باب الولي في النكاح واستيزان المرأة مطبوعه بمبئى.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ طلاق دیدے گا تو شرعاً طلاق واقع ہوجائے گی[1] اور بعد عدت دوسری جگہ اس کا نکاح بھی درست ہوگا، مگر بلا وجہ شرعی طلاق دینا ناپسند ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق بحکم والدین

سوال: -زید کی شادی والدین نے اپنی مرضی کے مطابق ایک قریبی رشتہ دار کے یہاں کردی، کچھ دنوں کے بعد زید کے والدین کہتے ہیں کہ طلاق دے دو، لیکن زید کی بیوی میں کوئی اخلاقی ومعاشرتی ودینی کوتاہی نظر نہیں آتی، زید نے والدین سے کہا کہ میری نظر میں کوئی اپنی بیوی میں کوتاہی نہیں دیکھتا ہوں جس سے میں طلاق دوں، ہاں اگر آپ حضرات کی نظر میں کوئی غلطی ہو تو فرمائیں، میں اگر وہ غلطی دیکھوں گا، فوراً اس کو دور کرنے کے لئے تدابیر اختیار کروں گا، اگر غلطی کی اصلاح نہ ہوئی تو میں طلاق بھی دے سکتا ہوں آپ کی مرضی کے مطابق لیکن والدین نے فرمایا غلطی کوئی نہیں ہے، لیکن ہماری طبیعت ہے، کہ تم اس بیوی کو طلاق دیدو ایسی حالت میں زید کیا کرے، جب کہ اس کی بیوی ایک دیندار عورت ہے اور کوئی غلطیاں بھی اس میں نہیں ہیں، اگر ایسی حالت میں زید طلاق دیدے تو بیوی کی حق تلفی تو نہیں ہوگی؟ اور اگر طلاق نہیں دیتا ہے تو والدین کا کہنا نہ ماننے کا گناہ تو نہیں ہوگا؟ دونوں صورتوں کا جواب عنایت فرمائیں۔

---

[1] یقع طلاق کل زوج عاقل بالغ، بحر کوئٹہ ص ۲۴۴ ج ۳ کتاب الطلاق النہر الفائق ص ۳۱۶ ج ۲ کتاب الطلاق، طبع مکة المکرمة، مجمع الأنهر ص ۸ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] وایقاعه ای ایقاع الطلاق مباح وقیل الاصح حظره ای منعه الا لحاجة وفی الشامیه لما فیه من کفر ان نعمة النکاح. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۲۷/ ج ۴/، مطبوعہ کراچی ص ۲۲۶/ ج ۳/ اول کتاب الطلاق، البحر الرائق ص ۲۳۶/ ج ۳/ اول کتاب الطلاق، مطبوعہ کوئٹہ مجمع الانہر ص ۴/ ج ۲/ اول کتاب الطلاق، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ بیوی میں دینی، اخلاقی، معاشرتی کسی قسم کی خرابی نہیں اور وہ اپنے شوہر کے والدین کو نہیں ستاتی، بلکہ ان کی خدمت کرتی اور ان کو خوش رکھتی ہے، ادھر شوہر کو یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر بیوی کو طلاق دیدی بیوی کی حق تلفی ہوگی، تو ان مجموعی حالات کے پیش نظر طلاق نہیں دینی چاہئے، طلاق نہ دینے سے زید گنہ گار نہیں ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

والدین کے حکم سے مال اور بیوی کو چھوڑنا

سوال:- والدین کے بارے میں ایک حدیث جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو دس وصیتیں کی تھیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی نہ کرنا چاہئے اگر چہ وہ یہ حکم دیں کہ بیوی چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کردے اس کی تشریح کر دیجئے کہ کیا ہر حال میں یہی حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

والدین کی اطاعت لازم ہے، اور ان کے حکم کی خاطر بیوی اور سارے مال کو چھوڑ دینے کا

---

[۱] امداد الفتاویٰ ص ۴۸۰/ ج۴/مسائل شتی رساله تعدیل حقوق الوالدین. اما باعتبار اصل الجواز فلا یلزمه طلاق زوجة أمراه بفراقها وان تأذیا ببقائها ایذأ شدیداً لانه قد یحصل له ضرربها فلا یکلفه لاجلهما اذ من شان شفقتهما انهما لو تحققا ذلک لم یا مراه به فالزامهما له به مع ذٰلک حمق منهما ولا یلتفت الیه. مرقاة شرح مشکٰوة ص ۱۱۱/ ج۱/ باب الکبائر، الفصل الثالث، مطبوعه بمبئی.

[۲] امداد الفتاوی ص ۴۸۵/ ج۴/مطبوعه اداره تالیفات اولیاء دیوبند، مسائل شتی، رساله تعدیل حقوق والدین، عن معاذؓ قال أوصانی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بعشر کلمات (إلی قوله) ولا تعقن والدیک وإن امراک أن تخرج من أهلک ومالک قال ابن حجر شرط للمبالغة باعتبار الأکمل ...... أما باعتبار اصل الجواز فلا یلزمه طلاق زوجة امراه بفراقها وإن تأذیا ببقائها إیذاء شدیداً لأنه قد یحصل له ضرر بها فلا یکلفه لأجلهما إذ من شان شفقتهما أنهما لو تحققا ذلک لم یامراه به فالزامهما له به مع ذلک حمق منهما ولا یلتفت إلیه وکذالک اخراج ماله، مرقاة ص ۱۳۲ ج ۱ باب الکبائر، الفصل الثالث، طبع مکتبه نوریه مدنی مسجد دیوبند.

حکم ہے، بشرطیکہ فتنہ میں ابتلاء کا قوی اندیشہ نہ ہو، مثلاً بیوی کو چھوڑ دینے سے زنا میں مبتلا ہو جائے اور مال خرچ کر دینے سے چوری وغیرہ میں مبتلا ہو جائے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

ماں باپ کے کہنے سے بیوی کو طلاق

سوال:- ہم دونوں میاں بیوی میں باہم تعلق ہے، میں مدرسہ میں پڑھتا ہوں اور بیوی اپنے ماں باپ کے پاس رہتی ہے، میری والدہ بیمار ہوگئی ہے، دادا صاحب بیوی کو لے کر آئے ہیں، تا کہ اپنی ساس کی خدمت کرے، دو روز رہنے کے بعد بیوی اپنے ماں باپ کے پاس بغیر اجازت چلی گئی ہے، محلّہ کی عورتوں نے بے حد سمجھانے کی کوشش کی، دادا صاحب نے بھی کوشش کی ہے، مگر کسی کی بات پر عمل نہیں کیا، میری چچی نے ایک میل پر جا کر اس کو روکا ہے، چونکہ اس کو بعد میں معلوم ہوا کہ بغیر اجازت جا رہی ہے، وہاں پر اس کی صندوق وغیرہ پکڑی ہے، آپس میں پٹکم پٹکا ہوئی ہے، بہرکیف وہ کوشش کے باوجود چلی گئی ہے، اپنے ماں باپ سے جا کر یہ کہا ہے کہ مجھ کو سسر بٹھا کر گئے ہیں، سب کی اجازت سے آئی ہوں بغیر اجازت نہیں آئی یہ بالکل جھوٹ کہا ہے، والد صاحب نے مدرسہ میں میرے پاس خط بھیجا کہ تمہاری ماں بیمار ہے، جلدی سے آجاؤ، جب گھر آیا تو یہ ساری باتیں معلوم ہوئیں، جس سے میں بہت متفکر ہوا کہ بہت بڑی غلطی کی ہے، بغیر اجازت بھاگ گئی ہے، روکنے کے باوجود نہیں رُکی، والدہ بیماری کی وجہ سے چار پائی سے اٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتیں، والد صاحب اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ پکاتے ہیں، مجھ سے گھر والے کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو، چونکہ دو مرتبہ پہلے بھی بغیر اجازت کے اپنے بھائی کے ساتھ چلی گئی ہے، اب بذاتِ خود گئی ہے، گھر والے کہتے ہیں کہ اس کی تو عادت بن چکی ہے، لہٰذا جلدی سے طلاق دو تا کہ ہم دوسری جگہ شادی کریں خواہ آٹھ ہزار روپیہ لگ جائے چاہے زمین بیچنا پڑے، مگر شادی کریں گے اور اگر تو ہماری بات نہیں مانے گا تو ہمارا تیرا کوئی تعلق نہیں، اگر بیوی کو

لائے گا، تو ہم تم کو بھی تمہاری بیوی کو بھی گھر میں نہیں رکھیں گے، نہ تم کو مکان دیں گے نہ کھیتی دیں گے، میری طبیعت طلاق دینے کو نہیں چاہتی ہے، ہماری شادی ہوئے سات سال ہو گئے ہیں، آپس میں خوب تعلق ہے، لڑائی جھگڑے کی نوبت نہیں آئی ہے، بیوی نے اپنا بھائی مدرسہ میں بھیجا ہے، کہ میری غلطی کو معاف کردیں، آئندہ کبھی بھی غلطی نہیں کروں گی، اب چاہے مجھ کو بیس سال تک اپنے ماں باپ کے پاس نہ بھیجنا یہ بھی منظور ہے، یہ بات سن کر میں سسرال گیا اپنے ماں باپ کی بغیر اجازت کے کیوں چلی گئی، اس سے معلوم کیا آنے کی صحیح وجہ بتلا دو، اس نے بتلایا مجھے کسی نے بھی کچھ نہیں کہا ہے، غلطی ہوگئی معاف کردو آئندہ غلطی نہیں کروں گی، میں نے اس سے کہا میرے گھر والوں کو راضی کردو میں میں بھی راضی ہوں، اس نے گھر والوں سے معافی مانگی، میرے سسرال جانے کی خبر میرے والدین کو ہوگئی انہوں نے دھمکی دی، اب میں متفکر ہوں کیا کروں، طلاق دوں یا نہ دوں؟ جناب کے فتوے پر عمل کیا جائے گا، حدیث میں آتا ہے کہ اگر ماں باپ طلاق کو کہیں تو بیوی کو طلاق دیدینا چاہئے، اگر میں طلاق دیدوں تو گھر والے تو راضی ہو جائیں گے، لیکن میری طبیعت نہیں چاہتی، تین سال کی ایک لڑکی بھی ہے، اس صورتِ حال میں جناب والا فتویٰ سے مطلع فرمائیں تو کرم ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ماں باپ کو آپ کی بیوی کی حرکت ناگوار ہوئی کہ وہ ایسے پریشانی کے وقت بلا اجازت چلی گئی، اب وہ معافی چاہتی ہے، خود جا کر سسرال میں اپنی ساس اور سسر کو راضی کرلے اور گھر کا کام شروع کردے، معافی مانگ لے اور آپ بھی سفارش کردیں، اللہ تعالیٰ ان کے دل کو نرم فرمادیں جس سے وہ معاف کردیں، طلاق دینے سے جب معصیت میں گرفتار ہونے کا اندیشہ ہے، تو ماں باپ کے کہنے سے طلاق نہ دی جائے[1] ماں باپ کو چاہئے کہ معاف کردیں، جو شخص بندوں کی خطا

---

[1] امداد الفتاوی ص: ۴۸۵، ج: ۴، واما الطلاق فان الاصل فيه الحظر بمعنى انه محظور الا لعارض يبيحه وهو معنى قولهم الاصل فيه الحظر والا باحة للحاجة الى الخلاص (بقیہ آئندہ پر)

معاف کرتا ہے، اللہ پاک اس کی خطا معاف کرتے ہیں، ورنہ سخت باز پرس کا اندیشہ ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۵/۶/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۲۵/۶/۱۳۹۱ھ

والدہ کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا

سوال:- زید ایک اچھے گھرانہ کا فرد ہے، لیکن عرصہ دراز سے گانا بجانا سیکھتا ہے اور ریڈیو پر گانے سنتا ہے، شادی شدہ ہے، پانچ بچوں کا باپ ہے، زید برسرِ روزگار نہیں ہے، زید نے غیر کفو میں مخفی طور پر عقد ثانی کرلیا ہے، مندرجہ بالا خانگی حالات کے پیشِ نظر زوجۂ ثانیہ سے نبھاؤ اور گذر بسر کی امید نظر نہیں آتی ہے زید کی والدہ اس صورت حال سے بہت متاثر ہے لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر زید کی والدہ زید کو زوجۂ ثانیہ کے بارے میں ہدایت دے یا حکم کرے کہ زید اس کو اپنے عقد سے بادائے حقوقِ شرع خارج کردے اور طلاق دیدے تو کیا زید کی والدہ کا یہ فعل حکمِ خدا اور رسول کے خلاف ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کیا زید اتنا سعادت مند ہے کہ ضعیف والدہ کے حکم سے زوجۂ ثانیہ کو طلاق دیدے گا؟ اگر ایسا ہے تو اب تک والدہ نے ان حالات کے متعلق حکم شرعی کیوں نہیں دیا جن کا تذکرہ شروع خط

(گذشتہ کا بقیہ) فاذا كان بلا سبب اصلا لم يكن فيه حاجة الى الخلاص بل يكون حمقا وسفاهة راى ومجرد كفران النعمة واخلاص الايذاء بها وباهلها واولادها الخ. شامی زکریا ص: ۴۲۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۲۸، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، منحة الخالق على البحر الرائق زكريا ص ۴۱۳ ج ۳ كتاب الطلاق.

(صفحہ ہٰذا) [1] كما تحبون عفو الله لكم عن ذنوبكم فذلك اغفر لمن دونكم وينظر الى هٰذا المعنى قول النبى صلى الله عليه وسلم من لا يرحم لا يرحم. المحرر الوجيز فى تفسير الكتاب العزيز ص: ۱۷۳، ج: ۴، تحت سورة نور آيت: ۲۲، طبع بيروت.

میں ہے (گانا وغیرہ) اگر وہ حالات والدہ کے لئے ناگوار نہیں بلکہ قابلِ تعریف یا قابلِ برداشت ہیں، حالانکہ وہ شرعاً معصیت ہیں تو پھر عقد ثانی تو کوئی شرعی عیب بھی نہیں، اس کے لئے زید کے حق میں یہ بھی ضروری نہیں کہ اپنے برابر کے خاندان ہی میں کرے اور کسی ولی کی اجازت سے کرے اس لئے کہ زید نابالغ نہیں ہے، صرف دو گواہوں کی موجودگی کافی ہے، پھر اس پر والدہ اتنی کیوں برہم ہے، رہا نبھاؤ کا سوال تو اب بھی زیادہ بہتر نہیں ہو رہا ہے، اس لئے کہ زید روزگاری ماحول سے گریزاں ہے، بلکہ اس کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اور نابالغ بچوں کے ساتھ کسی قسم کا لگاؤ نہیں رکھتا ہوسکتا ہے کہ زوجۂ اولیٰ کو اس طرز سے کوئی تکلیف نہ ہو بلکہ اس کا نان نفقہ کا گذارہ بسہولت ہوجاتا ہے، اس کی والدہ یا زید کی والدہ امداد کرتی ہوں، اس صورت میں عقد ثانی کی وجہ سے زوجۂ اولیٰ کے نان نفقہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، رہا زوجۂ ثانیہ کے نان نفقہ کا مسئلہ تو اس کی والدہ کو کیا فکر ہے، زید جانے اور زوجۂ ثانیہ یہ بھی ممکن ہے، کہ زوجۂ ثانیہ کو زید کسی علیحدہ مکان میں رکھے اگر ایک ہی جگہ رکھا پھر دونوں بیویوں میں لڑائی ہوئی تو والدہ کو مصالحت کی کوشش کی ضرورت ہے، ہاں اگر زوجۂ ثانیہ کا چال چلن اچھا نہ ہو اور اس کی صحبت سے گھر پر خراب اثر پڑنے کا اندیشہ ہو یا زید کی والدہ کو وہ آکر ستائے اذیت پہنچائے تو والدہ کو حق ہوگا کہ زید کو حکم دے، ابھی طلاق کا حکم نہیں دینا چاہئے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۸۵ھ

جو عورت شوہر کو والدین کی بے عزتی پر مجبور کرے اس کو طلاق

سوال:- ایک شخص جس کی شادی تقریبا چار سال پہلے ہوئی تھی، تو اس عورت نے اپنے

---

[1] ان كان الحق فى جانب الوالدين فطلاقها واجب للزوم العقوق فى الحقوق لمعات بر حاشيه مشكوة ص ۴۲۱/ حاشيه ۵ تحت باب البر والصلة، الفصل الثالث حديث ابن عمر طبع دار الكتاب ديوبند، قال الفقهاء وان كان القصور من الزوجة فالاطاعة واجبة تقرير الترمذى لشيخ الهند على الترمذى ص ۳۴/، ابواب الطلاق، باب ما جاء فى الرجل يسأله أبوه أن يطلق امرأته، مكتبه بلال ديوبند.

شوہر کی عزت برباد کردی ہے، جملہ سسرال والوں کو ذلیل کردیا ہے، ایک روز اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں گھر کا سب سامان لے کر اکیلی بے پردگی کے ساتھ اپنے بہنوئی کے یہاں چلی گئی، اپنے شوہر کو وہ کہتی ہے کہ پہلے اپنے والدین کو جوتے مار کر گھر سے نکالو ان سے کلام مت کرو، جب کہ شوہر کا کہنا ہے کہ والدین کی بے عزتی مجھ سے نہیں ہوگی، تو چاہے رہ یا نہ رہ، اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ ایسی عورت کو طلاق دی جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ماں باپ کی بے عزتی کرنا ہرگز جائز نہیں[۱]۔ اگر بیوی کے ساتھ نباہ نہیں ہوتا، اور اس کا مہر ادا کرنے پر قدرت ہے، اور اس کو طلاق دینے کے بعد کوئی پریشانی نہیں ہوگی، تو اس کو طلاق دیدینا ہی بہتر ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۵/۱۰/۵ھ

نماز نہ پڑھنے والی عورت کو طلاق دینا کیسا ہے

سوال[۳]: – زنے اگر احکام شرع بجانیارد چنانچہ نماز وغیرہ باوجود پند شوہر خود نخواند و نصیحت شوہر نپند دپس اور ابعد تدبیرات شرعی طلاق دادن لازم وواجب شود یانہ بینوا **بحوالة صفحات**

---

[۱] إن اللّٰه حرم عليكم عقوق الأمهات اى مخالفتهن وهو القطع والشق المراد صدور مايتاذى به احد الوالدين من ولده عرفا بقول اوفعل. مرقاة شرح مشكوٰة ص:۶۶۵، ج:۴، باب البر والصلة الفصل الاول. مطبوعه بمبئى.

[۲] لكن جواز الطلاق انما هو اذا قدر على أداء المهر وإلّا فلا يطلقها، نفع المفتى والسائل ص ۱۰۴ ما يتعلق باطعة النساء لأزواجهن، مطبوعه رحيميه ديوبند.

[۳] **خلاصۂ سوال:** اگر احکام شریعت پر عمل نہ کرے چنانچہ نماز وغیرہ شوہر کی نصیحت کے باوجود نہ پڑھے اور شوہر کی نصیحت پر عمل نہ کرے تو اس کو شرعی تدابیر اختیار کرنے کے بعد طلاق دینا لازم ہے یا نہیں؟

خلاصۂ جواب: اگر بغیر بیوی کے صبر کرسکتا ہے اور اداء مہر پر قادر بھی ہے تو بہتر ہے کہ طلاق دیدے ورنہ تو طلاق نہ دے اور فقہاء نے وجوبِ طلاق کی نفی کی ہے۔

الکتب المعتبرۃ فتوجروا عند اللّٰہ اجراً عظیماً.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بلا زوجہ صبر تواند کرد ونیز برادا ءِمہر قدرت دارد بہتر است کہ طلاق دہد ورنہ طلاق نہ دہد وفقہاء وجوب رانفی کردہ اند لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ اھـ درمختار[۱] ص ۳۷۷/ ج۵/اذا اعتادت الزوجۃ الفسق علیہ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر والضرب فیما یجوز فیہ فان لم تنزجر لا یجب التطلیق علیہ لان الزوج قد ادی حقہ والا ثم علیہا ھذا ما اقتضاہ الشرع واما مقتضی غایۃ التقویٰ فہو ان یطلقہا لکن جواز الطلاق انما ھوا اذا قدر علی اداء المہر والا فلا یطلقہا کما فی الاشباہ والنظائر اھـ نفع المفتی والسائل[۲] ص ۱۱۸/ وص ۱۱۹/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور
صحیح: عبد اللطیف ۱۳/ ربیع الثانی ۵۶ھ صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

کیا بے عمل بیوی کو چھوڑ دے

سوال:-اگر بیوی باوجود تاکید وتقاضہ کے نماز نہ پڑھے تو کیا اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کی اصلاح سے مایوس ہوگیا اور طلاق دینے کے بعد اداءِ مہر میں دشواری نہیں ہوگی اور خود بھی معصیت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں تو اس کو طلاق دینا مستحب ہے، ورنہ اس کو طلاق نہ

---

[۱] الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۴۳/ ج۴/ مطبوعہ کراچی ص ۵۰/ ج۳/ فصل فی المحرمات، ہندیہ کوئٹہ ص ۳۷۲ ج۵ کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، بحر کوئٹہ ص ۱۰۷ ج۳ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات.

[۲] نفع المفتی والسائل ص ۱۰۳/۴ / باب مایتعلق باطاعۃ النساء لا زواجھن، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

دے اور اصلاح کی کوشش کرتا رہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بدچلن عورت کو طلاق

سوال:- زید اپنی بیوی کو جو کہ بدچلن ثابت ہوئی ہے نکال دیتا ہے، لیکن طلاق نہیں دیتا، ایسی شکل میں زید کو طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر وہ عورت اپنے فعل پر برابر قائم رہے اور زید نے طلاق نہ دی ہو تو اس عورت کے فعل کا گناہ زید کے ذمہ ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی حالت میں زید کو چاہئے کہ اپنی عورت کو بدچلنی سے روکے اور اس کی حفاظت کرے، اس کے بعد بھی اگر وہ باز نہ آئے، تو بھی زید کے ذمہ طلاق دینا واجب نہیں **لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة**[۲] اور زید کے ذمہ اس کا گناہ بھی نہیں، لیکن اس حالت میں زید کے لئے افضل یہی ہے کہ اس کو طلاق دیدے بشرطیکہ اس کا مہر پورا کرنے اور اپنے نفس کو معصیت سے روکنے پر قادر ہو[۳] **کذا فی تنبیه الغافلین**[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۸/۶۲ھ

---

[۱] اذا اعتادت الزوجة الفسق علیه الامر بالمعروف والنهی عن المنکر والضرب فیما یجوز فیه فان لم تنزجر لا یجب التطلیق علیه لان الزوج قد ادی حقه والا ثم علیها هذا ما اقتضاه الشرع وأما مقتضی غایة التقویٰ فهو أن یطلقها لکن جواز الطلاق انما هو اذا قدر علی اداء المهر والا فلا یطلقها کما فی الاشباه والنظائر. نفع المفتی والسائل ص ۱۰۳/۴، باب ما یتعلق باطاعة النساء لا زواجهن، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[۲] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۱۴۳/ ج۴/ مطبوعه کراچی ص ۵۰/ ج۳/ فصل فی المحرمات، هندیه کوئٹه ص ۳۷۲ ج۵ کتاب الکراهیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات، بحر کوئٹه ص ۱۰۷ ج۳ فصل فی المحرمات.

[۳] اذا عتادت الزوجة الفسق علیه الامر بالمعروف والنهی عن المنکر والضرب فیما یجوز فیه فان لم ینزجرلا یجب التطلیق علیه لان الزوج قد ادی حقه والاثم علیها اما اقتضاء الشرع (بقیہ آئندہ پر)

طلاق دینے کیلئے نشوز کو ثابت کرنا

سوال:- کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو طلاق دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو طرح طرح سے عورت کو تنگ کرتے ہیں تاکہ وہ میرے یہاں رہنے سے انکار کردے اور میں اس کو ناشزہ ثابت کرکے دربارہ ناشزہ شریعت کے حکم پر عمل کروں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور ایسے لوگوں کی عورتیں بھی بوجہ انکار ناشزہ کہیں جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر کو اسکی کیا ضرورت ہے کہ وہ عدم موافقت کے وقت بھی طلاق دے سکتا ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

مغرور اور ضدی عورت کو طلاق

سوال:- تقریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا میری بیوی اپنے سگے چچا کے ساتھ میری بغیر مرضی کے اپنے میکہ چلی گئی جہاں پر اس کو اپنے خالہ زاد بھائی کی شادی میں شرکت کرنی تھی، چلتے وقت اس سے میں نے یہ کہا تھا دیکھو تم میری بغیر اجازت کے اپنے گھر جارہی ہو، تمہارا یہ فعل

(گذشتہ کا بقیہ) واما مقتضی غاية التقوى فهو ان يطلقها لكن جواز الطلاق انما هو اذا قدر على اداء المهر والا فلا يطلقها كما فی الاشباه والنظائر نفع المفتی والسائل ص ۴/۱۰۳/ باب ما يتعلق باطاعة النساء لازواجهن، مطبوعه رحيميه ديوبند.

[۲] تنبيه الغافلين ص ۹۳/ باب الغيبة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہذا) [۱] اما سببه فالحاجة إلى الخلاص عند تباين الاخلاق وعروض البغضاء الموجبة عدم اقامة حدود اللّٰه تعالیٰ، فتح القدير ص ۴۶۳ ج ۳ اول كتاب الطلاق، دار الفكر بيروت، اما وصفه فهو أنه محظور نظراً إلى الأصل ومباح نظراً إلى الحاجة، هنديه كوئٹه ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الطلاق، الباب الاول، بحر كوئٹه ص ۲۳۶ ج ۳ اول كتاب الطلاق.

شریعت کے خلاف ہے، لیکن پھر بھی شوہر ہونے کے ناطہ میں تم کو یہ سمجھائے دیتا ہوں کہ جہاں پرتم جارہی ہو وہ ایک شادی کا گھر ہے، ہنگامہ شادی میں بے پردگی اور بے حیائی کا زیادہ دوردورہ رہتا ہے، بے حیائی اور بے پردگی سے پرہیز رکھنا اور میں تم کواس بات کی سخت تاکید کرتا ہوں کہ تم وہاں جاکر کبھی بھی اپنے خالہ زاد بھائی کے سامنے ہرگز مت آنا، اور اگرتم نے میری بات کی خلاف ورزی کی تو میں تم کو چھوڑ دوں گا، میری یہ بات سن کراس نے مجھے یقین دلاتے ہوئے کہا کہ اگرتم مجھے میرے خالہ زاد بھائی کے سامنے آنے سے روکتے ہو تو میں اس کے سامنے کبھی نہیں آؤنگی، اور میں قسم کھاتی ہوں کہ اگر میں تمہارے اس حکم کی خلاف ورزی کروں تو خدا کے دین وایمان سے پھر جاؤں، اتنا کہہ کر وہ اپنے میکہ چلی گئی، لیکن مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے اپنے میکہ جاکر میری ہر بات کی خلاف ورزی کی ہے، میری بیوی ایک مالدار گھرانہ کی اکلوتی، مغرور اور ضدی لڑکی ہے، مختصر پڑھی ہوئی ہونے کے علاوہ وہ صوم وصلوٰۃ کی بھی پابند ہے، میں ایک غریب مگر تعلیم یافتہ نوجوان ہوں، میرے ایک چار ماہ کا لڑکا بھی ہے، جو اپنی ماں کے ہمراہ ہے، اگر حدیث شریف مجھے اپنی بیوی سے قطع تعلق کرنے کی اجازت دیدے تو کیا میں اپنے لڑکے کو فوری طور پر اپنے پاس رکھ سکتا ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیا

آپ نے لکھا ہے کہ وہ مغرور اور ضدی لڑکی ہے، مگر آپ کے منع کرنے پر اس نے پختہ وعدہ کیا اور سخت قسم بھی کھائی، اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرمانبردار ہے، مغرور اور ضدی نہیں، ہوسکتا ہے کہ قسم بھول گئی ہو، آپ اس کو نرمی سے باربار نصیحت کرتے رہیں امید ہے کہ اصلاح ہوجائے گی، اور آپ کا گھر آباد رہے گا، طلاق دینے اور تعلق ختم کردینے کی صورت میں ہوسکتا ہے کہ آپ کو بھی دشواری پیش آئے، دوسری شادی جلدی نہ ہوسکے، اور دوسری کہیں اس سے زیادہ پریشان کن نہ آئے، اس لئے ابھی تعلق ختم نہ کریں، بچہ کی پرورش کا حق بچہ کی ماں کو ہے،

نفقہ آپ کے ذمہ ہے[۱]، اگر خدانخواستہ آپ نے طلاق دیدی تب بھی بچہ کو فوری طور پر آپ اس سے نہیں لے سکتے، بلکہ وہ چھ سات سال کی عمر تک ماں ہی کے پاس رہے گا، جبکہ ماں کسی ایسے شخص سے نکاح نہ کرے جو بچے کے حق میں غیر ذی رحم محرم ہو[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۹۵ھ

۱؎ وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله يعم الانثى والجمع، الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار زكريا، ج۵/ص ۳۳۶/مطبوعه كراچی، ج۳/ص ۶۱۲/ باب النفقة، مطلب الصغير المكتسب نفقته فی كسبه الخ، مجمع الأنهر ص۱۹۸ ج۲ باب النفقة تحت فصل مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص۱۵۸ ج۲، باب النفقة.

۲؎ احق الناس بحضانة الصغير حال قيام النكاح اوبعد الفرقة الام الا ان تكون مرتدة او متزوجة بغير محرم الیٰ قوله والا م والجدة احق بالغلام حتى يستغنى وقد ربسبع سنين الخ، عالمگيری كوئٹه، ج۱/ص ۵۴۱-۵۴۲/ الباب السادس عشر فی الحضانة، شامی كراچی ص۵۵۵،۵۵۶ ج۳ باب الحضانة، البحر الرائق ص۱۶۷ ج۴ باب الحضانة مطبوعه الماجديه كوئٹه.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

وقوعِ طلاق وعدمِ وقوعِ طلاق

فصل اول : وقوعِ طلاق

حالتِ حیض میں طلاق

سوال: -ہمارے یہاں ایک شخص کو آج شادی کئے ہوئے قریب دوسال ہوگئے، ایک بچہ بھی ہوگیا اورآرام سے زندگی بسر کرتے رہے، ایک روز زید کی بیوی بیماری کی حالت میں رورہی تھی، زید نے بیوی سے رونے کی وجہ پوچھی بیوی نے کوئی وجہ نہ بتائی تو زید نے بیوی کو مارنا شروع کردیا، اوراس غصہ کی حالت میں زبان سے تین دفعہ طلاق دیدیا، اورزید کی بیوی اس وقت حیض کی حالت میں ہی تھی، اب زیداس بیوی کو واپس لانا چاہتا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ اس کو رکھنے کا حق نہیں، یعنی اس طلاق کے بعد عدت تین حیض مستقل گذار کر دوسرے شخص سے نکاح ہو، اورہم بستری کرنے کے بعد اگر مرجائے یا طلاق دیدے تو اس کی عدت ختم ہونے پراس تین طلاق دینے والے، زید سے دوبارہ نکاح ہوسکے گا،

اس سے پہلے کوئی صورت نہیں[1]، حالتِ حیض میں طلاق دینا منع ہے، تاہم اگر کوئی حالتِ حیض میں طلاق دیدے تو وہ واقع ہوجائے گی[2]، جس حیض میں طلاق دی ہے، وہ عدت میں شمار نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بعد تین حیض مستقل لازم ہوں گے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۵ھ

حبلیٰ کو طلاق

سوال:- کیا وضعِ حمل سے قبل زید نجمہ کو تین طلاق دے سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق دے گا، تو واقع ہوجائے گی[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگیری ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، محيط للسرخسى ص۸ ج۳ جزء نمبر ۶، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، البحر الرائق ص۵۶ ج۴، باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] واذا طلق الرجل امرأته فى حالة الحيض وقع الطلاق لان النهى عند لمعنىً فى غيره وهو ما ذكرنا فلا ينعدم مشروعيته. هدايه ص:۳۵۷، ج:۲، كتاب الطلاق. باب طلاق السنة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، فتاوىٰ عالمگيرى كوئٹه ص۳۴۹ ج۱ كتاب الطلاق، فتح القدير ص۴۶۸ ج۳ باب طلاق السنة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[3] واذا طلق الرجل امرأة فى حالة الحيض لم تعتد بالحيضة التى وقع فيها الطلاق لان العدة مقدرة بثلٰث حيض كوامل فلا ينقص عنها. هدايه ص:۴۲۵، ج:۲، باب العدة، مطبوعه دارالكتاب ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص۵۲۷ ج۱ كتاب الطلاق الباب الثالث عشر فى العدة.

[4] وحل طلاقهن اى الأيسة والصغيرة والحامل درمختار مع الشامى كراچى ص:۲۳۳، ج:۳، اول كتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص۶ ج۲ اول كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص۳۱۴ ج۲ اول كتاب الطلاق، طبع مكه مكرمه.

طلاق نہ دینے کا عہد کرنے کے بعد طلاق دینا

سوال:- زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے حالت نکاح میں یہ عہد کیا تھا کہ اگر میں تیرے ساتھ کسی قسم کا دھوکا کروں تو مجھے خدا اور اس کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد نصیب ہو، اس عہد کے بعد زید کو قرائن قویہ سے یہ معلوم ہوا اور پورے وثوق کے ساتھ اس بات کو پہنچا کہ ہندہ خصائل رذیلہ میں مبتلا ہوگئی، اس علم کے بعد زید نے اس کو بہت سمجھایا اور بہت کچھ صبر وتحمل سے کام لیا، مگر جب کہ بستی والوں نے بھی اس بات کی شہادت دی کہ زید تیری بیوی کا تعلق نہایت درجہ خراب ہو چکا، اور ہندہ نے اپنے خاوند سے کئی مرتبہ کہا کہ مجھے طلاق دیدے میرا تعلق جس شخص سے ہو چکا ہے، اس سے نکاح کروں گی تو زید نے مجبوراً طلاق مغلظہ دیدی، اب زید کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے آیا وہ دھوکہ باز قرار دیا جائے، اور وہ بُعدِ خداوند کا مرتکب ہوگا یا نہیں، اب ہندہ بہت زور دے رہی ہے نکاح ثانی پر اور اس نے حلالہ کے واسطے ایک آدمی کو تیار کر رکھا ہے، مگر زید کا دل اس سے بالکل برداشتہ ہو چکا اور بستی والے بھی زور دے رہے ہیں، نکاح ثانی پر، اب ان سے حلفاً پوچھا جائے کہ ہندہ کے تعلقات واقعی تم نے خراب پائے اگر خراب پائے تو پھر کیوں زور دیتے ہو اور زید کو جس جگہ اور جس پر شبہ تھا اس نے اقرار کیا کہ میں نے زنا کیا اور میرے سے یہ زنا نہیں چھوٹ سکتا اور یہ ہندہ عورت مجھے چھوڑ نہیں سکتی اور زید کے لئے ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے اور زید کے لئے ایسی بیوی کی بابت کیا حکم ہے۔

فقط والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ واقعہ صحیح ہے، تو اس صورت میں زید کو شرعاً دھوکہ باز نہیں کہا جا سکتا اور زید کے ذمہ اس عورت سے دوبارہ حلالہ کے بعد بھی نکاح کرنا واجب نہیں اس کو اختیار ہے کرے یا نہ

کرے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱ رصفر ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱ رصفر ۵۸ھ

عدت میں مکرر طلاق

سوال:۔ زید نے تقریباً عرصہ ۴ رماہ کا ہوا اپنی زوجہ ہندہ کو بحالت غصہ وجھگڑا معاملات خانگی دومرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں تجھ کو طلاق وآزاد کر چکا ہوں، اوراس حالت کے بعد زید نے ان الفاظ کی تصدیق ایک دوشخص سے کی، لیکن آج تک ہندہ زید کے گھر موجود ہے، وتعلقات زن وشوہر باہم فریقین میں قائم ہیں، مسماۃ ہندہ کو طلاق ہوچکی تھی، یانہیں؟ اگر ہوچکی تو دوبارہ قیام رشتہ کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لفظ ''آزاد کر چکا'' بمنزلہ صریح ہے اس سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے[2] اور لفظ طلاق سے بھی رجعی واقع ہوتی ہے، اور دومرتبہ طلاق دے کر عدت کے اندر رجعت کا اختیار حاصل ہوتا ہے، لہٰذا دومرتبہ طلاق کے بعد جب ایک دوشخص نے اس کی تصدیق کی ہے اگر اس نے نئی طلاق کی نیت نہیں کی، بلکہ پہلی طلاق کی خبر دی ہے تو عدت کے اندر رجعت کرنا جائز ہے،

[1] إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي فلم يف فلا إثم عليه وقيل : عليه، فيه بحث، فإن أمر أوفوا بالعقود مطلق فيحمل عدم الإثم في الحديث على ما إذا منع مانع من الوفاء، غمز عيون البصائر للحموي ص ٢٣٦ ج٣، كتاب الحظر والإباحة، إدارة القرآن كراچي، طيبي شرح مشكاة ص١٥٧ ج٩، كتاب الآداب، باب المزاح، مطبوعه زكريا ديوبند، مرقاة شرح مشكاة ص١٧٨ ج٩ باب المزاح، قبيل باب المفاخرة والعصبية، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] فإذا قال: رها كردم، أى سرحتک يقع به الرجعي مع أن اصله كناية ايضاً وما ذلک إلا لانه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، شامي كراچي ص ٢٩٩ ج٣ كتاب الطلاق، باب الكنايات، امدادالفتاویٰ ،ج٢/ص ٤٤٢/كتاب الطلاق ،فتاویٰ رحيميه ، ج١٠/ص ٢٠٢/ كتاب الطلاق.

اورعدت کے بعد نکاح کرنا ہوگا،اوراگرنئی طلاق مرادلی ہے تورجعت ونکاح کرنا جائز نہیں، بلکہ مغلظہ ہوگئی لہٰذا حلالہ کی ضرورت ہوگی، بشرطیکہ عدت کے اندرنئی طلاق مرادلی ہو اوراگر بعدعدت نئی طلاق مرادلی ہے تب بھی مغلظہ نہیں ہوئی، بلکہ تجدیدنکاح کافی ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود گنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۱۲/۲۸/ ۵۲ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۱۲/۲۹/ ۵۲ھ

صیغہ حال سے طلاق

سوال:۔ زید نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو بایں لفظ کہ تم کوطلاق دیتے ہیں،طلاق دیتے ہیں، طلاق دیتے ہیں، کہدیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یانہیں،اگر ہوگئی توکس قسم کی رجعی یابائن یامغلظہ ازروئے شرع شریف ذیل میں تحریرفرمادیا جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ لفظ کہ تم کوطلاق دیتے ہیں حال کا صیغہ ہےاورصیغۂ حال سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، پس تین مرتبہ کہنے سے مغلظہ ہوگئی،بغیرحلالہ کے رکھنا صحیح نہیں"**وفی المحیط لوقال بالعربیة اطلق لایکون طلاقاً الا اذاغلب استعماله للحال فیکون طلاقاً** اھ[۲] **عالمگیری، ص ۴۰۲/**۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودعفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۶/شوال ۵۵ھ

---

[۱] واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها. (هدايه، ج۲ ص ۳۹۴ باب الرجعة عالمگیری، ج ۱/ص ۴۷۰/ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة)

[۲] عالمگیری، ج ۱/ص ۳۸۴/ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسية، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اگر وہاں کے عرف میں یہ لفظ حال میں اکثر مستعمل ہوتا ہے تو ان الفاظ سے حسب تصریح مفتی صاحب تین طلاق واقع ہونگی۔ سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

صیغۂ حال سے طلاق

سوال: ۔احقر کشمیر کے ایک دورافتادہ پہاڑی علاقہ کا باشندہ ہے جو وادی سے دوسو کلومیٹر دور ہے، علاقہ کی بولی بھی وادی کی بولی سے جداگانہ ہے، یہ علاقہ قلیل کے نام سے جانا جاتا ہے، اس میں ۲۷/۲۸/ گاؤں ہیں لوگ نسلاً سب مسلمان ہیں، احقر رمضان المبارک میں گھر گیا تو برادری کے ایک آدمی نے اپنی بیوی کے بارے میں ایک جملہ کہا تھا، مُس، نبسہ، نہت، نہم، نہس، جس کا ترجمہ یہ ہے میں اسے چھوڑ رہا ہوں بیوی سامنے تھی یہ جملہ ایک ہی مجلس میں تین دفعہ کہا تھا، یہ جملہ بیوی کے بارے میں اگر ہمارے یہاں کہے تو طلاق ہی مراد لیتے ہیں، اور اگر کسی دوسری چیز کی طرف اشارہ کر کے کہے تو اس سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس چیز کو چھوڑ رہا ہے۔

یہ مسئلہ کشمیر کے مفتیٔ اعظم بشیر الدین صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، مگر احتیاطاً نکاح پڑھیں، احقر کے پاس وہ فتویٰ لایا گیا اس میں مفتی صاحب نے لکھا تھا ”**اذا لم یسم المرأة ولم یضف الطلاق الیٰ المرأة لایقع**“

(۲) کوئی اپنی بیوی سے کہے میں اسے چھوڑ دوں گا تو طلاق واقع نہیں ہوگی؟

(۳) غصہ اور غضب میں ہے، ہوش قائم نہ ہوں ایسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی، احقر نے کہہ دیا کہ یہ فتویٰ غلط ہے، پہلا مسئلہ اس وقت ہے جبکہ ایک آدمی کے نکاح میں کئی بیویاں ہوں وہ نام لے، یہاں ایک ہے نام لینے کی کیا ضرورت ہے، (۲) میں چھوڑ رہا ہوں، کے بجائے میں چھوڑ دوں گا کا حکم لکھا تھا، (۳) میں غصہ اور غضب میں طلاق واقع نہ ہونے کو جو لکھا

(گذشتہ کا بقیہ) شامی کراچی ص ۲۴۸ ج۳، باب الصریح مطلب سن بوشن یقع به الرجعی، المحیط البرهانی ص ۲۴۵ ج۵ الفصل السادس والعشرون مسائل العدة، الفصل السابع والعشرون فی المتفرقات، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

ہے یہ بھی غلط ہے، بندہ نے اتنا ہی کہا تھا کہ سب لوگ بندہ کے سر ہوگئے کہ پھر آپ ہی کچھ کریں ،احقر مذکورہ جملہ تین دفعہ کہنے سے طلاق مغلظہ کا قائل تھا،مگر ظاہر نہ کرسکا، چونکہ جن صاحب نے یہ الفاظ کہے تھے وہ کافی مالدار تھے،علاقہ کے اکثر لوگ ان سے وابستہ تھے، نیز جن کی لڑکی تھی، وہ طلاق کونہیں چاہتے تھے، بلکہ پختہ ارادہ ان کا یہ تھا کہ کچھ بھی ہوجائے ہماری لڑکی ان کے گھر رہے، ادھر سے لڑکی والے میری اہلیہ محترمہ سلمہا اللہ کے قریبی رشتہ دار ہیں،ان کی وجہ سے بھی میں بات صاف نہ کہہ سکا، کیونکہ فتنہ برپا ہوتا ہے،احقر سے یہ لوگ صرف نکاح پڑھنے یا اجازتِ نکاح طلب کرنے کو کہتے تھے، یہ نہیں کہتے تھے، کہ شرعی حکم کیا ہے، یہ لوگ رات ودن آتے رہتے ہیں، اور تنگ کرتے ہیں آخر کار بندہ مجبور ہوا تو ان سے کہا کہ قریب کے پانچ چھ گاؤں کے اکثر اور سمجھدار لوگ جمع کریں، سب مل کر فیصلہ کریں، ایک اور چار گاؤں کے اکثر لوگ اور دو گاؤں سے ایک ایک آدمی جمع ہوئے، احقر نے پہلے ان کو خوب سمجھایا کہ طلاق ونکاح کا مسئلہ ہے، آپ لوگ کسی کی رعایت نہ کریں، اس جملے میں کونسا زمانہ پاتے ہو اور تین دفعہ کہنے سے تم لوگ کیا حکم لگاتے ہو، صاف صاف کہدیں، تو سب لوگوں نے یہ کہا کہ ان الفاظ سے ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اور مذکورہ جملے میں زمانہ مستقبل پاتے ہیں، کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ بھی اس علاقہ کے باشندہ ہیں، مذکورہ جملہ آپ کی مادری زبان کا ہے، آپ ہی بتائیے کہ کیا حکم ہوگا، بلکہ سب لوگ کہنے لگے کہ آپ نکاح پڑھیں یا اجازت دیں احقر نے ان سے ایک تحریر نامہ بھی لیا جس میں چالیس سے زائد لوگوں نے دستخط بھی کئے، پھر مجبور ہوکر بندہ نے نکاح پڑھنے کی اجازت دی، نکاح ہوگیا، اب حضرت والا سے گذارش ہے کہ احقر کے حق میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور مذکورہ جملہ کا شرعی حکم کیا ہے تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارے عرف میں جب شوہر اپنی بیوی کے حق میں کہتا ہے کہ میں اسے چھوڑ رہا ہوں، تو عامۃً اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ میں اسے طلاق دے رہا ہوں، لہٰذا اس لفظ سے بلانیت

بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے[1]، اور تین دفعہ کہنے سے طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے، پھر بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز نہیں ہوتا[2]، جو نکاح دوبارہ کیا جائے، حلالہ سے قبل وہ شرعی نکاح نہیں، ان دونوں کے درمیان جدائی لازم ہے، مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود جس نے نکاح پڑھا اور جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے یا اس سے راضی ہوئے وہ سب گنہگار ہیں سب کو توبہ لازم ہے، ایمان کسی کا سلب نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ سب کا ایمان باقی رکھے، اور قوی فرمائے، باقی آپ کا مسئلہ بہت اُلجھ گیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہتر مخرج پیدا فرمائے، اور آئندہ کو محفوظ فرمائے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے، کہ یہ لفظ میں اسے چھوڑ رہا ہوں اس معنی میں ہوتا ہے، کہ میں اسے چھوڑنے کا ارادہ کررہا ہوں، اس لفظ سے طلاق نہیں ہوتی، پھر دوبارہ نکاح اور حلالہ کی بحث بھی پیدا نہیں ہوتی، اسی طرح اگر یہ لفظ کسی مقام پر طلاق کے لئے بولا ہی نہیں جاتا تو وہاں بھی یہ حکم نہیں ہوگا، جو شروع جواب میں لکھا تھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہُ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۱/۱۴۰۶ھ

”طلاق دیدے“ کے جواب میں ”کب کی دیدی“

سوال:۔ زید کی بیوی جھگڑا کر کے مدت ہوئی اپنے میکہ چلی گئی، زید اسکی وجہ سے افسردہ خاطر رہتا ہے، زید نے دو تین بار طلاق دینے کا بھی اظہار کیا ہے، زید ایک بار اپنے دوست عمر کے پاس آیا، عمر نے زید کو پریشان دیکھ کر کہا بھئی ایسے پریشان ہورہے ہو تو بیوی کو طلاق دیدو، زید نے کہا

[1] ملاحظہ ہو............ لفظ چھوڑ دی سے طلاق، طلاق صریح کا بیان۔

بخلاف فارسية قول سرحتک وهورها كردم لانه صار صريحاً فى العرف (شامى كراچى، ج۳/ص ۲۹۹/ باب الكنايات، شامى نعمانيه، ج۲/ص ۴۶۴/.

[2] وان كان الطلاق ثلاثاً فى الحرة وتنثين فى الامامة لم تحل به حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها (عالمگيرى، ج۱/ص ۴۷۳/ فصل فيما تحل به المطلقة)، المحيط السرخسى ص۸ ج۳ جزء ۶، كتاب الطلاق مطبوعه دار الفكر بيروت، هداية ص ۳۹۹ ج۲ كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه تهانوى ديوبند.

’’کب کی دیدی ہے‘‘عمر نے ٹوکا ایسے الفاظ کہتے ہوتو مطلقہ ہوجائیگی،

میں تحقیق کرونگا، زید نے کہا نہیں نہیں اس سے طلاق نہ ہوگی، یہ بات مدنظر رہے کہ زید نے اپنی بیوی کو اس مجلس سے پیشتر طلاق نہیں دی ہے، اور عمر کے سامنے صراحۃً جھوٹ بولا تھا، اس کا ثبوت اس کے قول سے بھی ہورہا ہے، تو زید کے اس قول سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو کونسی؟ زید کی اس بات کو سننے والا صرف ایک شخص عمر ہے، وہ کیا کرے؟ زید تو اپنے خیال پر قائم ہے کہ طلاق نہیں ہوئی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

زید کے اس (جھوٹے) اقرار سے بھی طلاق رجعی واقع ہوگئی[1] تین ماہواری گذرنے سے پہلے پہلے اس کو حق ہے کہ رجعت کرلے، عمر وغیرہ کے سامنے کہدے کہ میں نے اپنی طلاق واپس لے لی،[2] اگر تین ماہواری گذر چکی ہوں تو بیوی کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں [3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لواقر بالطلاق کاذبا اوهازلا وقع قضاء. شامی زکریا، ج۴/ص ۴۴۰/ (مطبوعه کراچی، ج۳/ص ۲۳۶/ کتاب الطلاق، مطلب فی الاکراه علی التوکیل بالطلاق الخ.

[2] واذاطلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة اوتطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها والرجعة ان یقول راجعتک اوراجعت امرأتی ویستحب ان یشهدعلی الرجعة شاهدین، هدایه، ج۲/ص ۳۹۴/ اول باب الرجعة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۰ ج۱ الباب السادس فی الرجعة زیلعی ص ۲۵۱ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه امدادیه ملتان.

[3] اذاکان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، عالمگیری، ج۱/ص ۴۷۲/ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة. (مطبوعه کوئٹه)، شامی زکریا ص ۴۰ ج۵ باب الرجعة، النهر الفائق ص ۳۵۵ ج۲ کتاب الطلاق فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

''تو سمجھ لے کہ دی'' سے طلاق

سوال: ۔زید نے دوسری شادی کرلی، ایک روز پہلی بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوا، اس وقت زید کی بھابھی بھی وہاں موجود تھی، زید نے کہا کہ میں تم سے عاجز ہوگیا ہوں میں تجھے چھوڑ دونگا، اس کے جواب میں بیوی نے کہا کہ میں بھی تم سے تنگ آگئی ہوں، اس پر زید نے کہا کہ جا تو یہ سمجھ لے کہ میں نے تجھے طلاق دی، اس کے بعد جھگڑا ہوتا رہا، اور اس دوران میں زید نے کئی مرتبہ پھر یہی الفاظ کہے کہ جا تو یہ سمجھ لے کہ دی، جا تو یہ سمجھ لے کہ دی، اس عرصہ میں دو تین آدمی اور آگئے، بیوی نے ان دو آدمیوں کے سامنے یہ واقعہ دہرایا کہ زید نے مجھے ایسا کہا ہے، اس پر زید نے یہ کہدیا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوتی، تقریباً پانچ ماہ کا عرصہ گذر گیا بیوی سے زید کا کوئی تعلق نہیں ہے، صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کا یہ مطلب تھا کہ جا تو یہ سمجھ لے کہ میں نے تجھے طلاق دی مگر تیرے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے میں نے طلاق نہیں دی اور زید اس پر حلف کرلے تو زید کا قول معتبر ہوگا، اور طلاق کا حکم نہیں کیا جائے گا،[1] ورنہ طلاق کا حکم ہوجائے گا، اور قرینہ بھی یہی ہے کیونکہ ایسا کہنے کے بعد زید نے اس سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تیری لونڈیا کو طلاق

سوال: ۔ایک شخص اس کے سسر اور ساس نے یہ نہیں کہا کہ ہماری لڑکی کو طلاق

---

[1] والقول له بيمينه فى عدم النية فاليمين لازمة لهٗ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا، ج۴/ص ۵۳۳/مطبوعه كراچى، ج۳/ص ۳۰۰/ باب الكنايات مطلب لااعتبار بالاعراب هنا، هدايه ص ۳۷۴ ج۲ كتاب الطلاق، قبيل صفحة باب تفويض الطلاق مطبوعه تهانوى ديوبند، بحر ص ۲۹۸ ج۳ باب الكنايات فى الطلاق، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

دیدو بلکہ یہ کہا کہ تیری بہن پر طلاق، تیری ماں پر طلاق، اس لڑکے نے چار بار طلاق طلاق طلاق طلاق کہا، اور آخر میں یہ بھی کہا کہ تیری لونڈیا کو طلاق، ساس کی تین لڑکیاں ہیں جو کہ شادی شدہ ہیں، کسی کا نام لے کر نہیں کہا، اور نہ دل سے کہا اور نہ طلاق دینے کی نیت تھی، کہنا تو یہ چاہتا تھا کہ تمہاری بہن یا تمہاری ماں پر طلاق، جیسے کہ انہوں نے کہا تھا مگر نام آ گیا، لونڈیا کا اس کے بعد لڑکا خاموش ہو گیا، اور اس واقعہ کے دو چار گواہ بھی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس لفظ سے ''تیری لونڈیا کو طلاق'' ایک طلاق تو ہو ہی گئی اگرچہ اس کے سسر کی کئی لڑکیاں ہیں، مگر طلاق اس لونڈیا کو دے سکتا ہے جو اس کے نکاح میں ہے، لہٰذا بغیر نام لئے بھی اس کی بیوی پر طلاق ہو گئی[۱] اس سے پہلے چار بار طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، کہا ہے تو اس میں اس نے نہ بیوی کا نام لیا نہ خطاب کیا نہ اس کی طرف کسی طرح اشارہ کیا اور وہ قسم کھا کر کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے یہ لفظ نہیں کہا تو اس کا قول معتبر ہوگا، ورنہ اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ کا حکم ہوگا[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] لـه بنـات ذوات أزواج قال زوج إحداهن لأبيهن طلاق على بنتك وقع على امرأته لأنه لا يملك إلا الإيقاع على امرأته فانصرف إليها، فتاوى بزازيه على الهندية ص۱۷۸، ۱۷۹ ج۴ كتاب الطلاق، مسائل الإيقاع بلا قصد وإضافة، مطبوعه كوئٹه، قاضی خان على الهندية كوئٹه ص۴۶۴ ج۱ كتاب الطلاق.

[۲] لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق ويفهم عنه إنه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها، شامی زکریا، ج۴، ص۴۵۸، (مطبوعه کراچی، ج۳، ص۲۷۸، باب الصريح مطلب شن بوش يقع به الرجعي، بحر ص۲۵۳ ج۳ باب الطلاق، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

دو بیویوں کی موجودگی میں بلاتعیین اشارہ الفاظِ طلاق کہنے کا حکم

سوال:- محمد عبدالحق نے اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ جھگڑا کر کے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق بائن دے دیا، لیکن کسی عورت کا نام نہ لیا، اشارہ بھی نہ کیا گواہ نے جو عبدالحق نے کہا وہ سنا، اب شریعت کا حکم کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر جھگڑا دونوں سے تھا تو دونوں کو طلاقِ مغلظہ ہوگئی، دونوں کو علیحدہ کر دے، اگر ایسا نہیں تو عبدالحق سے دریافت کرلیا جائے وہ جس کو متعین کر کے کہے کہ فلاں کو طلاق دی ہے تو اس پر طلاق مانی جائے گی[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اگر پہلے طلاق نہیں دی تو اب دی دی

سوال:- آج سے چار مہینہ قبل میں نے اپنی دونوں بیویوں کو طلاق دی، ایک "تم دونوں کو طلاق" کہہ کر طلاق دی، میں نے اس کے بارے میں فتویٰ لیا تھا، تو جواب دیا گیا کہ رضامندی ہونے پر عدت میں رجوع کر سکتے ہیں، اس کے بعد میری ایک گھر والی اپنے رشتہ داروں میں چلی گئی، چار مہینہ بعد میں اسے لینے گیا، اور انہوں نے گرما گرمی سے کہا کہ تم نے جب اسے طلاق

---

[1] لہ امرأتان کلتا هما معروفة له صرفه الى ايهما شاء الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۵۲۱، ج:۴، مطبوعه كراچى ص ۲۹۰، ج:۳، باب طلاق غير المدخول بها، مطلب فى قبل ما بعد قبله رمضان، قاضى خان على هامش الهنديه ص: ۴۵۲، ج: ۱، اول كتاب الطلاق، مطبوعه كوئٹه، عالمگيرى كوئٹه. ص: ۳۵۸، ج: ۱، الباب الثانى الفصل الاول فى الطلاق الصريح.

دیدی تھی تو اسے کیوں لینے آئے؟ اس کے بعد ان کا کہنا ہے کہ تو نے ہمارے سامنے بھی یہ الفاظ ادا کردیئے کہ میں نے طلاق اس وقت نہیں دی تو اب دیدی، ان کا کہنا ہے کہ ''دی دی'' کا لفظ تم نے کتنی بار ادا کیا، البتہ طلاق کا لفظ نہیں کہا، خدا گواہ ہے کہ میں نے یہ الفاظ ادا کئے یا نہیں؟ مجھے معلوم نہیں ہے، لہٰذا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب اپنی دو بیوی کو ایک بار کہا کہ ''تم دونوں کو طلاق'' تو دونوں پر ایک ایک طلاق[1] ہوگئی، جس میں رجعت کا حق حاصل تھا، حقِ رجعت عدت کے اندر ہوتا ہے، عدت تین ماہواری ہے، اگر تین ماہواری آنے سے پہلے رجعت نہیں کی تو بائنہ ہوگئی، اب جب تک بیوی کی رضامندی سے دوبارہ نکاح نہ ہوتو اسکے لانے اور کہنے کا حق نہیں، وہ بالکل غیر ہوگئی،[2] اگر تین ماہواری آنے سے پہلے رجعت کرلی یعنی اسطرح کہہ دیا کہ میں نے اپنی طلاق واپس لے لی، یا ایسا کوئی کام کرلیا جو شوہر بیوی کے ساتھ خاص ہوتو رجعت ہوگئی، خواہ بیوی رضامند ہو یا نہ ہو، بلکہ زبانی رجعت کی ہوتو بیوی سامنے ہو یا نہ ہو ہر طرح رجعت ہوگئی،[3] اگر رجعت کرلینے کے بعد آپ بیوی کو لینے گئے اور

---

[1] ولو کانت له امرأتان فقال بینکما تطلیقتان طلقت کل واحدة صحیح، عالمگیری کوئٹه ص: ۱ ۳۶، ج: ۱، الباب الثانی، الفصل الاول فی الطلاق الصریح، قال لنسائه الاربع بینکن تطلیقة طلقت کل واحدة تطلیقة. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۵۲۰، ج: ۴، مطبوعه کراچی: ۲۹۱، ج: ۳، باب طلاق غیر المدخول بها. مطلب فیما قال: امرأته طالق وله امرأتان.

[2] اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. هدایه ج: ۲، ص: ۳۹۴، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، طبع یاسر ندیم دیوبند، الدر مع الشامی کراچی ص ۴۰۹ ج ۳ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، مجمع الأنهر ص ۸۷ ج ۲ باب الرجعة، دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلک اولم ترض والرجعة ان یقول راجعتک او راجعت امرأتی اویطأها اویقبلها الخ. هدایه ص: ۳۹۴، ج: ۲، اول باب الرجعة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، مجمع الأنهر ص ۷۹ ج ۲ باب الرجعة، دار الکتب العلمیة بیروت، هندیه کوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة.

اسکے رشتہ داروں نے یہ کہا کہ تم نے ہمارے سامنے یہ الفاظ ادا کئے ''میں نے طلاق اس وقت نہیں دی تو اب دیدی''، تو اگر واقعۃً ایسا کہا بھی تو ایسا کہنے سے کوئی طلاق نہیں ہوئی، اسلئے کہ ''اب طلاق دیدی'' کواس پر معلق کیا ہے، کہ پہلے طلاق نہیں دی، حالانکہ پہلے طلاق دیدی تھی، اسلئے اب ایسا کہنے سے کوئی طلاق نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

گونگے کی طلاق

سوال:-کسی نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے والدین نے گونگے مرد کے ساتھ کردیا، یہی لڑکی بلوغ کے بعد اپنے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کررہی ہے، تو سوال یہ ہے کہ گونگا طلاق کس طرح دے گا؟ اگر وہ گونگا طلاق دینے سے انکار کردے تو کیا کیا جائے؟ یا طلاق دینے کیلئے کسی بھی طرح گونگا مرد راضی ہو جائے، یا اسکواس کے گھر والے اور ذمہ دار حضرات کسی طرح سے راضی کرلیں، تو کیا طلاق میں بھی اشارہ کافی ہوگا؟ یا طلاق کی کوئی دوسری صورتیں نکل سکتی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اشارہ سے طلاق بھی ہو جائے گی، اگر لکھنا جانتا ہے تو لکھدے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۲/۱/۱۳۹۶ھ

الفاظِ طلاق عربی میں کہلوانا جن کے معنی نہ جانتا ہو

سوال:- ایک شخص نے کسی آدمی سے یہ الفاظ کہلوائے: **اطلق زوجی طلقاً وَاحداً**

---

[1] ویقع طلاق الاخرس بالاشارۃ یرید بالاخرس الذی ولد وھو اخرس (الی قولہ) واذا کان الاخرس یکتب کتابا یجوز بہ طلاقہ عالمگیری ص: ۳۵۴، ج: ۱، کوئٹہ، فصل فیمن یقع طلاقہ وفیمن لا یقع طلاقہ شامی زکریا ص: ۴۴۸، ج: ۴، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشۃ والافیون والبنج، الدر المنتقی مع مجمع الأنھر ص ۱۰ ج ۲ کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیۃ بیروت.

او ثانیاً او ثالثاً. لیکن ان الفاظ کے معنی اسکو معلوم نہیں، پھر معانی بتلا دیئے گئے، تو پھر اس نے ان الفاظ کو کہا اور اسکی نیت طلاق دینے کی نہیں تھی، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو جائیگی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ شخص ان الفاظ کا ترجمہ نہیں جانتا مگر یہ جانتا ہے کہ ان الفاظ سے طلاق دی جاتی ہے، تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائیگی، لیکن جب اس کو معنی بھی بتلا دیئے گئے، اور جان کر سمجھ کر پھر یہ الفاظ کہے تو اب وقوعِ طلاق میں کیا شبہ ہے، نیت کی حاجت نہیں[۱]، ہاں اگر بالکل محل استعمال اور معنیٰ سب سے ہی ناواقف ہو، کچھ خبر ہی نہ ہو تو پھر طلاق نہیں ہوگی۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/ ۹۵ھ

الگ الگ مجلس کے اقرار کے گواہوں سے طلاق

سوال:-محمد طیب کا بیان ہے کہ میں نے وسیلہ خاتون کو طلاق نہیں دی، وسیلہ خاتون کا بیان بھی محمد طیب کے مکان پر یہی تھا، کہ مجھ کو طلاق نہیں دی، لیکن اپنے گھر جانے پر جو کہ دو میل ہے وسیلہ خاتون سے جب کہ اس کو اپنے ماں باپ کے یہاں گئے ہوئے پندرہ یوم سے زائد ہو گئے تھے، حسبِ ضرورت دریافت کیا گیا، تو وہ کہتی ہے کہ مجھ کو ایک دفعہ کوٹھری سے نکل کر محمد طیب نے

---

[۱] المرأة اذا لقنت زوجها الطلاق بالعربية وهو لا يعلم يقع الطلاق . الفتاوى التاترخانية، ص: ۲۵۹، ج:۳، كتاب الطلاق، الفصل الثالث فى بيان من يقع طلاقه الخ . مطبوعه كراچى، الصريح لايحتاج الى النية شامى زكريا ص: ۴۶۱، ج:۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۵۰، ج:۳، باب الصريح، مطلب فى قول البحر ان الصريح الخ، بحر كوئٹه ص۲۵۸ ج۳ كتاب الطلاق، باب الطلاق، النهر الفائق ص۳۲۵ ج۲ باب الطلاق الصريح، طبع عباس احمد الباز مكة مكرمة.

[۲] قال ابو الليث اذا قال لامرأته انت طالق ولا يعرف ان هذا اللفظ طلاق طلقت فى القضاء ولاتطلق فيما بينه وبين الله تعالىٰ. الفتاویٰ التاتارخانية ص: ۲۵۹، ج:۳، كتاب الطلاق، الفصل الثالث فيمن يقع طلاقه. مطبوعه كراچى، شامى كراچى ص ۲۴۱ ج۳ كتاب الطلاق، مطلب فى الحشيشة والافيون والبنج، بزازيه على هامش الهندية ص ۱۷۹ ج۴ كتاب الطلاق، مسائل الايقاع، بلا قصد وإضافة.

کہا کہ میں نے طلاق دیدی، اس کے کچھ دیر کے بعد دستی نل کے پاس کہا کہ میں نے طلاق دیدی، اس کے کچھ دیر بعد کہا کہ میں نے طلاق دیدی، لیکن کسی گواہ کی موجودگی میں ثابت نہیں، کہ حویلی کے اندر پانچ گھر اور آٹھ عورتیں ہیں، جو کہ ہر وقت موجود رہتی ہیں، اور وسیلہ خاتون کے بیان کے وقت سب موجود تھیں، حویلی کا صحن چاروں گھروں کا ایک ہے، علاوہ اس کے جو بیان کسی مرد یا عورت کا ہے، کہ محمد طیب نے میرے سامنے کہا کہ میں نے وسیلہ خاتون کو طلاق دیدی، وہ فقط ایک ہے، پھر معلوم ہوا کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے دریافت کیا، تو محمد طیب نے کہا کہ میں نے طلاق دیدی، دو عورتیں بیان کرتی ہیں کہ محمد طیب طلاق دینے سے انکاری ہے، اور دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ایک جگہ شاہد نہیں ہیں، ایسی حالت میں محمد طیب کا بیان قابلِ تصدیق ہے یا قابلِ تکذیب؟ محمد طیب کو قسم کھانے پر مجبور کیا جائے کہ قرآن شریف کی قسم جب کہ ہاتھ پر رکھا ہو، یا اللہ پاک کی قسم کھا کر بیان دے یا بلا قسم کے بیان دے؟ یا مجبور نہ کیا جائے اور محمد طیب کے بیان پر عمل کیا جائے یا بیان نہ مانا جائے؟

تحریرِ بالا پر غور کر کے فتویٰ دیں کہ وسیلہ خاتون اب بھی منکوحہ ہے یا مطلقہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، اسی طرح طلاق کا اقرار کرنے سے بھی طلاق کا حکم کر دیا جاتا ہے[1]۔

اگر موقع کا گواہ کوئی نہیں ہے، لیکن اقرارِ طلاق ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت ہے، اور یہ معتبر ہیں تو ان کی گواہی سے بھی شرعی ثبوت حاصل ہوجائے گا اور طلاق کا حکم کر دیا جائے

---

[1] ولو اقر بالطلاق کاذبا اوھاز لا وقع قضاء. شامی زکریا ص: ۴۴۰، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۳۶، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الاکراہ علی التوکیل الخ، مبسوط سرخسی ص ۱۳۳ ج ۶ کتاب الطلاق، باب من الطلاق، دار الفکر بیروت، خانیہ علی الھندیہ کوئٹہ ص ۳۶۸ ج ۱ کتاب النکاح، فصل فی اقرار احد الزوجین بالحرمۃ الخ، بحر کوئٹہ ص ۲۵۹ ج ۳ باب الطلاق الصریح.

گا، اور جیسی طلاق کی گواہی دیں، ویسی طلاق کا حکم ہوگا، اگر چہ یہ گواہ ایک مجلس کے اقرار کے گواہ نہ ہوں، بلکہ الگ الگ مجلس کے گواہ ہوں، ایسی صورت میں محمد طیب سے حلفیہ بیان لینے کی ضرورت نہیں[1]۔

الحاصل حکمِ طلاق کے لئے نہ تنہا زوجہ کا دعویٰ کافی ہے، اور عدم حکم طلاق کے لئے نہ محض شوہر کا انکار کافی ہے۔

شوہر کے اقرر یا شرعی شہادت سے طلاق کا حکم ہوتا ہے، اقرار اور گواہ نہ ہونے کی صورت میں شوہر کے حلفیہ انکار سے عدمِ طلاق کا حکم ہوتا ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۱۳۹۰ھ

لفظ طلاق بطور دشنام

سوال:- زید نے زوجہ کی چند کوتاہیوں کی وجہ سے اشتعال میں آکر لفظ طلاق طلاق طلاق تین مرتبہ کہا، جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو زید نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت سے نہیں کہا، بلکہ بطورِ دشنام کہا، لہٰذا اس صورت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب بیوی کے حق میں لفظ طلاق تین دفعہ کہا اگر چہ بطورِ دشنام کہا ہو اور طلاق دینے کی نیت

---

[1] وشرط لغير دلک رجلان اورجل وامرأتان ما لا كان الحق اوغير مال كالنكاح والرضاع والطلاق. مجمع الانهر ص: ۲۶۱، ج:۳، آخر كتاب الشهادت. مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الدر مع الشامی کراچی ص ۴۶۵ ج۵ اول کتاب الشهادات، هنديه كوئٹه ص ۴۵۱ ج۳ کتاب الشهادات، الباب الاول.

[2] فان حلف ولا بينة لها فالاثم عليه. شامی زکریا ص: ۴۶۳، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۵۱، ج: ۳، باب الصريح، مطلب فی قول البحران الصريح يحتاج الخ، بحر كوئٹه ص ۲۵۷ ج ۳ اول باب الطلاق الصريح.

نہ ہوتب بھی طلاق مغلظہ ہوگئی[۱] اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/ ۸۸ھ

متعدد بار طلاق

سوال:- ایک عورت مسماۃ جنت بعمر ۲۱، سال خدا کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان کر سکتی ہے، کہ میں عرصہ تقریباً ۴½ سال سے عبدالرشید کی زوجیت میں ہوں، اس تمام مدت میں میرے خسر تقریباً چھ ماہ تک اپنی حیات میں میرے تمام اخراجات کے کفیل رہے، انکے انتقال کے بعد میرے شوہر مذکور نے حقوق زوجیت مثلاً نان ونفقہ اور رات کا تخلیہ ترک کر کے دوسری بازاری پیشہ ور عورتوں سے اپنے تعلقات کر لئے، جب کہ کبھی میں نے اور میرے والدین نے اور دوسرے اقرباء نے نان نفقہ کے لئے کہا تو اس نے صاف طور سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ کو بالالفاظ طلاق دے چکا تو اپنے ماں باپ کے یہاں رہ اس لئے یہی الفاظ طلاق ایک وقت میں

---

[۱] صریحہ مالم یستعمل إلا فیه ویقع بها وان نوی خلافها اولم ینو شیئاً. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:۴۵۷، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۲۴۷، ج:۳، اول باب الصریح. لو قال لزوجته انت طالق طالق طالق طلقت ثلاثاً. الاشباه والنظائر ص: ۲۱۹، الفن الاول القاعدة التاسعة اعمال الکلام اولی من اهماله. بیان ما تفرع علیه من انه لو کرر الطلاق الخ، مطبوعه دار العلوم دیوبند، هندیه کوئٹه ص۳۵۵ ج ا الباب الثانی فی ایقاع الطلاق.

[۲] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها. عالمگیری کوئٹه ص:۴۷۳، ج: ا، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، بحر کوئٹه ص ۵۶ ج۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ کتاب الطلاق، باب الرجعة طبع دار الکتب العلمیة بیروت.

متعدد مرتبہ خوشی اور غصہ کی حالت میں مجھ سے اور دوسرے سے کہے چونکہ میرے خاوند کی رہائش پیشہ ور عورتوں کے یہاں ہے اور اس کی والدہ بھی پیشہ کرنے لگی ہے، جب کبھی دو چار اشخاص نے اس کو مجبور کیا تو اپنی بیوی کو کیوں نہیں لے جاتا ہے، تو الفاظ طلاق دہراتے ہوئے کہا کہ اگر اسے چلنا ہی ہے تو جہاں میں رہتا ہوں، وہاں چلی چلے، اب اگر میں اس کے کہنے کے مطابق چلی جاؤں تو میری عصمت کو خطرہ ہے، میرے اس بیان کی تصدیق کیلئے محلّہ کے دوسرے اشخاص اور برادری کے لوگ موجود ہیں، کہ جن کے سامنے عبد الرشید نے کہا کہ میں اسے یعنی اپنی بیوی جنت کو طلاق دے چکا غرض وہ ہر شخص سے بھی بیان کرتا پھرتا ہے، کہ میں نے اسے طلاق دیدی۔

(۱) علماء دین مفتیان شرع متین میرے لئے شرعی مسئلہ بیان فرماویں آیا واقعی طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟

(۲) اگر طلاق ہوگئی تو عدت کے دن اس تاریخ سے شمار کرے یا اس مسئلہ کے معلوم ہونے کے وقت سے۔

(۳) بعد ایام گذرنے عدت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہوں، یا نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ موجودہ قانون زبانی طلاق کو نہ مانتا ہو تحریر ہی قابل قبول ہو تحریری طلاق نامہ تو نہیں البتہ شاہد موجود ہیں۔

(۴) اگر طلاق واقع نہیں ہوتی، تو انفساخ نکاح کیلئے ایسی صورت میں جب کہ مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا مسلمان حاکم کے پاس مقدمہ نہ جاوے غیر مسلم حاکم کے پاس جاوے ان دونوں صورتوں میں کونسی تدبیر ہے کہ جس سے نکاح فسخ ہوجائے، کیونکہ جب میں اپنے شوہر عبد الرشید کے پاس جاتی ہوں، تو خطرۂ عظیم ہے کہ جس طرح اس کی والدہ اپنے شوہر کے مرنے پر پیشہ ور ہوگئی ہے، مجھے کسی مقام پر لے جا کر اس فعل خراب کیلئے مجبور کرے اور خود کوئی ایسی شکل نہیں کہ جس سے اپنے بچوں کی پرورش کرسکوں۔ بینوا وتوجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) صورت مسئولہ میں شرعاً طلاق واقع ہوگئی۔[۱]

(۲) جس تاریخ کو طلاق دی ہے، اسی تاریخ سے عدت کے دن شمار کئے جائیں گے۔[۲]

(۳) اگر شوہر کو طلاق کا اقرار ہے[۳] یا کم از کم دو عادل مرد یا ایک مرد دو عورتیں گواہ موجود ہیں تو بعد عدت دوسری جگہ شرعاً نکاح درست ہے۔[۴]

(۴) اگر شوہر طلاق کا انکار کرے اور گواہ بھی نہ ہوں تو حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کر کے با قاعدہ طلاق حاصل کر لی جاوے یا خلع کر لیا جاوے نکاح فسخ کرنے کے لئے حاکم مسلم کا ہونا شرط ہے[۵]، اور شوہر سے طلاق دلانے کیلئے شوہر کو خلع پر مجبور کرنے کیلئے حاکم کا ہونا شرط نہیں۔[۶] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

۱ کرر لفظ الطلاق وقع الكل بان قال قد طلقتک قد طلقتک. الدر المختار مع الشامی زکریا ص: ۵۲۱، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۹۳، ج: ۳، قبیل باب الکنایات، ہندیہ کوئٹہ ص ۳۵۵ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الاشباہ والنظائر ص ۲۱۹ الفن الاول القاعدة التاسعة اعمال الكلام اولٰی من اہمالہ، مطبوعہ دار العلوم دیوبند.

۲ وابتداء العدة فی الطلاق عقیب الطلاق ہدایہ ص: ۴۲۵، ج: ۲، باب العدة، مجمع اللأنہر ص ۱۴۹ ج ۲، باب العدة، سکب الانہر ص: ۱۴۹، ج: ۲، باب العدة. مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

۳ من اقر بطلاق سابق یکون ذلک ایقاعا منه فی الحال، مبسوط سرخسی ص ۱۳۳ ج ۶، کتاب الطلاق، باب من الطلاق، دار الفکر بیروت، شامی کراچی ص ۲۳۶ ج ۳ کتاب الطلاق، مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق، خانیہ علی الهندیہ کوئٹہ ص ۳۶۸ ج ۱ کتاب النکاح، فصل فی اقرار احد الزوجین بالحرمة وفساد النکاح بسبب النسب الخ، بحر کوئٹہ ص ۲۵۹ ج ۳ باب الطلاق الصریح.

۴ وشرط لغیر ذلک رجلان او رجل وامرأتان مالاً کان الحق او غیر مال کالنکاح والرضاع والطلاق. مجمع الانہر ص: ۲۶۱، ج: ۳، اول کتاب الشهادت، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیہ ص ۵۷۲ ج ۳ کتاب الطلاق، الشهادة والدعوی والخصومة فی الطلاق، طبع کراچی محیط برہانی ص ۱۵۶ ج ۵ کتاب الطلاق، الفصل التاسع عشر فی الشهادة الخ طبع مجلس علمی گجرات.

۵ الحیلة الناجزة ص: ۲۱، مقدمہ، طبع دار الإشاعت دیوبند. (حاشیہ ۶ اگلے صفحہ پر)

بار بار طلاق کا حکم

سوال:- میں نے اپنے والدین سے گھر کے متعلق لڑائی کر کے اپنی زوجہ کو کہہ دیا کہ تم اپنے گھر اپنے بھانجہ کے کپڑے لے جا اور ایک پرچہ نابالغ لڑکے سے لکھوا کر زوجہ کو دیدیا جس کی یہ عبارت ہے۔

جناب خالو صاحب! تمہاری لڑکی میری طرف سے آزاد ہے تم کو اختیار ہے مہر کی عوض میرا زیور رکھ لینا ورنہ واپس کر دینا روپیہ لینا۔''

زوجہ کو رخصت کر کے پردیس میں چلا گیا اور وہاں سے اپنے خسر کو دو خط لکھے کہ میری غلطی معاف کرو اگر تم اور تمہاری لڑکی راضی ہو تو میں لینے کے لئے آؤں انہوں نے دو آدمیوں کے ہاتھ اطلاع دی کہ چلے آؤ، میں وہاں سے اپنی زوجہ کو لے کر مولانا اشرف علی ادام اللہ فیوضکم العلیا کی خدمت میں حاضر ہو کر زبانی حالات گذشتہ بیان کئے حضرت ممدوح دام ظلکم العالی نے ارشاد فرمایا کہ ایک طلاق ہوگئی، میری زوجہ نے عرض کیا کہ اس واقعہ سے ۳ر سال قبل میرے شوہر نے مجھ کو دو طلاق دیدی تھیں، مولانا دام ظلکم نے احقر سے دریافت فرمایا کہ جو عورت کہتی ہے سچ ہے یا نہیں، عرض کیا کہ احقر کو یاد نہیں دوبارہ پھر دریافت فرمایا، عرض کیا کہ یاد نہیں فرمایا کہ میرے گھر کے مسئلے نہیں اگر ان سب طلاقوں کو جمع کر لیں تو تین طلاق ہوگئیں میں نے زوجہ کو خسر صاحب کے یہاں پہنچا دیا اور خسر صاحب سے کہہ دیا کہ مولانا ممدوح الشان نے ارشاد فرمایا کہ نکاح ناجائز ہوگیا تم کسی عالم سے دریافت کر لینا پس اگر فتویٰ جواز کا آ گیا تو میں زوجہ کو لے جاؤں گا، میری زوجہ کہتی ہے کہ اگر میرا نکاح دوسرے کے ساتھ کر دیا تو میں خودکشی کر لوں گی، دو طلاق جو زوجہ نے بیان کیں میرے تو یاد نہیں لیکن میرے والد کا بیان ہے کہ لڑکے نے کہا میں نے طلاق دی میں نے

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۲؎ حضـرة السلطان ليست بشرط لجواز الخلع عند عامة العلماء، هنديه كوئٹه ص۴۸۸ ج ۱، الباب الثامن فى الخلع وما فى حكمه.

لڑکے کو طمانچہ مارا اور کہا ایسا مت کر اس نے جواب دیا میں تو دوں گا، لہٰذا ملتجی ہوں کہ اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

شوہر اگر والد اور زوجہ کی دو طلاق کے بارے میں تصدیق کرتا ہے یعنی غالب خیال یہ ہے کہ یہ سچے ہیں تو دونوں طلاقیں واقع ہوگئیں، اگر دونوں صریح ہیں تو ان کے بعد عدت میں رجعت جائز ہے[1] اور بعد عدت نکاح درست ہے، اگر ایک بائن تھی دوسری صریح تو رجعت کا اختیار نہیں البتہ نکاح درست ہے[2] اگر دونوں بائن تھیں تو ان میں سے ایک ہی واقع ہوئی دوسری نہیں نکاح درست ہے[3] اگر نکاح یا رجعت (حسب تفصیل بالا جس کی بھی ضرورت تھی) کرنے کی نوبت نہیں آئی، اور عدت گذر گئی، بعد اس کے تیسری طلاق لکھوا کر دی جس کا خود بھی مقر ہے تو یہ واقع نہیں ہوئی، کیونکہ نہ یہ اب منکوحہ ہے نہ معتدہ[4] لہٰذا اب نکاح درست ہے اگر عدت ختم نہیں

---

[1] واذاطلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فی عدتها، عالمگیری ص ۴۷۰/ ج ۱/ الباب السادس فی الرجعة، مطبوعه کوئٹه، مجمع الأنهر ص ۹۷ ج۲ باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص ۳۹۴ ج۲ باب الرجعة، دار الكتاب ديوبند.

[2] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، عالمگیری ص ۴۷۲/ ج ۱/ الباب السادس الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، مطبوعه کوئٹه، هدايه ص ۳۹۴ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، ياسر نديم ديوبند، الدار مع الشامی کراچی ص ۴۰۹ ج۳ باب الرجعة، مطلب فی العقد على المبانة.

[3] ولا يلحق البائن البائن بان قال لها انت بائن ثم قال لها انت بائن لا يقع الا طلقة واحدة بائنة، عالمگیری ص ۳۷۷/ ج ۱/ الباب الثانی، الفصل الخامس فی الكنايات، مطبوعه کوئٹه، الدار مع الشامی زکریا ص ۵۴۲ ج۴ باب الكنايات، مطلب الصريح يلحق الصريح والبائن، مجمع الأنهر ص ۱۴ ج۲ فصل فی الكنايات دار الكتب العلمية بيروت.

[4] وفی الحاوی سئل الدبوسی عمن راجع امرأته بعد التطليق ثم قال لها حالة الغضب توزن من نيستی ونوى به تطليقة واخبرها بذلک حتى حاضت ثلاث حيض ثم طلقها ثلثاً قال لا تقع الثلاث لانها صارت اجنبية بانقضاء العدة عن الطلقة الثانية الفتاوى التاتارخانية ص ۳۲۲/ ج۳/ كتاب الطلاق، مطلب فی قوله ليست لی بامرأةوما يتصل به، مطبوعه کراچی.

ہوئی تھی، یا پہلی دوطلاق واقع ہوکر نکاح یا رجعت کی نوبت آچکی تھی تو اب تیسری طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی، بلاحلالہ کے نکاح جائز نہیں، یہ سب تفصیل مدخولہ کے حق میں ہے[1]، اگر غیر مدخولہ ہے تو وہ پہلی ہی طلاق سے بائن ہوگئی اس کے بعد دوسری اور تیسری واقع نہیں ہوئی[2] لہٰذا نکاح جائز ہے۔

تنبیہ: والد کا بیان جوکہ سوال میں درج ہے، اس سے دوطلاق دینا معلوم نہیں ہوتا، بلکہ ایک طلاق دینا معلوم ہوتا ہے اور دوسری کا وعدہ پس اگر وعدہ کے بعد دوسری طلاق دیدی ہے تو اس کا جواب حسب تفصیل بالا ہے، اگر وعدہ کے بعد دوسری طلاق نہیں دی تو پھر کسی طرح مغلظہ نہیں ہوئی لہٰذا اندریں صورت نکاح بلاحلالہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۲۹/۵/۵۳ھ صحیح: سعید احمد

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳۰/۱/۵۳ھ

طلاق پر طلاق

سوال:- ایک شخص (ہ) کی شادی ۱۹۴۹ء میں (س) کے ساتھ ہوئی تھی، (س) کے والدین وغیرہ نے اور خود (س) نے بھی کوشش کی (ہ) کی بہن (ز) کی شادی (س) کے بھائی (خ) کے ساتھ ہوجائے، چنانچہ (ز) کی شادی (خ) کے ساتھ ۵۹ء میں ہوگئی، بدقسمتی سے (ز)

---

[1] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا فی الهداية عالمگيری ص ۴۷۳/ ج ۱/ الباب السادس فی الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، دار الكتاب ديوبند، بحر كوئٹه ص ۵۶ ج ۴ فصل فيما تحل به المطلقة.

[2] فان فرق الطلاق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثالثة عالمگيری ص: ۳۷۳، ج: ۱، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ۳۷۱ ج ۲ باب ايقاع الطلاق، فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، مجمع الأنهر ص ۳۱ ج ۲ باب ايقاع الطلاق، فصل فی طلاق غير المدخول بها، دار الكتب العلمية بيروت.

کی شادی کے ایک سال بعد یا کچھ مدت بعد تلخیاں پیدا ہوگئیں، چنانچہ ۶۱ء کے شروع میں (ہ) نے اپنی (س) کو طلاق دیدی، باپ نے (ہ) کی خوشامد کی، چنانچہ طلاق کا معاملہ اس وجہ سے چھپالیا گیا لیکن دل میں خلش باقی رہی بہن (ز) کو مقام لام پر اس کے باپ کے گھر بیٹھالیا گیا اور ارادہ کرلیا گیا کہ بہن (ز) کو اس کے شوہر (خ) کے یہاں نہیں بھیجا جائے گا، اس عرصہ میں (ہ) کا تبادلہ مقام لام سے دوسری جگہ پر ہوگیا، اس تبادلہ سے پہلے (ہ) نے اپنے بچوں کو مع ان کی ماں کے اس کے باپ کے گھر پر بھیج دیا، بدقسمتی سے ۶۲ء یا ۶۱ء میں (خ) چپکے سے (ز) کو دوسری جگہ لے گیا، جہاں اس کو بہت تکالیف پہنچائی (ہ) نے مجبور ہوکر مقام (پ) سے مقام (ش) پر جانا شروع کردیا، اور پالیسی کو نرم رکھا، چنانچہ ۶۳ء میں (ہ) بہن (ز) کو مقام (پ) پر لے آیا، کئی ماہ (ز) کا علاج و معالجہ کر کے اس کو مقام (م) پر بھیج دیا، اور اب متفقہ طے کرلیا کہ سوائے طے ہونے کے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے، چنانچہ (ص) اور (خ) وغیرہ ملازم کو مقام (پ) پر لانے سے پہلے یہ کہا تھا کہ ہم (ز) کو اس کے باپ اور بھائی کے یہاں نہیں بھیجیں گے، ۶۴ء میں (ہ) مقام (پ) سے ملازمت چھوڑ کر مقام (م) آ گیا، اور پھر اپنا پیشہ دوسری جگہ شروع کردیا، بعد میں (ہ) نے بہت سمجھایا کہ وہ اپنے بچوں کو بلالے، چنانچہ بچے اپنی ماں کے ساتھ آ گئے، دوسرے یہ کہ بہن (ز) کا معاملہ آسانی سے طے ہوجائے، لیکن آج تک وقت ٹلتا اور گذرتا گیا، (ہ) کے تعلقات (س) کے ماموں وغیرہ سے انتہائی کشیدہ اور ناخوشگوار تھے، (س) نے مقام (ب) آنے سے قبل کہا تھا، کہ (ش) کی شادی میں شرکت کرنی ہے، (ہ) نے اس کو اور بچوں کو شادی میں شرکت کرنے سے منع کیا، اور کہا کہ اگر (س) اس شادی میں گئی تو اس کو پھر طلاقِ بائن پڑے گی، لیکن (س) نے کہا تھا کہ ایک بار طلاق کے بعد دوسری طلاق کا کیا ڈر اور خوف اور دس طلاقیں بھی مجھے شادی میں شرکت کرنے سے نہیں روک سکتیں، چنانچہ (س) نے اس شادی میں مقام (ن) پر شرکت کی (ہ) نے مصلحت سمجھتے ہوئے کہ (س) تو پہلے ہی سے مطلقہ ہے، خاموش رہا تا کہ بہن (ز) کا معاملہ مزید الجھن میں نہ پڑے، اس کے بعد چونکہ (ص) وغیرہ کو وقت اور موقع مل گیا تھا

اور خلاف رویہ شروع کر دیا، اور (ہ) سے کہا کہ تم ہماری لڑکی کی (س) کو رکھو، اور ہم تمہاری بہن (ز) کو رکھیں گے، اس پر (ہ) تیار نہ ہوا اور (ہ) نے کہا کہ بہن (ز) کا معاملہ اس کے مہر اور جہیز دے کر طے کرو آپ کی لڑکی، (س) کا معاملہ بدستور رکھا جائے گا، اور موقع ملنے پر حلالہ کر دیا جائیگا، لیکن (ص) تیار نہ ہوا، چونکہ مہر جہیز دینا پڑتا ہے، اس عرصہ میں غالباً ۶۷ء میں (ص) مقام (ب) سے (ز) کی لڑکی عمر ۵/ یا ۶/ سال کو دھوکہ سے مقام (ش) لے گئے، اور آج تک اپنے وعدہ پر نہیں بھیجا جس کی وجہ سے اس عرصے میں لڑکی کے معاملہ پر معاملہ بڑھا اور (ص) کا لڑکا (ض) اپنی (س) اور بچوں کو بہانہ سے ۲۲/ ستمبر ۶۸ء کو لے گیا اور (س) باوجود سخت ہدایتوں کے اور طلاق کے ڈراوے کے پھر ۲۲/ ستمبر ۶۸ء کو مقام (ن) گئی اور وہاں سے مقام (س) پہنچ گئی۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا (س) کو طلاق ہوگئی؟ (۲) اور کیا (ہ) کلمہ طلاق کے بعد (س) کو اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے، خواہ کسی وجہ سے ہو اور (ہ) کس حد تک مرتکب گنا ہے، اور اس پر کیا کفارہ ہے؟ (۳) اب حلالہ کی کیا صورت ہے، اور کیا شرائط ہیں؟ کیا بہن (ز) کو مندرجہ بالا حالات میں بذریعہ طلاق الگ کرالینا ہی مناسب ہے، جب کہ (ز) کا شوہر (خ) اول درجہ کا زانی اور ناکارہ ہے اور مذہباً خیالات میں بھی اور اعمال میں بھی بریلوی ہے، اگر (ز) کا معاملہ بذریعہ طلاق طے نہ کیا گیا تو اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی، کیا طلاق کی صورت میں (ز) اپنا مہر اور اپنا سامانِ جہیز واپس لینے کی مستحق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۶۰ھ کے آخر ۶۱ھ کے شروع میں جب (ہ) نے (س) کو طلاق دی تو اسی وقت طلاق ہوگئی تھی، اس کے بعد اگر عدت (تین حیض) گذرنے سے پہلے رجعت کر لی تھی، تو وہ رجعت صحیح ہوگئی تھی، اور نکاح بدستور قائم تھا،[1] پھر جب (ش) کی شادی میں شرکت کرنے پر طلاقِ بائن کو معلق

---

[1] فمن طلق ما دون ثلاث بصريح الطلاق أو بالثلاث الاول من كناياته ...... فله أن يراجع وإن ابت مادامت فى العدة، مجمع الأنهر ص ۷۹ ج ۲ باب الرجعة، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا اور (س) نے شادی میں شرکت کی تو اس شرکت کے وقت دوسری طلاق بائن ہوگئی[۱]، پوری تحریر میں یہی دو طلاقیں مذکور ہیں، پہلی طلاق سے تو رجعت ہو ہی چکی تھی، دوسری طلاق میں رجعت کا اختیار نہیں، البتہ طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح درست ہوسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں[۲]، پہلی طلاق سے رجعت کرنے کے بعد تعلق کا قائم رکھنا درست رہا، دوسری طلاق بائن کے بعد (شادی میں شرکت کرنے پر) تعلق قائم رکھنا جائز نہیں تھا، یہ سخت معصیت ہوئی، اس سے توبہ اور استغفار ضروری ہے، جب تک دوبارہ نکاح نہ ہوجائے ہرگز آپس میں ملنے نہ پائیں، بالکل جدا رہیں۔

(۲) اگر (ز) پر جبر و تشدد کیا جاتا ہے شرعی حقوق کو ادا نہیں کیا جاتا اور وہاں ماحول بھی اس کے حق میں تباہ کن ہے تو تعلق منقطع کرالینا چاہئے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ (ز) اپنا مہر معاف کردے اور شوہر کا دیا ہوا زیور جو کچھ ہو وہ واپس کردے، اوراس کے عوض میں شوہر (خ) طلاق دیدے[۳]، جہیز (ز) کی ملکیت ہے[۴]، اس پر (خ) کو زبردستی قبضہ کرنا جائز نہیں[۵]۔　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۷/۹/۸۸ھ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة، بحر كوئٹه ص ۵۰ ج ۴ باب الرجعة.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول ان دخلت الدار فانت طالق هدايه ص: ۳۸۵، ج: ۲، باب الايمان فی الطلاق، طبع ياسر نديم ديوبند، هنديه كوئٹه ص ۴۱۶ ج ۱ الباب الرابع فی الطلاق بالشرط ونحوه الخ، الدر مع الشامی زكريا ص ۶۰۹ ج ۴ باب التعليق، مطلب مهم الاضافة للتعريف لا للتقييد الخ.

[۲] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. هدايه ص: ۳۹۹، ج: ۲، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، طبع ياسر نديم ديوبند، بحر كوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، النهر الفائق ص ۴۲۰ ج ۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، طبع مكه مكرمه.

[۳] وان تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق کیلئے تحریر ضروری نہیں

سوال:- دوشخصوں نے اپنی دولڑکیوں کی بطور ادل بدل شادی کی بعد ازیں ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے گھر بٹھائی اور اس کے خاوند کے ساتھ روانہ نہ کی جب اس لڑکی کو اپنے باپ کے گھر بیٹھے پورا ایک سال گذر چکا تو اس لڑکے نے دوسری شادی کروالی، اور وہ لڑکی اپنے باپ کے گھر بیٹھی رہی، اب اس لڑکی کے باپ نے اس لڑکے سے کہا کہ میری لڑکی کو گھر بیٹھے ہوئے پورے تین سال گذر چکے ہیں یا تو تم اپنے گھر میں لاؤ ورنہ طلاق نامہ لکھو، اس نے اپنے خسر سے کہا کہ میری بھانجی جو تمہارے بھتیجے سے بیاہی ہوئی ہے، تم اس کو طلاق دیدو تو میں بھی اس کو طلاق دیدوں گا، اور اس کو دونوں طرف نے منظور کرلیا اور لڑکا پندرہ سال سات ماہ کی عمر کا ہے، گویا شرعی رو سے تو بالغ ہے، اگر چہ سرکاری قانون میں نابالغ ہے، تو یہ طلاق واقع ہوگئی، یا نہیں اور دوسرے یہ کہ ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے اور تحریر نامہ سے انکار کرتا ہے، تو آیا یہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب نے اس پر فتویٰ دیا کہ یہ طلاق واقع ہو چکی ہے، اور اس کی عدم تحریر کو اس کے وقوع میں کچھ دخل نہیں ہے، اور اس پر کنز الدقائق کی عبارت: **ویقع طلاق کل زوج عاقل**

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقة بائنة ولزمها المال وان کان النشوز من قبله یکره ان یاخذ منها عوض. هدایه ص: ۴۰۴، ج: ۲، اول باب الخلع، طبع یاسر ندیم دیوبند، تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع، هندیه کوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع الخ.

۴ إذا اختلف الزوجان فی متاع موضوع فی البیت الذی کانا یسکنان فیه حال قیام النکاح أو بعد ما وقعت الفرقة، فما یکون للنساء عادة کالدرع والخمار والمغازل والصندوق وما أشبه ذالک فهو للمرأة، هندیه کوئٹه ص ۳۲۹ ج ۱ الباب السابع فی المهر، الفصل السابع عشر فی اختلاف الزوجین، خانیه علی الهندیه کوئٹه ص ۴۰۱ ج ۱ فصل فی اختلاف الزوجین فی متاع البیت، کتاب النکاح.

۵ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی، بحر کوئٹه ص ۴۱ ج ۵ فصل فی التعزیر، هندیه کوئٹه ص ۱۶۷ ج ۲ فصل فی التعزیر.

بالغ ولو مكرهاً الخ نقل کی ہے ص:۱۱۱، اس فتویٰ کی صحت اور عدم صحت کو بھی واضح فرمادیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

شرعاً پندرہ سال پورے ہونے پر لڑکا بالغ قرار دیدیا جاتا ہے[۱] اگرچہ اس میں علامت بلوغ ظاہر نہ ہو پس اگر وہ لڑکا اپنی زوجہ کو طلاق دے تو وہ واقع ہوجائے گی، اور شرعاً معتبر ہوگی[۲]، اگر اس کی طرف سے اس کا کوئی ولی باپ یا چچا وغیرہ اس کی زوجہ کو طلاق دے گا تو وہ واقع نہ ہوگی[۳]، طلاق کا وقوع تحریر پر موقوف نہیں، زبان سے کہنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے: **هو رفع قيد النكاح في الحال بالبائن او المال بالرجعي بلفظ مخصوص. درمختار**[۴] ص ۴۱۶ ج ۲، تحریر

---

[۱] بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الى قوله فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشره سنة به يفتى الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۲۲۶، ج ۹، كتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالإحتلام، ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر ص ۱۶ ج ۴، كتاب الحجر، فصل: يحكم ببلوغ الغلام الخ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۳۸، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۳۵، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، هداية ص ۳۵۸ ج ۲ باب طلاق السنة، مطبوعه ياسر نديم، النهر الفائق ص ۳۱۶ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] تصرف الصبى إن نفع ...... صح ...... وإن ضر كالطلاق والإعتاق فلا إشتراطاً لأهلية الكاملة ...... وكذا لا تصح من غيره كأبيه ووصيه والقاضى للضرر، سكب الأنهر ص ۷۵ ج ۴ كتاب المأذون، فصل: تصرف الصبى الخ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامی كراچی ص ۱۷۳ ج ۶ كتاب المأذون، مطلب فى تصرف الصبى ومن له الولاية عليه، عالمگیری ص ۱۱۰ ج ۵ كتاب المأذون، الباب الثانى عشر فى الصبى أو المعتوه، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[۴] الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۲۴، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۲۶، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۵ ج ۳ أول كتاب الطلاق، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۳ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

کی ضرورت احتمال انکار کے دفعیہ یا کسی اور مصلحت کے لئے ہوتی ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۵/ربیع الاول ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۵/۳/۵۸ھ

مذاق میں طلاق

سوال:- زید نے اپنی دو دختران کا نکاح دو حقیقی برادران سے کر دیا تھا، عرصہ تک اچھی طرح رہتے رہے، دختران کا کہنا ہے کہ دونوں بھائی ہمیشہ مذاق مذاق میں کہا کرتے ہیں کہ تم اپنے ماں باپ کے گھر سے کچھ لے کر نہیں آئیں، ہم تو ایسی جگہ کریں گے جو خوب مال لے کر آویں، ایک روز صاف لفظوں میں اول بڑے بھائی نے کہا کہ تم ہمارا پیچھا چھوڑو، ہم نے تمہیں چھوڑ دیا ایک مرتبہ طلاق کا لفظ بھی کہا کہ چھوڑ دیا طلاق دیدی، ہم نے کہا کہ طلاق نامہ لکھ دو اور ہمارے گھر پہنچا دو ہم نے اس کو بھی مذاق ہی سمجھا، انہوں نے کہا کہ چلو ہم تمہارے والدین کے سامنے لکھ دیں گے، لدھیانہ سے ریل میں سوار ہو کر میرٹھ شہر میں اترے، یہاں سے ہمارا گھر فاصلہ پر تھا، موضع صالح نگر، ہم سے کہا کہ تم ٹھہرو ہم سواری تلاش کر لائیں، پھر لا پتہ ہو گئے۔

تین یوم تک میرٹھ میں انتظار کیا پھر ہم خود اپنے گاؤں صالح نگر میں پہنچے سب قصہ لڑکیوں نے بیان کیا، برابران سے خط وکتابت کی نہ کسی کا جواب دیتے ہیں نہ آتے ہیں، نہ ملتے ہیں، سات ماہ گذر گئے، ایسی صورت میں شرعاً طلاق ہو گی یا نہیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق مذاق میں بھی ہو جاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر لڑکیوں کا بیان صحیح ہے، تو شرعاً

طلاق واقع ہوگئی: وطلاق اللاعب والهازل به واقع. اھـ عالمگیری[1] ج ۱، ص ۳۵۳. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۴/۶۴ھ

نوٹ:-لیکن محض لڑکیوں کے بیان پر دوسرا نکاح نہ کیا جائے بلکہ معاملہ صاف کرنا ضروری ہے، اگر شوہر اقرار کرے تو عدت کے بعد نکاح ہوسکتا ہے۔ فقط

سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

مذاق میں طلاق اور طلاق کا جھوٹا اقرار

سوال:- زید نے اپنی بیوی سے جھگڑا کیا اور غصہ کے عالم میں اپنی بیوی سے کہا کہ میں تمہیں نہ رکھوں گا، پھر جب گھر سے باہر نکلا تو ایک صاحب نے مذاق میں کہا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کیسی طلاق دی ہے، زید نے ہنستے ہوئے کہا کہ میں نے طلاقِ مغلظہ دی ہے، اپنی بیوی کے سامنے بھی نہیں کہا تھا صرف دوسرے سے مذاق میں زبان سے نکل گیا کوئی دل سے نہیں کہا، اب اس صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ طلاقِ مغلظہ ہوگی یا نہیں؟ اور اپنی بیوی کو بغیر حلالہ کے رکھ سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہنسی مذاق میں بھی اس نے طلاقِ مغلظہ دیدی تب بھی واقع ہوگئی چاہے بیوی سامنے ہو یا

---

[1] عالمگیری ص: ۳۵۳، ج: ۱، فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه. مطبوعه کوئٹه، المحيط البرهاني ص ۳۹۲ ج ۴ كتاب الطلاق، الفصل الثالث في بيان من يقع طلاقه الخ، مطبوعه المجلس العلمي ڈابھیل، تاتار خانية ص ۲۵۷ ج ۳ الفصل الثالث في بيان من يقع طلاقه ومن لا يقع، مطبوعه إدارة القرآن کراچی.

نہ ہو[1] لیکن اگر اس کا مقصود اس لفظ سے طلاقِ مغلظہ کی غلط خبر دینا تھا، یعنی مخاطب کے سامنے جھوٹی خبر دینا تھا اور جھوٹ کا اقرار کرنا تھا، تو دیانۃً فیما بینہ وبین اللّٰہ تعالیٰ طلاق نہیں ہوئی، اگر پہلے اس پر گواہ بنالیا تھا کہ میں جھوٹا اقرار کروں گا، تو قضاء بھی طلاق نہیں ہوئی[2]۔ اگر طلاقِ مغلظہ کا لفظ کہتے وقت زید خالی الذہن تھا یعنی جھوٹا اقرار کرنا جھوٹی خبر دینا ذہن میں نہیں تھا، بلکہ اس تصور سے فارغ ہوکر کہہ دیا تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی اب بغیر حلالہ کے تعلق زوجیت درست نہیں[3]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۲/۷ ۱۳۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۲/۷ ۱۳۸ھ

طلاق کا اقرار کاذب

سوال:- شوہر اور بیوی میں باہم نا اتفاقی رہتی تھی، کہ بیوی اپنے والدین کے گھر بیٹھ گئی اور

---

[1] ویقع طلاق کل وزج بالغ عاقل ولو عبداً اومکرھاً او ھازلاً. الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص:۴۳۸، ج:۴، مطبوعہ کراچی ص:۲۳۵، ج:۳، کتاب الطلاق، مجمع الأنهر مع سکب الأنهر ص۸ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص۴۸۸ ج۳ کتاب الطلاق، فصل ویقع طلاق کل زوج الخ، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[2] لو اقر بالطلاق ھاز لا اوکاذباً (الی قوله) لوارادبه الخبر عن الماضی کذبا لا یقع دیانة وان اشهد قبل ذلک لا یقع قضاء ایضاً. شامی زکریا ص:۴۴۳، ج:۴، مطبوعہ کراچی ص:۲۳۸، ج:۳، کتاب الطلاق. مطلب فی المسائل التی تصح مع الاکراہ، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۴۶ ج۳ کتاب الطلاق، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص۸ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بهاثم یطلقها اویموت عنها. عالمگیری ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۴۲۱، ۴۲۲ ج۲ فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

شوہر پر عدالت میں نان ونفقہ کا دعویٰ دائر کر دیا، شوہر نے کہا کہ اگر بیوی میرے گھر پر رہے گی، تو میں نان ونفقہ دینے کو تیار ہوں، خلاصہ یہ کہ آپس کی رضامندی سے مقدمہ واپس لے لیا، اور بیوی شوہر کے گھر آ گئی، پھر کچھ عرصہ کے بعد بیوی کو شوہر کے خلاف لوگوں نے بھڑکا دیا اور جبراً طلاق دینے پر مجبور کیا، اس پر شوہر نے کہا کہ اب طلاق کا سوال ہی کیا، میں تو عدالت میں طلاق دے چکا ہوں اور یہ صرف دفع الوقتی کے طور پر کہا، اگر عدالت کے روبرو طلاق دی جاتی تو پھر بیوی شوہر کے گھر آتی کیوں بہرحال یہ جھوٹ کہا تو کیا اس طرح کہنے سے بھی طلاق ہو گئی۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

جب شوہر نے محض دفع الوقتی کے لئے طلاق کا اقرار کر لیا اور حقیقۃً عدالت میں طلاق نہیں دی تھی، تو دیانۃً طلاق واقع نہ ہوگی، البتہ اگر مقدمہ عدالت میں پہنچے گا، تو بقاعدۂ شرعیہ اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی مان لی جائے گی، اس کو عدت تین حیض گذرنے سے پہلے پہلے رجعت کا حق حاصل رہے گا، مثلاً اس طرح کہ دو آدمیوں کے سامنے کہہ دے کہ میں نے اپنی طلاق واپس لے لی[1] پھر دونوں حسبِ سابق شوہر اور بیوی کی طرح رہ سکیں گے: **كما لو أقر بالطلاق هاز لا او كاذباً الٰى أن قال لوأراد به الخبر عن الماضى كذباً لا يقع ديانةً (شامى[2] مختصر ص: ۵۸۲، ج: ۲)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۸۸ھ

---

[1] والرجعة ان يقول راجعتک او راجعت امرأتي ويستحب ان يشهد على الرجعة شاهدين. هدايه ص: ۳۹۵، ج: ۲، اول باب الرجعة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند البحر الرائق كراچى ص ۵۰، ۵۱ ج ۴، باب الرجعة، در مختار على الشامى زكريا ص ۲۴، ۲۸ ج۵ باب الرجعة.

[2] شامى زكريا ص: ۴۴۳، ج: ۴، مطبوعه كراچى، ص: ۲۳۸، ج: ۳، كتاب الطلاق، مطلب فى المسائل التى تصح مع الإكراه، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۴۶ ج ۳ كتاب الطلاق، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص ۸ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

اقرارِ طلاق سے طلاق

سوال:- میں نے اپنی بیوی کو سنیما وغیرہ دیکھنے سے منع کیا مگر اس نے میرے حکم کی نافرمانی کی جس پر میں نے قاضی کی معرفت طلاق دی، اور اسے اپنے گھر سے جدا کر دیا، لیکن میری سسرال والے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس طرح طلاق نہیں ہوتی، یہ بدستور تمہاری بیوی ہے، اب مجھے اس عورت کے بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آپ نے طلاق دیدی تو وہ واقع ہوگئی، جیسی دی ہے، ویسی ہی ہوگئی، اگر ایک یا دو دفعہ صاف لفظوں میں طلاق دی ہے تو رجعی طلاق ہوگی، اگر آپ چاہیں تو عدت (تین حیض) ختم ہونے سے پہلے طلاق واپس لے سکتے ہیں، جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے کہہ دیں کہ میں نے طلاق سے رجعت کر لی، بس اتنا کافی ہے، نکاح بدستور قائم رہے گا[1] اگر طلاق بائن دی ہے، تو رجعت کا حق نہیں رہا، البتہ طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہے[2]، اگر تین طلاق دی ہیں تو مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے دوبارہ تعلقِ زوجیت قائم ہونے کی کوئی

---

[1] واذا طلق الرجل امراته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم يرض الى قوله. والرجعة ان يقول راجعتك او راجعت امرأتي ويستحب ان يشهد على الرجعة شاهدين. هدايه ص ۳۹۴، ۳۹۵ ج ۲، اول باب الرجعة، ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر ص ۷۹ تا ۸۲ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگیری کوئٹه ص ۶۸، ۴۷۰ ج ۱، الباب السادس في الرجعة.

[2] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. هدايه ص ۳۹۹ ج ۲، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص ۸۷ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگیری دار الكتاب ص ۴۷۲ ج ۱ الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة.

صورت نہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۸۷ھ

اقرارِ طلاق سے طلاق

سوال:- میں کہ محمد مجتبیٰ عرف ڈھلو کی شادی شمیمہ بانو کے ساتھ ہوئی، پھر محبت واخلاق سے دس بارہ سال کا عرصہ گذرنے کے بعد محمد مجتبیٰ اپنی منکوحہ بیوی کو اس کے گھر لاکر پہنچادیا پھر رخصتی کرانے کے لئے نہیں آتا، بلکہ غیروں کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دیدیا، اوراس نے دوسری شادی کرلی، لڑکی کے خالو محمد ایوب نے جب کچھ پوچھا کہ کیوں رخصتی نہیں کراتے تو اس نے ایوب سے کہا کہ میں نے اس کو طلاق دیدیا اور کاغذی طور پر طلاق نہیں دیا، بلکہ جو بھی پوچھتا ہے تو کہتا ہے، کہ میں نے طلاق دیدیا تو اسکے زبانی طلاق دینے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق زبانی دینے سے بھی واقع ہوجاتی ہے لکھ کردینے پر موقوف نہیں[۲]، پس جب کہ شوہر کو

---

[۱] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. هدايه ص: ۳۹۹، ج: ۲، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، عالمگيرى ص ۴۷۳ ج ۱ الباب السادس، فصل فيما تحل به المطلقة، ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر ص ۸۸ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] هو رفع قيد النكاح فى الحال بالبائن او المال بالرجعى بلفظ مخصوص، درمختار على الشامى زكريا ص: ۴۲۴، ج: ۴، كراچى ص: ۲۲۶، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۵ ج ۳ كتاب الطلاق، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۴۸ ج ۱، كتاب الطلاق، الباب الأول.

طلاق کا اقرار ہے تو وقتِ طلاق سے تین ماہواری عدت گذرنے پر اس کی مطلقہ بیوی کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق حاصل ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۳/۶/۱۴۰۶ھ

عدد طلاق میں شک

سوال:- زید اور اس کی بیوی ہندہ میں نزاع ہوا زید نے ہندہ مذکورہ کو ایک سے زائد طلاق دیں (غالباً اس طرح میں نے تجھ کو طلاق دیدی قطعی دیدی اور پچھلا فقرہ قطعی دیدی ایک بار یا دو بار تین بار اس کو سننے والوں نے دو یا تین یا چار سمجھا) اور گھر سے نکل جانے کو کہا، پھر جب غصہ فرو ہو گیا تو اس نے اپنی بیوی مذکورہ کو اپنے گھر میں رکھ لیا اور اب تک حسب معمول سابق اس کے پاس رہتی ہے، واقعہ مذکورہ کی تفصیل زوجین اور دو عورتوں عائشہ اور زینب کے بیان کے مطابق جو جھگڑے کے وقت موجود تھے، بطور ذیل ہے۔

(۱) زید شوہر کا بیان کہ میری بیوی نے طعنہ زنی کی جس پر مجھ کو غصہ آیا، اور غصہ میں میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی یہ یاد نہیں ہے کہ کتنی طلاقیں دی ہیں دو یا تین یا چار۔

(۲) ہندہ بیوی کا بیان ہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو برا بھلا کہا اس لئے میں نے بھی طعنہ دیا اس پر میرا شوہر بہت غصہ ہو گیا اور مجھ کو دو چھڑیاں لگائیں اور میں نے دو طلاقیں اس کی زبان سے سنیں۔

---

[1] وهی فی حق حرة تحیض لطلاق ولو رجعیاً ثلاث حیض کوامل. الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص: ۱۸۱، ج:۵، مطبوعه کراچی ص: ۵۰۴، ج:۳، اول باب العدة، عالمگیری ص۵۲۷ ج۱ الباب الثالث عشر فی العدة، مطبوعه کوئٹه البحر الرائق ص۱۲۸ ج۴ باب العدة، مطبوعه کوئٹه، ولو أقر بالطلاق کاذباً أو هازلاً وقع قضاءً الخ، شامی زکریا ص۴۴۰ ج۴ کتاب الطلاق، مطلب فی النکاح علی التوکیل بالطلاق الخ، البحر الرائق ص۲۴۶ ج۳ کتاب الطلاق، النهر الفائق ص۳۱۷ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(۳) مسماۃ عائشہ نے بیان کیا جس مکان میں جھگڑا ہوا میں موجود تھی، زید نے اپنی بیوی کو کئی طلاقیں دیں یہ مجھے پورا خیال نہیں کہ کتنی دیں، اور کتنی دفعہ کہا میرے خیال میں یہ کہ اس نے پوری طلاقیں دیں اگر مجھے اس وقت خیال ہوتا کہ بعد میں تحقیق کی جاوے گی تو میں دھیان کر کے یاد رکھتی۔

(۴) مسماۃ زینب کا بیان ہے کہ جب جھگڑا ہوا تو زید نے اپنی لڑکی اپنی بیوی ہندہ کی گود سے لے لی اور ہندہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا جاوہ چلدی جب چلدی تو اس نے تین دفعہ طلاق دی۔

پس ارشاد ہو کہ صورت مذکورہ بالا میں شرعاً زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی یا نہیں اگر نہیں تو اس کا اپنی بیوی کو رکھ لینا رجوع ہوا یا نہیں، اور اگر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی تو عدت کا شمار کس وقت سے ہوگا، اور کب عدت ختم ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چاروں میں کسی کے بیان میں بھی الفاظ طلاق کا ذکر نہیں کہ کیا تھے، سائل نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی یقین کے ساتھ نہیں لکھا، پس اگر صریح الفاظ طلاق کے کہے تو حکم یہ ہے کہ اگر ہندہ کے نزدیک زینب کا بیان صحیح ہے، اور زینب ثقہ عادلہ ہے تو ہندہ کو اپنے شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں، البتہ حلالہ کے بعد نکاح درست ہوسکتا ہے اگر زینب ثقہ عادلہ نہیں اور ہندہ کو اسکے کہنے کا یقین نہیں اور عائشہ کا خیال یہ ہیکہ تین دفعہ طلاق صریح دی ہے، اور ہندہ اس خیال کی تصدیق کرتی ہے تب بھی یہی حکم ہے[1] اگر عائشہ کے خیال کی تصدیق نہیں کرتی، اور دو مرتبہ خود صریح طلاق سننے کا یقین کرتی ہے، اور شوہر کو شک ہے کہ اسنے دو دفعہ صریح طلاق دی ہے یا تین دفعہ اور کوئی ذریعہ ترجیح اور ظن غالب کا ہے نہیں تو اس صورت میں دو طلاق شمار ہوگی، تین شمار نہ ہوگی، اور صریح طلاق دو مرتبہ

---

[1] والمرأة كالقاضي، لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذلك أو شهد به شاهد عدل عندها، تبيين الحقائق ص۱۹۸ ج۲ باب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق، شامی کراچی ص ۲۵۱ ج۳ كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر ان الصريح يحتاج في وقوعه ديانة.

طلاق دینے کے بعد عدت میں رجعت جائز ہوتی ہے اور عدت کا اعتبار طلاق کے وقت سے ہوگا[۱] تین حیض عدت ہوگی، اگر حاملہ ہے تو وضع حمل ہے ورنہ تین ماہ ہے[۲]، لہٰذا تعلق زوجیت کا باقی رکھنا رجعت شمار ہوگا تاہم اگر کسی طریق سے یقین یا ظن غالب حاصل ہو جائے کہ تین مرتبہ صریح طلاق دی ہے پھر تعلق زوجیت کا باقی رکھنا بلا حلالہ کے حرام ہے۔

شک أنه طلق واحدا أو أكثر بنى علٰى الأقل كما ذكره الأسبيجابى الا ان يستيقن بالأكثر أويكون أكبرظنه علٰى خلافه وإن قال الزوج عزمت علٰى أنه ثلاث يتركها وإن أخبره عدول حضروا ذٰلک المجلس بأنها واحدة وصدقهم أخذ بقولهم. اشباه[۳] ص: ۳۹.

اگر صریح الفاظ سے طلاق رجعی نہیں دی بلکہ کنایہ سے بائنہ دی ہے، تو ایک طلاق بائنہ ہوگی، لہٰذا نکاح درست ہوگا، حلالہ کی ضرورت نہیں[۴]، ہاں اگر بائنہ کے بعد دوسری صریح دی ہے تو وہ بھی

---

[۱] وإبتداء العدة فى الطلاق ...... عقيب الطلاق، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص ۱۴۹ ج ۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۴۴ ج ۴ باب العدة، شامى كراچى ص ۵۲۰ ج ۳ باب العدة مطلب فى وطء المعتدة بشبهة.

[۲] اذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً أورجعيا وهى حرة ممن تيحض فعدتها ثلثة اقراء إلى قوله، وان كانت حاملاً فعدتها ان تضع حملها. وان كانت ممن لا تحيض من صغر او كبر فعدتها ثلثة اشهرهدايه ص ۴۲۲، ۴۲۳ ج ۲، باب العدة، ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر ص ۱۴۲ تا ۱۴۵ ج ۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تنوير على الشامى كراچى ص ۵۰۴ تا ۵۰۹ ج ۳ باب العدة.

[۳] الاشباه والنظائر ص: ۱۰۸، القاعدة الثالثة اليقين لايزول بالشک. بيان الشک فى الطلاق وعدده. مطبوعه دارالعلوم ديوبند، شامى مع الدر المختار ص ۲۸۳، ۲۸۴ ج ۳ قبيل باب طلاق غير المدخول بها، مطبوعه دار الفكر بيروت، تاتارخانية ص ۴۳۰ ج ۳، الفصل الرابع عشر فى الشک فى إيقاع الطلاق، مطبوعه كراچى، المحيط البرهانى ص ۳۵ ج ۵، الفصل الرابع عشر فى الشک فى إيقاع الطلاق الخ، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل.

[۴] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد إنقضائها. عالمگيرى ص ۴۷۲ ج ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، مطبوعه كوئٹه، هداية ص ۳۹۹ ج ۲ فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسر نديم، البحر الرائق كوئٹه ص ۵۶ ج ۴ فصل فيما تحل به المطلقة.

واقع ہوگی[1]، اور اگر یہ الفاظ کہے ہیں، کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی، قطعی دے دی تو اس صورت میں صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی، لیکن اگر اس سے تین کی نیت کی ہے تو تین واقع ہو کر مغلظہ ہوگی[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶؍۲؍۴۲ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹؍صفر ۵۴ھ

عدد طلاق میں شک

سوال:- ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ۔ اندریں صورت شخصے بنام عبد الجلیل در روز بحوائج مکان مشغول شدے وبعد مغرب بخار آمدے بدیں گونہ حالت او بود روزے بعد مغرب بخار آمد وزوجہ خود را برائے خدمت او طلب کرد نیامد او گفت ترا ایک طلاق دادم وشاہد واحد فقط پسر او بنام علی حسین حاضر بود گفت پدرم مادرم را بدیں گونہ گفت ترا طلاق دادم طلاق دادم ترا ایک طلاق دادم۔

عبد الجلیل گفت ہر گاہ میان ماں فساد گردد پسرم علی حسین دائماً طرف داری مادرش می نماید با مادرش مشاورہ نمودہ ایں میگوید پس دریں صورت کدام طلاق گردد یعنی سہ طلاق واقع گردد یا طلاق واحد۔ بینوا بالدلیل توجروا عند الجلیل۔

---

[1] الطلاق الصريح يلحق الطلاق الصريح ويلحق البائن ايضاً بان قال لها انت بائن ثم قال لها انت طالق وقعت عندنا عالمگيری ص:۳۷۷، ج: ۱، الفصل الخامس فی الكنايات، مطبوعه كوئٹه شامی كراچی ص ۳۰۶ ج۳ باب الكنايات مطلب الصريح يلحق الصريح و البائن، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۶ ج۳ باب الكنايات.

[2] ويقع بقوله انت طالق بائن او البتة واحدة بائنة ان لم ينو ثلاثاً. الدرالمختار على الشامی زكريا ص۴۹۸ ج۴، مطبوعه كراچی، ص ۲۷۶ ج۳، باب الصريح، مطلب فی قول الامام ايمانی كايمان جبرئيل، ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر ص۲۸، ۳۰ج ۲ فصل قال بها أنت طالق الخ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

ترجمہ سوال وجواب:-

سوال:- آپ حضرات کا اس صورت میں کیا قول ہے، رحمکم اللہ تعالیٰ کہ ایک شخص عبد الجلیل نامی دن میں گھریلو ضروریات میں مصروف رہتا تھا، اور بعد مغرب اسکو بخار آجاتا تھا، اسی طرح اس کی حالت تھی، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عبدالجلیل بحواس خود یک طلاق دادہ است و بوثوق میداند کہ یک طلاق دادہ وسہ طلاق نہ دادہ است وشاہد بجز پسرش ہیچ کس نیست پس قضاء سہ طلاق واقع نخواہد شد بل یک طلاق واقع خواہد شد تاہم اگر زنش را پسرش بسہ طلاق اطلاع دادہ است واونزداو عادل است ویقین بہ خبر پسر میدارد یااو بگوش خود سہ طلاق شنیدہ است در ہر صورت زن راروانیست کہ بہیچ وجہ عبدالجلیل را برخود دست دہد وبرائے جماع ودواعیش مطاوعت نماید بلکہ واجب است کہ بہچیکہ تواند ازو دور ماند کما صرح بہ فی ردالمحتار[1] فی باب الرجعۃ ج:۲،ص:۸۴۱۔

اگر عبدالجلیل یک طلاق رابوثوق باور نمیدارد بلکہ اوراشک است کہ ایک طلاق دادہ است یا

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ ترجمہ**) ایک دن بعد مغرب اس کو بخار آ گیا اور اس نے اپنی بیوی، کو اپنی خدمت کے لئے طلب کیا وہ نہیں آئی، اس نے کہا تجھ کو میں نے ایک طلاق دی اور صرف ایک گواہ اس کا لڑکا علی حسین نامی حاضر تھا، اس نے بیان کیا میرے والد نے میری والدہ کو اس طرح کہا ہے تجھ کو میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی تجھ کو میں نے ایک طلاق دی، عبدالجلیل نے بیان کیا، جس وقت ہمارے درمیان جھگڑا ہوتا ہے میرا لڑکا علی حسین ہمیشہ اپنی ماں کی طرفداری کرتا ہے، وہ اپنی ماں سے مشورہ کر کے ہی یہ بیان کر رہا ہے، پس اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی، تین طلاق واقع ہوں گی یا ایک طلاق۔ بینوا بالدلیل وتوجروا عندالجلیل۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عبدالجلیل نے اپنے حواس کی درستگی کے ساتھ ایک ہی طلاق دی ہے اور یقین سے جانتا ہے کہ ایک ہی طلاق دی ہے، تین طلاق نہیں دی، اور گواہ بجز اس کے لڑکے کے اور کوئی نہیں، پس قضاء تین طلاق واقع نہ ہوگی، بلکہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی، تاہم اگر اس کی بیوی کو اس کے لڑکے نے تین طلاق کی اطلاع دی ہے اور وہ لڑکا اس کے نزدیک عادل ہے اور وہ اپنے لڑکے کی خبر پر یقین رکھتی ہے یا اس نے اپنے کان سے تین طلاق سنی ہیں ہر صورت میں عورت کو جائز نہیں کہ کسی طرح عبدالجلیل کو اپنے اوپر قابو دے اور جماع یا دواعی جماع کے واسطے اس کی اطاعت کرے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس سے دور رہے، جیسا کہ ردالمحتار باب الرجعت ص:۸۴۱، ج:۲، میں اس کی تصریح کی گئی ہے، اگر عبدالجلیل کو ایک طلاق کا وثوق کے ساتھ یقین نہیں بلکہ اس کو شک ہے کہ ایک طلاق دی ہے یا نہیں اور اپنے لڑکے اور بیوی کی تصدیق کرتا ہے تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی، اشباہ میں ذکر کردہ عبارت سے اسی طرح سمجھ میں آتا ہے: شک انه طلق واحدة اواكثر بنى على الاقل الخ۔ (**اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر**)

سہ و پسر و زوجۂ اش را تصدیق می نماید پس دریں صورت سہ طلاق واقع خواہد شد۔

هٰكذا يفهم مما ذكر في الأشباه : شك أنه طلق واحدة أوأكثر بنى علىٰ الأقل كما ذكره الأسبيجابي الا أن يستيقن بالأكثر أويكون اكثر ظنه علىٰ خلافه وإن قال الزوج عزمت علىٰ أنه ثلاث يتركها وإن أخبره عدول حضروا ذٰلك المجلس بأنها واحدة وصدقهم أخذ بقولم إن كانوا عدولا اهـ قال الحموی قوله وصدقهم مفهومه أنه لو غلب علىٰ ظنه خلاف كلامهم ياخذ بظنه اهـ حموی[1] ص: ۸۲.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱/۳/۵۵ھ

طلاق کی اضافت عورت کی طرف

سوال:- زید کا اپنی بیوی ہندہ سے کسی بات پر تکرار ہوا ہے اور زید نے ہندہ سے اس کے ہٹ کرنے کی بناء پر عورت کو کچھ مارا، اس کے بعد ہندہ اس دن تو اپنے گھر میں رہی، مگر آئندہ کل صبح سویرے پوشیدہ طور پر زید کے بھتیجے کے گھر میں چلی گئی، ادھر زید اس کو تلاش کرتا ہوا اس کے

(گذشتہ کا حاشیہ) [1] والمرأة كالقاضي اذا سمعته اواخبرها عدل لايحل لها تمكينه بل تفدى نفسها او تهرب ردالمحتار زكريا ص: ۴٦۳، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۵۱، ج: ۳، باب الصريح، مطلب فی قول البحر الصريح. يحتاج في وقوعه ديانة الى النية. ردالمحتار زكريا ص: ۵٦، ج: ۵، مطبوعه كراچی ص: ۴۲۰، ج: ۳، آخر باب الرجعة، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق، تبيين الحقائق ص۱۹۸ ج۲ باب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان.

(صفحہ ہٰذا) [1] الاشباه والنظائر مع الحموی ص: ۱۰۸، القاعدة الثالثة اليقين لا يزول بالشك، بيان الشك في الطلاق وعدده. مطبوعه دارالعلوم ديوبند، شامی مع الدر المختار ص۲۸۳، ۲۸۴ ج۳ قبيل باب طلاق غير المدخول بها، مطبوعه دار الفكر بيروت، المحيط البرهانی ص۳۵ ج۵، الفصل الرابع عشر في الشك في إيقاع الطلاق الخ، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

بھائی کے گھر میں پا کر وہاں پہنچا اور اپنے گھر چلنے کے لئے کہا، لیکن ہندہ سخت انکار کر کے کہنے لگی کہ گھر کی ضرورتوں کی مجھ کو کچھ پروا نہیں ہے، تمہارے ساتھ میں ہرگز نہیں جاؤں گی، اس پر تخویف کی غرض سے زید ایک طلاق کہہ کر کچھ دیر تک ٹھہار ہا اور ساتھ جانے کا تقاضا کرتا رہا، مگر ہندہ برابر انکار کرتی رہی، اور اس کے بھائی نے بھی کچھ نہیں کہا، لہٰذا زید نے نہایت رنجیدہ ہو کر ''دو طلاق تین طلاق دیا'' کہہ کر اپنے گھر واپس آ گیا، اب از روئے شرعِ اسلام ان الفاظ سے جن میں ہندہ منکوحہ کی طرف نسبت بھی نہیں ہے، اور دیدینے کا لفظ بھی نہیں ہے، محض گنتی جیسے الفاظ ہیں کیا اس صورت میں ہندہ پر طلاق ہو گئی ہے یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کتنی واقع ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق بیوی ہی کو دی جاتی ہے کسی غیر کو نہیں دی جاتی، بیوی سے جھگڑا تکرار ہوا، وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی، اس کو لینے کے لئے شوہر گیا، اور ساتھ چلنے کا تقاضہ کیا، بیوی نہیں گئی، اس پر ایک طلاق کہا، پھر رُک کر تقاضا کیا کہ شاید ایک طلاق کے بعد مان جائے، وہ نہیں مانی، پھر دو طلاق تین طلاق کہہ کر واپس چلا گیا، اِس کا کھلا مطلب یہی ہے کہ بیوی کو طلاق دے کر آیا ہے، اگرچہ بیوی کا نام لے کر نہیں کہا، اور ''دیدی'' کا لفظ بھی نہیں کہا، اس سے گفتگو اور خطاب اور ساتھ چلنے پر اصرار اور اس کے نہ ماننے پر طلاق، یہ سب کچھ اس کی نسبت کے لئے کافی ہے: **لا یلزم کون الإضافة صریحة فی کلامه کما فی البحر، لو قال طالق فقیل لهٗ من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته اھ لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثاً وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ ویفهم منه انه لو لم یقل ذٰلک تطلق امرأته لانَّ العَادةَ ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها اھ ردالمحتار[1] ص ۴۲۹ و ۴۳۰،** لہٰذا طلاقِ

---

[1] ردالمحتار زکریا ص: ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۸، ج: ۳، باب الصریح، مطلب شن بوش یقع به الرجعی، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی گنجائش نہیں رہی، لقولہٖ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَان الیٰ قولہٖ فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلاَ تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تنکحَ زوجًا غیرَہٗ (الآیۃ[1])۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۴؍۴؍ ۹۰ھ

عورت کی طرف طلاق کی نسبت

سوال:- زید نے اپنی والدہ کے ساتھ جھگڑا فساد کیا، اتنے میں اس کی والدہ نے کہا کہ اس وجہ سے تیری بیوی مجھ سے بے پروائی سے پیش آتی ہے، تو زید نے کہا کہ اس کو چھوڑ وں گا، اور تاکید تحلف کی اور چلا گیا، اور گھر میں جا کر بھاگ جانے کے ارادہ سے گٹھری وغیرہ تیار کر کے برآمدہ میں آ کر کہا، آگے دو طلاق دیا تھا، اب ایک دیا، چار سال سے زائد ہوئے کہ زید اپنی منکوحہ کو دو طلاق دے کر رجعت کر لیا، کیا اس صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر تین طلاق پڑ گئی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کے ایک بیوی ہے، جس کو پہلے دو طلاق دے چکا ہے، تو صورۃ مسئولہ میں بلا تأمل تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی: **ولو قال لھا داد مت یک طلاق وسکت ثم قال ودو طلاق وسہ طلاق تقع الثلاث ولو قال ترا یک طلاق وسکت ثم قال ودو یقع الثلث ولو قال دو بغیر الواؤ، ان نویٰ العطف تقع الثلث وان لم ینو تقع**

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) تاتارخانیۃ ص ۲۸۰، ۲۸۱ ج۳، الفصل الرابع الخ، نوع آخر فی الإیقاع بطریق الإضمار الخ، مطبوعہ کراچی.

(صفحہ ہذا) [1] سورہ بقرہ آیت: ۲۳۰، ۲۲۹،

ترجمہ:- وہ طلاق دو مرتبہ ہے، پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کیلئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کے وہ اسکے علاوہ ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔

واحدة كذا في الخلاصة[۱] **اهـ** ص: ۳۸۰، ج: ۱، دیکھئے یہاں کافی سکوت کے بعد صرف لفظ دو کہا ہے نہ اس کے معدود کو ذکر کیا، اور نہ عورت کی جانب صراحۃً اضافت کیا، مگر اس سے طلاق واقع ہوگئی، اسی طرح صورت مسئولہ میں زید کے الفاظ (آگے دو طلاق دیا تھا) اور اب ایک طلاق دیا اس سے تیسری طلاق واقع ہوجائیگی، وقوع طلاق کیلئے اضافت ضروری ہے مگر اس کا صراحۃً ہونا ضروری نہیں، بلکہ محض نیت ہی کافی ہوتی ہے، **ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه كما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال إمرأتي طلقت إمرأته اهـ شامي**[۲] ص: ۶۶۳، ج: ۲، عادت اور عرف یہ ہے کہ آدمی اپنی ہی بیوی کو طلاق دیا کرتا ہے، لہٰذا جب تک دوسرا محمل متعین نہ ہوجائے اس کی بیوی ہی پر طلاق واقع ہوگی: **ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق ويفهم منه ان لو لم يقل ذٰلک تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها فقوله انی حلفت بالطلاق ينصرف اليها مالم يرد غيرها لانه يحتمله كلامه اهـ شامي**[۳] ص: ۶۶۴، ج: ۴، اس عبارت سے درمختار[۴] کے جزئیہ **لوقال ان خرجت يقع الطلاق او لا تخرجي الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها.** کا محمل بھی معلوم ہوگیا، جب

---

[۱] عالمگیری ص: ۳۸۵، ج: ۱، الفصل السابع في الطلاق بالالفاظ الفارسية، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانية ص ۲۸۹ ج۳ الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق، نوع آخر في تكرار الطلاق وإيقاع العدد الخ، مطبوعه كراچي، المحيط البرهاني ص ۴۰۶ ج ۴ الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق، نوع آخر في تكرار الطلاق وإيقاع العدد الخ، مطبوعه المجلس العلمي ڈابھیل.

[۲] شامي زكريا ص: ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعه كراچي ص: ۲۴۸، ج: ۳، باب الصريح، مطلب شن بوش يقع به الرجعي، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق.

[۳] الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعه كراچي ص: ۲۴۸، ج: ۳، اول باب الصريح، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق، تاتارخانية ص ۲۸۰ ج ۳ الفصل الرابع، نوع آخر في الإيقاع بطريق الإضمار الخ، مطبوعه كراچي. (حاشیہ ۴ اگلے صفحہ پر)

کہ زید نے اوّلاً دو طلاق دی اور اب ان کو ذکر کر کے تیسری دے رہا ہے تو یہ بھی مذاکرۂ طلاق ہو گیا۔

قوله وهى حالة مذاكرة الطلاق اشار به الىٰ ما فى النهر من أن دلالة الحال تعم دلالة المقال قال وعلىٰ هذا فتفسر المذاكراة بسوال الطلاق أو تقديم الايقاع كما فى اعتدى ثلاثا وقال قبله المذاكرة ان تسأله هى أو أجنبى الطلاق اهـ شامی[1] ص: ۷۰۱، ج: ۲. فقط واللّٰه تعالىٰ اعلم

حررۂ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۴/۱۲/۶۰ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۱۴/ربیع الاول ۶۰ھ

طلاق کی اضافت عورت کی طرف

سوال:- زید اپنی خوشدامنہ کے ساتھ سالہ وسمدھی کے بارہ میں جھگڑا کر رہا تھا، جب زید گھر سے باہر نکل آیا، تو اسکی خوشدامنہ نے کہا کیوں لوٹ جا رہے ہو، تو زید واپس آیا، اور اپنی ساس کو خطاب کر کے کہنے لگا کیا تم طلاق لے لوگی اور اپنی زبان سے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق بائن طلاق کہا، پھر کسی وقت جب اس کو کہا گیا کہ تم نے تمہاری زوجہ کو طلاق دیدی تو زید کہتا ہے میں نے طلاق دیتے وقت اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی، اور اپنی عورت کا ارادہ نہیں کیا۔

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۴] الدر المختار على الشامى زكريا ص: ۴۵۷، ج: ۴، كتاب الطلاق، باب الصريح، خانية على الهندية ص ۴۶۵ ج ۱ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق.

(صفحہ ہٰذا) [۱] شامى زكريا ص: ۵۲۸، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۹۷، ج: ۳، اول باب الكنايات، النهر الفائق ص ۳۵۶ ج ۲ باب الكنايات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى ص ۳۷۵ ج ۱ الباب الثانى الفصل الخامس فى الكنايات، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

(۱) تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ جب زید کو کہا گیا کہ تم نے تمہاری عورت کو طلاق دیدی ہے تو اس وقت زید خاموش رہا کچھ نہیں کہا، اس صورت میں کیا ہوگا؟

(۳) دونوں صورت مذکورہ میں دیانت وقضاء کی مداخلت ہے کیا؟

(۴) طلاق کے وقوع میں جیسا کہ اضافت لفظیہ کی ضرورت ہے ویسا ہی اضافتِ معنویہ کی بھی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۵) صورت مذکورہ میں کسی قسم کی اضافت پائی جاتی ہے یا نہیں؟

(۶) زید کی منکوحہ موجود ہے، لہٰذا محل طلاق بھی موجود ہے باوجود اس کے زید جیسے عاقل بالغ کے قول کو ملغیٰ کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

(۱ تا ۶) اگر زید نے زوجہ کو نہ طلاق کا خطاب کیا نہ اس کا نام لیا نہ اس کی طرف اشارہ کیا نہ اس کی طرف ضمیر راجع کی نہ اس کی کوئی صفت بیان کی۔ نہ اس کو ندا دی، بلکہ خوشدامنہ کو خطاب کر کے الفاظ مذکورہ ادا کئے ہیں اوراب دریافت کرنے پر کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی، اورزوجہ کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا، تو قسم کے ساتھ زید کا قول شرعاً معتبر ہے۔

یہ قسم کی ضرورت قضاء ہے، دیانۃً نہیں، منکوحہ موجود ہونے کے وقت ہی یہ تفصیل ہے، اگر منکوحہ موجود نہ ہوتی تو کسی تفصیل کی کیا ضرورت تھی، زید کے کلام میں زوجہ کی طرف طلاق کی کسی قسم کی بھی اضافت نہیں، اسلئے دارومدار صرف نیت پر رہیگا: **لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتى طلقت امرأتهٗ الیٰ قوله لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتى يصدق ويفهم منه انه لو لم يقل ذالک تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها فقوله انى حلفت بالطلاق ينصرف اليها مالم يردغيرها لانه يحتمله كلامه بخلاف ما لو ذكر**

اسمها او اسم ابيها او امها او ولدها لا يصدق قضاءً اذا كانت امرأته كما وصف الخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الاشارة نحو هذه طالق وكذا نحو امرأتی طالق وزينب طالق اھ ردالمحتار[1] بتغیر ص: ۷۰۵، ج: ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳؍ رمضان المبارک ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] رد المحتار زكريا ص ۴۵۸، مطبوعه كراچی ص ۲۴۸ ج ۳، باب الصريح، مطلب شن بوش يقع به الرجعی، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۳، ۲۵۴ ج ۳ باب الطلاق، قاضی خان علی الهنديه ص ۴۶۵ ج ۱ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم : عدمِ وقوعِ طلاق

وعدۂ طلاق سے طلاق نہیں ہوتی

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے یہاں سے لے جانے کا تقاضہ کیا مگر کسی وجہ سے وہ اس کے ساتھ جانے کو تیار نہ ہوئی اس پر زید نے جہاں تک اس کو یاد ہے، اپنی بیوی کے بھائی سے یہ لفظ کہے کہ شریفوں میں مقدمہ بازی کرنے اور مستورات کو عدالت میں لے جانے کے بہ نسبت مرجانا یا طلاق دیدینا بہتر ہوتا ہے، اگر معاملہ عدالت تک جائے گا، تو میں بھی طلاق دیدینے کو ترجیح دوں گا، بجائے اس طرح بے غیرت ہونے کے اور زید نے تاکیداً اس کے بھائی سے ۵/تاریخ تک پہنچادینے کو کہا جو الفاظ زید نے کہے تھے زید ان کے متعلق حلف شرعی اٹھانے کو تیار ہے، اس کے برخلاف مسماۃ کا بھائی یہ کہتا ہے کہ زید نے یہ الفاظ کہے تھے، کہ اگر زید کی بیوی ۵/تاریخ تک اس کے گھر نہ پہنچ گئی تو زید طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے گا چنانچہ زید کی بیوی ۵/ تاریخ تک نہیں بھیجی گئی، اس صورت میں زید کا بھائی کہتا ہے کہ تم طلاق دے چکے ہو، زید نے اس کے قول کو تسلیم نہیں کیا، حکم شرعی سے مطلع فرمائیں کہ ایسی صورت میں شرعاً مسماۃ زید کی زوجیت سے علیحدہ ہوگئی یا بدستوار اس کی بیوی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسماۃ کے بھائی کا بیان اگر تسلیم کرلیا جائے تب بھی شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ

اسکا بیان ہے کہ اگر زید کی بیوی ۵/تاریخ تک اس کے گھر نہ پہنچ گئی تو زید طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے گا اور اس بیان میں طلاق نہیں دی گئی، بلکہ طلاق کا وعدہ کیا گیا ہے، اور وعدۂ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی[۱] البتہ اگر طلاق نامہ لکھ کر بھیج دیتا تو اس طلاق نامہ کی وجہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۸/۹/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/ شعبان ۵۵ھ

بیوی کو کنویں میں دھکّا دینے سے طلاق نہیں ہوئی

سوال: ۔ زید اپنی بیوی کے پاس سسرال میں آیا، تین دن بعد بیوی سے کہا کہ تم سے ضروری بات علیحدگی میں کرنی ہے، تم فلاں کنویں پر مجھے ملنا، ہندہ وہاں گئی، ابھی بیٹھی ہی تھی کہ زید نے بیوی کو کنویں میں دھکا دیدیا، اور وہاں سے چلا گیا، پھر لوگوں نے نکالا اور اس نے واقعہ بیان کیا، اب ہندہ جانے کو تیار نہیں ہے، نہ زید طلاق دیتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟ جبکہ اس نے اپنے سے ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے دھکا دیا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کی اس ظالمانہ حرکت کے باوجود نکاح ختم نہیں ہوا، بلکہ نکاح باقی ہے[۲] اب اگر وہ نہ

---

[۱] فقال الزوج: أطلق "طلاق مى كنم" فكرره ثلاثاً طلقت ثلاثاً بخلاف قوله: سأطلق "طلاق كنم" لأنه إستقبال فلم يكن تحقيقا بالشک، عالمگیری ص ۳۸۴ ج ۱ الفصل السابع فی الطلاق بألفاظ الفارسية، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، در مختار مع رد المحتار ص ۳۱۹ ج ۳ كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، مطبوعه كراچی، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۱۴ ج ۳ باب تفويض الطلاق.

[۲] بأن كتب أما بعد: فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق الخ عالمگیری ص ۳۷۸ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة، الباب الثانی، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، شامی زكريا ص ۴۵۶ ج ۴ كتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالكتابة، تاتارخانية ص ۳۷۷ ج ۳ كتاب الطلاق، الفصل السادس فی إيقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه كراچی.

لیجا کر آباد کرتا ہے، نہ طلاق دے کر آزاد کرتا ہے تو کم از کم تین معزز دیندار مسلمانوں کی شرعی کمیٹی بنالی جائے، جس میں ایک معاملہ شناش معتبر عالم بھی شریک رہے، اس کمیٹی میں ہندہ درخواست دے کہ زید میرا شوہر ہے وہ میرے حقوق ادانہیں کرتا، اوراس کا مجھ پر یہ ظلم ہے شرعی کمیٹی جملہ امور کی تحقیق کر کے زید کو بلا کر کہے کہ یہ تمہاری بیوی کی درخواست ہے تم ظلم سے باز آؤاور بیوی کو شریفانہ طریقے پر آباد کرو یا اس کو طلاق دیدو، ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اس پر اگر زید نے کچھ نہ کیا تو شرعی کمیٹی خود تفریق کردے، اس کے بعد عدت تین ماہواری گذار کر ہندہ کو دوسری جگہ نکاح کی اجازت ہوجائیگی، رسالہ "الحیلۃ الناجزہ" سامنے رکھ کراس کے مطابق شرعی کمیٹی سب کارروائی کرے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۲/۹۵ھ

مدت تک علیحدہ رہنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال:۔ زید نے اپنی منکوحہ سعیدہ بی کو زاہدہ بی جوکہ زید کی پہلی بیوی تھی، اس کے ساتھ اتفاق نہ ہونے کی بناء پر گھر سے الگ کردیا، جوکہ تقریباً ۲۵/سال سے جدائی کی زندگی گذار رہی ہے، اب جبکہ پہلی بیوی زاہدہ بی کا انتقال ہوچکا ہے، تو پھر زید اپنی دوسری بیوی سعیدہ بی کو واپس اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے، تو کیا رکھ سکتا ہے، اس ۲۵/سال کے درمیان سعیدہ بی سے معاشرتی تعلقات تو نہیں ہے، لیکن ملاقات کبھی کبھار ہوجاتی تھی، سعیدہ بی کے بطن سے ایک لڑکا بھی ہے جو کہ زید کے ہی گھر میں جدائیگی سے قبل پیدا ہوا تھا، وہ لڑکا سعیدہ بی کے ساتھ آج بھی موجود ہے، اس کی پرورش اور ضروریاتِ زندگی سعیدہ بی ہی پورا کرتی رہی، سعیدہ بی کو زید نے طلاق

---

[۱] اس لئے کہ زید نے کوئی صریح یا کنائی لفظ طلاق کا استعمال نہیں کیا اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی، "الطلاق رفع قید النکاح فی الحال او المآل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا، ج۴/ص ۴۲۴/مطبوعه کراچی، ج۳/ص ۲۲۶/ اول کتاب الطلاق.

[۲] الحیلة الناجزه، ص ۲۸-۶۱-۶۲/، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

نہیں دیا ہے، صرف الگ کر دیا تھا، اب زید چاہتا ہے کہ سعیدہ بی کو اپنے گھر میں بیوی کی طرح رکھے اور معاشرتی زندگی پہلے جیسی بسر کرے؟

یہاں یہ بات بھی ہم واضح کرتے ہیں، کہ زید فریضۂ حج بھی ادا کر چکا ہے، ۱۹۷۰ء میں زید حج کے لئے روانہ ہونے والا تھا تو اس کو خیال ہوا کہ اپنی بیوی سعیدہ کے ساتھ ہی جس کو برسوں سے چھوڑ رکھا ہے، تعلقات قائم کرے، لیکن پہلی بیوی زاہدہ بی کی موجودگی پھر مخل ہوئی، پھر جب زاہدہ بی روانگی حج کے قبل ہی انتقال کر گئی، تو زید کو پھر احساس ہوا کہ سعیدہ بی کو بلائے، چنانچہ سعیدہ بی اور اس کے لڑکے کو بلا کر زید نے سعیدہ بی کو مہر کی رقم ادا کر دی، ساتھ ہی اس کو اور اس کے لڑکے کو ایک ہزار روپیہ کی نقد رقم دی۔

اب پھر سعیدہ بی اپنے لڑکے کے ہمراہ اپنے گھر چلی گئی اور زید فریضہ حج کیلئے چلا گیا

جب زید فریضۂ حج کے بعد واپس گھر آیا تو معاً اس کو خیال ہوا، سعیدہ بی سے ملے، چنانچہ وہ ملا، اور معاشرتی طور پر اس کے یہاں رہا، اب دائمی طور پر اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے

اب سوال یہ ہے کہ اتنی مدت گذر جانے کے بعد بھی سعیدہ بی زید کی حبالۂ زوجیت میں ہے، اور کیا زید سعیدہ بی کو ایسی صورت میں کہ وہ برسوں تک جدا رہی اپنے گھر میں بحیثیت اپنی بیوی کے رکھ سکتا ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ طلاق نہیں دی ہے تو اتنی مدت تک الگ الگ رہنے سے نکاح ختم نہیں ہوا، بلکہ بدستور باقی ہے[1]، اب ساتھ رہیں اور ایک دوسرے کا حق زوجیت ادا کریں، اس سے وہ دونوں شرعاً مجرم نہیں ہوں گے، بلکہ اب تک جو کچھ جرم ہوا ہے اور حقوق ادا نہیں کئے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس جرم

---

[1] جب اس نے کوئی صریح یا کنائی لفظ نہیں کہا ہے تو محض الگ رہنے سے طلاق نہیں ہوگی "الطلاق رفع قید النکاح فی الحال او المآل بلفظ مخصوص وھو ما اشتمل علی الطلاق. الدر المختار علی ردالمحتار زکریا، ج۴/ص ۴۲۴/ مطبوعہ کراچی ص ۲۲۶/ ج۳/ اول کتاب الطلاق.

کی مکافات ہوجائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۹۰ ۱۳ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۹۰ ۱۳ھ

شوہر کا قول ''مجھے طلاق ہے'' کا حکم

سوال:۔ زید کا نکاح زرینہ نامی عورت سے ۱۹۶۵ء میں ہوا، لیکن ابھی شادی کی رسم انجام نہ پائی کہ زید نے یہ الفاظ کہے ''مجھے طلاق ہے اگر میں جوا کھیلوں'' اس کے چند ماہ بعد زید کو جوا کھیلتے ہوئے پایا گیا، اب زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ابھی تک میاں بیوی میں تنہائی نہیں ہوئی، تو جوا کھیلنے کی وجہ سے شرط کے موافق طلاق بائن واقع ہوگئی[۱] اب طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱/۸۶ ۱۳ھ

الجواب صحیح مگر مدار عرف ہے۔ بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱/۸۶ ۱۳ھ

---

[۱] اذااضافه الى شرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً عالمگیری کوئٹه، ج ۱ /ص ۴۲۰/ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان الخ، وعلى الطلاق وعلى الحرام فيقع بلا نية للعرف الخ در مختار على الشامی زکریا ص ۴۶۴ ج ۴ باب الصريح.

[۲] اذاكان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها .عالمگیری کوئٹه، ج ۱ /ص ۴۷۲/ باب الرجعة،فصل فيما تحل به المطلقة، شامی زکریا ص ۴۰ ج ۵ باب الرجعة، النهر الفائق ص ۳۵۵ ج ۲ كتاب الطلاق فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

سالی کو طلاق

سوال:- چہ میفر مایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ صورتش ایں کہ زید در حاضران مجلس زوجۂ خود را کہ نامش ہندہ بود مخفی داشتہ، اخت ہندہ را کہ نامش میمونہ بود، بعلت نکاح ثانی مجبور شدہ میمونہ را زوجۂ خود قرار دادہ بطور حیلہ سازی سہ طلاق داد زیرا کہ اگر زوجۂ اول را طلاق ندہد وی وخویش واقرباء عروسہ ثانی ناراض وممتنع گردیدند بعد او اظہار نماید زوجہ من ہندہ است میمونہ نیست پس دریں صورت ہندہ مطلقہ شد یا نہ بینوا وتوجروا۔ راقم الحروف مولوی مجیب الحق انواکھالی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ را نہ خطاب کردہ ونہ بسوئے او اشارہ نمودہ ونہ نامش بردہ ونہ بر سبیل طلاق زوجہ ومنکوحہ خود را طلاق دادہ است بلکہ خواہر زوجہ اش را کہ میمونہ است زوجۂ خود ظاہر کردہ طلاق دادہ است خواہ بدیں صورت کہ میمونہ را کہ زوجۂ من است طلاق دادم خواہ بسویش اشارہ نمودہ گفت کہ ایں را طلاق دادم پس در ہمہ صورتہائے مذکورہ نہ بر ہندہ طلاق واقع شدہ است ونہ بر میمونہ، زیرا کہ ہندہ را خطاب نکردہ است ونہ ہیچ وجہ نسبت طلاق بدو کردو میمونہ منکوحہ اش نیست البتہ میمونہ را منکوحہ خود ظاہر کردن بدروغ است وبزۂ وی برگردن او۔

ترجمہ سوال:- علماء دین ومفتیان شرع متین، اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ زید نے حاضرین مجلس کے سامنے اپنی بیوی کو جس کا نام ہندہ ہے، مخفی رکھ کر ہندہ کی بہن کو جس کا نام میمونہ ہے، نکاح ثانی کی وجہ سے مجبور ہو کر میمونہ کو اپنی بیوی قرار دے کر حیلہ سازی کے طریقہ پر طلاق دی اس لئے کہ وہ اگر اپنی اول بیوی کو طلاق نہ دیتا دوسری بیوی کے خویش واقرباء ناراض اور شادی سے منکر ہو جاتے اس کے بعد وہ (شوہر) اظہار کرتا ہے کہ میری بیوی ہندہ ہے، میمونہ نہیں بس اس صورت میں ہندہ مطلقہ ہوئی یا نہیں۔

ترجمہ الجواب:- اگر ہندہ کو نہ خطاب کیا اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا نہ اس کا نام لیا نہ طلاق کے طریقہ پر اپنی بیوی اور منکوحہ کو طلاق دی بلکہ اپنی بیوی کی بہن کو جو کہ میمونہ ہے اپنی بیوی ظاہر کر کے طلاق دی ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ومحله المنكوحه وأهله زوج عاقل بالغ مستيقظ[1].

صريحه مالم يستعمل الا فيه كطلقتك وأنت طالق ومطلقة قيد بخطابها لأنه لو قال إن خرجت يقع الطلاق أولا تخرجي إلا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الإضافة إليها اهـ در مختار[2]. فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۲۱/ذی الحجہ ۵۷ھ

ماں کو طلاق

سوال: - زید حالت مرض میں ہے، اس کی ماں اس کے پاس ترکاری پکا کر لائی چوں کہ ترکاری موافق مزاج کے نہیں ہوئی، ماں کو گالی دینے لگا، ماں نے جواب دیا کہ اپنی زوجہ حسینہ کو بلا کر اچھی ترکاری پکا کر کھاؤ، زید نے اس کے جواب میں کہا تجھ کو تین طلاق ہے، یعنی طلاق کی اضافت ماں کی طرف کی اس اضافت میں اس کی زوجہ مطلقہ ہوگی نہیں؟ اگر ہو تو جواب بحوالہ کتاب دیں۔

(**گذشتہ کا بقیہ**) خواہ اس صورت سے کہ میمونہ کو جو کہ میری بیوی ہے میں نے طلاق دی، اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کو میں نے طلاق دی۔ پس مذکورہ تمام صورتوں میں نہ ہندہ پر طلاق واقع ہوئی، اور نہ میمونہ پر، اسلئے کہ نہ ہندہ کو خطاب کیا نہ کسی طریقہ پر اسکی طرف طلاق کی نسبت کی اور میمونہ اس کی منکوحہ نہیں، البتہ میمونہ کو اپنی منکوحہ ظاہر کرنا جھوٹ ہے اور اس کا گناہ اس کی گردن پر ہے ومحله المنكوحه الخ۔

[1] الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۳۱، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۳۰، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص ۴ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۵۷، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۴۷، ج: ۳، اول باب الصريح، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص ۱۱ ج ۲ باب إيقاع الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق.

الجواب حامداً ومصلیاً

نہ زوجہ کو خطاب کیا نہ اس کی طرف اشارہ کیا نہ نام لیا، نہ ضمیر راجع کی، غرض کسی طرح بھی طلاق کی اضافت اپنی منکوحہ کی طرف نہیں کی بلکہ غیر منکوحہ کو خطاب کر کے طلاق دی ہے، پس شرعاً طلاق واقع نہیں ہوگی: **ومحله المنكوحة[1] صريحه مالم يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة بالتشديد قيد بخطابها لأنه لو قال ان خرجت يقع الطلاق أو لاتخرجي إلا بإذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة إليها (در مختار). درمختار قال الشامي أي المعنوية فإنها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الإشارة نحو هٰذه طالق وكذا نحو امرأتي طالق وزينب طالق. شامي[2] ص: ۴۶۳، ج: ۲.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بیوی کا شوہر کو طلاق دینا

سوال:-ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی بعد صحبت میاں بیوی میں کسی بات پر ناراضگی ہوگئی، بیوی نے اپنے خاوند کو جواب دیا کہ اگر تو اب آئندہ مجھ سے صحبت کرے گا، حرام کاری کرے گا یعنی تیرا آئندہ صحبت کرنا حرام کاری ہوگا۔ جواب بحوالہ کتب تحریر فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عورت کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا، طلاق دینے کا حق مرد کو ہے: **ومحله المنكوحة**

[1] الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۳۱، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۳۰، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص ۴ ج ۲، كتاب الطلاق، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] الدرالمختار مع الشامي زكريا ص: ۴۵۷، ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۴۷، ۲۴۸، ج: ۳، اول باب الصريح، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق، قاضيخان على الهندية ص ۴۶۵ ج ۱ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

واهله زوج عاقل بالغ مستيقظ ا هـ درمختار[۱] **ص ۶۴۵ ج ۲** . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۷/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/ ذیقعدہ ۵۶ھ

دل میں طلاق دینے کا حکم

سوال:- زید نے اپنے ہی آپ کو اپنے دل میں بغیر حرکت کرے زبان کے کہا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، اسکے جواب میں زید ہی نے کہا کہ ہاں اور اس ہاں کو سن بھی لیا پس صرف ہاں کے سن لینے سے بکر کہتا ہے، کہ طلاق ہوگئی، اگر چہ طلاق کو زبان سے نہ کہا ہو، اور خالد کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوگی، جب تک کہ زبان سے نہ کہے ان دونوں میں کون حق پر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالد کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے کیوں کہ وقوع طلاق کیلئے صرف نیت کافی نہیں، بلکہ زبان سے کہنا شرط ہے، اور صورت مسئولہ میں لفظ طلاق کا تلفظ نہیں کیا، لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی۔ **لواجرى الطلاق علٰى قلبه وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع ا هـ مراقى الفلاح**[۲] **ص: ۱۲۷، والبسط**[۳] **فى ردالمحتار.** واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۹/۱/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۳/ صفر ۵۷ھ

---

۱ الدرالمختار على ردالمحتار زكريا ص: ۴۳۱، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۳۰، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص ۴ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

۲ مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص: ۱۲۷، باب شروط الصلاة واركانها، مطبوعه مصر.

۳ ردالمحتار زكريا ص ۱۲۱ ج ۲، مطبوعه كراچى ص ۴۲۷ ج ۱، باب شروع الصلاة فروع فى النية.

نسبت بدل کر طلاق دینا

سوال:-عبدالعزیز نے اپنی بیوی کو حالتِ غصہ میں اس طرح طلاق دیا، بدھو کی نانی تیرا تینوں طلاق اپنی ہاتھی لے کر جا، بدھو عبدالعزیز کی بیوی کے باپ کا نام ہے، اصل اس کا نام عبد الخالق ہے، کیا ایسی صورت میں عبدالعزیز کی بیوی زوجیت سے ختم ہوگئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع نہیں ہوئی، تو عدمِ وقوعِ طلاق کی دلیل ضرور قلم بند کی جائے، اگر واقع ہوگئی، تو کس دلیل سے؟ امید کہ جواب شافی سے نوازا جاؤں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سوال تقریباً پانچ سال سے گشت کر رہا ہے، اور دونوں قسم کے جواب اس پر دیئے گئے ہیں مگر افسوس سائل کو تشفی نہیں ہوئی، شافی مطلق ہی شفا دے۔

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا نام بدل کر یا نسبت بدل کر طلاق دے، مثلاً اس کی بیوی کا نام فاطمہ ہے اور وہ عائشہ کو طلاق دے، یا زید کی ماں یا زید کی بہن یا زید کی بیٹی کو طلاق دے حالانکہ اس کی بیوی زید کی ماں یا بہن یا بیٹی نہیں ہے تو اس کی بیوی پر طلاق نہیں ہوگی: **وکذا لو نسبها الٰی امها او اختها ا وولدها وهی کذٰلک ولو حلف ان خرج من المصر فامرأته عائشة کذا واسمها فاطمة لا تطلق اذا خرج.** (شامی[1] ص: ۴۶۰، ج: ۲)

مشرکینِ قریش حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہہ کر برا کہتے تھے اس پر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انکی گالی اور لعنت سے کیسا بچالیا کہ وہ مذمم کو گالی دیتے ہیں، اور میں تو مذمّم نہیں ہوں میں تو محمد ہوں: **وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ کَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّی شَتْمَ قُرَیْشٍ وَلَعَنَهُمْ یَشْتِمُوْنَ**

---

[1] شامی زکریا ص: ۵۲۱، ج:۴، مطبوعہ کررچی ص: ۲۹۲، ج:۳، باب طلاق غیر المدخول بها، مطلب فیما قال: امرأته طالق وله امرأتان اواکثر الخ.

مُـذَمَّـمـاً وَيَـلْـعَنُونَ مُذَمَّماً وَاَنَا مُحَمَّدٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُ مشكوة شريف[1] **ص:۵۱۵، باب اسماء النبی ﷺ وصفاته، الفصل الاول.**

بعض احباب اہلِ علم نے بتایا کہ ہمارے اطراف میں بیوی کو اس طرح بھی تعبیر کرتے ہیں، جسطرح سوال میں مذکور ہے اور یہ بنا بر تحقیر و تذلیل ہوتا ہے، اس صورت میں اگر وہاں کا محاورہ ہے، یا شوہر اسطرح بیوی کیلئے بولتا ہے، تو طلاقِ مغلظہ واقع ہوجائیگی[2] اور نہ رجعت کی گنجائش رہیگی نہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی اجازت رہیگی[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۶/۷ ۱۴۰ھ

طلاق بلا اضافت

سوال:- زید اپنی ساس سے اپنی بڑی سالی کے گھر کی باتیں بتلا رہا تھا، کہ ہماری بڑی سالی نے مجھے ایسی خراب باتیں کہی ہیں جو کہ میرے دل کو بری معلوم ہوئیں، زید نے کہا کہ اس وجہ سے میں اپنی بیوی کو بغرضِ تفریح گھومنے نہیں جانے دوں گا، صرف غمی اور شادی کے لئے جانے دوں گا، زید کی بیوی نے ضد کی اور کہا کہ میں تو ضرور جاؤں گی، بات بڑھ گئی، زید کی بیوی نے کہا کہ تمہاری ماں اور چاروں بہنوں کو طلاق ہوجا اس کے بعد زید نے کہا کہ اگر ہماری بہنیں اپنے شوہر سے بلا وجہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑیں اور طلاق پاویں تو میں اس کو ہرگز رہنے نہ دوں گا، اس کے بعد

---

[1] مشكوة شريف ص:۵۱۵، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] كـذا يستفاد : والأحكام تبتنى على العرف، فيعتبر فى كل إقليم وفى كل عصر عرف أهله، شامى كراچى ص۱۸۸ ج۵ باب الحقوق فى البيع، مطلب الأحكام تبتنى على العرف.

[3] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أويموت عنها كذا فى الهدايه. عالمگيرى ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فيـمـا تـحـل به المطلقة وما يتصل به، مطبوعه كوئٹه، هدايه ص۳۹۹ ج۲ فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسر نديم، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

گفتگو بڑھتی گئی، زید کی بیوی نے کہا کہ تمہاری عقل تمہارے والد سے بھی بدتر ہے، اس پر زید نے کہا کہ اگر میرا دماغ میرے والد سے بدتر ہوتا تو میں اپنی بڑی سالی کے یہاں تم کو طلاق دیدیتا، تم چاہے جو بھی کہو میں طلاق ہرگز نہ دوں گا، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ زید کی گفتگو بیوی سے تیز تیز ہوئی، پھر زید نے غصے سے بے قابو ہوکر حواس باختہ ہوکر، اس کا ہوش وحواس جاتا رہا، زید ایک بار کھڑا ہو کر عورت کی طرف منہ نہ کر کے بلکہ دوسری طرف دیوار کی طرف منہ کر کے زید کی زبان سے ایک بارگی ایک ہی سانس میں صرف لفظِ طلاق تین مرتبہ نکل گیا، نہ تو زید کے منہ سے یہ نکلا کہ میں نے تم کو طلاق دیا اور نہ ہی زید نے اپنی بیوی کا نام لے کر کہا کہ تم کو طلاق دیا، اس بات کے بعد زید نے عام لوگوں کے ساتھ رات سسرال میں گذاری صبح کو اپنے گھر چلا گیا اور اس واقعہ کے تیسرے روز اپنی سسرال آیا اور طرفین نے دو گواہوں کے سامنے ایک دوسرے کو معاف کردیا، اور چونکہ گھر جانے کا وقت نہیں رہ گیا تھا، اس لئے زید نے عام لوگوں کے ساتھ اپنی سسرال میں رات گذاری، اب آپ مطلع فرماویں، کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ جب کہ اب زید کا کہنا ہے کہ میں قسم کھا کر حلفیہ کہتا ہوں کہ میری عورت کو طلاق دینے کی نیت نہیں تھی، مجھے اس کا افسوس ہے جو میں نے کہا، بہر حال آپ تفصیل سے مطلع فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آدمی طلاق اپنی بیوی ہی کو دیا کرتا ہے، کسی غیر عورت کو یا دیوار وغیرہ کو نہیں دیا کرتا، گفتگو تیز تیز بیوی ہی سے ہوئی غصہ بیوی ہی کی بات پر آیا، اس گفتگو میں زید نے بیوی کے متعلق کہا کہ تم چاہے جو بھی کہو میں طلاق ہرگز نہ دوں گا، یہ مطلب نہیں تھا کہ دیوار یا کسی اور غیر عورت کو طلاق نہیں دوں گا، بلکہ اپنی بیوی کے متعلق کہا تھا ہر بات کرتے وقت ہر مرتبہ بیوی کا نام لینا یا تم کہنا یا اس کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں ہوتا، پھر بیان میں یہ بھی ہے کہ زید کا ہوش وحواس جاتا رہا، جس کا مطلب یہ ہے کہ زید نیت کرنے اور نہ کرنے سے بالکل فارغ تھا، پھر یہ کہنا کہ اگر میری نیت طلاق

دینے کی ہوتی تو میں یہ کہتا میں نے تمہیں طلاق دیا، اوراس کے سامنے منہ کر کے کہتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوش وحواش کی حالت میں طلاق دی ہے اور خوب سمجھ کر طلاق دی ہے مجموعی حالات سے تو ظاہر یہی ہے کہ زید کی بیوی پر طلاقِ مغلظہ ہوگئی[1] تاہم زید اگر حلف کے ساتھ کہے کہ میں نے تین طلاق کا لفظ اپنی بیوی کے لئے نہیں بولا ہے تو زید کا قول معتبر ہوگا۔[2] مگر معاملہ حلال وحرام کا ہے، خوفِ آخرت کو سامنے رکھ کر حلف کیا جاتا ہے، ایسا نہ ہوا کہ آخرت کا عذاب سر پڑے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق بغیر نام لئے ہوئے اور بغیر اشارہ کے

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو زدوکوب کیا، جس کی وجہ سے زید اوراس کی ساس کا آپس میں جھگڑا ہوا، زید نے اپنی ساس کولکھا ’’کیا تو اس کی طلاق لینا چاہتی ہے‘‘، ساس نے جواب نفی میں دیا، پھر ساس کے ساتھ جھگڑے کے دوران میں مندرجہ بالا الفاظ کے کچھ دیر بعد ساس کو مخاطب کرتے ہوئے زید نے کہا ’’طلاق، طلاق، طلاق‘‘۔ نہ زید نے اپنی عورت کا نام لیا، نہ اس کی طرف اشارہ کیا نہ عورت زید کے سامنے تھی، اور نہ اپنی ساس کولکھا کہ میں نے تیری لڑکی یا اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، اب شرعاً اس کا حکم مدلل تحریر فرمائیں۔

---

[1] لو قال : إمرأة طالق أو قال : طلقت إمرأة ثلاثاً وقال : لم أعن إمرأتی یصدق ویفهم منه أنه لو لم یقل ذلک تطلق إمرأته لأن العادة أن من له إمرأة إنما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها، شامی زکریا ص۴۵۸ ج۴ باب الصریح، مطلب : ’’سن بوش‘‘ یقع به الرجعی، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۳ ج۳ باب الطلاق الصریح، تاتارخانیة ص۲۸۰ ج۳ الفصل الرابع الخ، نوع آخر : فی الإیقاع بطریق الإضمار الخ، مطبوعه کراچی.

[2] وفی کل موضع یصدق الزوج علی نفی النیة یصدق مع الیمین لأنه أمین فی الإخبار عما فی ضمیره والقول قول الأمین مع الیمین هدایة ص۳۷۵ ج۲ باب إیقاع الطلاق، فصل، مطبوعه اشرفی دیوبند، تاتارخانیة ص۳۲۵ ج۳ کتاب الطلاق، نوع آخر وفی بیان حکم الکنایات، مطبوعه کراچی.

الجواب حامداًومصلياً

زدوکوب اپنی عورت کو کیا، اس کی وجہ سے ساس سے جھگڑا ہوا، اسی کی طلاق کیلئے ساس سے دریافت کیا، جس پر ساس نے جواب نفی میں دیا، پھر اسی مجلس میں تین دفعہ طلاق طلاق طلاق کہا، تو طلاق واقع ہونے پر کیا شبہ رہ گیا، نام لینا یا اشارہ کرنا ضروری نہیں یہ سب قرائن کافی ہیں، ویسے بھی طلاق بیوی ہی کو دی جاتی ہے، کسی اور کو نہیں دی جاتی۔

لو قال إمرأ ة طالق أو قال طلقت إمرأة ثلاثاً وَقال لم أعن إمرأتی يصدق ويفهم منه أنه لو لم يقل ذٰلک تطلق إمرأته لأن العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها ا هـ شامی[1]**ص: ۴۳۰، ج: ۲.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۵/۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۵/۶ھ

بیوی کا نام بدل کر طلاق دینا

سوال:- محمد ظہیر الدین ابن حکیم الدین مرحوم نے اپنی بڑی بیوی کے ساتھ کئی وجوہ کی بنا پر غصہ ہو کر چار آدمیوں کے سامنے یہ بات کہی کہ رحیم بخش کی بیٹی جمیلہ کو طلاق دی، رحیم بخش کی بیٹی جمیلہ کو طلاق دی، رحیم بخش کی بیٹی جمیلہ کو طلاق دی، آگاہ رہیں کہ ظہیر الدین کی بڑی بیوی کا نام عاملہ ہے، لیکن جمیلہ نام لے کر طلاق دی ہے۔

نوٹ:- اوران چار اشخاص کا کہنا ہے کہ ظہیر الدین نے جو کچھ کہا ہم وہی بات سنے ہیں، نہ اس سے کم سنے نہ اس سے زیادہ، اب گذارش یہ ہے کہ ہمارے یہاں اس مسئلہ میں دوقول

---

[1] شامی زکریا ص: ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۴۸، ج: ۳، باب الصريح، مطلب شن بوش يقع به الرجعی، عالمگيری ص ۳۵۸ ج ۱ الفصل الأول فی الطلاق الصريح، الباب الثانی، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق.

ہوگئے، جولوگ کہتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوئی وہ دلیل میں پیش کرتے ہیں، کہ فتاویٰ دارالعلوم ساتویں جلد ص: ۳۵، فتویٰ نمبر: ۱۲۸۸، میں مسئلہ ہے نام بدل کر طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی ہے، اور جولوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی وہ کہتے ہیں کہ اسنے اپنی زبان سے یہ کہا کہ میری بڑی بیوی اور اسکے ساتھ اس عورت کے والد جو اسکا خسر ہے، اسکے نام کے ساتھ کہا ہے، صرف بیوی کا نام بدل جانے سے تو وہ اس کی غیر نہیں ہوتی، یہ کبھی نہیں ہوسکتا، نیز اسکی چھوٹی بیوی کا نام بھی جمیلہ نہیں ہے، اسلئے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص کے اپنی زبان سے نام بدلنے سے پہلے وہی بڑی بیوی متعین تھی، لہٰذا اس کی بڑی بیوی ہی پر طلاق واقع ہوگئی، اب آپ حضرت سے میری درخواست ہے کہ مع دلائل صحیح جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر خالی نام لے اور وہ بیوی کا نام نہ ہو بلکہ غیر کا نام ہو تو اس سے بیوی پر طلاق نہیں ہوتی[1]

صورتِ مسئولہ میں شوہر کا جو مقولہ نقل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ''رحیم بخش کی بیٹی جمیلہ کو طلاق دی'' اور اس مقولہ پر چار اشخاص کی گواہی پیش کی ہے، اس میں یہ لفظ نہیں ہے، ''میری بڑی بیوی'' پھر جو حضرات وقوعِ طلاق کا حکم دیتے ہیں، وہ یہ لفظ ''میری بڑی بیوی'' کہاں سے بیان کرتے ہیں کیا رحیم بخش کی دوسری لڑکی جمیلہ نامی ہے، نیز شوہر نے جمیلہ نام لیا، عاملہ نام نہیں لیا جو کہ اصل نام ہے، تو آیا سبقتِ لسانی سے یہ نام زبان سے نکل گیا ہے، یا قصداً نام بدلا ہے، اور مقصود یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہو، جب عَلَمُ اور وصف میں تقابل ہو تو عَلَمُ کو ترجیح ہوتی ہے: **''لانهٗ یَدُلُّ علی الذات والوصف لا یدل علی الذات''**[2] اس ضابطہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی بیوی عاملہ پر طلاق واقع نہ ہو، لیکن اگر اپنی بیوی عاملہ کی طرف اشارہ بھی کیا ہے کہ رحیم بخش کی اس بیٹی جمیلہ کو

---

[1] رجل قال إمرأته عمرة بنت صبيح طالق وإمرأته عمرة بنت حفص ولا نية لا تطلق إمرأته، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۵۴ ج۳ باب الطلاق، عالمگیری ص۳۵۸ ج۱ کتاب الطلاق، الباب الثانی فی الإيقاع، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، بزازية على الهندية ص۱۷۳ ج۴ کتاب الطلاق، نوع فی الإضافة، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند.

[2] راجع شرح جامی ص: ۵۱، بحث الف والنون الزائدتان.

طلاق دی تو نام بدلنے کے باوجود طلاق ہوگئی اور تین دفعہ کہنے سے مغلظہ ہوگئی، کیونکہ اشارہ کے وقت تسمیہ کا اعتبار نہیں ہوتا، گویا کہ اس طرح کہا کہ اس کو طلاق دی: **الاصل أن المسمّٰی إذا کان من جنس المشار إلیه یتعلق العقد بالمشار إلیه لانَّ المسمّٰی موجود فی المشار الیه ذاتاً والوصف یتبعه وإن کان من خلاف جنسه یتعلّق بالمسمّٰی لأن المسمّٰی مثل المشار إلیه ولیس بتابع لهٗ والتسمیة أبلغ فی التعریف من حیث أنها تعرف الماهیة والإشارة تعرف الذات اھ قال الشارحون هٰذا الاصل متفق علیه فی النکاح والبیع والإجارة وسائر العقود اھ شامی**[1] **ص: ۲۸۵، ج: ۱، کتابُ الصَّلٰوة، باب شروط الصَّلٰوة، بحث النیة.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۹/۴/۸۹ھ

بیوی کا نام بدل کر طلاق

سوال:- ایک شخص اپنی سابقہ بیوی کو رکھ کر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے، اس میں عورت مخطوبہ کی طرف کے لوگوں نے کچھ نہیں کہا، جب لوگوں کو لے کر دلہن کے گھر پہنچے اور نکاح پڑھانے کا وقت ہوا تو عورت کے لوگوں نے کہا کہ اگر تم اپنی پہلی بیوی کو طلاق نہ دوگے تو ہم کبھی تمہارے ساتھ بیاہ نہ کرائیں گے آخر دولہا مارے شرم کے بلانیت طلاق اپنی بیوی کا نام بدل کر اجنبی نام کہہ کر طلاق دیا، لیکن عورت کے باپ کا نام لیا ہے آیا اس صورت میں عورت مذکورہ پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اجنبی نام لے کر طلاق دی ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی، وقوع طلاق کی بیوی کی طرف نسبت واضافت لازم ہے خواہ نام لے کر ہو خواہ اشارہ کر کے خواہ ضمیر راجع کر کے

---

[1] شامی کراچی ص: ۴۲۶، ج: ۱، مطبوعه زکریا ص: ۱۰۶، ج: ۲، باب شروط الصلاة، مطلب اذا إجتمعت الإشارة والتسمیة، الأشباه والنظائر ص ۱۳۰ ج ۳، أحکام الإشارة، مطبوعه إدارة القرآن کراچی.

جب کہ بیوی کا نام نہیں لیا، اگرچہ نسبت صحیح بیان کی ہے تو طلاق نہیں ہوئی، نام غلط ہونے کی صورت میں نسبت کی صحت معتبر نہیں ہوتی: **وفی المحیط الاصل انه متٰی وجدت النسبة وغیر اسمها بغیره لا یقع لان التعریف لا یحصل بالتسمیة متٰی بدل اسمها لان بذلک الاسم تکون امرأة اجنبیة ولو بدل اسمها واشار الیها یقع اھ بحر**[۱] ص: ۲۷۳. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

چوٹی کاٹنے اور منہ کالا کرنے سے طلاق نہیں ہوئی

سوال:-حمید خاں کی بیوی برائی کا کام کرتی تھی، شروع میں حمید خاں نے اسے بیچنے کا ارادہ کیا اور آدمیوں سے سودا بھی کیا، یہ گھر سے بھاگنے کے لئے بھی تیار تھی، اس سے حمید خاں اپنی عورت کو چوٹی کاٹ کر اور منہ کالا کر کے گاؤں سے نکال کر بھنگی کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو تیار ہو گیا تھا، ایک آدمی نے اس کو دھمکا دیا اس نے نہیں پکڑا وہ عورت غیر آدمی کے پاس رہنے لگی، اس شخص نے تین مہینہ دس دن کی عدت پوری کر کے نکاح کر لیا اور حمید خاں نے اپنی شادی دوسری کر لی، وہ عورت بھی اسکی بھاگ گئی، جو پہلی تھی جسنے نکاح کر لیا تھا، پھر اس عورت سے بات چیت شروع کر دی، حمید خاں کی عورت جس سے نکاح کیا تھا اس کے گھر کا سامان لے کر حمید خاں کے گھر چلی گئی، اس عورت کو چھ ماہ کا حمل بھی ہے، یہ عورت نکاح کر کے اس آدمی کے پاس دس مہینہ رہی، اس کا سوچ کر جواب تحریر کریں۔

---

[۱] البحر الرائق ص: ۲۵۴، ج: ۳، باب الطلاق الصریح، مطبوعه کوئٹه، محیط برهانی ص ۴۰۲ ج ۴ کتاب الطلاق، الفصل الرابع فیما یرجع إلی صریح الطلاق، مجلس علمی گجرات، هندیه کوئٹه ص ۳۵۸ ج ۱ کتاب الطلاق، الباب الثانی، الفصل الاول فی الطلاق الصریح.

الجواب حامداً ومصلیاً

حمید خاں کی بیوی اگر برے کام کرتی تھی، تو اس کی اصلاح کرنی چاہئے تھی[1] اس کو بیچنا یا چوٹی کاٹ کر منہ کالا کر کے بھنگی کے ہاتھ میں دینا اس کا علاج نہیں ہے، بلکہ ناجائز اور سخت گناہ ہے، پھر اس عورت کا غیر آدمی سے تعلق کر لینا اور بغیر شوہر سے طلاق لئے ہوئے تین مہینہ دس دن بعد دوسری جگہ نکاح کر لینا بھی ناجائز ہے، وہ نکاح بھی صحیح نہیں[2] ہوا، اب جب کہ حمید خاں کی دوسری عورت بھاگ گئی اور پہلی عورت اس کے پاس آنا چاہتی ہے اور حمید خاں اس کو رکھنا چاہتا ہے تو رکھ لے کیونکہ اس کا نکاح تو باقی ہے، لیکن یہ عورت دوسرے آدمی کا سامان بلا اجازت اگر لانا چاہے تو اس کا سامان نہ لے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۵ھ

طلاق قبل النکاح

سوال:- ایک شخص مسمّٰی سیف اللہ خاں جو کہ کند ذہن اور نیم پاگل ہے، وہ ایک دوسرے گاؤں میں ایک شخص مولوی خاں زماں کے پاس اپنے گھر کے کسی مریض کیلئے تعویذ لینے گیا، جب وہاں سے

---

[1] والّٰتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع الخ، سورۂ نساء آیت ۳۴، ومنها إذا حصل نشوز ان یبدأها بالوعظ ثم بالهجر الخ، بحر کوئٹه ص ۲۲۰ باب القسم، تتمه فی حقوق الزوجین.

[2] اما نکاح منکوحة الغیر فلم یقل احد بجواز فلم ینعقد اصلاً. شامی زکریا ص: ۲۷۴، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۱۳۲، ج: ۳، کتاب النکاح، مطلب فی النکاح الفاسد، هندیه کوئٹه ص ۲۸۰ ج ۱ الباب الثالث، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، تاتارخانیه ص ۴ ج ۳ الفصل الثانی فی بیان ما یجوز من الانکحة، طبع کراچی.

[3] لا یجوز التصرف فی مال غیره بلا اذنه ولا ولایته. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۲۹۱، ج: ۹، مطبوعه کراچی ص: ۲۰۰، ج: ۶، کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر الخ.

فارغ ہوا تو واپسی پر راستے میں اس کو غلام عباس خاں محمد یعقوب خاں، محمد وزیر خاں ملے، کیونکہ یہ تینوں آدمی راستے میں اپنی اپنی زمین میں کاشت کر رہے تھے، تو سیف اللہ خاں وہاں ان کے پاس بیٹھ گیا، تو محمد یعقوب خاں نے اس سے کہا کہ تجھ کو میں دس روپے کا نوٹ دوں گا، تو اپنی منکوحہ کو طلاق دیدے تو سیف اللہ خاں نے کہا کہ اگر یہ بات تم کسی کو نہ بتاؤ تو میں طلاق دیتا ہوں، تو انہوں نے کہا کہ ہم نہ بتائیں گے اور نہ تو بتائے گا، جب دونوں نے اقرار کرلیا تو محمد وزیر خاں نے ان الفاظ کے ساتھ تین دفعہ طلاق اٹھوائی، میری بیوی بیٹی فتح خاں کی پر تین طلاق حرام ہیں، ان الفاظ کو سیف اللہ خاں نے تین دفعہ دہرایا، اب گذارش یہ ہے کہ کیا ان الفاظ کے ذریعہ سے سیف اللہ خاں کی منکوحہ اس پر حرام ہو جاتی ہے، کیونکہ ابھی تک بصورت ایجاب وقبول سیف اللہ خاں کی صرف منگنی ہوئی ہے شادی نہیں ہوئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صرف منگنی ہوئی ہے یعنی وعدۂ نکاح ہوا ہے، (نکاح نہیں ہوا) تو یہ طلاق بیکار رہے، اس سے کچھ نہیں ہوا: "لاَ طَلاَقَ قَبْلَ النکاح"[1] اگر نکاح بھی ہو چکا ہے (اگرچہ رخصتی نہیں ہوئی) تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی، اب اس سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا: **قال لزوجته غير المدخول بها انت طالق ثلاثاً وقعن لما تقرر انه متى ذكر العدد كان الوقوع به الخ درمختار**[2] ص: ۴۲۴، ج: ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۹/۸۸ھ

---

[1] مشکوۃ شریف ص: ۲۸۴، باب الخلع والطلاق، الفصل الثانی، یاسر ندیم دیوبند.

[2] الدرالمختار علی هامش ردا لمحتار زكريا ص: ۵۰۹، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۸۴، ج: ۳، اول باب طلاق غير المدخول بها، مجمع الأنهر ص ۱۳ ج ۲ كتاب الطلاق، فصل فی طلاق غير المدخول بها، دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص ۳۷۱ ج ۲ كتاب الطلاق، باب ايقاع الطلاق، فصل فی الطلاق قبل الدخول، ياسر نديم ديوبند.

عدالت میں طلاق کا جھوٹا اقرار جائیداد کے تحفظ کیلئے

سوال:- زید حکومت کے قانونی شکنجے سے بچانے کی غرض سے اپنی ملکیت کولڑکے کی بیوی کو ہبہ کر دیتا ہے، لیکن زید کے ایسا کرنے سے اس کی ملکیت قانونی گرفت سے محفوظ نہیں ہوتی، چونکہ ملکیت جس کو ہبہ کی گئی وہ قانوناً لڑکے کی فیملی میں شامل ہے، لہٰذا زید کو پہلے لڑکے اور اس کی بیوی کی علیحدگی ثابت کرنا ضروری ہوگئی، علیحدگی بھی قانونی طریقے سے تحریر عدالت میں پیش کی جائے، تب اس کی ملکیت محفوظ ہوسکتی ہے، چنانچہ زید اب دوسرا طریقہ اختیار کرتا ہے، جو حسبِ ذیل ہے۔

زید اپنے ہبہ نامہ کی عبارت میں تحریر کراتا ہے، کہ میرا لڑکا نالائق ہے، بدچلن ہے، اپنی بیوی کے سمجھانے پر سمجھنے کی ذرا بھی کوشش نہیں کی اور فوراً طلاق دیدی میرے لڑکے کی بیوی میری بھانجی ہے، میرا خون ہے، اسکے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں، لڑکے سے یہ توقع رکھوں کہ بچوں کی تربیت اچھی طرح کریگا، ناممکن ہے، اور بچوں کی ماں کے پاس بھی کچھ نہیں رہا، جوزیور وغیرہ تھا، وہ اس کا شوہر پہلے ہی خُرد بُرد کر چکا ہے، لہٰذا بچوں کی پرورش کیلئے میں اپنی ملکیت میں سے اتنی جائیداد اپنے لڑکے کی بیوی اور اس کے بچوں کے نام ہبہ کرتا ہوں۔

اور اس قسم کے مضمون کی ایک درخواست لڑکے کی طرف سے متعلقہ افسر کے دفتر میں پیش کرا دیتا ہے، یعنی میری بیوی گندی رہتی ہے، کھانا بنانا اچھے قسم کا نہیں جانتی، بے تمیز ہے، لہٰذا میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں، لیکن یہ درخواست جو عدالت میں پیش کی گئی ہے، اس کو لڑکا نہ اپنے قلم سے لکھتا ہے اور نہ اسپر دستخط کرتا ہے، بلکہ مطالبہ ہی نہیں کرتا ہے، لیکن اس کارروائی کا علم لڑکے کو ضرور ہے، اور یا اپنے مفاد کیلئے لڑکا اپنے والد کو ایسا مشورہ دیتا ہے، اور زید اس کے کہنے سے ایسا کرتا ہے، ایسی صورت میں کیا لڑکے کی بیوی پر طلاق ہوجائے گی۔

(۲) اگر بفرض محال کسی وجہ سے حسبِ ذیل کارگزاری کے سلسلہ میں عدالت میں پیش ہونا

پڑ جائے ، اورلڑکے کو قانونی مجبوری کی وجہ سے ان کاغذات کا جو اس کے والد کی طرف سے گذرے ہیں اقرار کرنا پڑ جائے اور یا دستخط یا انگوٹھا لگانا پڑ جائے اور یا عدالت کی طرف سے یہ سوال ہولڑکے سے، کیا یہ درخواست تم نے ہی لکھی ہے، یا لکھائی ہے؟ ایسی صورت میں لڑکا اقرار کرلے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگرلڑکا پہلے اس بات کا گواہ بنالے کہ میں طلاق نامہ پر غلط دستخط کروں گا، یا عدالت میں طلاق کا غلط اقرار کروں گا، واقعۃً نہ طلاق دی ہے، نہ طلاق دینا مقصود ہے، تواس کے اس جھوٹے اقرار یا جھوٹے دستخط سے طلاق واقع نہیں ہوگی: **لو اَرَاد بِہٖ الخبر مِنَ الماضِی کذبًا لا یقع دیانۃً وَاِنْ اَشْھَدَ قبل ذٰلک لاَ یقع قضاءً** اھ شامی[1] ص: ۴۳۳، ج: ۱ .

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸/۱۱/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۸/۱۱/۱۳۹۰ھ

غیر شادی شدہ کی طلاق واقع نہیں

سوال:-ایک شخص قسم کھانے کا عادی ہے، اس نے قسم کھائی اگر میں فلاں لفظ زبان سے ادا کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے، اور شام تک کی اس نے اپنے ذہن میں نیت کرلی اور اگلے روز اس لفظ کو اس نے زبان سے ادا کردیا، پھر کچھ دنوں بعد اس نے قسم کھائی کہ میں نے فلاں کام نہیں کیا، اگر کیا ہوتو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر کچھ دنوں بعد اس نے پھر یہی قسم کھائی، اور غالب گمان

---

[1] شامی زکریا ص: ۴۴۳، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۳۸، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی المسائل التی تصح مع الاکراہ، بحر کوئٹہ ص ۲۴۶ ج ۳ کتاب الطلاق، النھر الفائق ص ۳۱۷ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعہ مکہ مکرمہ.

بلکہ یقین ہے کہ اس نے وہ کام نہیں کیا، کچھ دنوں بعد پھر قسم کھائی کہ فلاں نے یہ کلام کیا ہے، اگر نہیں کیا ہے تو میری بیوی کو طلاق، اور یہاں پر بھی اُسی درجہ کا غالب گمان ہے کہ فلاں نے یہ کام کیا ہے، اسی طریقہ سے پانچ مرتبہ واقعہ ہوا، اور گمان ہر جگہ بدرجہ یقین موجود ہے، اور وہ شخص غیر شادی شدہ ہے، تو طلاق پڑ یگی یا نہیں؟ اور اگر تین مرتبہ یہ واقعہ ہوا تب کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ قسم کھاتے وقت اس کے نکاح میں کوئی عورت نہیں تھی، تو مذکورہ سوال قسم بار بار کھانے سے اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ اس وقت اس کی بیوی موجود ہی نہیں، جب نکاح کرے گا تب اس کی بیوی آئے گی اور اس سے قسم وطلاق کا کوئی تعلق نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۱۴۰۰ھ

جی میں گذرا کہ اگر فلاں سورت پڑھوں تو طلاق

سوال:- میں نماز میں تھا نماز ہی میں شیطانی وسوسہ سے اچانک دل سے گذار دیا کہ فلاں سورۃ کو پڑھوں گا تو طلاق واقع ہوجائے گی، اس سورت کو پڑھنے سے رکا رہا کہ طلاق کا خیال بالکل اتر گیا، اور اس سورۃ کو پڑھ لیا، بعد میں اوپر کی لکھی ہوئی بات یاد آگئی، اب میرے دل کو کھٹکا ہے کہ طلاق تو واقع نہ ہوگی، شیطانی وسوسہ یک بیک دل میں ہونے کے بعد اہلیہ کو دو حیض ہوگیا ہے، تیسرے حیض کا انتظار ہے، طلاق ہوگی کہ نہیں؟

---

[1] شرطه الملک حقیقة او الاضافة الیه ای الملک الحقیقی عاماً او خاصاً کإن نکحتک فانت طالق فلغا قوله لأ جنبیة ان زرت زیداً فانت طالق فنکحها فزارت. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:۵۹۳، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۳۴۴، ج:۳، اول باب التعلیق، بحر کوئٹه ص۸ ج۳ اول باب التعلیق، النهر الفائق ص۳۸۷ ج۲ باب التعلیق، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه.

الجواب حامداً ومصلیاً

محض ایسا وسوسہ آنے کے بعد اس سورہ کے پڑھنے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، بےفکر رہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۱۳۹۱ھ

دل میں طلاق کی نیت کرنے سے طلاق کا حکم

سوال:- زید ایک گناہ میں مبتلا ہے، اس نے اس گناہ کو چھوڑنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا، اس نے یہ سوچ کر کہ یہ گناہ اس طرح چھوٹ جائے گا، یہ شرط اپنے دل میں لگائی کہ اگر میں دوبارہ اس گناہ کو کروں گا، تو میری گھروالی کو طلاق، یہ دل میں طے کرلیا، یہ تشریح نہیں کی کہ طلاقِ بائنہ یا رجعی یا مغلظہ؟ اب پھر زید سے وہ گناہ ہوگیا، تو کیا اس طرح طلاق واقع ہوجائے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صرف دل میں طے کیا تھا، زبان سے نہیں کہا، تو کوئی طلاق نہیں ہوئی[۲]، اگر زبان سے بھی کہہ دیا تھا تو ایک طلاق رجعی ہوگی، پھر اگر تین ماہواری گذرنے سے پہلے تعلقِ زوجیت قائم کرلیا تو رجعت بھی ہوگئی[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۶/۹۳ھ

۱؎ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَ ةَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَاوَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْتَتَكَلَّمَ. مشکوٰة شریف ص:۱۸، باب فی الوسوسة، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مراقی الفلاح ص۱۷۷، باب شروط الصلوة وارکانها، طبع مصر، الدر مع الشامی کراچی ص۵۳۵ ج۱ باب صفة الصلوة فصل فی القراء ة، مطلب فی الکلام علی الجهر والمخافتة.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دلوں میں آنے والے وساوس کو معاف کردیا ہے جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے یا کلام نہ کیا جائے۔

۲؎ لو اجری الطلاق علی قلبه وحرک لسانه من غیر تلفظ یسمع لا یقع (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الفاظِ طلاق سنائی نہ دے اس طرح کہنا

سوال:- اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دے کہ الفاظِ طلاق کسی دوسرے کو سنائی نہ دے صرف زبان متحرک ہو تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر زبان سے طلاق کا لفظ اس طرح کہا کہ سنا نہ جائے صرف زبان متحرک ہوئی تو اس سے طلاق نہیں ہوئی، کما فی الطحطاوی[۱] ص:۱۱۹۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بے اختیار لفظ طلاق زبان سے نکل گیا

سوال:-اگر کوئی شخص اِدھر اُدھر کی خیالی باتیں کر رہا ہو، اوراس میں اپنی بیوی کو طلاق بھی دیدیا اوراسے مطلق کچھ خیال نہ ہو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسکا کیا اثر پڑے گا، کہنے کے بعد خیال

(بقیہ اگلے صفحہ پر) مراقی علی الطحطاوی مصری ص:۱۷۷، باب شروط الصلاۃ وارکانها. بحث التحريمة، الدار مع الشامی کراچی ص۵۳۵ ج۱ باب صفة الصلوة، فصل فی القراءة، مطلب فی الكلام على الجهر الخ، مجمع الأنهر ص۱۵۷ ج۱ باب صفة الصلوة، فصل فی جهر الامام، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] اذا اطلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فی عدتها والرجعة ان يقول راجعتک اوراجعت امرأتی اويطأها او يقبلها. هدايه ص:۳۹۵، ج:۲، اول باب الرجعة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، هنديه كوئٹه ص۴۷۰ ج۱ الباب السادس فی الرجعة، مجمع الأنهر ص۷۹، ۸۰ ج۲ باب الرجعة، بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] لو اجرى الطلاق على قلبه وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع مراقی علی الطحطاوی، ص:۱۷۷، باب شروط الصلاة واركانها، مطبوعه مصر، الدر مع الشامی کراچی ص۵۳۵ ج۱ باب صفة الصلوة، فصل فی القراءة، مطلب فی الكلام على الجهر، مجمع الأنهر ص۱۵۷ ج۱ باب صفة الصلاة، فصل فی جهر الإمام، بيروت.

آیا تو کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ حلالہ کرنے کے بعد مہر قدیم کافی ہے یا پہلے والا مہر ختم ہو جائے گا اور پھر مہر جدید متعین کرنا پڑے گا۔ جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کہنا کچھ اور چاہتا تھا، مگر زبان لڑکھڑا گئی اور زبان سے لفظ طلاق نکل گیا تو دیانۃً طلاق واقع نہیں ہوئی، لیکن قضاءً طلاق کا حکم ہوگا، یعنی اگر معاملہ عدالت میں یا شرعی پنچایت میں پہنچ جائے اور وہ کہے کہ میں لفظ طلاق نہیں کہنا چاہتا تھا بلکہ فلاں لفظ کہنا چاہتا تھا بے اختیار زبان سے لفظِ طلاق نکل گیا تو اس کا قول معتبر نہیں مانا جائے گا، بلکہ طلاق کا حکم کر دیا جائیگا[1]، عورت نے اگر لفظِ طلاق سنا ہے تو وہ شرعاً اسکو طلاق ہی تصور کریگی: "لِاَنَّ المَرأةَ کالقاضی[2]"، اگر اسکے ذہن میں آیا کہ بیوی کو طلاق دینا اچھا ہے اور اس نے جب ہی طلاق دیدی تو طلاق ہوگئی ایک دفعہ نکاح میں جو مہر تجویز کیا گیا ہے اگر وہ ادا نہیں کیا گیا اور بیوی نے معاف بھی نہیں کیا، پھر بعد حلالہ کے دوبارہ نکاح کیا گیا تو دوسرا مہر مقرر کیا جائیگا۔[3] اور پہلا بھی باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۱/۱/۸۹ھ

---

[1] اراد التکلم بغیر الطلاق بان ارادان یقول سبحان اللّٰہ فجری علی لسانہ انت طالق تطلق لانہ صریح لایحتاج الی النیة لکن فی القضاء. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص:۴۴۸، ج:۴، مطبوعہ کراچی ص:۲۴۱، ج:۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والافیون والنبج، الدار المنتقیٰ مع مجمع الأنهر ص۸ ج۲ اول کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیة بیروت، هندیه کوئٹه ص۳۵۳ ج۱ کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فیمن یقع طلاقه الخ.

[2] شامی زکریا ص:۴۶۳، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۲۵۱، ج:۳، باب الصریح، مطلب فی قول البحر ان الصریح یحتاج فی وقوعه دیانة الی النیة، هندیه کوئٹه ص۳۵۴ ج۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول، بحر کوئٹه ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق.

[3] إذا تزوج امرأة ودخل بها ثم طلقها ثانیا ثم تزوجها فی العدة ثم طلقها قبل الدخول بها فی النکاح الثانی کان علیه مهر بالنکاح الاول ومهر کامل بالنکاح الثانی، تاتارخانیه کراچی ص۱۵۴ ج۳ کتاب النکاح، الفصل السابع عشر فی المهر، نوع منه فی وجوب المهر بلا نکاح، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صیغۂ استقبال سے طلاق کا حکم

سوال:۔زید اور اس کی منکوحہ میں بہت محبت تھی، ایک روز خلوت میں تھے، دونوں پر شہوت طاری تھی، زید کی منکوحہ نے کہا اگر میں نے ہاتھ چھڑالیا تو مجھے چھوڑ دوگے، یعنی طلاق دیدوگے، یہ انداز طلاق لینے کا نہیں تھا، بلکہ خوامخواہ ہاتھ چھڑا کر اپنی بہادری دکھانا تھا، زید نے ہاں کر دیا، منکوحہ نے کوشش سے ہاتھ چھڑالیا، اس کے بعد صحبت کی کیا طلاق پڑگئی؟ اس واقعہ کے بعد چار بچے ہو چکے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کی منکوحہ کو طلاق نہیں ہوئی، فتاویٰ عالمگیری[۲] ص ۳۵۸-۳۵۹/ میں ہے ''فقال الزوج اطلق طلاق می کنم طلاق می کنم فکررهٔ ثلاثاً طلقت ثلاثاً بخلاف قوله ساطلق طلاق کنم لانه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک۔

فقط واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے، صورت مسئولہ میں زیادہ سے زیادہ وعدۂ طلاق ہو سکتا ہے ایقاع طلاق ہرگز نہیں ہو سکتا، اس لئے بلاشبہ کوئی طلاق نہیں ہوئی۔

بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) خانیه علی الهندیه کوئٹه ص ۳۹۳ ج ۱ فصل فی تکرار المهر، هندیه کوئٹه ص ۳۲۳ ج ۱ الباب السابع فی المهر، الفصل الثالث عشر فی تکرار المهر.

(صفحہ ہذا) [۲] عالمگیری، ج ۱/ص ۳۸۴/ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة، المحیط البرهانی ص ۲۴۵ ج ۵ کتاب الطلاق، الفصل السابع والعشرون فی المتفرقات مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، فتاوی التاتارخانیة کراچی ص ۹۸ ج ۳ کتاب الطلاق، الفصل الحادی والثلاثون فی المتفرقات.

طلاق کی حکایت کرنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک لڑکی کے طلاق وعلیحدگی کے سلسلے میں چند لوگوں کو جمع کیا گیا تھا، اس میں ایک شخص زید نامی بھی شریک مجمع تھا، لڑکی کی طلاق کے بارے میں کچھ گفت وشنید ہوئی، پھر لڑکے کو بلا کر لڑکی کو طلاق دلوائی گئی، جب طلاق ہو چکی تو سب اپنے اپنے گھر چلے گئے، زید نامی شخص بھی چلا گیا، زید نے گھر جا کر اپنی بیوی کو طلاق دیا کا جملہ دو تین بار ادا کیا، لوگوں نے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی بلکہ میں پہلے میٹنگ والی طلاق نقل کر رہا تھا، اس کا دماغ وعقل بھی کمزور ہے، زید کو پوری گنتی بھی نہیں آتی، کہتا ہے کہ جہاں تک خیال ہے دو ہی بار طلاق دیا گیا ہے، قاعدہ سے بات کا جواب بھی نہیں دے پاتا، بہکی بہکی باتیں کرتا ہے، تو کیا اس کی بیوی کو طلاق واقع ہو جائیگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے اپنی بیوی کو اس طرح کہا ہے ''میں نے تم کو طلاق دیدی'' اور تین دفعہ کہا ہے تو طلاق مغلظہ ہوگئی[1] دونوں میں جدائی کرادی جائے، اگر اس طرح کہا ہے کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہا ہے کہ ''میں نے تم کو طلاق دی'' تو اس سے کوئی طلاق نہیں ہوگی،[1] زید دماغ کا کمزور ہے مگر طلاق کو سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ تین طلاق سے نکاح کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے، اسی لئے تو کہتا ہے کہ جہاں تک خیال ہے دو ہی بار طلاق دیا گیا ہے، ورنہ جب وہ دوسرے کی طلاق کا واقعہ نکل کر رہا ہے، خود طلاق نہیں دے رہا ہے، تو پھر اس میں دو اور تین کی بحث ہی

---

[1] کرر لفظ الطلاق وقع الکل بان قال للمدخولة قد طلقتک قد طلقتک قدطلقتک. الدرالمختار مع الشامی زکریا ج۴/ص ۵۲۱/مطبوعہ کراچی ج۳/ص ۲۹۳/قبیل باب الکنایات، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۵ ج ۱ الفصل الاول فی الطلاق الصریح، تاتارخانیہ کراچی ص ۲۸۶ ج ۳، نوع آخر فی تکرار الطلاق وایقاع العدد الخ.

بیکار ہے، کیونکہ دوسرے کا واقعہ نقل کرنے سے طلاق نہیں ہوئی۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وتر میں نخلع ونترک پڑھتے وقت بیوی کی طلاق کا خیال آنیکا حکم

(مع فتویٰ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

سوال:- زید نماز وتر پڑھ رہا تھا، جب اس نے دعاء قنوت پڑھی اور نخلع و نترک پر جب پہنچا تو اس کے دل میں طلاق کا خیال آ گیا اور پہلے سے کوئی ارادہ نیت نہیں تھی، بلکہ یہ بھی کامل یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ کہتے وقت بھی نیت تھی یا بعد کہہ دینے کے ہوئی من یفجرک کے متعلق یہ ہے کہ زید کی منکوحہ کبھی کبھی نماز چھوڑ دیتی ہے، اور کوئی فسق و فجور نہیں کرتی مگر جس وقت نخلع ونترک کا قصد ہوا اس کا شوہر یعنی زید پردیس میں تھا، اس کو نہیں معلوم کہ نماز پڑھ رہی تھی، اس زمانہ میں یا نہیں غالب گمان ہے، کہ پڑھ رہی ہوگی، اس لئے کہ یہ واقعہ رمضان المبارک میں ہوا اور رمضان میں عموماً لوگ نماز پڑھنے لگتے ہیں، لیکن منکوحہ زید تراویح نہیں پڑھتی ہے ہاں روزہ رکھتی ہے، اور یہ بھی زید اچھی طرح نہیں کہہ سکتا کہ کہتے وقت ارادہ تھا یا خیال اور وسوسہ بہر حال برائے مہربانی وکرم ایسا جواب جو تمام شقوں کو حاوی و محیط ہو عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں کہ صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہو جائے گی، کیا اس طرح نیت معتبر ہے، کیا نماز میں اس قسم کی نیت کی جا سکتی ہے۔

---

[۱] لو کرر مسائل الطلاق بحضرتها او کتب ناقلا من کتاب امرأتی طالق مع التلفظ او حکی یمین غیره فانه لایقع اصلامالم یقصد زوجته شامی زکریا ، ج۴/ص ۴۶۱/مطبوعه کراچی ، ج۳/ص ۲۵۰/ باب الصریح ،مطلب فی قول البحران الصریح یحتاج فی وقوعه دیانة الی النیة، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۳ ج ۱ فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه.

جواب از مفتی کفائت اللہ صاحب

الجواب:-محض دل میں طلاق کا خیال آنے سے طلاق نہیں ہوتی جب کہ زبان سے طلاق کے الفاظ ادا نہ کئے جائیں۔(کفایت اللہ کان اللہ لہٗ)

نوٹ:-حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کا فتویٰ ارسال خدمت ہے، برائے مہربانی مفتی اعظم صاحب کے جواب پر نظر ثانی فرمائی جائے، اور مطلع فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب میں کیا اشکال ہے، یہاں تو بلا اختیار خیال آگیا اور قنوت پڑھتے وقت نیت میں تردد ہے، فقہاء نے تو اس سے بڑھ کر لکھا ہے: **لو اجری الطلاق علی قلبه وحرک لسانه من غیر تلفظ یسمع لایقع وان صح الحروف** اھ۔مراقی الفلاح[1] علی ہامش الطحاوی ص:۱۱۹، نیز لکھا ہے اگر معلم یا متعلم یا مقرر مسائل طلاق کی تعلیم وتکرار کے وقت کہے یا کتاب میں لکھا ہوا پڑھے: **امرأتی طالق** اور اپنی بیوی کا خیال دل میں آجائے تو محض اس خیال سے طلاق واقع نہیں ہوگی[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/رمضان المبارک ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۴/رمضان المبارک ۶۷ھ

---

[1] مراقی الفلاح ص:۳۳، مطبوعه مصری، طحطاوی ص:۱۷۷. باب شروط الصلاة وارکانها، مطبوعه مصری، شامی کراچی ص ۲۳۰ ج۳ کتاب الطلاق.

[2] البحر الرائق ص:۲۵۸، ج:۳، باب الطلاق، مطبوعه کراچی، شامی کراچی ص ۲۵۰ ج۳ باب الصریح، مطلب الصریح نوعان، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۳ ج ۱ فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه.

میں نے اپنی بیوی کو............ دیدی کا شرعی حکم

سوال: - ایک شخص رفیق اپنی بیوی عابدہ کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا ہے، اور روزانہ عابدہ سے لڑتا جھگڑتا ہے اور کہتا ہے کہ تو مجھے پسند نہیں ہے، میں تجھے طلاق دیدوں گا، تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا، اپنے باپ سے کہہ دے کہ میں شوہر کے گھر جانا نہیں چاہتی، تاکہ میری بدنامی نہ ہو، تو خود ہی باپ کے گھر بیٹھ جا، عابدہ نے ایسا نہیں کیا، باپ کے گھر نہیں گئی، شوہر ہی کے گھر رہی اسی دوران رفیق نے ایک دن لڑائی جھگڑے کے دوران اپنی بیوی عابدہ بیگم کو حسبِ ذیل عبارت لکھ کر دی۔

اپنے قلم سے ’’میں نے عابدہ کو............ دیدی ہے‘‘

اس جملہ میں بیچ میں جگہ چھوڑ دی جس میں طلاق کا لفظ ہی فٹ آسکتا ہے، رفیق کا جو سلوک اپنی بیوی کے ساتھ ہے، اور جو نیت وارادہ اپنی بیوی سے ظاہر کرتا ہے، اس کی روشنی میں یہ جملہ اس طرح پورا ہوتا ہے کہ ’’میں نے عابدہ کو طلاق دیدی‘‘

مذکورہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوگی، یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگی تو کس قسم کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اِس صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۷/۱۳۹۳ھ

---

[۱] یہاں کوئی صریح یا کنائی لفظ طلاق کا نہیں ہے، نیز یہاں جملہ بھی ناقص ہے، اس لئے محض دیدی سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ الطلاق رفع قید النکاح فی الحال او المال بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۴۲۴، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۴۲۶، ج: ۳، اول کتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص ۴ ج ۲ اول کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۳۰۹ ج ۲ اول کتاب الطلاق، مکه مکرمه.

بیوی کو میکے پہنچانا طلاق نہیں

سوال: - ایک شخص اپنی بیوی کو چھوڑنے کی نیت سے گاڑی میں سوار کر کے اپنے خسر یعنی بیوی کے والدین کے گاؤں کے نزدیک ہی چھوڑ آیا اور زیورات و پارچات لیکر وہ عورت خود گھر چلی گئی، اس کو چھ سال ہو گئے ہیں، اس شخص نے دوسرے نکاح کی بھی جستجو کی لیکن نہیں ہوسکا، پھر مجبوراً وہ اس عورت کی طرف رجوع ہوا، اب وہ عورت اس کی بیوی رہی یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صراحۃً یا کنایۃً طلاق نہیں دی تو وہ عورت بدستور اس کی بیوی ہے، محض دل میں نیت کر کے بیوی کو اس کے والدین کے گھر پہنچانے اور نکاح ثانی کی جستجو کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۵/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۴/۵/۵۷ھ

محض دیر تک میکہ میں رہنے سے طلاق نہیں ہوئی

سوال: - زید کی پہلی بیوی دائم المرض ہے، خانگی کاروبار ٹھیک نہیں چلا سکتی، لہٰذا زید نے اپنی پہلی بیوی کی مرضی سے نکاحِ ثانی کیا ہے کیونکہ پہلی بیوی لاولد ہے، دونوں بیویوں کو ایک مکان میں رکھنے کا انتظام نہ ہوسکا، اس لئے پہلی بیوی کو اس کے والدین کے گھر چھوڑا، عقدِ ثانی

---

[۱] الطلاق هو رفع قيد النكاح في الحال او المآل بلفظ مخصوص وركنه لفظ مخصوص وهو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية الى قوله وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظا صريحا ولا كناية لا يقع. الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۴۲۴، ۴۳۱ ج ۴ كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور، عالمگیری ص: ۳۴۸، ج: ۱، كتاب الطلاق.

سے اب تک تین سال کا عرصہ ہوا، مگر زید کو پہلی بیوی کے پاس جانے کا موقعہ نہیں ہوا، اس لئے بعض لوگوں کو زید کے طلاق دینے کا شبہ ہوا، مگر زید نے زبانی اور تحریری طلاق نہیں دی، اور اس نے ایک جماعت کے سامنے حلفاً اقرار کیا کہ میں نے پہلی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے، اب میں پہلی بیوی کو مکان بلانا چاہتا ہوں، بیوی بھی تیار ہے، دریں حالت زید کے خسر اپنی دختر کو اس کے شوہر کے ہمراہ بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ طلاق کا کوئی ثبوت نہیں اور شوہر پوری قوت سے طلاق کا منکر ہے، تو طلاق کا حکم کرنے کی کوئی وجہ نہیں، شوہر اپنی بیوی کو بلاسکتا ہے اور بیوی اس کے پاس جاسکتی ہے، اور خسر بھیج سکتا ہے، اور شوہر دونوں بیویوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار ہے، لہٰذا پہلی بیوی کو ضرور شوہر کے پاس بھیج دیا جائے، خاص کر ایسی صورت میں کہ بیوی بھی اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۵/۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۵/۹ھ

---

[۱] طلاق کا وقوع طلاق کے الفاظ سے ہوتا ہے جب تک وہ مخصوص الفاظ نہ ہوں، اس وقت تک طلاق واقع نہیں ہوسکتی، الطلاق هو رفع قيد النكاح في الحال او المآل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق. الدر المختار مع الشامي كراچي ص: ۲۲۷، ج:۳، اول كتاب الطلاق، عالمگيری كوئٹه ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الطلاق، الباب الاول في تفسيره، البحر الرائق زكريا ص ۴۱۰ ج ۳ كتاب الطلاق.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم :

نشہ اور جنون کی حالت میں طلاق دینا

طلاق سکران

سوال:- (۱) (الف) اپنی زوجہ کو بحالت نشہ طلاق دیدیا یعنی تین دفعہ اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دیا اور اس حالت میں ایک طلاق نامہ بھی تحریر کر دیتا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں ؟

طلاق سکران جبراً

(۲) اگر (الف) کے دوست (الف) کو محض اس خیال سے شراب پلاتے ہیں کہ وہ بحالت نشہ اسکی بیوی کو جو کہ عرصہ ۷/سال سے اپنے گھر بیٹھی ہے، یعنی اپنے ماں باپ کے یہاں اور وہ نان ونفقہ بھی نہیں دیتا ہے، اسکو شراب پلا کر اسکی بیوی کی موجودگی میں یا غیر موجودگی میں اسکو طلاق دلواتے ہیں، اور طلاق نامہ بھی تحریر کرا دیتے ہیں، تو ایسی صورت میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) صورت مسئلہ میں تین طلاق واقع ہو کر حرمت مغلظہ ہوگئی: ویقع طلاق کل زوج

عاقل بالغ ولو مکرها او کان الزوج سکران زائل العقل فان طلاقه واقع اھ مجمع[1] الانهر ج: ۱، ص: ۳۸۴.

(۲) ایسی صورت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگر شرعی اکراہ کر کے یعنی قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر شراب پلائی ہے، اور الف کو ظن غالب تھا کہ اگر شراب نہ پی تو یہ لوگ واقعۃً قتل کردیں گے، یا بہت زیادہ ماریں گے، کہ جس کا میں تحمل نہیں کرسکوں گا، تو ایسی صورت میں صحیح قول کی بناء پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کذا فی الہندیہ[2] لیکن شراب پلانے والے گنہگار ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق السکران واقعٌ

سوال:- ایک شخص کی عادت کثرت شراب نوشی ہے، اسی حالت میں اپنی زوجہ سے کہتا ہے تجھ پر طلاق یہ واقعہ ایک دفعہ نہیں، بلکہ متعدد بار بحالت سکر طلاق دیتا ہے، حتی کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ طلاق نامہ بھی لکھوالیا لوگوں کو اس واقعہ کا اچھی طرح علم ہوگیا کہ زبانی طلاق دے چکا ہے اور طلاق نامہ بھی تحریر ہوچکا۔ جس وقت وہ نشہ جاتا رہا تو کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی بلکہ جو کچھ ہوا بیہوشی کی حالت میں، جس کا مجھ کو بالکل علم نہیں تو آیا اس کا ایسی حالت میں طلاق دینا عند الشرع شریف معتبر ہوگا یا نہیں؟

---

[1] مجمع الانهر ص: ۸، ج: ۲، کتاب الطلاق. مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، البحر الرائق کوئٹه ص۲۴۷ ج۳ کتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹه ص۳۵۳ ج۱ الباب الأول، فصل فيمن يقع طلاقه الخ.

[2] ولو اکره على شرب الخمر اوشرب الخمر لضرورة وسكر وطلق امرأته اختلفوا فيه والصحيح انه كما لا يلزمه الحد لا يقع طلاقه ولا ينفد تصرفه. عالمگیری ص: ۳۵۳، ج: ۱، فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لايقع طلاقه، شامی دار الفكر بيروت ص ۲۳۹ ج۳ کتاب الطلاق، مطلب فی تعريف السكران وحكمه، النهر الفائق ص۳۱۸ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

نشہ شراب کی حالت میں اگر کوئی شخص طلاق دیدے تو واقع ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر عدت کے اندر اندر تین مرتبہ ایسی نوبت آچکی ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی: **طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وھو مذھب اصحابنا. کذا فی المحیط ا ھ عالمگیری**[۱] ص:۳۵۳، ج ۱. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

بھنگ کے نشہ میں طلاق

سوال:- میری پان کی دوکان ہے، ایک دن دوکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی غیر مسلم آیا جس سے میری جان پہچان ہے، اس نے مجھ کو بھنگ کا لڈو کھلا دیا، جس سے مجھے اس قدر نشہ ہو گیا کہ میں اپنے آپ سے بے قابو ہو گیا، کچھ دیر بعد میں گھر گیا، گھر جانے کے بعد آپس میں کہا سنی ہوگئی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ میری پٹائی بھی ہوئی، اس وقت میری حالت یہ تھی کہ میں اپنے آپ کو آگ بھی لگا سکتا تھا، اور کچھ بھی کر سکتا تھا، غرض کہ بہت ہی زیادہ نشہ بڑھ گیا، اس وقت جب کہ میری پٹائی ہوئی اور مجھ سے کہا گیا کہ تم کیا چاہتے ہو، اس وقت میرے منہ سے طلاق کا لفظ متعدد بار نکلا جس کا مجھے علم نہیں، لوگوں نے صبح کو مجھے بتایا کہ تم نے اپنی بیوی کو رات طلاق دی ہے اور تین بار سے زائد دی ہے، اس پر میں نے کہا کہ میں نے نہ تو طلاق دی ہے اور نہ دینا چاہتا ہوں میں تو اپنی بیوی سے پیار کرتا ہوں، تو کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوگئی تو کتنی طلاق پڑی؟۔

---

[۱] عالمگیری ص: ۳۵۳، ج: ۱، فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، مجمع الأنهر ص ۸ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۲۳۹ ج ۳ کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والأفیون والبنج.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعہ بالکل اسی طرح ہے تو آپ کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، نکاح بدستور باقی ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۷/۱۴۰۶ھ

نیم خوابی کی حالت میں طلاق

سوال:- اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے آدھا سوتا ہے آدھا جاگتا ہے، اور اسکے منہ سے طلاق والے الفاظ نکلے تو اس سے کچھ ہوتا ہے یا نہیں؟ ایسے ہی نکلے تو کیا حکم ہے؟ اور اپنی بیوی کے لئے نکلے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نیم خوابی کی حالت میں بے اختیار بغیر مطلب سمجھے طلاق کے الفاظ نکلنے سے طلاق نہیں ہوتی[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۱۳۹۰ھ

شراب کے نشہ میں یہ کہنا کہ میں نے اپنے بیوی کو طلاق دی اور تمہارے حوالہ کیا

سوال:- چار آدمیوں نے ایک مکان میں بیٹھ کر شراب پی اور شراب کے نشہ میں ایک

---

[۱] وعن أبي حنيفة رحمه الله أنه إن كان يعلم حين يشرب أنه بنج يقع وإلا فلا، تبيين الحقائق للزيلعى ص ۱۹۶ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه إمداديه ملتان، شامى زكريا ص ۳۴۶ ج ۴ كتاب الطلاق، مطلب فى الحشيشة والأفيون الخ، مجمع الأنهر ص ۹ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. (بقیہ آئندہ پر)

دوسرے سے کہہ رہے تھے، کہ میں نے تجھے اپنی بیوی دی، دوسرے نے کہا میں نے تجھے دی، صبح کے وقت جب وہ ہوش میں آئے ہیں، تو ایک شخص ان میں سے کہتا ہے کہ تم نے آپس میں رات بیویوں کا تبادلہ کیا اور ہر ایک نے لفظ طلاق کا ذکر یوں کیا ''مجھے طلاق میں نے اپنی بیوی کو تمہارے حوالہ کیا'' یا یہ کہا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور تمہارے حوالہ کیا'' اس کے بعد جب شرابیوں نے یہ بات سنی تو بے چین اور پریشان ہوگئے، تو کہنے والے سے یہ کہا کہ کیا یہ بات صحیح ہے، جو تم کہہ رہے ہو؟ ہم کو تو اس کا کچھ علم نہیں، تو کہنے والے نے ان کی بے چینی کو دیکھ کر اپنی بات سے رجوع کرلیا۔ اور کلام کو مذاق پر محمول کیا، تو یہ کہنے کی صورت میں ''مجھے طلاق میں نے اپنے بیوی کو تیرے حوالہ کیا'' کیا حکم ہوگا؟ اور اگر واقعۃً انہوں نے طلاق دیدی تھی تو طلاق کا ثبوت دینے والا کوئی نہیں ہے، اور انہیں علم بھی نہیں، تو اس صورت میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اوّلاً یہ سب لوگ شراب سے توبہ کریں، جس کی وجہ سے یہ نحوست آئی اور مستحقِ لعنت ہوئے[1]، پھر احتیاطاً اپنی اپنی بیوی سے دو گواہوں کے سامنے دوبارہ ایجاب وقبول کرلیں[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۴/۸/۹۵ھ

(بقیہ گذشتہ کا) [2] ولا يقع طلاق الصبى وان كان يعقل والمجنون والنائم. عالمگیری ص ۳۵۳، ج ۱، فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه، مطبوعه كوئٹه، بحر كوئٹه ص ۲۵۰ ج ۳ كتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۲۰ ج ۲ قبيل باب الطلاق الصريح، مطبوعه عباس احمد الباز مكة مكرمة.

(صفحہ ہٰذا) [1] عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ثلثة قد حرم الله عليهم الجنة، مد من الخمر والعاق والديّوث الحديث رواه احمد والنسائى، مشكوٰة شريف ص ۳۱۸ ج ۲ باب بيان الخمر ووعيد شاربها، الفصل الثالث، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] كما يستفاد من هٰذه العبارة ومافيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح اى احتياطاً، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳۹۰ ج ۶، مطبوعه كراچى ص ۲۴۷ ج ۴، باب المرتد، مطلب جملة من لايقتل اذ ارتد، مجمع الانهر ص ۵۰۱ ج ۲ باب المرتد، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

شراب اور دردِ سر کی حالت میں طلاق

سوال:-زید کے سر میں تھوڑا تھوڑا درد تھا اور اسی حالت میں اس نے تاڑی یا شراب پی لی، جس کی وجہ سے سر میں درد یہاں تک پہنچا کہ مدہوش ہو گیا اور اسی حالت میں اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدیا، ایسی صورت میں طلاق ہو گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شراب کی وجہ سے مدہوش نہیں ہوا، بلکہ دردِ سر کی وجہ سے مدہوش ہو کر طلاق دی ہے تو واقع نہیں ہوئی۔ **لوشرب فصدع وزال عقله بالصداع نقول انه لا يقع طلاقه.** (ہدایہ[1] ج:۱،ص:۳۳۹)

اور اگر شراب یا تاڑی سے بے ہوش اور مست ہو کر طلاق دی ہے تو وہ واقع ہو گئی: **وطلاق السكران واقع اذاسكر من الخمر او لنبيذ وهو مذهب اصحابنا رحمة الله عليه كذا في المحيط الى ان قال ومن سكر من البنج يقع طلاقه ويحد لفشو هٰذا الفعل بين الناس وعليه الفتوىٰ في زماننا عالمگیری[2] ج: ۱، ص: ۳۶۸.** فقط واللہ اعلم

حررهٗ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

صحیح: عبد اللطیف ۲ رصفر ۵۴ھ

---

[1] هداية ص ۳۳۹ ج ۲، قبيل باب ايقاع الطلاق، مطبوعه مجتبائى دهلى، مجمع الأنهر ص ۹ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى شرح كنز ص ۱۹۶ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] عالمگيرى ص ۳۵۳ ج ۱، فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه، مطبوعه كوئٹه، در مختار مع الشامى كراچى ص ۲۳۹، ۲۴۰ ج ۳ كتاب الطلاق، مطلب فى الحشيشة والأفيون والبنج، النهر الفائق ص ۳۱۸، ۳۱۹ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

بخار کی بے ہوشی میں طلاق

سوال: - زید نے اپنی بیوی کو امام جامع مسجد اور چند مستورات کے روبرو تین دفعہ کہہ کر طلاق دیدی اور بیوی کو گھر سے نکال دیا دریافت کرنے پر طلاق کی وجہ بخار کی بے ہوشی کا عذر بیان کیا حالانکہ غلط ہے، بیوی کا تایا موجود ہے، اس نے بے علمی کی وجہ سے معاملہ کو اہمیت نہیں دی، اور کچھ عرصہ لڑکی کو اپنے یہاں رکھ کر زید کے رشتہ داروں کی خواہش پر زید کے یہاں رخصت کر دیا، لہٰذا حسب ذیل سوالات ہیں۔

(۱) واقعہ مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ عورت کو بادل ناخواستہ زید کے گھر میں بحیثیت زوجہ رکھنا کیسا ہے؟ اگر لڑکی یا اس کے ورثہ کسی وجہ سے مدعی نہ بنیں، تو عورت کی برادری یا غیر برادری کا کوئی شخص اس معاملہ کا مدعی بن سکتا ہے، یا نہیں؟ اور زید موجودہ صورت میں کسی سزا کا مستحق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایسی بیہوشی تھی کہ عقل ٹھکانے نہیں تھی، اور اپنے نفع ونقصان میں تمیز نہیں کرسکتا تھا، اور اس سے اس وقت جتنے کام ہوئے وہ بھی سب ایسے ہی خلاف عقل صادر ہوئے، اور اپنے ہوش وحواس رکھتے ہوئے اس نے طلاق نہیں دی، تو شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی، اور اگر اتنی بے ہوشی اور ایسی حالت نہ تھی، تو تین دفعہ طلاق دینے سے مغلظہ ہوگئی[1]۔ اب بغیر حلالہ کے رکھنا حرام ہے[2]،

---

[1] أحدها ان يحصل له مبادى الغضب بحيث لايتغير عقله ويعلم مايقول ويقصده وهذا لاإشكال فيه (أى يقع طلاقه) الثانى : أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولايريده فهٰذا لاريب انه لا ينفذ شئ من أقواله، ردالمحتار زكريا ص ۴۵۲ ج۴، مطبوعه كراچى ص۲۴۴ ج۳، كتاب الطلاق، مطلب فى طلاق المدهوش، حاشية الشلبى على شرح الكنز ص ۱۹۵ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۱۰ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] لاينكح مطلقة بها اى بالثلاث لو حرة حتى يطأها غيره بنكاح وتمضى عدته اى الثانى الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۴۱۲ ج۳، مطبوعه زكريا ص ۴۰ ج۵، باب الرجعة، مطلب فى العقد على المبانة، تاتارخانية ص ۶۰۳ ج۳ كتاب الطلاق، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اسکی بے ہوشی کی حالت کا اندازہ اسوقت کے دوسرے کاموں سے ہوسکتا ہے، تین طلاق ہوجانیکی صورت میں عورت کو کسی طرح جبراً یا خوشی سے زید کے گھر رکھنا جائز نہیں، اوراس کو اپنے اوپر قابو دینا بالکل ممنوع ہے، جس طرح بھی ممکن ہو، اس سے علیحدہ رہے[1]، زید کو توبہ کرنا اوراس عورت مطلقہ کو علیحدہ کرنا واجب ہے، اوراگر توبہ نہ کرے اوراپنے سے علیحدہ نہ کرے تو برادری کے ذمہ زید پر زور ڈال کر علیحدہ کرانا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۱۲/ ذی قعدہ ۵۷ھ

بے ہوشی کی حالت میں طلاق

سوال:- زید کا کہنا ہے کہ اسکے پاس ایک پَری آتی ہے اور بے ہوش کر کے کہتی ہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دیدو، چنانچہ اسکے مجبور کرنے پر ایک رات میں نے اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ ایک دو تین میں نے تم کو طلاق دیدیا، تم جاؤ اب میں تم کو نہیں رکھوں گا، اب افاقہ کے بعد میں اپنے اس قول پر سخت نادم ہوں اور ایسا کرنے کا مجھ کو بے حد افسوس ہے، میری خواہش قطعی نہیں ہے کہ میری بیوی مجھ سے جدا ہو، لیکن مجھے یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ مذکورہ باتیں میں نے اس پَری کی موجودگی میں کہی ہیں، کیا صورتِ مذکورہ میں زید کی بیوی مطلقہ ہوگئی؟ اگر مطلقہ ہوگئی تو کون سی مطلقہ؟ ان حالات کے پیش نظر زید کی بات کو قول مکرہ پر محمول کیا جائے یا قولِ نائم پر؟

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) الفصل الثالث والعشرون فی المسائل المتعلقة بنکاح المحلل، طبع کراچی، هداية ص ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، طبع ياسر نديم.

(صفحہ ہٰذا) [1] والمرأة كالقاضي اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه الى ان قال بل تفدى نفسها بمال اوتهرب، ردالمحتار زكريا ص ۴۶۳ ج۴، باب الصريح، مطلب فی قول البحر ان الصريح يحتاج فی وقوعه ديانة الى النية، عالمگیری دار الکتاب ص ۳۵۴ ج ۱، الباب الثانی فی إيقاع الطلاق، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۵۷ ج۳ باب الطلاق الصريح.

الجواب حامداً ومصلیاً

دو چیزیں الگ الگ ہیں ایک بیہوشی دوسری اکراہ، بے ہوشی میں جو طلاق دی جائے وہ واقع نہیں ہوتی[۱]، حالتِ اکراہ کی طلاق واقع ہوجاتی ہے[۲]، پس اگر بقائے ہوش کی حالت میں اس کے مجبور کرنے سے بیوی کو اس طرح کہا ہے، کہ ایک دو تین میں نے تم کو طلاق دیدیا تم جاؤ اب میں تم کو نہیں رکھوں گا، تو اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ ایک دو تین کا لفظ آمادگی اور تیاری وپختگی کیلئے کہا جاتا ہے، جیسے نیلامی بولی پر ایک دو تین کہہ کر بولی ختم کردی جاتی ہے، اور ''میں نے تم کو طلاق دیدیا'' سے ایک طلاق رجعی ہوئی،[۳] اور تم جاؤ اب میں تم کو نہیں رکھوں گا سے اگر اس کا مقصد اس طلاق کے ذریعہ بالکل ہی تعلقِ نکاح کو قطع کرنا ہے تو یہ طلاق رجعی اس لفظ سے بائن ہوگئی،[۴] اب طرفین رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح کرلیں، حلالہ کی ضرورت نہیں[۵]، اگر اس کا

---

[۱] لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده والمجنون والمغمی علیه والمدهوش. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۴۵۰، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۲، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی طلاق المدهوش، حاشیة الشلبی علی هامش الزیلعی ص۱۹۵ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه امدادیه ملتان، النهر الفائق ص۳۲۰ ج۲ آخر کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً اومکرها. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۴۳۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۳۵، ج: ۳، اول کتاب الطلاق، عالمگیری ص: ۳۵۳، ج: ۱، باب فیمن یقع طلاقه وفمن لا یقع طلاقه. مطبوعه کوئٹه، النهر الفائق ص۳۱۷،۳۱۶ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] وهو کانت طالق ومطلقة وطلقتک وتقع واحدة رجعیة. عالمگیری ص: ۳۵۴، ج: ۱، اول باب الصریح. مطبوعه کوئٹه.

[۴] والطلاق البائن یلحق الطلاق الصریح. عالمگیری ص: ۳۷۷، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات. مطبوعه کوئٹه.

[۵] اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. عالمگیری ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة. مطبوعه کوئٹه، هدایه ص۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوع یاسر ندیم، مجمع الأنهر ص۸۸،۸۷ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

مقصد اس طلاق کے ذریعہ بالکل ہی تعلق نکاح کو ختم کرنا نہیں ہے، بلکہ اپنے ارادہ کا اظہار مقصود ہے، کہ طلاقِ رجعی کے باوجود ارادہ رجعت کا نہیں ہے، تو طلاق رجعی ہی باقی رہی بائن نہیں ہوئی، اندرونِ عدّت شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے[1] بغیر رجعت کے ہی اگر عدت ختم ہوجائے تو تجدیدِ نکاح کی اجازت ہے، اگر بے ہوشی کی حالت تھی، جیسے سوتا ہوا آدمی بعض دفعہ کچھ بولتا ہے، کہ اپنے اختیار بیداری سے نہیں بولتا تو کوئی نئی طلاق نہیں ہوئی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق مجنون

سوال:- زید نے اپنی بیوی سے ایک ہی مجلس میں کہا کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، زید حسب رائے **وتحقیق احد الطبیبین والعادلین والحاذقین مالیخولیا** میں اور **عند الثانی مانیا** میں مبتلا ہے، اور **مالیخولیا** پر جنون کا اطلاق عند ارباب الفن شائع وذائع ہے، رہا **مانیا** وہ تو جنون بر جی کا دوسرا نام ہے زید کہتا ہے کہ تطلیق کے وقت بنا بر ظن غالب اس کی مخصوص دماغی حالت تھی، اور **علیٰ سبیل التنزل مشکوک** تو تھی ہی تو اس صورت میں طلاق پڑی کہ نہیں؟ **مالیخولیا** کی تحقیق احتیاطاً کتب طبیہ سے درج ذیل ہے۔

(۱) المالیخولیا وأصنافه ثلاثة : فیکون الجنون والقمة والجرأة اکثر

(علامہ افسرائی شارح موجز)

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة اوتطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها، عالمگیری ص ۴۷۰، ج ۱، باب الرجعة، مطبوعه کوئٹه، مجمع الأنهر ص ۸۰ ج ۲ کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطبوع دار الکتب العلمیة بیروت، هدایه ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] لایقع طلاق المولی علی امرأة عبده والمجنون والمدهوش والنائم. الدر المختار علی هامش رد المحتار زکریا ص: ۴۵۰، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۲، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی طلاق المدهوش، مجمع الأنهر ص ۱۰ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، هدایة ص ۳۵۸ ج ۲ کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

(۲) المالیخولیا وإن کان من صفراء کان مع اضطراب وأدنیٰ جنون وکان مثل مانیا. (قانون شیخ)

(۳) وان المالیخولیا وإن کان حدوثه عن إحتراق الصفراء فیکون معه الجنون وھو عند القوم عبارة عن اختلاط الردی الذی یکون مع توثب وھیجان وحدة شدیدة وغضب وسوء خلق (شرح أسباب والمعالجات)

الجواب حامداًومصلیاً

حالت جنون میں اگر کوئی شخص طلاق دیدے تو وہ شرعاً واقع نہیں ہوتی: ولا یقع طلاق المولیٰ علیٰ امرأة عبده والمجنون والمعتوه والمبرسم والمغنیٰ علیه والمدهوش[۱]. تنویر ص:۶۵۷.

اگر جنون کی حالت میں طلاق نہیں دی بلکہ تندرستی کی حالت میں طلاق دی ہے تو وہ واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی[۲]۔

الحاصل اگر الفاظ مذکورہ کہتے وقت ان کا مطلب اور حکم سمجھتا تھا تو طلاق واقع ہوگئی، اور اگر اس کو یہ بھی معلوم نہ تھا، بوجہ جنون کہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کہنے پر شرعاً کیا حکم مرتب ہوتا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی، اور مجنون ہونے کا اندازہ اس کے دوسرے افعال سے ہوسکتا ہے، اگر اس کے افعال مجنونانہ ہیں تو اس میں بھی اس کو مجنون تصور کیا جاسکتا ہے[۳] اگر اور افعال مجنونانہ نہیں محض

---

[۱] تنویر الابصار علی ردالمحتار زکریا ص:۴۵۰، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۲۴۲، ج:۳، کتاب الطلاق، هدایة ص۳۵۸ ج۲ باب طلاق السنة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۴۹ ج۳ کتاب الطلاق.

[۲] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولوعبداً اومکرها اومریضاً. الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص۴۳۸ ج۴، مطبوعه کراچی ۳۳۵ ج۳، کتاب الطلاق، عالمگیری دار الکتاب ص ۳۵۳ ج ۱ الباب الأول، فصل فیمن یقع طلاقه الخ، مجمع الأنهر ص۸ ج۲ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] قال فی التلویح: الجنون إختلال القوة الممیزة بین الامور الحسنة والقبیحة المدرکة للعواقب بان لا تظهر آثارها وتتعطل أفعالها الخ. شامی زکریا ص ۴۵۰ ج۴، (بقیہ آئندہ پر)

طلاق کے بارے میں اپنے کو مجنون ظاہر کرتا ہے، تو اس کا اعتبار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۱۱/۷/۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۶/ذیقعدہ ۶۳ھ

طلاق مجنون

سوال: -ایک شخص مسمّٰی بیتموس شادی کے سات آٹھ دن بعد مجنون ہوا کہ نیک و بد یگانہ و بیگانہ کی تمیز نہ تھی، دوا دارو سے پانچ مہینہ کے اندر خاصہ اچھا ہوگیا، ایک سال کے بعد بیوی کے خویش واقرباء میں کسی دعوت میں گیا اور ناگوار ہو کر چلا آیا، اور ایک دن بعد نماز مغرب مسجد کے سامنے دو آدمی معتبر کی موجودگی میں اول کا نام منیر الدین اور دوسرے کا عبدالمنان یہ کہا کہ میری بیوی کو ایک دو تین طلاق ہے، تم دونوں اور مسجد گواہ رہوان دونوں کی زجر وتوبیخ کے بعد بھی وہ اپنے قول پر قائم رہا دوسرے گواہ نے ذرا دور جا کر کہا بھائی تو نے کیا کیا، طالق نے جواب دیا کہ میں نے کیا کیا اور گھر جا کر اپنی والدہ کو طلاق کی اطلاع کی۔ تین چار روز بعد ایک عالم معتبر سے مسئلہ دریافت کیا گیا، انہوں نے دونوں مذکورہ گواہوں کے سامنے طلاق سے حالات دریافت کئے، لیکن وہ نہایت متانت سے اور ہوش وحواس کی درستی سے جواب دیا کہ ہاں ہم نے طلاق دے دیا ہے، انہوں نے پھر پوچھا کہ تو نے کیوں آج رات شب باشی اس کے ساتھ کی، انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے زناء کیا اور اس وقت چند آدمی معتبر موجود تھے، اہل پنچایت نے تین چار روز متواتر جلسہ کرتے ہوئے اور طالق وگواہ سے حالات معلوم کر کے یہ معلوم کیا کہ طالق اپنی حالت پر قائم ہے، لہٰذا بیوی کو علیحدہ کرا دیا، پھر ایک سال بعد ایک عالم صاحب نے جامع مسجد میں چند آدمیوں سے سوال کیا کہ اس آدمی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے بعض نے کہا جو ناواقف تھے، کسی قدر دیوانہ پن ہے، من کل الوجوہ نہیں اور عالم وجاہل نے صاف کہا کہ بالکل خاصہ آدمی ہے کسی قسم کی خرابی

(بقیہ گذشتہ کا) مطبوعہ کراچی ص ۲۴۳ ج ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والافیون و البنج، النهر الفائق ص ۳۲۰ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

نہیں، اس عالم صاحب نے ناواقفوں پر اعتماد کر کے اس کو مجنون قرار دے کر عدم طلاق کا فتویٰ دیدیا، اور بیوی کو حلال کر دیا، ان دونوں صورتوں میں کونسا حکم عائد ہوگا، معہ دلائل وکتب معتبرہ تشریح فرمایئے؟ اور مخفی مباد بعد گذرنے دوسال کے طالق یہ کہتا ہے کہ جس وقت میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا، وہ موسم گرما تھی اور مچھر کاٹتے تھے، علاوہ اس کے جس جگہ پر بیٹھ کر طلاق دیا تھا وہ بھی خوب یاد ہے۔

نوٹ:- دریافت طلب امر یہ ہے کہ مجنون کے لئے یہ صفت مذکور ہونا چاہئے جس سے ثبوت طلاق وعدم ثبوت معلوم ہو، یا عرف عام جسے مجنون کہے وہ بھی بحکم شرع معتبر ہے، یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قال فی التلویح : الجنون إختلال القوة المميزة بين الأمور الحسنة والقبيحة المدركة للعواقب بان لا تظهر اٰثارها وتتعطل افعالها اما لنقصان جبل عليه دماغه فی أصل الخلقة وإمّا لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط أواٰفة وإمّا لاستيلاء الشيطان عليه وإلقاء الخيالات الفاسدة اليه بحيث يفرح ويفزع من غير ما يصلح سببًا اھ وفی البحر عن الخانية : رجل عرف أنه كان مجنوناً فقالت له إمرأته طلقتنی البارحة فقال اصابنی الجنون ولا يعرف ذٰلک إلا بقوله كان القول قوله اھ رد المحتار[1] تحت قول الدرالمختار لايقع طلاق المولٰی علٰی امرأة عبده والمجنون ج: ۲، ص: ۲۵۸.

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوا کرتی، اور جنون ایسی صفت ہے، جس کی وجہ سے قوت ممیّزہ مختل ہوجاتی ہے، اور انسان اچھی بری باتوں میں تمیز نہیں کرسکتا، اور نفع

---

[1] رد المحتار زکریا ص: ۴۵۰، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۴۴۳، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والافیون والبنج، تبیین الحقائق ص ۱۹۵ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه امدادیه ملتان، فتح القدیر ص ۴۸۷ ج ۳ فصل ویقع طلاق کل زوج الخ، مطبوعه دار الفکر بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۰ ج ۳ آخر کتاب الطلاق.

ونقصان کو نہیں سمجھ سکتا، عبارت سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ مسمّٰی بیتموس کی حالت طلاق کے وقت ایسی نہ تھی جس سے اسے مجنون کہا جا سکے، لہٰذا طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۷/محرم ۵۷ھ

مجنون کی حالتِ افاقہ میں دی ہوئی طلاق

سوال: -ایک محقق عالم باعمل شخص جنات کے اثر کے سبب سے مجنون ہوگیا تھا، باوجودیکہ اس کی مادری زبان بنگلہ ہے، وہ جنون کی حالت میں عربی فارسی بنگلہ اردو انگریزی میں بات چیت کرتا تھا، چونکہ وہ لوگوں کو زدوکوب کرتا تھا، اسلئے اسکو زنجیروں میں جکڑا گیا، ایک دن اسنے اپنی بیوی زوجہ جہاں آراء کو عربی زبان میں یوں طلاق دی "طَلَّقْتُ جهان آرا الف تطليقة" افاقہ کے بعد جب اسکی زوجہ اسکو کھانا کھلانے کیلئے آئی تو وہ بولا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی تھی، اس لئے تو مجھ پر حرام ہوگئی لہٰذا میرے سامنے نہ آیا کر، پھر وہ سخت جنون میں مبتلا ہوگیا، دفعِ آسیب کے تعویذات اور جنون کی ادویہ کے استعمال سے اسکو افاقہ ہوگیا ہے، لیکن چونکہ اس کو طلاق دینا یاد ہے، اسلئے رنجیدہ خاطر ہے، اسکی زوجہ کہتی ہیکہ تم نے جنون کیحالت میں طلاق دی تھی، اسلئے طلاق واقع نہیں ہوئی، دوسرے لوگ بھی یہی کہتے ہیں، لیکن وہ عالم کہتا ہے کہ اگر میں مجنون ہی ہوگیا تھا تو اس وقت کی باتیں مجھے یاد کیونکر ہیں، اس کا خیال ہے، کہ تحلیل کی ضرورت ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عالم کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ خود عالم ہے اپنی حالت اور مسئلہ سے خوب واقف ہے، تو اسکے مقابلہ میں اس کی بیوی کی بات کچھ وزن نہیں رکھتی: فَاِنَّ المرء يؤخذ باقراره[1] عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کی

[1] القواعد الفقهية المحمودة ص: ۱۱۷، مطبوعه مظاهر العلوم سيلم جنوبى هند، قواعد الفقه ص ۱۲۰ رقم القاعدة ۳۱۴، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

بات کو معتبر مانے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸/۷/۱۳۹۳ھ

دردگردہ اور دیگر پریشانی کے تأثر سے طلاق اور کیا یہ تأثر جنون ہے؟

سوال:- زید مزاج کا غصہ ور اور دردِگردہ کا مریض بھی ہے، ایک دوسال سے مفلس اور غریب ہوگیا، اکثر گھریلو معاملات میں بیوی کو طلاق کی دھمکی دیا کرتا تھا، زید کی بیوی نے شوہر کی حالت دیکھتے ہوئے بیٹے سے کہا کہ گھر کا سارا کاروبار تم سنبھال لو، بیٹے نے ویسا ہی کیا، زید غصہ میں آپے سے باہر ہوگیا، ان دنوں زید کی بیوی اپنے بیٹے کے گھر تھی، زید نے ایک روز اپنی لڑکی سے کہا کہ اگر تمہاری رخصتی کے بعد تمہاری ماں بلانے پر بھی گھر نہ آئی تو اسے طلاق دے کر کہیں چلا جاؤں گا، تمہارا معاملہ صاف کردوں گا، کچھ روز بعد پھر بیٹے کے گھر گیا اور رات کو وہیں ٹھہرا، آدھی رات کے قریب اس کے کمرے میں کراہنے کی آواز آئی، بیوی گئی تو وہ گالیاں بکنے لگا، پھر صبح کی نماز کے وقت زید نے بیوی سے کہا کہ تم گھر کب چلتی ہو، بیوی نے جواب دیا کہ فلاں لڑکے کے معرفت کہلا بھیجو کہ لڑکی کی رخصتی کی تاریخ جب مقرر ہوجائے گی، تب جاؤں گی، یا سیرتِ پاک کے جلسہ کے بعد ضرور آؤں گی، زید آگ بگولا ہوکر طلاق کی دھمکی دیتا ہے، بیوی نے کہا آپ کی خوشی ہے اس بات پر، زید اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا ہے، لیکن چند گھنٹہ بعد زید اپنی اس حرکت پر بری طرح شرمندہ ہوتا ہے کہ غربت اور ساری ذمہ داری چھن جانے کی وجہ سے میری کیفیت بالکل مجنونانہ ہوگئی ہے، دوسرے دردِگردہ کے باعث دماغی توازن بالکل کھو بیٹھا تھا، لہٰذا میں ملنا چاہتا ہوں، اس حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ بیوی سے ملنے کی صورت ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا بیان بیوی کا ہے۔

(۲) زید اپنی مالی پریشانی اور تنگ دستی کے سبب اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا اور جنونی کیفیت

اس پر طاری ہے، اسکے لڑکے نے اس سے گھر کا اختیار لے کر بے دخل کردیا، اس کا اثر اس کے دماغ پر پڑا اور نرا پاگل اور جنونی کیفیت میں رہنے لگا، دوسری بات یہ تھی کہ وہ عرصہ سے درد گردہ میں مبتلا تھا، جب درد گردہ اٹھتا ہے، تو وہ بالکل پاگل اور جنونی کیفیت اس پر طاری ہوجاتی ہے، ایک روز شب میں اس کو درد گردہ اُٹھا دریں اثنا صبح کو اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ یہ زید کا بیان ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

غربت یا درد گردہ کا اثر دماغ پر ہونا طبعی اور فطری بات ہے، اختیارات ختم ہوجانے سے بھی دماغ متأثر ہوتا ہے، لیکن ہر تأثر کو جنون کہنا اور ایسی حالت میں دی ہوئی طلاق کو بیکار قرار دینا بھی غلط ہے، بیوی اور شوہر کے مذکورہ بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ طلاق دیتے وقت جنونی کیفیت تھی کہ شوہر زمین وآسمان میں فرق نہیں کرتا تھا، طلاق کا مطلب ہی نہیں سمجھتا تھا، جانتا ہی نہ تھا کہ طلاق سے کیا نتیجہ ہوتا ہے، خبر ہی نہ تھی کہ تین طلاق دینے سے نکاح بالکل ختم ہوجاتا ہے، نیز درد گردہ شب میں ہوا تھا، طلاق صبح کو دی ہے جب کہ شدت کی تکلیف بھی نہیں تھی، جیسی درد گردہ میں ہوتی ہے، اور اس سے پہلے کہہ بھی چکا تھا کہ اگر بیوی گھر پر نہیں آئی تو طلاق دے کر کہیں چلا جاؤں گا، اور صبح کو بھی مطالبہ کیا کہ تم کب چلتی ہو، یہ سب قرائن ہیں کہ زید مدہوش نہیں تھا، کہ بے اختیار بے سوچے سمجھے اچانک اس کی زبان سے الفاظ طلاق نکل گئے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں طلاق مغلظہ ہوگئی نکاح بالکل ختم ہوگیا۔[۱] نہ رجعت کا حق رہا نہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی گنجائش رہی[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۱۳۹۵ھ

---

[۱] ویقع طلاق کل زوج بالغ ولو عبداً اومکرها الی قوله او مخطئا او مریضاً الخ. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:۴۳۸، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۲۳۵، ج:۳، اول کتاب الطلاق، هدایه ص۳۵۸ ج۲ باب طلاق السنة، مطبوعه اشرفی دیوبند، مجمع الأنهر ص۸ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

مختل الدماغ کی طلاق اور تحریر طلاق بیوی کے پاس نہ پہنچے کا حکم

سوال:-(۱) زید کا نکاح بارہ برس ہوئے ایک ہزار روپے میں ہوا تھا۔

(۲) زید کی بیوی اور اس کے والدین سے زید کا اور زید کے والدین کا باہمی تنازعہ شروع ہوگیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زید کی بیوی کو اپنے خاوند زید کے علاوہ اپنے والدین کے یہاں بھی اکثر رہنا پڑا۔

(۳) نکاح سے چھ سال بعد زید دل و دماغ اور معدہ کی سخت بیماری میں مبتلا ہوگیا۔

(۴) نکاح کے آٹھ سال کے بعد جب کہ زید کی بیوی اپنے والدین کے یہاں تھی زید نے اس کو اپنے پاس بلانا چاہا مگر وہ نہیں آئی۔

(۵) کچھ دنوں کے بعد دل اور دماغ کی تکلیف کی زیادتی میں زید نے اپنی بیوی کو تحریر طلاق لکھی مگر کسی وجہ سے طلاق کا پروانہ بیوی کے پاس نہیں بھیجا۔

(۶) اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد دل اور دماغ کی تکلیف کی زیادتی میں دوبارہ تحریر طلاق لکھی اور طلاق کا پروانہ بذریعہ ڈاک خانہ رجسٹری کر کے بیوی کے پاس بھیج دیا لیکن بیوی کو تقسیم ہونے سے قبل محکمۂ ڈاک خانہ سے رجسٹری کا لفافہ جس میں طلاق کا پروانہ تھا واپس کرالیا دونوں پروانوں میں یہ الفاظ تھے۔

''تم میرے پاس نہیں آئیں لہٰذا میں تم کو طلاق دیتا ہوں۔'' بیوی کے پاس یہ پروانے نہیں پہنچے۔

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۲ے لا ینکح مطلقة بها ای بالثلاث لو مرة وثنتين لوامة حتى يطأها غيره بنكاح وتمضى عدته، الدرالمختار على هامش الردالمحتار زكريا ص: ۴۰، ج:۵، مطبوعه كراچى ص: ۴۰۹، ج:۳، باب الرجعة، مطلب فى العقد على المبانة، هداية ص ۳۹۹ ج ۲ فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسر نديم، عالمگيرى دار الكتاب ص ۴۷۳ ج ۱ الباب السادس، فصل فيما تحل به المطلقة.

(۷) ان واقعات کے چھ ماہ بعد زید کی بیوی زید کے پاس آگئی اور ڈھائی سال تک زید کے پاس رہی، اسی دوران میں ایک لڑکا پیدا ہوا جو ڈیڑھ سال کا ہوکر مر گیا۔

(۸) اب ڈیڑھ سال سے زید کی بیوی باہمی تنازعہ کی وجہ سے اپنے والدین کے یہاں رہی۔

(۹) حال ہی میں زید نے اپنی بیوی کو اپنے پاس بلانا چاہا اس نے جواب میں لکھا کہ تم یا تمہارے والدین یا تمہارا بھائی مجھ کو آکر لے جاسکتے ہیں، زید نے اپنے والدین سے اپنی بیوی کے بلانے کے بارے میں رائے لی انہوں نے اسکے بلانے سے ناراضگی ظاہر کی دل اور دماغ کی تکلیف کی زیادتی میں زید اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ زید بوجہ علالت اپنی بیوی کو نان ونفقہ دینے سے مجبور ہے، اور زید کے والدین اس کی بیوی کے بلانے میں ناراضگی ظاہر کرتے ہیں، لہٰذا زید نے کئی مرتبہ یہ الفاظ ادا کئے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، شرع شریف کا جو حکم ہے، اس سے براہ کرم مطلع فرمائیں۔

نوٹ: دل اور دماغ کی تکلیف کی زیادتی کی حالت میں زید کے دل اور دماغ کی کیفیت صحیح اور قابل اعتبار نہیں رہتی۔

نوٹ: اگر طلاق پڑگئی ہوتو کیا کوئی صورت حلالہ کی ممکن ہے؟ مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دل ودماغ کی تکلیف کی وجہ سے حواس باختہ اور مدہوش تھا اور اس کو اپنے اقوال وافعال کا علم نہیں، یا اس سے بلا اختیار اقوال وافعال صادر ہوتے ہیں اور اکثر مختل تھے، اور ایسی حالت میں اسنے طلاق تحریر کی اور جب زبانی طلاق دی ہے اسوقت بھی ایسی ہی حالت تھی تب تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی[1]، اور اگر ایسی حالت نہیں تھی، بلکہ حواس درست تھے اور اپنے علم واختیار سے

---

[1] لایقع طلاق المولی علی امرأة عبده والمجنون والمعتوه من العته وهو اختلال فی العقل وفی الشامی: الثانی أن یبلغ النهایة فلا یعلم ما یقول ولا یریده فهذا لاریب أنه لا ینفذ شیء من اقواله، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۴۵۰، ۴۵۲ ج۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۲، ۲۴۴ ج۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والافیون والبنج ومطلب فی طلاق المدهوش، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق لکھی ہے تو اول مرتبہ لکھنے سے ایک طلاق واقع ہوگئی اگر چہ بیوی کے پاس وہ تحریر نہ پہنچی ہو اور مدخولہ ہونے کی صورت میں عدت کے اندر ہی اندر اگر دوسری مرتبہ طلاق تحریر کی ہے، تو وہ بھی واقع ہوگئی اور اگر رجعت نہیں کی تھی، تو عدت گذرنے پر بائنہ ہوگئی، دوسری طلاق واقع نہیں ہوئی اسی طرح جو زبانی طلاقیں دی ہیں وہ بھی واقع نہیں ہوئیں، اور زید کی بیوی اجنبیہ ہوگئی، اس سے جماع کرنا اور اسکو اپنے پاس رکھنا کچھ بھی جائز نہیں رہا، اسکا حکم یہ ہے کہ اگر طرفین رضامند ہیں تو دوبارہ نکاح کرنا درست ہے حلالہ کی ضرورت نہیں اور اگر دوسری طلاق عدت ہی میں دی تھی اور اس سے رجعت کر لی تھی یا بلا رجعت کے مگر عدت کے اندر اندر ہی زبانی طلاق دی ہے تو وہ مغلظہ ہوگئی اب اس کو بلا حلالہ کے رکھنا درست نہیں۔

حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت ختم ہونے پر اس عورت کا کسی اور سے نکاح کیا جائے، اور وہ صحبت کرے، اس کے بعد وہ طلاق دیدے یا مر جائے، پھر عدت گذار کر زید سے نکاح ہوسکتا ہے:

کتب اما بعد فأنت طالق فکما کتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة اهـ عالمگیری[۱] ج: ۲، ص: ۳۷۹، الصريح يلحق الصريح. تنویر[۲] وينكح مبائنة بما دون الثلث فی العدة وبعدها بالاجماع لا مطلقة بها ای بالثلاث حتٰی يطأها غيره ولو مراهقاً يجامع مثله بنكاح نافذ وتمضی عدته ای

(بقیہ اگلے صفحہ پر) زيلعی شرح كنز ص۱۹۵ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص۱۰۱ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہذا) [۱] عالمگيری ص: ۳۷۸، ج: ۱، الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة، مطبوعه كوئٹه، تاتارخانية ص۳۷۷ ج۳، الفصل السادس فی أيقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه كراچی، المحيط البرهانی ص۴۸۴ ج۴ الفصل السادس فی إيقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل.

[۲] تنوير على هامش ردالمحتار كراچی ص: ۳۰۶، ج: ۳، مطبوعه زكريا ص: ۵۴۰، ج: ۴، باب الكنايات، مطلب الصريح يلحق الصريح والبائن، ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر ص۴۰ ج۲ فصل وكنايته الخ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص۳۶۲ ج۲ باب الكنايات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الثانی الخ درمختار[1] مختصراً ص: ۹۲۸، ج: ۲. فقط واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۳/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۴/۱/۵۵ھ

ایضاً

سوال:- اس کے بعد یہی سوال دوبارہ آیا، اس پر مندرجہ ذیل جواب دیا گیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے قبل بھی یہ سوال آیا تھا، جس پر تنقیحات کر کے واپس کر دیا گیا تھا، کیونکہ بلا انکے جواب دشوار تھا، اس مرتبہ ان تنقیحات کو سوال کے ساتھ نہیں بھیجا گیا تاہم سوال مذکور کا جواب یہ ہے کہ زید کی زوجہ پر پہلی اور دوسری طلاق واقع ہوگئی، اگر زوجہ مدخولہ ہے[2] ورنہ پہلی ہی طلاق سے بائنہ ہوگئی[3] بشرطیکہ پہلی طلاق سے تین طلاق کی نیت نہ کی ہو ورنہ پہلی ہی طلاق سے مغلظہ ہوگئی بلاحلالہ کے نکاح جائز نہیں اور تیسری طلاق جو کہ زبانی دی ہے، اگر وہ عدت ہی میں دی ہے تو وہ واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اور اگر عدت کے بعد دی ہے، تو وہ واقع نہیں ہوئی، طرفین کی رضامندی سے

---

[1] الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص: ۴۰، ج:۵، مطبوعہ کراچی ص: ۴۰۹، ج:۳، باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، هداية ص ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند النهر الفائق ص ۴۲۰ تا ۴۲۲، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] وفي الولوالجية: رجل قال لإمرأته بعد الدخول بها أنت طالق طالق تقع ثنتان لأنه لا يمكن أن يجعل تكراراً للأول، تاتارخانية ص۲۸۸ ج۳ نوع آخر في تكرار الطلاق وإيقاع العدد، مطبوعه كراچی.

[3] إذا طلق الرجل إمرأته ثلثا قبل الدخول بها وقعن عليها، فإن فرق الطلاق بانت بالأولى ولم تقع الثانية والثالثة، هداية ص ۳۷۱ ج۲ فصل في الطلاق قبل الدخول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، عالمگیری دار الكتاب ص۳۷۳ ج۱ الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول، الباب الثاني، النهر الفائق ص ۳۵۲ ج۲ فصل في الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

نکاح درست ہے[1] وقوع طلاق کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ تحریر جس میں الفاظ مذکورہ فی السوال درج ہیں، عورت کے پاس پہنچے۔ **کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هٰذا یقع الطلاق ویلزمها العدة من وقت الکتابة اھ** (عالمگیری[2] ج:۲،ص:۳۹۷)

اور ایسی بیماری کہ جس میں علم واختیار سے تحریری اور زبانی طلاق دی ہو وقوع طلاق سے مانع نہیں ہے[3] لفظ طلاق دیتا ہوں، زیادہ تر معنی حال میں مستعمل ہوتا ہے، اسلئے اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، اگر کسی جگہ غالب استعمال حال میں نہ ہوتا، بلکہ مستقبل میں غالب ہو یا حال واستقبال ہر دو میں مساوی ہو تو اس لفظ سے طلاق واقع نہ ہوگی[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱/۶/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ــــ صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارن پور ۲/۳/۵۵ھ

---

[1] إذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، عالمگيرى دار الكتاب ص ۴۷۰ ج ۱ فصل فيما تحل به المطلقة، الباب السادس، النهر الفائق ص ۴۲۰ ج ۲ فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] عالمگيرى ص:۳۷۸، ج:۱، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة. مطبوعه كوئٹه، قاضى خان على الهندية ص ۴۷۱ ج ۱ فصل في الطلاق بالكتابة، طبع دار الكتاب، تاتارخانية ص ۳۷۷ ج ۳ الفصل السادس، طبع كراچى.

[3] أحدها أن يحصل له مبادى الغضب بحيث لا يتغير عقله ويعلم ما يقول ويقصد وهذا لا إشكال فيه، شامى زكريا ص ۴۵۲ ج ۴ كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش.

[4] لو قال بالعربية: أطلّق، لا يكون طلاقاً، إلا إذا غلب استعماله للحال، فيكون طلاقاً، عالمگيرى دار الكتاب ص ۳۸۴ ج ۱ الفصل السادس في الطلاق بالفارسية. لان المضارع حقيقة في الحال مجاز في الاستقبال كما هو احد المذاهب وقيل بالقلب وقيل مشترك بينهما وعلى الاشتراك يرجع هنا ارادة الحال بقرينة كونه اخباراً عن امر قائم في الحال ردالمختار زكريا ص:۵۵۸، ج:۴، مطبوعه كراچى ص: ۳۱۹، ج:۳، باب تفويض الطلاق.

مختل الحواس کی طلاق

سوال:- عائشہ کی شادی خالد کے ساتھ ایسے وقت میں کی گئی کہ خالد کے متعلق بالکل علم نہ تھا، کہ ذہنی ودماغی اعتبار سے اس کا کردار کیا ہے، مگر بعد عقد اور دن گوناگوں معلومات فراہم ہوتے گئے، پتہ چلا کہ خالد اپنے گھر بار اور گاؤں چھوڑ کر خانہ بدوشوں جیسی زندگی گذارنے لگا، پاگلوں کی طرح میدان کو اپنا وطن اور ہر صحرا کو اپنا نشیمن تصور کرنے لگا، مہینوں کے بعد کبھی گھر کا تصور کر لیتا تھا، اور گھر آ کر کچھ دن رہ کر پھر اپنی سابقہ روایات پر آجاتا تھا، ایک روز عائشہ کے والد کے ایک عزیز خالد سے راہ میں ملے تو پوچھا کہ بتاؤ کب تک ایسی ہی حالت میں رہوگے، اس نے جواب دیا کہ میں پاگل ہوں، مجھے فلاں نے پاگل کر دیا، اس پر ان عزیز نے کہا کہ اچھا خالد فلاں تاریخ کو ہمارے یہاں چلے آؤ، چنانچہ متعینہ تاریخ پر جب وہ آیا تو عائشہ کے والد کے چند عزیزوں نے خالد سے عائشہ کو طلاق دینے کی التجا کی، جس پر خالد نے اوّلاً کہا کہ میں طلاق نہ دوں گا، بعد میں کہا کہ جب عائشہ کے والدین طلاق مانگیں گے تو طلاق دوں گا، فوراً عائشہ کے والد کو بلایا گیا، عائشہ کے والد نے بے عزتی کے خدشہ کی آڑ لیکر طلاق مانگی، چنانچہ اس پر فوراً خالد نے قلم ودوات کاغذ منگا کر یہ تحریر لکھی:-

''میں پسر فلاں بتاریخ ۵/ مارچ ۱۹۶۷ء مقام فلاں تحصیل فلاں عائشہ کو اپنے ہوش وگوش سے طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔'' دستخط

مذکورہ بالا صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ عائشہ کے والد عبدالحکیم عائشہ کی شادی کسی اور سے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں، اور خالد اپنی اسی مجنونانہ کیفیت میں آکر عائشہ کے گھر کا طواف کرتا ہے اور عائشہ بھی یہی کہتی ہے کہ میرے لئے خالد ہی اچھا ہے، میرے مقدر میں جو تھا وہ ہو چکا، اس پر میں راضی ہوں، اس کی والدہ بھی راضی ہیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

ان حالات کے باوجود اگر خالد طلاق کا مقصد سمجھتا تھا اور اس نے لوگوں کے سمجھانے سے بغیر جبر واکراہ کے طلاق تحریر کی ہے، تو طلاق مغلّظہ واقع ہوگئی[۱]۔ اب نہ رجعت کا حق باقی رہا، نہ حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح درست ہوسکتا ہے، حلالہ یہ ہے کہ بعد عدت عائشہ کا نکاح دوسرے شخص سے کیا جائے، وہ ہمبستری کرکے اگر طلاق دیدے یا مرجائے، تو اس کی عدت پوری ہونے پر خالد سے دوبارہ نکاح ہوسکے گا[۲]۔ اگر خالد نے جو طلاق نامہ تحریر کیا ہے، وہ خلوتِ صحیحہ سے قبل ہے، تو طلاق مغلظہ نہیں ہوئی، بلکہ طلاق نامہ لکھنے سے صرف ایک طلاق بائن ہوئی[۳]۔ اس کا حکم یہ ہے کہ دوبارہ نکاح درست ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۷/۹/۱۳۸۷ھ

---

[۱] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۴۳۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۳۵، ج: ۳، اول کتاب الطلاق.

[۲] وإن کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها أویموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، مطبوعه کوئٹه، هدایة ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، النهر الفائق ص ۴۲۱، ۴۲۲ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] اذا طلق الرجل إمرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن علیها فان فرق الطلاق بانت بالأولی ولم تقع الثانیة والثالثة عالمگیری ص: ۳۷۳، ج: ۱، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول. مطبوعه کوئٹه، هدایة ص ۳۷۱ ج ۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه یاسر ندیم، النهر الفائق ص ۳۵۲ ج ۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۴] إذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. عالمگیری ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة. فصل فیما تحل به المطلقة. مطبوعه کوئٹه، هدایة ص ۳۹۹ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، یاسر ندیم، النهر الفائق ص ۴۲۰ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

مجذوب کی طلاق

سوال:- زید کی شادی ہندہ سے ہوگئی، کچھ زمانہ گذرنے کے بعد زید کی مجذوبانہ حالت ہوگئی، علاج کرانے کے باوجود بھی اچھا نہ ہوسکا، مجذوبانہ حالت دیکھ کر ہندہ کے والدین نے زید سے طلاق لے لی، طلاق دیتے وقت زید کے صرف ہونٹ ہلے لیکن آواز نہیں نکلی، نہ معلوم اس نے کیا کہا، زمانۂ عدت گذرنے کے بعد ہندہ کی شادی اس کے والدین نے دوسری جگہ کردی اب زید اچھا ہوگیا، اور یہ کہتا ہے میں نے کوئی طلاق نہیں دی، دریافت طلب یہ ہے کہ ہندہ زید کی منکوحہ ہے، یا عقد ثانی کی؟ ہندہ کو زید کے گھر بھیجیں یا دوسرے شوہر کے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کے ہوش وحواس درست نہیں تھے اور اسی حالت میں اس سے طلاق کیلئے کہا گیا اور اس کے جواب میں اس کے ہونٹ ہلے اور طلاق کا لفظ کسی نے اس سے نہیں سنا، اور وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی تو شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی[1]، اور دوسری جگہ عقد درست نہیں، زوجِ ثانی سے متارکت کرادی جائے وہ کہہ دے کہ میں نے تعلقِ زوجیت ختم کردیا، اس کے بعد عدت تین حیض ختم ہونے پر زوجِ اول کے پاس آجائے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۸۵ھ

---

[1] ولا یقع طلاق المولٰی علٰی امرأة عبده وَالمجنون والصبی والمعتوه والمبرسم والمغمٰی علیه والمدهوش الخ، درمختار علی الشامی نعمانیه ص: ۴۲۶، ج: ۲، مطبوعه زکریا ص: ۴۵۰، ج: ۴. مطبوعه کراچی ص: ۲۴۲، ج: ۳، قبیل باب الصریح، مجمع الأنهر ص ۱۰ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری دار الکتاب ص ۳۵۳ ج ۱، ۱ الباب الأول، فصل فیمن یقع طلاقه الخ.

[2] حتی لا یحل لها التزوج بآخر الا بعد المتارکة وانقضاء العدة والمتارکة لا تتحقق الا بالقول إن کانت مدخولا بها کترکتک أوخلیت سبیلک. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۱۱۴، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۳۷، ج: ۳، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، تاتارخانیة ص ۱۴ ج ۳ الفصل التاسع فی النکاح الفاسد وأحکامه، مطبوعه کراچی، المحیط البرهانی ص ۱۲۹ ج ۴ الفصل السابع عشر فی النکاح الفاسد وأحکامه، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چہارم : غصہ میں طلاق دینا

غصہ میں طلاق

سوال:- آج میری عورت نے میرے حکم کے خلاف کیا جس کی وجہ سے میں اس کو تنبیہ کرنا چاہتا تھا، اور غصہ زیادہ بڑھ گیا تھا، لیکن مجھ کو میرے لڑکوں نے پکڑلیا اوران سے باوجود کوشش کے چھوٹ نہ سکا، جس سے زیادہ غیظ بڑھ گیا، اور ممکن تھا کہ اس پر کوئی سخت حملہ کیا جاتا، عورت مذکورہ بدزبانی اس حالت میں کرتی رہی، اس وقت سوائے میری زبان کے قابو میں ہونے کے کچھ نہیں تھا، میں نے اس کو تین مرتبہ کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیا، اور ہر مرتبہ کم وبیش ۵/منٹ کا وقفہ دیتا رہا اس سے پہلے میرا قصد نہیں تھا، میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میرا قصد طلاق کا تھا، یا نہیں بلکہ زیادتی غصہ میں کیا گیا۔

تتمہ تحریر متعلقہ تحریر

''میں نے جو وقفہ ۵/منٹ دیا تھا، اس سے یہ منشاء تھا کہ عورت بدزبانی سے باز آئے یا میرے سامنے سے علیحدہ ہوجاوے، جب اول مرتبہ باز نہیں آئی تب دوسری مرتبہ تیسری مرتبہ کہا گیا میں بوجہ کمزوری حاضری کی معافی چاہتا ہوں۔۲/۲/۳۸ھ''

الجواب حامداًومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں شرعاً تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے اس کو رکھنا درست نہیں، طلاق جس طرح رضامندی کی حالت میں ہوتی ہے، غصہ کی حالت میں بھی واقع ہوجاتی ہے[1]، الفاظ مذکورہ بالا بلاقصد کہنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے: **یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغاً عاقلاً سواء کان حراً او عبداً طائعا او مکرهاً وطلاق اللاعب والهازل به واقع وکذلک لو اراد ان یتکلم بکلام فسبق لسانه بالطلاق فالطلاق واقع کذا فی المحیط[2] متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو او بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق اهـ فتاویٰ عالمگیری[3] ص ۵۵ و ۵۶ ج ۲.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۱۲/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲/ ذی الحجہ ۵۶ھ

طلاق بحالت غصہ

سوال: - میں سورہا تھا کہ مجھے کسی نے جگایا مگر مجھے معلوم نہیں ہوا کہ کس نے جگایا، کیوں کہ میں غفلت کی نیند میں تھا، میری عورت کی چارپائی میرے برابر تھی، میں نے جو اس کی چارپائی

---

[1] ویقع طلاق من غضب خلافا لابن القیم وهذا الموافق عندنا. (در المحتار زکریا ص ۴۵۲، ج ۴، مطبوعہ کراچی ص ۲۴۴ ج ۳، مطلب فی طلاق المدهوش)، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۳ ج ۱ کتاب الطلاق، فصل فیمن یقع طلاقه ومن لا یقع طلاقه.

[2] عالمگیری ص ۳۵۳ ج ۱، فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه. مطبوعہ کوئٹہ، المحیط البرهانی ص ۳۹۲ ج ۴ الفصل الثالث من یقع طلاقه ومن لا یقع، مطبوعہ ڈابھیل.

[3] عالمگیری ص ۳۵۶ ج ۱، الفصل الاول فی الطلاق الصریح. مطبوعہ کوئٹہ، تاتارخانیہ کراچی ص ۲۸۹ ج ۳ نوع آخر تکرار طلاق وایقاع العدد، شامی کراچی ص ۲۹۳ ج ۳ باب طلاق غیر المدخول بها.

دیکھی عورت موجود نہ تھی، میں نے ماچس جلا کر دیکھا تو سب دراوزے باہر جانے کے بند ہیں یعنی کنڈیاں لگی ہوئی ہیں یہ دیکھ کر مارے غصہ کی آگ ہوگیا، دوسری ماچس جلائی تو تو میری عورت نے دریافت کیا کہ کیوں گھبرا رہے ہو، کیا بات ہے کیونکہ میری غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی، میں نے کہہ دیا کہ جا تجھے طلاق ہے، غصہ میں یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ کتنی مرتبہ لفظ طلاق منہ سے نکلا جس مکان میں میری عورت ملی تھی، اس میں میری ہمشیرہ نے ایک نالی نہانے وغیرہ کیلئے بنائی ہے، جسکا مجھ کو علم نہ تھا، عورت وہاں پیشاب کر رہی تھی، وہ جگہ اور جس پر مجھے شک تھا میں اسکے درمیان میں کھڑا تھا، وہیں میری بہن اور بہنوئی پڑے تھے، ان کی آنکھ بھی کھل گئی کہنے لگے کیا بات ہے، میں نے ان سے پانی مانگا وہ پی کر تین مرتبہ اور پانی پیا تب ذرا میرے ہوش وحواس درست ہوئے، انہوں نے واقعہ دریافت کیا میں نے ان کو سب حال سنایا انہوں نے کہا بالکل غلط ہے، ہم سب یہاں پڑے ہوئے تھے، میں نے جواب دیا کہ میں تو بحالت غصہ اس کو طلاق دے چکا، سب نے میری عورت سے حلف کرایا اس نے سچائی کیلئے حلف اٹھایا، اور جس شخص پر شبہ گذرا تھا اسنے بھی حلف اٹھالیا کہ یہ امر مجھ سے نہیں ہوا، اس وقت میری عورت چھ ماہ کی حاملہ بھی ہے، اور میری شادی کو بارہ سال بھی گذر چکے ہیں، کبھی کسی قسم کا شک نہیں گذرا تھا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص پر طلاق دیتے وقت نیند کا غلبہ اس قدر نہ تھا کہ بے اختیار اور بے علم اس کی زبان سے طلاق کے الفاظ نکل گئے، البتہ عورت پر شک ہونے کی وجہ سے غصہ میں آکر طلاق دے دی، پس اگر غصہ کی وجہ سے حواس معطل ہوکر مجنون کی طرح عقل بھی زائل ہوچکی تھی اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کیا کہہ رہا ہے تو یہ شخص مجنون کے حکم میں ہے، مگر ساتھ ہی اس کے دوسرے افعال بتلا رہے ہیں کہ نہ حواس معطل ہوئے تھے نہ عقل زائل ہوئی تھی، لہٰذا اس شخص کو مجنون کا حکم نہیں دیا جاسکتا ہے، پس صورت مسئولہ میں اس کی عورت پر طلاق واقع ہوگئی، اب اگر اس کو خود یاد نہیں کہ کئے مرتبہ طلاق دی ہے تو سننے والے دو عادل شخصوں کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

فی الولوالجیة : إن کان بحال لو غضب یجری علیٰ لسانه ما لا یحفظه بعدها جازله الإعتماد علیٰ قول الشاهدین رد المحتار[۱] ص: ۶۲۰ اگر دوشاہد موجود نہ ہوں تو اپنے ظن غالب پر عمل کرے اگر شک ہے کہ کسی طرف کو رجحان نہیں تو شک کی دونوں طرفوں میں سے اقل کو اختیار کرے: شک أنه طلق واحدة أو أکثر بنیٰ علیٰ الأقل کما ذکره الأسبیجابی إلا أن یستیقن بالأکثر أویکون أکبر ظنه علیٰ خلافه وان قال الزوج عزمت علیٰ انه ثلاث یترکها وان اخبره عدول حضروا ذٰلک المجلس بأنها واحدة أخذ بقولهم ان کانوا عدولا اھ اشباہ[۲] مع الحموی ص: ۸۱.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۸؍۱۱؍۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹؍ذی قعدہ ۵۳ھ

غصہ کی حالت میں طلاق

سوال:- خاوند بیوی میں خانگی معاملات میں تکرار ہوا، عورت نے غصہ میں کہا کہ تم مجھ کو جواب دیدو خاوند نے کہا کہ جا میری طرف سے جواب ہے، جب خاوند نے یہ کہا عورت نے کہا کہ اپنے بھائی کو بلالوا تنے میں بھائی بھی آ گیا اس کے آنے پر عورت نے کہا کہ اب طلاق دو، خاوند نے اس کے کہنے پر غصہ میں کہا جا میری طرف سے طلاق ہے، چوں کہ عورت کے کوئی رشتہ دار نہیں، لہٰذا خاوند کے گھر ہے اور نہ اس کا خاوند جانے پر آمادہ ہے، عورت کو تین ماہ کا حمل ہے، یہ گفتگو بحالت غصہ ہوئی اب اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

---

[۱] ردالمحتار زکریا ص: ۴۵۳، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۴۴، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی طلاق المدهوش.

[۲] الاشباہ والنظائر ص ۱۰۸، القاعدة الثالثة الیقین لا یزول بالشک. بیان الشک فی الطلاق وعدده، مطبوعه دارالعلوم دیوبند، در مختار مع رد المحتار زکریا ص ۵۰۸ ج ۴ قبیل باب طلاق غیر المدخول بها، عالمگیری دار الکتاب ص ۳۶۳ ج ۱ کتاب الطلاق، الباب الثانی فی إیقاع الطلاق، الفصل الأول.

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں دو طلاق واقع ہوگئیں، اول بائن کنایہ، دوم بائن صریح: **الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة درمختار وفی الشامی واذا لحق الصریح البائن کان بائناً لان البینونة السّابقة علیه تمنع الرجعة ج: ۲، ص: ۴۶۹**[1]، لہٰذا طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا کافی ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں[2]، طلاق غصہ میں بھی ہو جاتی ہے، اگر ۳/مرتبہ طلاق دی ہے، تو بغیر حلالہ[3] نکاح میں اس عورت کا رکھنا کسی طرح جائز نہیں، بالکل حرام ہے، دنیا وآخرت میں ذلت کا باعث ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/۲۵/ ۵۲ھ

صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ ۲۶/ذی الحجہ ۵۲ھ صحیح: عبد اللطیف ۲۶/ذی الحجہ

طلاق غضبان

سوال: - زید نے اپنی بیوی کو خانگی فساد کی حالت میں غصہ کیا اور تین طلاقیں دیں، اب طلاق ثلاثہ غصہ کی حالت میں زید مذکور کی بیوی پر پڑ گئی، یا نہیں؟ دلائل کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

---

[1] الدر المختار مع الشامی زکریا ص: ۵۴۰، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۳۰۶، ج: ۳، باب الکنایات، مطلب الصریح یلحق الصریح والبائن، مجمع الأنهر ص ۴۰ ج ۲ فصل وکنایته الخ، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۶، ۳۰۷ ج ۳ باب الکنایات.

[2] وینکح مبانته بمادون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع الدر المختار زکریا ص ۴۰ ج ۵، باب الرجعة النهر الفائق ص ۴۲۰ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، هدایة ص ۳۹۹ فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[3] لا ینکح مطلقة بها ای بالثلاث حتی یطأها غیره وتمضی عدته. الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۰ ج ۵، مطبوعه کراچی ص: ۴۰۹، ج: ۳، باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، هدایة ص ۳۹۹ فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مجمع الأنهر ص ۸۸ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

اختری بہشتی زیور ص:۱۸، ج:۴، میں مرقوم ہے کہ کسی شراب وغیرہ کے نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑگئی اسی طرح غصے کی حالت میں بھی طلاق پڑجاتی ہے، اھـ وفي رد المحتار : ويقع طلاق إن غضب ص: ۴۶۳، ج:۲،مصری اورفتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۴،ص:۳۳۳، میں سوال وجواب نمبر:۹۔۴۷، اورجوشخص طلاق دیتا ہے وہ غصہ میں دیتا ہے،خوشی اور رضامندی کی حالت میں نوبت طلاق کی نہیں آتی، بس حالت غضب میں عندالحنفیہ بلاتأمل طلاق واقع ہوجاتی ہے،شامی میں ہے: ويقع طلاق من غضب خلافا لإبن القيم اھـ کتب مذکورہ کی عبارات سے معلوم ہوا کہ غصہ کی حالت میں طلاق پڑجاتی ہے عندالاحناف کتب مذکورہ کا حوالہ وقوع طلاق کے بارے میں اگرصحیح درست ہے، تو آپ بھی علاوہ ازیں دلائل دوسرے ادلہ کے ساتھ اس کی تائید وتصدیق فرمایئے اورحنفی کہتا ہے کہ غصہ کی حالت میں طلاق دینے سے واقع نہیں ہوتی، وہ شرعاً کیسا شخص ہے دلیل کے ساتھ تحریر فرمایئے۔جزاکم اللہ خیرالجزاء۔

الجواب حامداًومصلیاً

غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے،حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے،بعض متاخرین حنابلہ اسطرف گئے ہیں، کہ حالتِ غضب میں طلاق واقع نہیں ہوتی، اوران میں سے متقدمین کاقول یہ نہیں، بلکہ وہ حنفیہ کےموافق ہیں: وقال ابوداؤد الطلاق اظنه في الغضب[۱] اھـ اس سے ان بعض متاخرین حنابلہ نے استدلال کیا ہے کہ حدیث شریف: لاطلاق ولاعتاق في اغلاق[۲] اھـ اغلاق کی تفسیر ابوداؤد نے غضب سے کی ہے لہذا غصہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اسکا جواب بذل المجہود[۳] ص:۶۸، ج:۳،شرح ابوداؤد میں اس طرح دیا ہے: ورده

---

۱ ابوداؤد ص:۲۹۸، باب في الطلاق على غيظ، مطبوعه رشيديه دهلي

۲ ابوداؤد ص:۲۹۸ باب في الطلاق على غيظ، مطبوعه رشيديه دهلي

ترجمه:-طلاق اورآزادی جبراًواقع نہیں ہوتے۔

۳ بذل المجهود ص:۲۷۶، ج:۳، باب في الطلاق على غيظ، مطبوعه رشيديه سهارن پور.

ابـن السيّـد فقال لو كان كذلک لم يقع على أحد طلاق لأن أحداً لا يطلق حتى يـغـضـب ا هـ اورحافظ ابن حجر فتح الباری[1] شرح بخاری ص:۳۴۱،ج:۹، میں فرماتے ہیں قـال الـمـطـر زى : قـولهـم : إيـاک والـغـلـق : أى الزجر والغضب ورد الفارسى فى مـجـمـع الـغـرائـب على من قال : الإغلاق الغضب وغلط فى ذلک وقال : إن طـلاق الـنـاس غالباً إنما هو فى حال الغضب وقال ابن المرابط : الإغلاق حرج الـنـفـس، وليـس كـل من وقع له فارق عقله ولو جاز عدم وقوع طلاق الغضبان لـكـان لكل أحد أن يقول فيما جناهُ : كنت غضبانا ا هـ وأراد بذلک الرد على مـن ذهـب إلىٰ أن الـطـلاق فـى الغضب لا يقع وهو مروى عن بعض المتأخرى الـحـنـابـلة ولم يوجد عن أحد من متقدميهم الا ماأشار اليه ابو داؤد وأما ما قوله فـى الـمـطـالع الإغلاق الإكراه وهو من أغلق الباب وقيل : الغضب واليه ذهب أهل العراق فليس بمعروف عن الحنيفة ا هـ البتہ اگر حالت غضب میں جنون کی کیفیت ہو جاوے کہ آسمان وزمین کا فرق بھی باقی نہ رہے اور عقل باقی نہ رہے، یہ بھی معلوم نہ ہو کیا کررہا ہے، جس کا اندازہ اس کے دیگر افعال سے ہوسکتا ہے، تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، هٰكذا فى رد المحتار[2] فى طلاق مدهوش.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فتح البارى ص: ۴۸۹، ج: ۱۰، بـاب الـطـلاق فى الاغلاق والكره، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه.

[2] الثـانـى ان يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولايريده فهذا لاريب انه لا ينفذ شئ من اقواله. شامى زكريا ص: ۴۵۲، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۴۴، ج: ۳، مطلب فى طلاق المدهوش.

طلاق غضبان ومعتوہ
مع
فتویٰ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء(۶۰۷۳) نوٹ:- مستفتی نے ایک عدالتی اسٹامپ بابت طلاق اور سابق فتوے کی نقل مطابق اصل بھیج کر مزید سوال کا جواب طلب کیا ہے، جن کو بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔
(محمد الیاس خاں ناقل فتویٰ)

نقل مطابق اصل

"قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : "كل طلاقٍ جَائز اِلاَّ طلاق الصبى وَالمجنون" لأنّه ليس لهما قول صحيح وكذا المعتوه لا يقع طلاقهٗ وهو مَنْ كان مختلط الكلام بعض كلامه مثل كلام العقلاء وبعضه مثل كلام المجانين وهٰذا إذا كانَ فى حَالة الغضب الخ جوهره ص: ۹۵، ج:۲.
من اختل عقلهٗ لكبر او لمرض أو لمصيبة فما دام فى حَالة غلبة الخلل فى الافعال لاتعتبر أقوالهٗ وأفعالهٗ وان كان يعلمها ويريدها لأنَّ هٰذهٖ المعرفة وَالإرَادة غير معتبرة لعدم حصولها من إدراك صحيح كما لا تعتبر من صبىّ عَاقلٍ ۱۲ (الشامى)

بروئے تحقیقات وبیان گواہاں معلوم ہوا کہ مسمّٰی احد ڈار ولد رسول ڈار کو اپنی منکوحہ کے ساتھ کچھ خلاف طبیعت ناراضگی ہونے کی وجہ سے عقل وہوش وحواس میں خلل آکر کہنے لگا کہ بقول طالق، ''چلو میں اپنی عورت کو علیحدہ کردوں اور چھوڑ دوں''، تو اس بارے

میں میرڈار وغیرہ نے کہا کہ ہم تمہاری طلاق یا عورت کو چھوڑنا اس وقت تک منظور نہ کریں گے، جب تک دو ہزار روپیہ اپنی عورت کی طرف سے ادا نہ کروگے، مذکورہ رقم کی تلاش میں بھی لگا، ادا کرنے میں بھی کچھ لیت ولعل نہ ہوا، اس گفتگو میں مذکورہ چند افراد کے ہمراہ محض مدہوشی کی حالت میں عدالت میں گیا، اور سب ہی نے مذکورہ کو طلاق دہی سے روکا۔ مگر کسی ایک کا کہنا بھی نہ مانا اور اس وقت کے مذکورہ گواہوں کا بیان ہے کہ مذکور کو طلاق کے وقت ہوش وحواس سالم نہ رہے تھے بلکہ بحالتِ خللِ عقل مذکور نے زبانی سہ طلاق کھائی اور تحریری بھی طلاق نامہ ہوا لیکن طلاق کے وقت طالق کے ہوش وحواس سالم نہ رہے تھے، کئی افراد نے اس وقت بار بار عاجزی کی، لیکن یہ شرارت میں آکر کسی ایک کی نہ مانی، بالخصوص حاجی محمد یوسف صاحب امام مسجد نے بھی مذکور کو ہر چند طلاق دہی سے روکا تھا، مگر مذکور نے ہرگز نہ مانا، کیا بروئے شرع اس فاقد الحواس شخص کی طلاق شرعاً واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: -وباللہ التوفیق۔ صبی اور مجنون اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی: کمافی الدر المختار : لا یقع الطلاق إلٰی قوله المجنون أی وصبی أی والمعتوہ وقال فی الهدایة : وَلایقع طلاق صبی والمجنون والنائم–وَأخرج الترمذی مرفوعاً کلّ طلاقٍ جائز إلاّ طلاق المعتوہ المغلوب علٰی عقلهٖ الخ وروی عن ابی شیبة فی مصنفهٖ عن ابن عباسؓ لا یجوز طلاق الصبی انتهٰی کذا فی تخرج الزیعلی علی الهدایه. پس حنفی کو یہ جائز ہیں کہ صبی یا مجنون یا معتوہ کی طلاق کو واقع کرے جو حنفی مذکورہ صورتوں میں وقوعِ طلاق کا حکم دیتا ہے، وہ گنہ گار ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے۔ فقط محمد شفیع ماخوذ از فتاویٰ دارالعلوم دیوبند سوم وچہارم ص: ۲۹۸۔

لہٰذا احد ڈار معتوہ کے حکم میں ہے، اسلئے کہ جب کوئی شخص مشورہ اپنے جہل کے مقابلہ میں قبول نہیں کرے گا، تو وہ بھی معتوہ کے حکم میں ہے، اس لئے بروئے حدیث

شریف بفرمودۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شخص معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، بلکہ مذکور احد ڈار کی منکوحہ بدستور مذکور کے نکاح میں ہے، کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور تجدید نکاح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نقل بیان گواھان:- ہم گواہانِ ذیل حلفاً بیان کرتے ہیں کہ مسمّٰی احد ڈار ولد رسول ڈار ساکن موضع لانکرشی پورہ نے مورخہ ۱۴/۱۲/۲۷ء کو ہمارے درمیان طلاق کھائی، لیکن اس وقت طالق کے ہوش وحواس باختہ ہو چکے تھے، ہم نے اس وقت بار بار اس کی عاجزی کی کہ ایسا نہ کرو، لیکن اس نے شرارت میں آکر ہوش وحواس باختہ ہوکر کسی کا کہنا نہ مانا، اس لئے بیان گذارش خدمت ہے"

دستخط گواھان:- العبد: حاجی غلام محمد ڈار، العبد: اقبال ریشی۔ العبد: احد ڈار، العبد: سردار احمد، العبد: ریشی، خالق، العبد: محمد ڈار

حضرت مولانا مفتی صاحبانِ! شخص طالق معتوہ ہے، معتوہ کا لفظ اس علاقہ میں کسی طالب علم کو بھی معلوم نہیں، نہ یہ عبارت نظر سے گذری ہے نہ ان احادیث پر عبور ہے، نہ لفظ معتوہ جانتے ہیں، بلکہ ایک شخص مسمّٰی محمد یوسف شاہ جی امام مسجد موضع لانکرشی پورہ جو کہ ان ہی کا امام ہے، مجلس میں آکر یہ روایت شریف ملاحظہ کرنے کے بعد کہا کہ میں ان احادیث اور ان کتابوں کی نہیں مانتا ہوں بلکہ صریح انکار کر بیٹھا، جب کوئی امام جس کو علم فقہ کے ساتھ کوئی عبور وسرور کا نہ ہو تو اس کا یہ کہنا واضح کرنے کے بعد بھی ایسا جاہلانہ کلام کرنے کے باوجود بھی مذکور شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اس روایت کی تصدیق کرنے کے بعد مذکور شخص کا حکم بمہربانی صادر فرمائیں کہ مذکور کا حکم اس حدیث شریف کے نہ ماننے اور ان کتابوں کے نہ ماننے پر مذکور امام کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟

نوٹ:- یہ روایت شریف کی نقل ہے، جو کہ سکریٹری انجمن تبلیغ الاسلام نے کہا ہے، اس کے ساتھ ایک پرتھ اسٹام کی نقل بھی ہے، یہ روایت شریف اسٹامپ کے سمیت بمہربانی فوراً

روانہ فرمائیں، اسٹامپ قانونی ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے یہ شرعاً طلاق معتوہ واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جناب عالی..................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فتویٰ شریف مع نقولات گوہاں ارسالِ خدمت بابت تصدیق ہے، فریقین متفق ہوکر انتظارِ تصدیق ہیں، فی سبیل اللہ فوراً فریقین کا اشکال دور کرنے کی خاطر تصدیق واپس بذریعہ ڈاک فرما کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

سائل: پیر مفتی حسام الدین دیوانی مفتی علاقہ بانڈی پورہ
وصدر انجمن تبلیغ الاسلام بانڈی پورہ کشمیر (انڈیا)

الجواب حامداً ومصلیاً

''طلاق'' ابغض المباحات ہے، عامۃً طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے، اور وہ واقع ہوجاتی ہے، پیار ومحبت میں اس کی نوبت کم ہی آتی ہے، باب الکنایات، کتابُ الطلاق، درمختار، شامی[1] میں ایک نقشہ دیا ہے کہ فلاں فلاں کنائی لفظ ایسا ہے کہ غصہ کی حالت میں جب بیوی کو کہا جائے تو بلانیت بھی طلاق ہوجاتی ہے، اگر رضامندی کی حالت میں کہا جاوے تو بلانیت طلاق نہیں ہوتی، غصہ کی حالت کو بہ نسبت رضامندی کی حالت کے یہاں طلاق واقع ہونے میں زیادہ مؤثر قرار دیا گیا ہے۔

وَالحَاصل ان الأوّل يتوقف على النيّة في حَالة الرضاء والغضب وَالمذاكرة. وَالثاني في حَالة الرضاء وَالغضب فقط ويقع في حَالة المذاكرة بلا نيّةٍ وَالثالث يتوقف عليها في حَالة الرضٰى فقط وَيقع في حالة الغضب وَالمذاكرة بلا نية وقد نظمت ذٰلك بقول:

---

[1] شامی زکریا ص: ۵۳۴، مطبوعہ کراچی ص: ۳۰۲، ج: ۳، باب الکنایات، مطلب لااعتبار بالاعراب هنا.

نحو اخرجی، قومی اذھبی ردایصح خلية برية سباصلح
واستبرئی اعتدی جواباً قد حتم فالأوّل القصد له دوما لزم
والثانی فی الغضب والرضٰی انضبط لا الـذكـر وَالثـالـث فی الـرضـا[1]

فتح القدیر[2] ج:۳،ص:۹۱، زیلعی[3] ج:۲،ص:۲۷۱، میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے، بحر[4]، عالمگیری[5] میں بھی تفصیل مذکور ہے، البتہ اگر غصہ اس درجہ کا ہوجائے کہ ہوش مختل ہوکر ایسے افعال وحرکات کا صدور ہونے لگے کہ اس کو پتہ ہی نہ رہے کہ کیا کررہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے، اور عقل اتنی مجبور وبے بس ہوجائے کہ قابو نہ پاسکے، نگرانی نہ کرسکے، تو ایسا شخص مدہوش ہے، اس کی اس حالت کی دی ہوئی طلاق واقع نہ ہوگی، اس کی اس حالت کا اندازہ اس وقت کے اس کے دوسرے اقوال وافعال سے کیا جاسکے گا، محض دوسروں کے سمجھانے اور طلاق سے منع کرنے پر نہ ماننا کافی نہیں، اگر غصہ میں کسی کی زبان سے طلاق کا لفظ نکلے اور پھر اس کو کچھ یاد نہ ہوتو موقع کے دوگواہوں کے بیان پر اعتماد کرنا ہوگا، ایک یا دو یا تین طلاق کو جو بھی وہ بتائیں اسی کا حکم لگایا جائیگا، علامہ ابن عابدین شامی نے اس پر ردالمحتار ج:۲،ص:۴۲۷، میں مفصل بحث کی ہے: **فَالَّذِی ینبغی التعویل علیه فی المدهوش ونحوهٖ اناطة الحکم بغلبة الخلل فی أقوالهٖ وَأفعالهٖ الخارجة عن عادتهٖ وکذا یقال فیمن اختل عقلهٗ لکبر أولمرض أو لمصیبة فاجئة فمادَام فی حَال غلبة الخلل فی الأقوال وَالأفعال لا تعتبر أقواله الٰی قولهٖ لو طلق فشهد عنده اثنان انک استثنیت وهو غیر ذاکر، إن کان بحیث إذا غضب لایدری مَا یقول وسعه الأخذ**

[1] شامی زکریا ص:۵۳۳، ج:۴، مطبوعه کراچی، ص:۳۰۱، ج:۳، باب الکنایات، مطلب لااعتبار بالاعراب هنا.
[2] فتح القدیر ص:۶۵، ج:۴، فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دارالفکر بیروت.
[3] زیلعی ص:۲۱۷، ج:۲، اول باب الکنایات، مکتبه امدادیه ملتان.
[4] البحرالرائق کوئٹه ص:۳۰۲، ج:۳، اول باب الکنایات فی الطلاق.
[5] عالمگیری کوئٹه، ص:۳۷۴، ۳۷۵، ج:۱، الفصل الخامس فی الکنایات.

بشهادتهما وإلاّ لا (اهـ) فان مقتضاه أنهٗ إذا كان لايدرى ما يقول، يقع طلاقه، وإلا فلا حاجة الٰى الأخذ بقولهما إنک استثنيت وهٰذا مشكل جدا إلّا أن يجاب بأن المراد بكونهٖ لايدرى مايقول إنهٗ لقوة غضبهٖ قد ينسىٰ ما يقول ولا يتذكرهٗ بعد إلٰى قولهٖ قال فى الولواجية إن كان بحال لو غضب يجرى علٰى لسانه ما لا يحفظه بعدهٗ جَاز لهٗ الاعتماد علٰى قول الشاهدين اهـ شامى[1] ج: ۲، ص: ۴۲۷، وقال فى[2] ج۲ ص ۴۲۶، العته نوع جنون اهـ.

طلاق دینے کے وقت مطلق کی جو حالت تھی ان کو فقہاء کی ان تصریحات پر منطبق کر کے شرعی حکم لگایا جائے، اگر اس کا طلاق دینا شرعاً بیکار ہو، تو اس پر حکم نہیں ہوگا، نکاح برقرار رہے گا، اگر طلاق دینا معتبر ہو تو تین طلاق کی صورت میں طلاق مغلظہ کا حکم ہوگا، اور بغیر حلالہ کے اس مطلقہ کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہوگا۔[3]

شرعی حکم کیلئے جس حدیث شریف اور فقہ کی مستند کتب کا حوالہ دیا جائے، اور وہ حوالہ صحیح بھی ہو تو یہ کہنا کہ میں کتابوں کو نہیں مانتا، یا شرعی فتویٰ نہیں مانتا نہایت خطرناک ہے، مومن کی یہ شان ہرگز نہیں، فتاویٰ[4] عالمگیری اور بحر الرائق[5] وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس سے ایمان سلامت نہیں رہتا، اگر کوئی ذی

---

[1] شامى زكريا ص: ۴۵۳، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۴۴، ج: ۳، كتاب الطلاق، مطلب فى الطلاق المدهوش.

[2] شامى زكريا ص: ۴۵۱، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۴۳، ج: ۳، كتاب الطلاق قبيل، مطلب فى طلاق المدهوش.

[3] لاينكح مطلقة بها أى بالثلاث لو حرة وثنتين لوأمة حتى يطأها غيره بنكاح وتمضى عدته الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۰، ج: ۵، مطبوعه كراچى ص: ۴۰۹، ج: ۳، باب الرجعة، مطلب فى العقد على المبانة، عالمگيرى دار الكتاب ص۴۷۳ ج ۱ الباب السادس، فصل فيما تحل به المطلقة الخ، هداية ص ۳۹۹ ج ۲ فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[4] رجل عرض عليه خصمه فتوىٰ الائمة فردها وقال چه بارنامہ فتویٰ آوردہ قيل يكفر لانه رد حكم الشرع وكذا لو لم يقل شيئاً لكن القى الفتوى على الارض (بقیہ اگلے صفحہ پر)

علم آدمی یہ بحث کرے کہ فلاں عبارت کا یہ مطلب نہیں، بلکہ دوسرا مطلب ہے، جس سے یہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، یا فلاں عبارت وروایت مرجوح وضعیف ہے، اس پر فتویٰ نہیں ہے، تو یہ دوسری بات ہے، ایسے شخص پر کوئی سخت حکم نہیں لگایا جاسکتا، مگر اس کیلئے بھی وسیع اور پختہ علم کی ضرورت ہے، ہر شخص کو اس کا بھی حق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/۴/۹۴ ۱۳۹۴ھ

شامی کی ایک روایت کا مطلب غصہ میں طلاق کے متعلق

سوال:- علامہ شامی ج:۲، ص: ۵۸۷، میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والذی یظهر لی أن کُلًّا من المدهوش وَالغضبان لا یلزم فیه أن یکون بحیث لا علم ما یقول بل یکتفی فیه بغلبة الهذیان واختلاف الجد بالهزل کما هو مفتی به فی السکران الخ[۱]

اس کا کیا مطلب ہے؟ بالوضاحت تحریر فرمادیں، اور مفتیٰ بہ قول کونسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے منقولہ کلام کا مطلب یہ ہے کہ بعض انسان غصہ میں اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ جنونی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور اسکو یہ خبر نہیں ہوتی، کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اور اسکے کہنے کا اثر کیا ہوگا؟ ایسی حالت میں اس کی زبان سے اگر طلاق کا لفظ نکل جائے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، جیسے کہ اسکے کلام پر دوسرے اثرات مرتب نہیں ہوتے، مثلاً تعلیم یافتہ شائستہ آدمی اگر

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) وقال این چراست کفر۔عالمگیری کوئٹه ص: ۲۷۲، ج: ۲، احکام المرتدین. منها ما یتعلق بالعلم والعلماء.

[۵] البحر الرائق کوئٹه ص: ۱۲۳، ج: ۵، احکام المرتدین.

(صفحہ ہذا) [۱] شامی کراچی ص ۲۴۴ ج ۳ مطلب فی طلاق المدهوش.

اپنے والد کی شان میں گستاخی کے کلمات کہہ دے یا چپت مار دے تو والد اس کو معذور تصور کرتے ہیں کہ تعلیم یافتہ شائستہ ہونے کے باوجود اسنے یہ حرکت ایسی حالت میں کی کہ اس کو ہوش نہیں، اسلئے کہ ہمیشہ وہ ادب واحترام کا معاملہ کیا کرتا تھا۔

اور جس غصہ میں یہ کیفیت نہ ہوا گراس میں طلاق دیدے تو وہ واقع ہو جائیگی[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۹/۱/۲۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۹/۱/۲۰ھ

غصہ میں تین طلاق

سوال:- زید نے اپنی منکوحہ مدخولہ بہا زینب کو ایک طلاق دیا اس کے بعد زینب کا باپ زید کے پاس آکر پوچھنے لگا کہ کیا تم نے طلاق دے دیا تو زید نے غصہ میں کہا کہ ہاں میں نے تین مرتبہ طلاق دیدیا، لیکن زید کہتا ہے کہ میں نے صرف پہلا ایک ہی طلاق دیا ہے، اور بعد میں جو میں نے یہ کہا کہ ہاں میں نے تین طلاق دے دیا تو یہ میں نے صرف غصہ میں کہا ہے، دل میں نیتِ طلاق نہیں تھی، عورت مذکورہ کے بارے میں اب شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں قضاءً تین طلاق واقع ہوگئیں[2]، پس اگر زینب نے خود اس بات کو سنا ہے یا

---

[1] أحدها أن يحصل له مبادی الغضب بحيث لا يتغير عقله ويعلم ما يقول ويقصده وهذا الاشكال فيه ای يقع الطلاق، شامی کراچی ص ۲۴۴ ج ۴، مطبوعه زکریا ص ۴۵۲، ج ۴، کتاب الطلاق، مطلب فی طلاق المدهوش.

[2] ولو اقر الطلاق كاذبا اوهازلا وقع قضاء، شامی زکریا ص ۴۴۰ ج ۴، مطبوعه کراچی ص ۲۳۶، ج ۳، باب الطلاق، البحر الرائق ص ۲۴۶ ج ۳ کتاب الطلاق، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

زینب کے باپ نے زینب سے بیان کیا ہے، کہ تمہارے شوہر نے مجھ سے تین مرتبہ طلاق کا اقرار کیا ہے تو زینب کے لئے جائز نہیں کہ کسی طرح شوہر کو حلالہ سے قبل اپنے اوپر قابو دے بلکہ اس سے بچنے کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کرے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شدتِ غصہ میں تین طلاق

سوال:- زید نے دن بھر کے بعد تھک کر گھر میں قدم رکھا اور کسی بات پر ناراض ہو کر اپنے دماغ کا توازن کھو بیٹھا، اور غصہ میں بے قابو ہو کر یہ الفاظ کہہ ڈالے (کہ تم اپنے گھر جاؤ طلاق ہوگئی، طلاق ہوگئی، طلاق ہوگئی، اب اپنے گھر جاؤ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے) اس کے بعد بیوی چیخ چیخ کر رونے لگی، شوہر کو بھی غلطی کا احساس ہوا، اور اس نے فوراً اپنی بیوی سے معافی مانگی، لیکن بیوی کا روتے ہوئے برا حال تھا، زید کے دو سالہ بچی بھی ہے، لڑکی کی ماں دل کی مریض ہے، انکو اس حالت سے مطلع نہیں کیا گیا، ویسے بیوی میکہ جا چکی ہے، اسلئے کہ اب شوہر کے ساتھ رہنا ناجائز ہے، اب دونوں رجوع ہونا چاہتے ہیں، اب شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

طلاق عامۃً غصہ ہی میں دی جاتی ہے، خوشنودی میں اس کی نوبت کم آتی ہے، جب آدمی غصہ میں ایسی بات کہہ دیتا ہے، جس کا نتیجہ خراب نکلتا ہے، تو وہ سمجھتا اور معذرت کرتا ہے، کہ میں

---

[1] والمرأة كالقاضى اذا سمعته او اخبرها عدل لايحل لها تمكينه بل تفدى نفسها بمال او تهرب. شامى زكريا ص:۴۶۳، ج:۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۵۱، ج:۳، باب الصريح. مطلب فى قول البحر ان الصريح يحتاج فى وقوعه ديانةً الى النية، البحر الرائق ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق، مطبوعه الماجديه كوئٹه، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۵۴ ج ۱ الباب الثانى الفصل الاول، زيلعى ص۱۹۸ ج۲ باب الطلاق مطبوعه امداديه ملتان.

قابو میں نہیں تھا، تو ازن کھو بیٹھا تھا وغیرہ وغیرہ، حالانکہ ایسی بات نہیں اس کی عقل ختم نہیں ہو جاتی کہ اس کو یہ خبر نہ رہے کہ ان الفاظ (طلاق) کا کیا مطلب ہے، یا وہ آسمان اور زمین میں فرق نہ کرتا ہو، یا اس کو پاگل قرار دے کر پاگل خانہ بھیجدیا جائے، بلکہ وہ جانتا ہے کہ طلاق سے بیوی کو بہت تکلیف ہوگی، اور تعلق ختم ہو جائے گا، جیسا کہ بیوی کے علاوہ کسی اور سے ناراض ہو تو اس کو بھی چن کر ایسا لفظ کہتا ہے کہ جس سے اس کو بہت تکلیف ہو، اور شدت ناراضگی کے اظہار کے لئے تعلق ختم کر دیا جاتا ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی[۱]، اب اس کو رجوع کا اختیار نہیں رہا، اور بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں ہے، قرآن پاک میں ہے: **الطلاق مرّتان الٰی قوله فان طلقها فلا تحل له من بعد حتٰی تنکح زوجاً غیره.** (الآیۃ[۲]) کتبِ صحاح،[۳] بخاری شریف و مسلم شریف[۴] وغیرہ میں امرأۃِ رفاعہ کا واقعہ مذکور ہے، جس میں شوہر اول سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی اجازت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت نہیں فرمائی تھی، ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ کا مسلک یہی ہے، جیسا کہ فتح القدیر[۵] میں تصریح ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند　　　الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

۱　ویقع طلاق من غضب خلافاً لابن القیمؒ وهٰذا الموفق عندنا الخ ص۴۶۷ ج۲، شامی نعمانیه، کتاب الطلاق. مطلب فی طلاق المدهوش مطبوعه کراچی ص۲۴۴ ج۳، مطبوعه زکریا ص۴۵۲ ج۴.

۲　سورہ بقرہ آیت: ۲۲۹،۲۳۰،

ترجمہ: - وہ طلاق دو مرتبہ ہے، پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر اس کے لئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔ (از بیان القرآن)

۳　انّ امرأة رفاعة القرظی جاء ت الی رسول صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت یا رسول اللّٰه انّ رفاعة طلقنی فَبَتّ طلاقی وانّی نکحتُ بعده عبد الرحمن بن الزبیر القرظیَّ واِنّما معه مثل الهدبة قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعلَّکِ تریدین ان ترجعی الی رفاعة لا حتی یذوق عُسیلتَکِ وتذوقی عُسیلتَه. بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج:۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه رشیدیه دهلی.

۴　مسلم شریف ص:۴۶۳، ج:۱، باب لاتحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتی نکح زوجاً غیره.

۵　وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انّه یقع ثلاث. فتح القدیر ص:۴۶۹، ج:۳، باب طلاق السنة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل پنجم : مکرہ کی طلاق

طلاق مکرہ مفصل ومدلل

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم ....السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

سوال:-حدیث مشکوٰۃ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ لَاطَلَاقَ وَلَاعِتَاقَ فِيْ اِغْلَاقٍ (رواه ابو داؤد وابن ماجه) قيل معنى "الاغلاق" الإكراه.[1] امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی کو حالت اکراہ میں کہا گیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دو ورنہ قتل کرتا ہوں اوراس نے طلاق دے دیا تو فرماتے ہیں کہ طلاق واقع ہوجائیگی، اسلئے کہ اکراہ پایا گیا، بلکہ شرین میں اھون ترین کو اختیار کرلیا گیا ہے، لہٰذا ان کے مسلک کے پیش نظر حدیث پر عمل درآمد نہیں ہوا، نیز حدیث کے مقابلہ میں قیاس کو دخل دیا گیا اور حالت اکراہ میں طلاق نہ ہونے کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔

فقط والسلام............احقر سلیمان افریقی ۲۴؍محرم الحرام ۱۳۹۱ھ

الجواب حامداًومصلیاً

نحمده ونصلى علىٰ رسوله الكريم

طلاق مکرہ کو غیر معتبر اورشرعاً کالعدم قرار دینے کیلئے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں تین دلیلیں پیش کی گئی ہیں، اورالزام لگایا گیا ہے، کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے

حدیث کو چھوڑا اور اس کے مقابلہ میں قیاس کو اختیار کیا۔

(۱) پہلی حدیث "**لا طلاق و لا عتاق فی اغلاق**"[۱] ہے، مگر اس حدیث سے استدلال تام نہیں، اس کی دو وجہ ہیں، وجہ اول یہ کہ یہ حدیث بالاتفاق اپنے ظاہر پر محمول نہیں، کیونکہ ظاہری معنی یہ ہیں کہ طلاق کا وجود (صدور) ہی اغلاق میں نہیں ہوتا، حالانکہ یہ خلاف مشاہدہ اور خلاف واقعہ ہے، ورنہ اس کے معتبر اور غیر معتبر ہونے کی بحث ہی سب بے محل ہو جائے گی، پس لامحالہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حالت اغلاق کی طلاق پر حکم شرعی مرتب نہیں ہوتا، حکم کی دو نوعیں ہیں، "اول حکم فی الدنیا" "دوم حکم فی الآخرۃ" اگر حکم فی الآخرۃ مراد لیا جائے تو اس مسئلہ میں نزاع ہی باقی نہیں رہتا،[۲] حاصل یہ ہوگا، کہ طلاق عند اللہ مبغوض بلکہ ابغض المباحات ہے، اور تین طلاق دفعۃً دینا معصیت ہے مگر حالت اغلاق میں اسکی نوبت آئے تو یہ حکم بغض و معصیت اس پر مرتب نہیں ہوگا، لہٰذا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام غلط ہے، کہ انہوں نے حدیث کو ترک کر دیا۔

وجہ دوم استدلال تام نہ ہونے کی یہ ہے کہ یہ حدیث اس معنی میں نص نہیں سائل نے لفظ اغلاق کی تفسیر "اکراہ" کے ساتھ لفظ "قیل" سے نقل کی ہے جس سے متبادر ہوتا ہیکہ اس کی کوئی دوسری تفسیر بھی ہے نیز "قیل" عامۃً تضعیف کیلئے استعمال ہوتا ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ تفسیر ضعیف ہے، علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "اغلاق" کی تفسیر میں تین قول نقل کئے ہیں، (۱) اکراہ، (۲) جنون، (۳) غضب اگر یہاں اغلاق سے جنون مراد لیا جائے تو اس مسئلہ میں نزاع ہی باقی نہیں[۳] رہتا، کیونکہ طلاق مجنون کسی کے نزدیک بھی واقع نہیں ہوتی۔ "**لِـحَـدِيْـثِ**

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص: ۲۸۴، باب الخلع و الطلاق، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[۲] ثم هو على نوعين : إما أن يراد به حكم الدنيا أو حكم الآخرة ولا يجوز الأول ...... فتعين الثانی وهو حكم الآخرة وهو رفع إثم هذه الأشياء، عقود الجواهر المنيفة ص ۱۶۲ ج ۱ بيان الخبر الدال على وقوع طلاق المكره الخ، مطبوعه مصر.

[۳] قال العلامة الزبيدى ان الإحتجاج به غير صحيح لإختلاف فى معنى الإغلاق، فقيل، الاكراه وقيل الجنون وقيل الغضب وقيل التضييق، عقود الجواهر المنيفة ص: ۱۶۲، ج: ۱، باب طلاق المكره، مطبوعه مصر.

رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلاثٍ وَفِيْهِ : عَنْ مَجْنُونٍ حَتّٰى يُفِيْقَ[۱]، اسکے بعد ایسے معنی مراد لینا جس میں اختلاف ہو بطور احتمال کے ہوگا نہ کہ بطور نص کے پس اس سے حجت تام نہیں ہوگی۔

(۲) دوسری دلیل ہے حدیث رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی اَلْخَطَاءُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ" (اخرجه الطبرانی[۲]) اس بات سے قطع نظر کہ محدثین نے اس حدیث پر کیا کلام کیا ہے، اس حدیث کا مقصود بھی یہ نہیں کہ خطاءً ونسیاناً واستکراہاً حدیث پر کیا کلام کیا ہے، اس حدیث کا مقصود بھی یہ نہیں ہوسکتا ورنہ ہر سہ کے احکام بیان فرمانے کی ضرورت نہیں تھی، (حالانکہ قرآن وحدیث میں ان کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں) اور اس دعا کی بھی ضرورت نہیں تھی، "رَبَّنَا لَاتُؤاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا" (الآیۃ)[۳] بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ اس دعا کی برکت اور ثمرہ کے طور پر یہ بشارت دی گئی ہے، "رفع عن امتی" الحدیث یعنی ان چیزوں پر آخرت میں پکڑ نہیں رہی، یہ بات کہ دنیا میں بھی کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا، تو یہ قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے، قتل خطاء کی سزا خود نص قطعی میں موجود ہے، وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاءً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ" (الآیۃ)[۳] سہو کی وجہ سے سجدہ سہو کا حکم حدیث شریف میں ہے،[۴] حج

---

[۳] بخاری شریف ص: ۷۹۴، ج: ۲، باب الطلاق فی الإغلاق والکُره الخ، مطبوعه اشرفی دیوبند.
ترجمہ:- تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا اور ان میں سے ایک مجنون ہے یہاں تک کہ اس سے افاقہ ہوجائے۔

[۱] ابن ماجه ص: ۱۴۸، باب طلاق المکره والناسی، مطبوعه رشیدیه دهلی، معجمع الصغیر للطبرانی ص ۲۷۰ ج ۱ باب الکاف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.
ترجمہ:- میری امت سے بھول چوک اٹھالیا گیا، اور اس کو بھی جس پر لوگوں کو مجبور کیا گیا ہو۔

[۲] سوره بقره آیت: ۲۸۶،
ترجمہ:- اے ہمارے رب ہم پر دارو گیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جاویں یا چوک جاویں (از بیان القرآن)۔

[۳] سوره نساء آیت: ۹۲، **ترجمہ**:- اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے، تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا ہے، جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کردیا جاوے۔ (از بیان القرآن)

[۴] عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : إن أحدكم إذا قام يصلی جاءه الشيطان، فلبس عليه، حتی لا يدری كم صلی ؟ فإذا وجد ذلک أحدكم، فليسجد سجدتين وهو جالس متفق عليه، مشکوٰة شریف ص ۹۲ ج ۱ باب السهو، الفصل الأول، مطبوع یاسر ندیم دیوبند.

میں خطاء یا نسیان سے کوئی جنایت ہوجائے تو اس کے احکام بھی موجود ہیں، صوم میں بھول کر کھانے پینے سے عدم فساد صوم کا حکم اس حدیث کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کیلئے مستقل حدیث موجود ہے[1] اس ذیل میں طلاق مکرہ بھی ہے کہ دنیا میں اسپر حکم مرتب ہوگا، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حدیث صریح بھی موجود ہے "اَخْرَجَ الْعُقَيْلِي عَنْ صَفْوَانَ بْنِ غَزْوَانَ الطَّائِي اَنَّ رَجُلًا كَانَ نَائِمًا فَقَامَتْ اِمْرَأَتُهُ فَاَخَذَتْ سِكِّيْناً فَجَلَسَتْ عَلٰى صَدْرِهٖ فَوَضَعَتِ السِّكِّيْنَ عَلٰى حَلْقِهٖ فَقَالَتْ لَتُطَلِّقُنِي ثَلاثًا اَوْ لَاَذْبَحَنَّكَ فَنَاشَدَهَا اللّٰهَ فَاَبَتْ فَطَلَّقَهَا ثَلاثًا ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا قَيْلُولَةَ فِي الطَّلَاقِ اهـ نصب[2] الراية ج۳ص ۲۲۲، والمسئلة مع ادلتها من الاحاديث والأثار المذكورة فى اعلاء السنن[3] ج ۱۱ ص۱۲۵، والتفسير[4] المظهرى ص۵۸، سورة النحل، وعقود[5] الجواهر المنيفة فى ادلة مذهب الامام ابى حنيفة رحمة الله عليه ج ۱،ص ۱۶۱، وزجاجة المصابيح ج۲ ص ۴۷۶، ومرقاة[6] المفاتيح ج۶ ص۲۸۸ یہی وجہ

[1] عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من نسى وهو صائم فاكل أو شرب فليتم صومه، فإنما أطعمه الله وسقاه الله، متفق عليه، مشكوٰة شريف ص۱۷۶ ج ۱ باب تنزيه الصوم، الفصل الأول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] نصب الرايه ص ۲۲۲، ج۳، كتاب الطلاق، أحاديث فى طلاق المكره، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھيل.
ترجمہ:-صفوان طائی نے بیان کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس سورہا تھا، بیوی یکدم اٹھی اور چھری لے کر مرد کے سینہ پر بیٹھ گئی اور چھری اس کے حلق پر رکھ کر بولی مجھے تین طلاق دیدے ورنہ تجھے ذبح کردوں گی، مرد نے اس کو اللہ کا واسطہ دیا مگر وہ نہ مانی آخر مرد نے اس کو تین طلاق دیدی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کردیا حضور نے فرمایا طلاق میں قیلولہ نہیں۔

[3] اعلاء السنن ص۱۸۱ج۱۱، باب عدم صحة طلاق الصبى والمجنون والمعتوه الخ، مطبوعه الإمدادية مكة مكرمة.

[4] التفسير المظهرى ص ۳۷۹، ۳۸۰ج۵، سوره نحل تحت آيت: ۱۰۶، من كفر بالله من بعد إيمانه إلا من أكره (الآية)، مطبوعه رشيديه كوئٹه.

[5] عقود الجواهر المنيفة فى أدلة مذهب الإمام أبى حنيفة ص: ۱۶۱، ج: ۱، باب فى طلاق المكره، مطبوعه مصر. (بقيه حاشيه آئنده پر)

غالباً پیش آئی کہ دو حدیثوں سے استدلال کو تام نہ سمجھتے ہوئے قیاس کی طرف رجوع کرنے کی نوبت پیش آئی، اوراس حدیث کو ترک کر کے قیاس سے کام لیا **کما سیجئی**.

(۳) تیسری دلیل قیاس ہے، ''**إکراہ علی الکفر**'' پر یعنی جس طرح وہاں حکم کفر نہیں دیا جاتا اسی طرح طلاق مکرہ پر حکم طلاق نہیں دیا جائے گا، مگر یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے، اس سے استدلال تام نہیں، اس لئے کہ ایمان وکفر کا اصالۃً محل قلب ہے، جس کا قلب حالت اکراہ میں مطمئن بالایمان ہے، اور جان بچانے کیلئے اکراہ کی وجہ سے کلمۂ کفر کہا تو اس پر کفر کا حکم نہیں ہوگا[۱] اگر دل میں کفر اختیار کرلے اور زبان سے کچھ نہیں کہے تو اسپر حکم کفر جاری ہوگا، بخلاف طلاق کے کہ اس کا مدار تلفظ پر ہے، اگر زبان سے طلاق دیدے اور دل میں نہ ہو تب بھی طلاق ہوجائے گی، اگر دل میں اختیار کرلے اور زبان سے نہ کہے تو طلاق نہیں ہوگی، پس یہ قیاس تام نہیں[۲]۔

اول تو حدیث موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابلہ میں قیاس کرنے کا حق ہی نہیں، ائمہ حدیث وفقہاء نے اس کی اجازت نہیں دی، جیسا کہ اعلام[۳] الموقعین ص:۱۱، میں ابن قیم نے لکھا ہے اور سرفہرست امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام درج کیا ہے، اور چند مسائل بھی بطور نظیر پیش کئے ہیں کہ ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیاس نہیں کیا بلکہ حدیث پر عمل کیا ہے، اگر چہ وہ حدیث ضعیف ہے۔

(**گذشتہ کا بقیہ**) [۲] مرقاۃ المفاتیح ص۴۸۷ ج۳، کتاب الخلع والطلاق، الفصل الثانی، مطبوعه بمبئی.

[۱] من كفر بالله من بعد إيمانه إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان الآية، سورة النمل آيت ۱۰۶، أجمع العلماء على أنه من أكره على الكفر اكراها ملجياً ...... فلا يكفر بالتلفظ من غير إعتقاد ولم تبن منه إمراته، تفسير مظهری ص۳۷۷ج۵، سورۂ نحل تحت آیت ۱۰۶، مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

[۲] قال الزبيدی: الكفر يعتمد على الإعتقاد بدليل أنه لو نوى الكفر بقلبه يكفر والإكراه يمنع الحكم بالإعتقاد فی الظاهر والطلاق يعتمد على إرسال اللفظ مع التكليف وهذا موجود فی طلاق المكره ولو نوى الطلاق لم يقع، عقود الجواهر المنيفة ص۱۶۲ ج۱ باب طلاق المكره، مطبوعه مصر.

[۳] وليس احد من الائمة الاهو موافقة على هذا الاصل من حيث الجملة فانه مامنهم احد الاقد قدم الحديث الضعيف على القياس فقدم ابو حنيفة حديث القهقهة فی الصلاة على محض القياس الخ، اعلام الموقعين ص:۳۱، ج:۱، فصل الاصل الرابع الحديث المرسل، مطبوعه دار الجيل بيروت.

اگر قیاس کرنا ہی ہے، تو اکراہ کو ہزل پر قیاس کرنا اقرب ہے، جامع یہ ہے کہ اکراہ میں ایسی چیز کا تلفظ کرنا ہے، جس کے حکم سے قلب راضی نہیں، یہی حال ہزل میں ہوتا ہے اور ہزل میں وقوع طلاق حدیث سے ثابت ہے ''ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ، اَلنِّكَاحَ وَالطَّلَاقَ، وَالرَّجْعَةَ'' (الحدیث[1])

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کو نہیں چھوڑا اور حدیث کے مقابلہ میں قیاس نہیں کیا، ہاں دوسرے حضرات کی طرف یہ بات منسوب کیجائے تو قرین قیاس ہے، اور مطابق نقل ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جبراً طلاق

سوال:- مالک مزارعان کی لڑائی ہوئی، مزارعان نے تھانہ دار کو رپوٹ دی تھانہ دار نے کہا کہ میں تب رپوٹ درج کروں گا کہ جب تک تم طلاق نہ اٹھاؤ کہ ہم راضی نامہ نہ کریں گے، دونوں نے تین طلاق اٹھائی اور رپوٹ تحریر ہوگئی، مقدمہ کا چالان عدالت پولیس نے کر دیا پھر گاؤں کے لوگوں نے مزارع کو مجبور کیا کہ راضی نامہ کرو مجبوراً مزارعان کو راضی نامہ کرنا پڑا، جس وقت یہ سوال تین طلاق مولوی صاحب محمد شفیع کے پاس سرگودھا میں پیش کیا گیا صاحب موصوف نے فرمایا کہ طلاق واقع ہوگئی، اور عورتیں ان پر حرام ہوگئیں، طلاق کنندگان مولوی محمد عبدالحکیم کو چک ہذا میں لائے اور انہوں نے فرمایا کہ یہ سب حالات ہم کو روشن ہوگئے ہیں، کہ یہ تین طلاق اٹھا چکے ہیں، لیکن (۱) خوف پولیس، (۲) بغیر نیت طلاق، (۳) ایک وقت میں تین طلاق کا لفظ استعمال کرنا، (۴) مجبوراً راضی نامہ کرانا۔

مولوی عبدالحکیم صاحب نے فتویٰ دیا کہ ان چار صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوتی، نکاح از

---

[1] مشکوۃ شریف ص: ۲۸۴، باب الخلع والطلاق الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:- تین چیزیں ہیں کہ ان کا قصد کرنا بھی قصد ہے مذاق سے کہنا بھی قصد ہے نکاح کرنا طلاق دینا، رجوع کرنا۔

سرنو کی بھی ضرورت نہیں، جو اس میں انکار کرے گا گنہ گار ہوگا، مولوی صاحب نے خود بھی کھانا کھایا اور دوسروں کو بھی کھلایا، جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر طلاق اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے اپنی اپنی عورتوں کو تین تین طلاق دیں تو شرعاً یہ طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئیں، اب بلا حلالہ کے ان عورتوں کو رکھنا جائز نہیں[1] مولوی محمد شفیع صاحب کا فرمانا درست ہے، اور مولوی عبدالحکیم صاحب کا جواب بالکل غلط ہے، اور یہ کہنا کہ ان صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوتی قطعاً بے اصل ہے، اس کے خلاف تمام کتب فقہ مثل ہدایہ[2]، درمختار[3]، عالم گیری[4]، بحر[5]، خانیہ[6] میں تصریح موجود ہے، یہ خوف پولیس تو معمولی خوف ہے، اگر اکراہ شرعی ہو تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح بلا نیت طلاق الفاظ مذکورہ کہنے سے نیز بلا اختیار الفاظ مذکورہ نکلنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح تین طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہیں، اگرچہ ایسا کرنا گناہ ہے، جب مجبوراً طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہے، تو مجبوراً راضی نامہ کرانے سے بطریق اولیٰ واقع ہو جاوے گی۔

ویقع طلاق کل زوج إذا کان بالغاً عاقلاً سواء کان حراً اوعبداً طائعاً اومکرهاً

---

[1] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاغیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها. عالمگیری ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به، مطبوعه کوئٹه، هدایه ص ۳۹۹ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه تهانوی دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ۵۶ ج ۴ فصل فیما تحل به المطلقة، باب الرجعة.

[2] هدایه ص:۳۳۸، ج:۲، کتاب الطلاق، مطبوعه تهانوی دیوبند.

[3] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کراچی ص:۲۳۵، ج:۳، کتاب الطلاق.

[4] عالمگیری ص:۳۵۳، ج:۱، فصل فیمن یقع طلاقه الخ، مطبوعه کوئٹه.

[5] البحرالرائق ص:۲۳۹، ج:۳، کتاب الطلاق، مطبوعه کوئٹه.

[6] خانیة علی الهندیة ص:۴۷۰، ج:۱، فصل فی طلاق من لا یعقل، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

كذا فی الجوهرة النيرة وطلاق اللاعب والهازل به واقع وكذا لک لو أرادان يتكلم بكلام فسبق لسانه بالطلاق فالطلاق واقع كذا فی المحيط الٰی أن قال وإذا قال الرجل لامرأته أنت طالق ولايعلم معنى قوله أنت طالق فانه يقع الطلاق الخ عالمگیری[۱] ج: ۲، ص: ۳۳۸، وطلاق البدعة ان يطلقها ثلٰثا بكلمة واحدة فی طهر واحد فاذا فعل ذٰلک وقع الطلاق وكان عاصيًا هدايه[۲] ج: ۱، ص: ۳۳۵.

مولوی عبدالحکیم صاحب سے ان کے فتویٰ کی دلیل طلب کی جاوے اگر انہوں نے کوئی دلیل تحریر کی ہوتو یہاں بھیجئے اس کے بعد ان کی دلیل کو بھی بیان کیا جائے گا، کہ کتنی قوت کی دلیل ہے، اور اگر طلاق اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم راضی نامہ نہ کریں گے اگر ہم نے راضی نامہ کیا تو ہماری بیویوں کو تین تین طلاق ہیں اور پھر راضی نامہ کرلیا ہے تب بھی یہی حکم ہے،[۳] کہ طلاق واقع ہوگئیں، اور اگر کچھ اور مراد ہے تو اس کو صاف صاف لکھ کر حکم دریافت کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۲/۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۶/صفر ۵۴ھ

جبراً طلاق

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو جب کہ وہ بے خطا تھی جبراً تین طلاق دی، مگر بیوی اور وہاں موجود لوگوں نے نہیں سنا، مگر زید کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق ۱۳/ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ مطابق

---

[۱] عالمگیری ص: ۳۵۳، ج: ۱، فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه، مطبوعه کوئٹه.

[۲] هدايه ص: ۳۵۵، ج: ۲، اول كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۳] فإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لإمرأته إن دخلت الدار فأنت طالق، عالمگيری ص ۴۲۰ ج ۱ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، النهر الفائق ص ۳۸۶ ج ۲ باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الأنهر ص ۵۷ ج ۲ باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

۲۵/ مئی ۱۹۷۵ء کو دی ہے۔

ایک پرچہ میں مندرجہ ذیل مضمون چھپا ہے جس کو بعینہٖ نقل کیا جارہا ہے۔

''مدینہ کا گورنر جعفر بن سلیمان حکم دے رہا ہے کہ انس کے بیٹے مالک سے کہہ دو کہ وہ آئندہ یہ فتوی نہ دیں کہ جبری طلاق درست نہیں، اس سے یہ جواز پیدا ہوتا ہے کہ جبری طلاق کی طرح بیعت بھی صحیح نہیں ہے، اس وقت مسلمانوں کے خلیفہ ابوجعفر منصور ہیں، اور ان کے بارے میں حضرت مالک کا خیال یہ تھا کہ منصور جبراً بیعت لے رہے ہیں، مالک کا کہنا تھا کہ خلافت محمد نفس ذکیہ کا حق ہے، منصور کی بیعت صحیح نہیں ہے، شریعت میں جبراً جو کام کیا یا کرایا جاتا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جبری طلاق درست نہیں غرض حضرت مالک کے انکار کرنے پر جعفر بن سلیمان کا غصہ اور بھڑک اٹھا، اس نے مالک کو مجرموں کی طرح پکڑوا کر بلوایا، ان کے کپڑے اتروائے اور جلاّد کو حکم دیا کہ ننگی پیٹھ پر پوری طاقت سے کوڑے مارے، جلاّد نے حکم کی تعمیل کی اور پیٹھ پر کوڑے لگائے، پھر پوچھا گیا کہ اب بتا کہ کیا فتویٰ دو گے تو حضرت مالک نے کہا کہ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ جبری طلاق اللہ کے رسول کے حکم سے صحیح نہیں ہے، زخمی پیٹھ پر دوبارہ کوڑے لگانے کا حکم دیا گیا، کوڑے پڑتے رہے اور خون کے فوارے اُڑتے رہے، دونوں ہاتھ مونڈھوں سے اتر گئے تھے، جب کوڑوں کی بارش کے باوجود حضرت مالک نے بات نہ مانی تو انہیں بوڑھے اونٹ پر دُم کی طرف منھ کر کر بیٹھایا گیا اور پورے مدینہ میں گشت کرایا گیا، اعلان یہ کیا جاتا تھا، کہ جبری طلاق سے انکار کرنے والے کی سزا یہی ہے، اس کے فوراً بعد حضرت مالک زور سے یہ کہتے کہ جو شخص مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے، لیکن جو مجھے نہیں جانتا وہ سن لے کہ میں انس کا بیٹا ہوں اور یہ فتویٰ دیتا ہوں کہ جبراً طلاق درست نہیں، جب گشت پورا ہوا، زخمی پیٹھ اور خون میں لت پت کپڑوں سے آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی، خلیفہ منصور کو معلوم ہوا تو اس نے لکھا کہ جو کچھ بھی سلوک آپ کے ساتھ

کیا گیا وہ نہ میری اجازت سے ہوا اور نہ جو سزا آپ کو دی گئی وہ میرے علم میں تھی، میں نہ تو کسی کے ساتھ زیادتی کو پسند کرتا ہوں اور نہ چاہتا ہوں کہ کوئی کسی کی میرے نام پر تذلیل کرے، میں نے حکم دیا ہے کہ جعفر بن سلیمان کو گدھے پر سوار کر کے مدینہ سے بغداد لایا جائے، تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری پیٹھ پر جب بھی کوڑا پڑتا تھا میں جعفر کو معاف کر دیتا تھا، میں نہیں چاہتا کہ خلیفہ میری سزا کا بدلہ لے، زید نے اپنی زوجہ کو جبراً طلاق دی ہے، مگر وہ مکان پر موجود ہے، اور اس کے کئی بچے ہیں اور زید کی زوجہ کے حمل بوقتِ طلاق تھا اور اب بھی ہے۔''

الجواب حامداً ومصلیاً

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ رات میں سویا ہوا تھا کہ میری بیوی آئی اور چھرا لے کر مجھ پر سوار ہوگئی کہ مجھے تین طلاق دے ورنہ ابھی پیٹ چاک کر دوں گی، اس سے معذرت کی معافی مانگی، مگر وہ نہیں مانی، اس لئے مجبوراً جان بچانے کے لئے میں نے تین طلاق دیدی، تو کیا طلاق ہوگئی؟ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طلاق کو معتبر قرار دیا، یہ حدیث اعلاء السنن میں مذکور ہے[1] اس کی بناء پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے اور وہ جبراً طلاق دیدے تب بھی طلاق ہو جاتی ہے،[2] البتہ اگر طلاق جبراً لکھوالی جائے، اور زبان سے شوہر طلاق نہ دے تو طلاق

---

[1] عَنْ صَفْوَانَ بْنِ غَزْوَانَ الطَّائِی اَنَّ رَجُلًا کَانَ نَائِمًا فَقَامَتْ اِمْرَأَتُهُ فَاَخَذَتْ سِكِّيْناً فَجَلَسَتْ عَلٰى صَدْرِهٖ فَوَضَعَتِ السِّكِّيْنَ عَلٰى حَلَقِهٖ فَقَالَتْ لَتُطَلِّقُنِی ثَلاثًا اَوْ لَاَذْبَحَنَّکَ فَنَاشَدَهَا اللّٰهَ فَاَبَتْ فَطَلَّقَهَا ثَلاثًا ثُمَّ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِکَ فَقَالَ لَا قَيْلُولَةَ فِی الطَّلَاقِ اعلاء السنن ص: ۱۸۳، ج: ۱۱، باب عدم صحة طلاق الصبی والمجنون الخ. المکتبة الامدادية مكه مكرمه.

[2] ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا أو مكرهاً فإن طلاقه صحيح، الدر المختار على الشامى زكريا ص۴۳۸ ج۴ كتاب الطلاق، عالمگیری ص۳۵۳ ج۱ فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه مطبوعه كوئٹه، مجمع الأنهر ص۸ ج۲، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

نہیں ہوگی[۱] مسئلہ کی مزید تفصیل اور دلائل پر بحث مطلوب ہو تو مرقاۃ[۲]، بذل المجہود[۳]، اور اوجز المسالک[۴]، عمدۃ القاری[۵] کا مطالعہ کریں۔

تنبیہ:- [۱] حالت حمل میں دی ہوئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے[۶]۔

تنبیہ:- [۲] حضرت امام مالکؒ کے والد بزرگوار جن کا نام حضرت انس ہے وہ صحابی نہیں بلکہ دوسرے ہیں[۷] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بغیر نام لئے جبراً طلاق

سوال:- زید اپنے مکان پر موجود نہ تھا، اس کی بہن آئی اور اس کی بیوی کو اپنے ہمراہ میکے لے گئی، زید کو واپسی کے بعد معلوم ہوا تو وہ اپنی بیوی کو اس کے میکے سے لینے گیا، ان کی بیٹھک

---

[۱] وفی البحر فلو أکره علی أن یکتب طلاق إمرأته فکتب لا تطلق الخ، شامی زکریا ص ۴۴۰ ج ۴ کتاب الطلاق، مطلب فی الإکراه علی التوکیل بالطلاق والنکاح الخ، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۴۶ ج ۳ کتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۱۷ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] مرقاة شرح مشکٰوة. ص: ۴۷۹، باب الخلع والطلاق، مطبوعه بمبئی.

[۳] وحکی ایضا وقوع الطلاق المکره عن النخعی وابن المسیب والثوری وعمر بن عبد العزیز وابی حنیفة واصحابه. بذل المجهود ص: ۲۷۶، ج: ۳، باب فی الطلاق علی غلط. مطبوعه رشیدیه سهان پور.

[۴] اوجز المسالک ص: ۲۳۲، ج: ۱۰، جامع الطلاق. المکتبه الامدادیة مکه مکرمه.

[۵] عمدة القاری ص: ۲۵۰، ج: ۱۰، باب الطلاق فی الاغلاق والکره، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۶] وطلاق الحامل یجوز عقیب الجماع الخ عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۹ ج ۱ کتاب الطلاق الباب الاول، مجمع الأنهر ص ۶ ج ۲ کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص ۲۳۲ ج ۳ کتاب الطلاق.

[۷] ابو عبد الله مالک بن انس بن مالک ابن ابی عامر، وجد الامام وهو مالک بن ابی عامر تابعی بلا خلاف الخ اوجز المسالک ص ۱۷-۱۸ ج ۱ فی المقدة الباب الثانی فی بیان الکتاب ومؤلفه، الفصل الاول، مطبوعه امدادیه مکة المکرمة.

میں جا کر ٹھہرا بیوی کے چند رشتہ دار بھی بیٹھک میں آ گئے، اور زید سے گفتگو شروع کی کہ تم تو ہم لوگوں کو لچے کہتے ہو لچوں کے یہاں کیوں آ گئے، دوسرے صاحب نے کہا کہ بیوی کو طلاق دیدو زید نے انکار کیا کہ میں طلاق نہ دوں گا، تیسرے آدمی نے کہا کہ اگر یوں نہ دوگے رسے میں باندھ کر ڈنڈے لگا کر طلاق لے لیں گے، زید نے کہا خواہ کچھ کرو طلاق نہ دوں گا، انہوں نے فوراً رسا منگالیا اور باندھنے کا ارادہ کیا زید کو یقین ہو گیا کہ یہ ضرور ایسا ہی کریں گے اور وہاں اس کا کوئی معین و مددگار نہ تھا، اس لئے اس نے کہہ دیا، میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی لیکن ان الفاظ سے اپنی بیوی کی طلاق کی نیت نہیں کی، سوال یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی، جس طرح اپنی خوشی سے طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے، اسی طرح دوسروں کی زبردستی سے دلانے سے بھی واقع ہو جاتی ہے، جب کہ صریح ہو: **ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ ولو کان مکرھا فإن طلاقه صحیح اھـ مجمع الانہر**[۱] **ج: ۱، ص: ۳۸۴**. چونکہ طلاق اپنی بیوی ہی کو دی جاتی ہے، نیز صورت مسئولہ میں زید ابتداءً طلاق نہیں دے رہا ہے، بلکہ طلاق زوجہ کا اس سے مطالبہ اور سوال کیا جارہا ہے، اس کے جواب میں طلاق دے رہا ہے اس لئے زوجہ کا نام نہ لینا یا اس کی نیت نہ کرنا کچھ مؤثر اور معتبر نہیں۔ **الجواب یتضمن إعادة ما فی السوال اھـ رد المحتار**[۲] **ج ۲، ص ۲۱۷.**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۲۶/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲/۲۸/ ۵۶ھ

---

[۱] مجمع الانہر ص: ۸، ج: ۲، کتاب الطلاق مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق کے ساتھ انشاء اللہ پست آواز سے کہنا اور جبراً طلاق نامہ لکھنا اور اس کو سنانا

سوال:- میرے خسر نے مجھے اپنے گھر بلا کر ظلم شروع کر دیا کہ میری لڑکی کو طلاق دو، بہت مارا پیٹا، میں نے جان بچانے کے لئے مندرجہ ذیل طلاق نامہ بنگلہ زبان میں لکھا اور انشاء اللہ پست زبان سے کہہ دیا پھر مارا اور کہا کہ اس کو پڑھو، مجھے مسئلہ معلوم تھا کہ پڑھنے سے طلاق نہ ہوگی، تو میں نے طلاق نامہ پڑھا اور پھر انشاء اللہ پست زبان سے کہہ دیا بانس کنڈی کے علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی، آپ کا کیا حکم ہے؟

نقل طلاق نامہ یہ ہے:-

"ترجمہ: محمد عبدالجلیل عقلومیاں کی لڑکی کو طلاق نامہ پڑھ دوں گا، میں آج عبارت النساء کو "ایک طلاق دو طلاق تین طلاق بائن طلاق (انشاء اللہ)" دیا، صحت بدل وباہوش یہ طلاق نامہ لکھ دیا۔" فقط

یہی پڑھ کر سنایا اور ان شاء اللہ پست زبان سے کہا، اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لفظ انشاء اللہ پست زبان سے کہنا بھی مفید ہے، اس کے بعد طلاق نہیں ہوتی، اگر یہ تاویل نہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۴۴، ۲۴۵ ج ۳ کتاب الطلاق، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۳۸ ج ۴ کتاب الطلاق، مطلب فی الإکراہ علی التوکیل بالطلاق الخ.

۲ ردالمحتار زکریا ص: ۵۲۴، ج ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۹۴، ج: ۳، آخر باب طلاق غیر المدخول بھا، الأشباہ والنظائر مع شرحہ للحموی ص ۳۷۴ ج ۱ القاعدۃ الحادیۃ عشرۃ، مطبوعہ فقیہ الأمت دیوبند.

کی ہوتی تب بھی اس لکھنے سے اوراس کو پڑھنے سے طلاق نہ ہوتی، لکھنے سے تو اس لئے نہ ہوتی کہ یہ تحریر جبراً لکھوائی گئی ہے، اگر نہ لکھتا تو سخت معاملہ کیا جاتا، ایسی تحریر سے طلاق نہ ہونا، فتاویٰ قاضی[۱] خاں، فتاویٰ[۲] عالمگیری، شامی وغیرہ میں مذکور ہے، اگر زوجہ تحریر لکھتے وقت سامنے موجود تھی، تو تحریر سے طلاق واقع نہ ہونے کی یہ دوسری وجہ ہے، ردالمحتار جلد خامس میں ہے کہ ایسی صورت میں طلاق نہیں ہوتی، اس تحریر کو پڑھنے سے طلاق واقع نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس پڑھنے سے ایقاعِ طلاق مقصود ہی نہیں، بلکہ لکھے ہوئے حروف کو پڑھنا مقصود ہے، جیسا کہ فقہ کی کتاب میں پڑھے، انت طالق یا امرأتی طالق تو اس سے طلاق نہیں ہوتی کیونکہ ایقاع مقصود نہیں، بلکہ نقل ما فی الکتاب مقصود ہے، صورت مسئولہ میں ایسی تحریر کو قرأۃً نقل کر رہا ہے، جس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

صريحهٗ ما استعمل لغةً او عُرفاً فيه خاصة و لا يحتاج فى وقوعه الٰى نية وهو انت طالق بشرط أن يقصد ها بالخطاب فلو كرر مسائل الطلاق بحضرتها لايقع قضاءً وديانةً كذا فى در المنتقى[۳] ج: ۱، ص: ۳۸۶، فلو اكره علٰى ان يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا كذا فى الخانية اهـ شامى[۴] ج: ۲، ص: ۴۲۱، قال فى

[۱] رجل اكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق إمرأته فلانة بنت فلان ابن فلان فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق إمرأته لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولاحاجة ههنا. قاضى خان على الهنديه ص: ۴۷۲، ج: ۱، فصل فى الطلاق بالكتابة، مطبوعه كوئٹه.

[۲] عالمگیری كوئٹه ص: ۳۷۹، ج: ۱، الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة.

[۳] الدر المنتقى على مجمع الانهر ص: ۱۱، ج: ۲، اول باب ايقاع الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۴] شامى زكريا ص: ۴۴۰، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۳۶، ج: ۳، كتاب الطلاق، مطلب فى الاكراه على التوكيل بالطلاق الخ، النهر الفائق ص ۳۱۷ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۴۶ ج ۳ كتاب الطلاق.

مسائل شتٰی فی ایماء الاخرس و کتابتهٔ وظاهرهٔ ان المعنون من الناطق الحاضر غیر معتبر اهـ ردالمحتار[1] ج:۵، ص: ۴۷۰. فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

حررهٔ العبد محمود غفرلهٔ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۵/۳ھ

---

[1] شامی زکریا ص: ۴۶۰،۶۱، ج:۱۰، مطبوعہ کراچی ص:۷۳۷، ج:۶، کتاب الخنثی، مسائل شتی.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ششم : نابالغ کی طلاق

نابالغ کی طلاق

سوال:-مندرجہ ذیل مسئلہ میں شرعی فتویٰ بھیج کر عند اللہ مشکور فرماویں کیا ایک نابالغ کا ولی نابالغ کی طرف سے اس کی منکوحہ کو طلاق دے سکتا ہے اور ایسا طلاق نامہ اصل خاوند کی طرف سے جائز متصور ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نابالغ اپنی منکوحہ کو شرعاً نہ خود طلاق دے سکتا ہے، نہ اسکی طرف سے اسکا ولی اس کے منکوحہ کو طلاق دے سکتا ہے، ایسی صورت میں طلاق نامہ غیر معتبر ہوتا ہے: "**الخامس كالطلاق ونحوه فلا يملكه : أى لا يملك الصبى بنفسه الخامس ولو بإذن وليه، حتٰى لو طلق الصبى إمرأته باذن الولى بالطلاق، لا يقع الطلاق، كما لا يملكه أى الخامس عليه : أى علٰى الصبى غيره : أى غيرا لصبى كالولى والوصى والقاضى**" **كشف المبهم**[1] **شرح مسلم الثبوت ص: ۳۰۴**. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

[1] كشف المبهم شرح مسلم الثبوت ص: ۳۰۴، تحت بحث الاهلية كاملة (بقيه آئنده پر)

طلاق صبی

سوال:- ایک لڑکا بعمر ۱۴ر سال نابالغ ہے، اس کے چچا نے صغرسنی کی حالت میں جب کہ لڑکا مذکور ۴ر یا ۵ر سال کا تھا اس کا نکاح کر دیا تھا، جس لڑکی سے شادی کی تھی، وہ اب بالغ ہے، جس کی عمر اب تقریباً ۱۸ر سال ہے، لڑکی کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکی کا نکاح کسی دوسرے جگہ کر دیا جائے ورنہ جوان لڑکی ہے، جس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے، اور وہ تقریباً دو سال سے اس نکاح سے ناخوشی کا اظہار کرتی چلی آرہی ہے، کچھ قرائن اس قسم کے ہیں کہ اگر کسی دوسری جگہ شادی نہ کی گئی تو شاید کسی شخص کے ساتھ بغیر نکاح ہی بھاگ جائے گی، لڑکی کے والدین لڑکے والوں پر مذکورہ بالا وجوہات کی وجہ سے طلاق لینا چاہتے ہیں، مگر لڑکا نابالغ ہے، ادھر فتنہ کا خطرہ ہے، کیا ایسی صورت میں لڑکے نابالغ کی طلاق واقع ہو سکے گی، جیسے کہ شرح حسامی ج:۲، ص:۸۷، مجتبائی میں مرقوم ہے: "**إعلم أن الطلاق والعتاق عدم مشروعيتهما بغير الحاجة. أما عند وقوع الحاجة ومس الضرورة فيهما مشروعان، قال شمس الائمة في اصول الفقه: زعم بعض مشائخنا أن هٰذا الحكم غير مشروع اصلاً في حق الصبي حتى أن إمرأته غير محلٍ للطلاق وهٰذا وهمٌ عندي، فإن الطلاق يملك بملك النكاح إذا لا ضرر في إثبات اصل الملك وإنما الضرر في الإيقاع، حتىٰ إذا تحققت الحاجة إلىٰ صحة ايقاع الطلاق من جهة دفع الضرر كان صحيحاً انتهىٰ. كذا ذكر صاحب غايت التحقيق،** یانہیں جیسے عامۂ کتب فقہ میں مذکور ہے، نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ بظاہر لڑکے کا نقصان بھی نظر نہیں آتا کیونکہ لڑکی کے والدین اس سے چھوٹی کا جو نابالغ ہے نکاح بھی کرنے کو تیار ہیں۔ فقط

(گذشتہ کا بقیہ) بكمال العقل، مطبوعه كانپور، در مختار مع الشامي كراچي ص۱۷۳ ج۶ كتاب المأذون، مبحث في تصرف الصبي ومن له الولاية عليه الخ، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص۷۴ ج۴ فصل في تصرف الصبي، كتاب المأذون، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداًومصلیاً

متون مذہب میں یہ مسئلہ بصراحت مذکور ہے جیسا کہ سائل کوبھی اعتراف ہے لہٰذا اگر جزئیہ شاذہ اس کے خلاف ملے گا، تو اس کے لئے کوئی محمل حسن تجویز کر کے اصل مذہب کے موافق اورتابع قرار دیا جائے گا اگر یہ نہ ہوسکے تو پھر وہ قابل لحاظ ہے جس کی تفسیر کی گئی ہو، پھر وہ متروک ہوگا، نامی اور غایۃ التحقیق کی عبارت دیگر کتب میں بھی موجود ہے، اس میں **اذا تحققت الحاجة** کی قید زیادہ قابل لحاظ ہے، جس کی تفسیر دوسری جگہ ہے نورالانوار[1] ص: ۲۸۵ میں اصل مسئلہ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے: **لكن قال شمس الائمة إن طلاق الصبى واقع إذا دعت إليه حاجة ألا ترىٰ انه إذا اسلمت إمرأتهٔ يعرض عليه الإسلام فإن إبى فرق بينهما، وهو طلاق عند أبى حنيفة ومحمد، وإذا إرتد وقعت الفرقة بينه وبين إمرأته، وهو طلاق عند محمدؒ وإذا كان مجبوباً فخاصمت إمرأته وطلبت التفريق، كان ذٰلک طلاقا عند البعض. فعلم أن حكم الطلاق ثابت فى حقه عند الحاجة اهـ** علامہ ابن نجیم مصری شارح کنز کتاب الاشباہ[2] والنظائر، احکام الصبیان ص: ۲۲۳ میں فرماتے ہیں: **ولا يقع طلاقه ولا عتقه إلا حكماً فى مسائل ذكرناها فى النوع الثانى من الفوائد فى الطلاق** اور ص: ۱۲۹، میں تحریر فرمایا ہے: **الصبى لا يقع طلاقه إلا إذا أسلمت زوجته فعرض الإسلام عليه مميزا، فأبى وقع الطلاق على الصحيح وفيما إذا كان مجبوبًا وفرق بينهما، فهو طلاق علىٰ الصحيح، ويؤجل له لكونه مستحقا عليه كعتق قريبه. كذا فى عين المعراج[3] اهـ** اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ **قوله الصبى لا يصح طلاقه إلا إذا الخ أى لا يصح إيقاع الطلاق**

---

[1] نورالأنوار ص: ۲۸۹، بحث نوعى الأمورا لمعترضة على الاهيلة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] الاشباه والنظائر ص: ۱۷۰، أحكام الصبيان، الفن الثانى، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى.

[3] الاشباه والنظائر ص: ۹۲، كتاب الطلاق. الفن الثانى، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى.

وحنيئذٍ لا صحة للإستثناء المذكور إذ الا يقاع من الصبى (قوله فابىٰ وقع الطلاق) أقول الصواب ان يقال وقع التفريق وهٰذا طلاق علىٰ الصحيح وقيل فسخ (قوله وهو طلاق علىٰ الصحيح) وقيل فسخ اهـ غمزعيون[1] البصائر،
الحاصل جس ضرر کا دفعیہ بغیر تفریق نہ ہوسکے، تو بذریعہ تفریق اس ضرر کو دفع کیا جائے، اور یہ تفریق بحکم طلاق ہوگی، گویا کہ خود اس نے طلاق دی ہے، جیسا کہ جُب اور ارتداد کی صورت میں ہے، بخلاف صورت مسئولہ کے عنقریب لڑکا بالغ ہوجائے گا اس وقت اگر چاہے تو اس کو طلاق کا اختیار حاصل ہوگا جب کہ لڑکی کا نکاح والد نے کیا ہے تو لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں لہٰذا اس کی ناخوشی ظاہر کرنے سے کچھ نہیں ہوتا کذا فی الدر[2] المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

نابالغ کی طلاق نہیں ہوتی

سوال:- ایک لڑکی ہے اس کا نکاح اگر نابالغ لڑکے سے ہوا ہو اور فی الحال بھی لڑکا نابالغ ہی ہے، تیرہ سال کی عمر لڑکے کی ہے اور لڑکی بالغ ہوچکی ہے، تقریباً دو سال سے اب لڑکے کو ناف سے لے کر نیچے تک فالج مار چکا ہے، وارثین لڑکی کو طلاق لینا چاہتے ہیں، تو اب اس کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابھی کوئی صورت نہیں، جب لڑکا بالغ ہوجائے تب اس سے طلاق حاصل کر لیجائے،

---

[1] حموی شرح اشباہ ص: ۲۳۳، الفن الثانی، کتاب الطلاق.

[2] ولزم النكاح إن كان الولى المزوج أبًا أوجداً وان كان المزوج غيرهما أى غير الأب وأبيه (قوله ولزم النكاح) اى بلا توقف على إجازة احد وبلا ثبوت خيار الخ الدر المختار مع الشامى كراچى ص ۶۶، ۶۷ ج ۳، زكريا ص ۱۷۱، تاص ۱۷۳ ج ۴، كتاب النكاح، باب الولى، قبيل مطلب مهم : هل للعصبة تزويج الصغير إمرأةً الخ، مجمع الأنهر ص ۴۹۴ ج ۱ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فى الأولياء.

علامتِ بلوغ احتلام وانزال ہے، اگر یہ علامت ظاہر نہ ہوتو پندرہ سال عمر ہونے پر شریعت کی طرف سے بلوغ کا حکم ہوجائے گا[1]۔ نابالغ کو طلاق دینے کا اختیار نہیں، اس کا ولی اگر طلاق دیدے تو وہ بھی واقع نہیں ہوگی، کذا فی الدر المختار[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۸ھ

طلاق مراہق کے بعد اس کی زوجہ کا نکاح

سوال:- ایک ملا نے مراہق کے طلاق دینے اور عدت گذارنے کے بعد اس کی عورت کا نکاح دوسری جگہ کسی دنیاوی لالچ کی وجہ سے کردیا تو آیا وہ ملا اس وجہ سے خارج از اسلام اور کافر ہوگیا، اور کافر بھی ایسا کہ اس کی توبہ غیر مقبول ہے، اور جو اس مجلس نکاح میں حاضر ہوئے تمام ہی کافر ہوگئے یا نہیں اور ان کے نکاح ٹوٹ گئے یا نہیں، ایک مفتی صاحب اس پر بڑا زور دیتے ہیں، لہٰذا اس نکاح کرنے والے کا حکم مفصل تحریر فرمائیں۔

---

[1] بلوغ الغلام بالإحتلام والإحبال والإنزال والجارية بالإحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة به يفتى الدرالمختار على الشامى زكريا ص۲۲۵ ج۹، مطبوعه كراچى ص:۱۵۳، ج:٦، باب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالإحتلام الخ. عالمگيرى ص:۶۱، ج:۵، باب الحجر، الفصل الثانى فى معرفة حد البلوغ، مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق كوئٹه ص۸۴،۸۵ ج۸ كتاب الحجر، فصل فى حد البلوغ.

[2] وتصرف الصبى والمعتوه الى قوله ان كان ضاراً كالطلاق والعتاق لا وان اذن به وليهما وفى الشامية وكذا لاتصح من غيره كابيه ووصيه الدرالمختار مع الشامى زكريا ص:۲۵۳، ج:۹، مطبوعه كراچى ص:۱۷۳، ج:٦، كتاب الماذون، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص۴۷ ج۴ كتاب المأذون، فصل فى تصرف الصبى الخ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

لا يقع طلاق المولى على إمرأة عبده لحديث ابن ماجه : (اَلطَّلاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ) والمجنون والصبى ولو مراهقا أو أجازه بعد البلوغ الدرالمختار على الشامى زكريا ص:۴۵۰، ج:۴، مطبوعه كراچى ص۲۴۳ ج۳، كتاب الطلاق، سكب الانهر على هامش مجمع الأنهر ص۱۰،۱۱ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص۳۵۸ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه ياسر نديم.

الجواب حامداً ومصلیاً

مراہق کی طلاق شرعاً واقع نہیں: **لایقع طلاق المولٰی علٰی امرأة عبده والمجنون والصبی ولو مراهقاً اهـ در مختار**۔[۱] اگر کسی بالغ شخص نے طلاق دیدی ہوتو عدت کے اندر نکاح حرام ہے: **لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة اهـ هندیه**۔[۲]

جب مراہق کی طلاق ہی نہیں ہوتی، تو بطریق اولیٰ اس کی بیوی سے نکاح حرام ہوگا، لہٰذا وہ عورت اور اس سے نکاح کرنے والا مرد اور نکاح میں شریک ہونے والے اور جو لوگ منع کرنے پر قادر تھے، پھر انہوں نے اس نکاح سے نہیں روکا وہ سب گنہ گار ہیں، سب کے ذمہ توبہ لازم ہے،[۳] اور یہ بھی واجب ہے، کہ کوشش کر کے اس عورت کو پہلے شوہر یعنی مراہق کے یہاں پہونچائیں[۴] مگر نکاح ان لوگوں میں سے کسی کا نہیں ٹوٹا نہ کوئی اسلام سے خارج ہوا نہ کافر ہوا جس مفتی نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ لوگ کافر ہوگئے، اس نے غلط فتویٰ دیا، اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک کبیرہ گناہ

---

۱ الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۴۵۰، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۳، ج: ۳، کتاب الطلاق، قبیل باب الصریح، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص ۱۰۱، ۱ کتاب الطلاق، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۴۹ ج ۳ کتاب الطلاق.

۲ عالمگیری ص ۲۸۰ ج ۱، القسم السادس المحرمات اللتی یتعلق بها حق الغیر، کتاب النکاح، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص ۲۷۴ ج ۴ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، قاضیخان علی الهندیة ص ۳۶۶ ج ۱ باب فی المحرمات، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

۳ عن أبی سعید الخدری أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من رأی منکم منکراً فلیغیره بیدهٖ الحدیث مشکوٰة ص ۴۳۶ ج ۲ باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول، مطبوعه یاسر ندیم، قال: وهو فرض کفایة ومن تمکن منه وترکه بلا عذر أثِم الخ، مرقاة شرح مشکاة ص ۳ ج ۵ باب الأمر بالمعروف، مطبوعه بمبئی، طیبی شرح مشکاة ص ۲۶۹ ج ۹ باب الأمر بالمعروف، مطبوعه کراچی.

۴ ویجب علی القاضی التفریق بینهما کیلا یلزم إرتکاب المحظور اغتراراً بصورة العقد الخ، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۹ ج ۳ باب المهر، در مختار علی الشامی زکریا ص ۲۷۶ ج ۴ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، النهر الفائق ص ۲۵۲ ج ۲ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

سے آدمی کافر نہیں ہوتا نہ اسلام سے خارج ہوتا ہے: **ولا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا نزيل عنه الايمان ونسميه مؤمنا حقيقة ويجوز أن يكون مؤمنا فاسقاً غير كافر.** (شرح[1] فقہ اکبر)

جس وقت ایسی معصیت کی حلت کا اعتقاد کرے جس کی حرمت بعینہٖ ہو اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہو تو اس وقت البتہ آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، ہکذا فی کتب[2] الکلام۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۲/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف

کن لوگوں کے طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال:- کن کن شخصوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مجنون، صبی، معتوہ، مبرسم، مغمی علیہ، مدہوش، نائم کے طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی: **لا يقع طلاق المولىٰ علىٰ امرأة عبده والمجنون والصبى والمعتوه والمبرسم والمغمىٰ عليه والمدهوش والنائم ا هـ** تنویر[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] شرح فقه اكبر ص: ۸۶، قبيل سب الشيخين وقتلهما ليس بكفر الخ، مطبوعه مجتبائى دهلى.

[2] من استحل معصية قد ثبت حرمتها بدليل قطعى فهو كافر شرح فقه اكبر ص: ۸۶ قبيل سب الشيخين الخ، مطبوعه مجتبائى دهلى.

[3] تنوير الابصار على ردالمحتار زكريا ص: ۴۵۰، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۴۲، ج: ۳، كتاب الطلاق، مطلب فى الحشيشة والافيون والبنج، مجمع الأنهر ص ۱۰ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، حاشية الشلبى على الزيلعى ص ۱۹۵ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

تحریری طلاق

طلاق بالکتابۃ کا حکم

سوال:- ایک شخص ہے، اور طلاق نامہ اپنی بیوی کو لکھ رہا ہے، اور زبان سے کچھ نہیں کہہ رہا آیا یہ طلاق واقع ہوگی، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

واقع ہوجائیگی: **کتب الطلاق ان مستبیناً علیٰ نحو لوحٍ وقع ان نویٰ مطلقاً درمختار قوله مستبيناً بان كان علیٰ وجه يمكن فهمه وقرأته والا فلا يقع قوله وقع ان نویٰ هٰذا فی المكتوب علیٰ غير وجه الرسم والرسالة قوله مطلقا سواء نویٰ ام لم ينو طحطاوی[1] علی الدر ص: ۱۱۱، ج: ۲**. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] طحطاوی علی الدر ص: ۱۷۶، ج: ۲، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، مطبوعه مصر، عالمگیری کوئٹہ ص۳۷۸ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة، خانية علی هامش الهندية ص ۴۷۱ج ۱ فصل فی الطلاق بالكتابة، مطبع کوئٹہ.

طلاق بالکتابۃ

سوال:- زید نے اپنے بھانجے خالد سے کہا کہ میری بھانجی ہندہ کا نکاح عمر اور بکر کے قبیلوں میں سے کسی قبیلہ میں تیری زبردستی اور جبر سے ہوتو تین طلاق پڑیں گی اور اس مضمون کی ایک تحریر بھی تم کولکھنی پڑیگی اس پر خالد نے کہا کہ میں ایسی تحریر لکھ دوں گا، اسکے بعد زید نے ایک تحریر کسی شخص سے اس مضمون کی لکھوائی کہ (میں اپنی بہن کا نکاح زبردستی سے یا خوشی سے عمر و اور بکر کے قبیلوں میں کروں، تب بھی میری بیوی کو تین طلاق ہوں گی) اور اس تحریر کولکھوا کر بھانجے مذکور خالد سے کہا کہ اس پر دستخط کردے خالد نے بلا کچھ کہے اور بغیر تحریر مذکور کو پڑھے اس پر دستخط کردیئے، اب صورت مذکورہ بالا میں امور مستفسرہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اس قسم کی تحریر کے بعد اگر ہندہ خود اپنی خوشی سے عمر اور بکر کے قبیلوں میں سے کسی قبیلے سے نکاح کرے تو خالد کی بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟

(۲) اس قسم کی تحریر پر دستخط کرنے سے جس کو دستخط کرنیوالے نے پڑھا بھی نہ ہو طلاق واقع ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) اگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی تحریر شرعاً معتبر ہو تو کیا ایسی صورت ہوسکتی ہے، کہ ہندہ عمرو بکر کے قبیلوں میں نکاح کرے تو اس کی بھاوج پر طلاق واقع نہ ہو۔

(۴) اس قسم کی تحریر لکھوانا اور بغیر پڑھائے دستخط کرالینا اور مخصوص قبیلوں میں شادی کردینے سے روک دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱، ۲) اگر خالد نے مضمون تحریر پر اطلاع پا کر دستخط کئے ہیں اور اس کا اقرار بھی کرتا ہے، تب تو یہ تحریر شرعاً معتبر ہے، یعنی وقوع شرط کے بعد طلاق ہو جائیگی: **رجل استكتب من رجل اٰخر الٰى امرأته كتاباً بطلاقها وقرأه علٰى الزوج فاخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه**

وبعث به الٰی إمرأته فأتاها الکتاب واقر الزوج انه کتابه فان الطلاق یقع علیها. عالمگیری[1] ص: ۳۹۸، ج: ۲.

اگر خالد کو اس مضمون پر اطلاع نہیں ہوئی بلکہ کوئی دوسری تحریر سمجھ کر دھوکہ سے اسپر دستخط کر دیئے، اور اسکے مضمون کا اقرار کرتا ہے، تو یہ تحریر کالعدم ہے، جیسا کہ کسی دوسرے کی تحریر سے اسکی بیوی پر طلاق نہیں ہوتی، اسطرح اس تحریر سے بھی نہ ہوگی۔ **وکذٰلک کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع به الطلاق اذا لم یقر انه کتابه کذا فی المحیط[2] اھـ.**

اسی طرح اگر مضمون پر مطلع ہو کر مگر باکراہ شرعی دستخط کئے ہیں تب بھی طلاق نہ ہوگی: **رجل اکره بالضرب والحبس علٰی ان یکتب طلاق إمرأته فلانة بنت فلان بن فلان فکتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امراته.[3] قاضی خاں ص: ۳۵، ج: ۲.**

(۳) (۲،۱) سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ تحریر شرعاً معتبر ہے یا نہیں اگر معتبر ہے تو پھر ایسی صورت جس سے ہندہ عمر وبکر کے قبیلوں میں سے کسی میں نکاح کرلے تو اس کی بھاوج پر طلاق نہ پڑے یہ ہے کہ ہندہ اور خالد کے علاوہ کوئی تیسرا شخص جو کہ فضولی ہوگا، ہندہ کا نکاح کر دے، (اگر کوئی اور مانع شرعی موجود نہ ہو) پھر ہندہ اور خالد زبان سے کچھ نہ کہیں، بلکہ ہندہ کے پاس مہر وغیرہ بھیج دے اور ہندہ اس پر قبضہ کرلے تو یہ نکاح صحیح ہوگا، اور ہندہ کی بھاوج پر طلاق نہیں پڑی: **لا یتزوج فالحیلة ان یزوجه فضولی ویجیزه بالفعل وکذا لا تتزوج ولو حلف لا یزوج ابنته فزوجها فضولی واجازه الاب لم یحنث قال الحموی ص ۴۲۰، فی**

---

[1] عالمگیری ص ۳۷۹ ج ۱، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، شامی دار الفکر ص ۲۴۷ ج ۳ مطلب فی الطلاق بالکتابة، تاتارخانیة ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب، طبع کراچی.

[2] فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، فتاوی تاتارخانیه ص ۳۸۱ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب، شامی دار الفکر ص ۲۴۷ ج ۳ مطلب فی الطلاق بالکتابة.

[3] فتاویٰ قاضیخان عالی هامش الهندیة ص ۴۷۲ ج ۱ فصل فی الطلاق بالکتابة مطبع کوئٹه عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، الفتاوی التاتارخانیة ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب مطبع کراچی.

جامع الفتاویٰ روی هشام فیمن حلف لایزوج بنته فامر غیره فزوجها حنث وان زوجها غیره فاجاز بالفعل لا یحنث وانما یحنث بالاجازة بالقول والاجازة بالفعل ببعث المهر او شیئ منه والمراد الوصول الیها[1].

(۴) بلا وجہ شرعی دھوکا دینا جائز نہیں مخصوص قبیلوں میں شادی نہ کرنا اور اپنے عزیزوں کو شادی سے روکنا، اگر انکے اندر تقویٰ نہ ہونے یا کسی دوسری قباحت شرعی فسق وفجور و بدعت وغیرہ کی وجہ سے ہے تب تو مستحسن ہے، اگر دنیاوی وجہ سے ہے، تب بھی جائز ہے، اور انکی دین داری کی وجہ سے ہے تو جائز نہیں **فی الدر المختار ج: ا، ص: ۱۹۵، وتعتبر (ای الکفائة) فی العرب والعجم دیانة ای تقویٰ فلیس فاسق کفواً لصالحةٍ**[2]. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صحیح: عبداللطیف عفی عنہ صحیح: بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہ ۵۲ھ

طلاق بالکتابت

سوال:- ایک شخص کا نکاح ہوتا ہے رخصتی نہیں ہوئی، کچھ عرصہ گذرنے کے بعد وہ شخص اپنی منکوحہ کو آزاد کر دیتا ہے، جس کو ایک سال کے قریب ہوتا ہے، جب کہ لڑکی کے ورثاء اس کی شادی دوسری جگہ کرنے کو تیار ہیں، تو وہ شخص کہتا ہے کہ مجھ سے زبردستی آزاد کرایا ہے، حالاں کہ طلاق نامہ با قاعدہ لکھا ہوا ہے اور محرر کے رجسٹر پر با قاعدہ نشانی انگوٹھہ اور دستخط ہیں۔

اب یہ فرمایئے کہ وہ طلاق ہوئی یا نہیں۔

---

[1] الاشباه والنظائر ص: ۲۱۹، الفن الخامس فن الحیل مطبوعه دهلی، شامی دار الفکر ص ۳۴۵ ج ۳ باب التعلیق مطلب التعلیق المراد به المجازاة دون الشرط، فتاوی عالمگیر کوئٹه ص ۴۱۹ ج ۱، الفصل الثانی فی تعلیق الطلاق بکلمة کل وکلما.

[2] شامی نعمانیه ص ۳۲۰ ج ۲، باب الکفاءة شامی کراچی ص ۸۸ ج ۳، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۱ ج ۱ کتاب النکاح، الباب الخامس فی الاکفاء، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۸۸،۸۹ ج ۳ باب الکفاءة.

نوٹ:- اصلی طلاقنامہ ہمراہ بھی ہے ٹکٹ ایک آنہ کا برائے جواب ارسال ہے۔

نقل اصل طلاق نامہ

’’میں کہ عبدالرشید ولد حاجی ننھے قوم شیخ ساکن موضع قاضی پورہ تحصیل امروہہ ضلع مرادآباد کا ہوں جو کہ مسماۃ فاطمہ دختر عبدالمجید قوم شیخ ساکن سہنسپور ضلع بجنور سے میرا نکاح ہوا تھا، اور ہنوز رخصتی نہیں ہوئی تھی، اور اس درمیان میں باہم کچھ مناقشات پیچیدہ پڑ گئے جس کی وجہ سے یہ رشتہ قائم رکھنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے اور نیز میرے رشتہ دار بھی اس رشتہ کو قائم رکھنا نہیں چاہتے، بغرض رفع نزاع دوراندیشی میں اپنی منکوحہ کو تین طلاق مسنون طریقہ پر دے کر آزاد کرتا ہوں، بعد انقضاء عدت کے اختیار رہیگا، کہ جہاں چاہے وہ اپنا نکاح کرے یا اسکے وارثان کرادیویں، آئندہ مجھ کو اس سے کچھ تعلق نہیں رہا، اور یہ طلاق نامہ لکھ دیا تاکہ سند ہو۔

المرقوم ۲۱/دسمبر ۱۹۳۷ء بقلم انتظار حسین وثیقہ نویس
تحریر ہوکر درج رجسٹر ۲۸۰، ہوا، گواہ العبد گواہ العبد

الجواب حامداً ومصلیاً

جو الفاظ طلاق نامہ میں لکھے ہیں، اگر ان کو زبان سے بھی ادا کیا ہے، تو طلاق بہرصورت واقع ہوگئی، خواہ خوشی سے کہے ہوں خواہ زبردستی کہلائے گئے ہوں[1] اور اگر زبان سے ادا نہیں کئے بلکہ صرف لکھ کر دیئے ہیں، یا خود لکھ کر بھی نہیں دیئے بلکہ دوسرے کے لکھے ہوئے طلاق نامہ پر دستخط کئے ہیں، اور یہ معلوم تھا کہ یہ طلاق نامہ ہے تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر خوشی سے یعنی بغیر کسی کے جبر واکراہ کے لکھ کر دیئے ہیں یا دستخط کئے ہیں تو طلاق واقع ہوگئی[2] اور اگر دوسرے کے جبر واکراہ

---

[1] یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حراً او عبدا طائعا أو مکرهاً، فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۳ ج ۱ کتاب الطلاق فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۲۳۵ ج ۳ کتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص ۸ ج ۲ کتاب الطلاق مطبع دار الکتب العلمیة بیروت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سے لکھ کر دیئے ہیں یا دستخط کئے ہیں، تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف غفرلہٗ

حالتِ سحر وجنون میں تحریری طلاق

سوال:- ایک شخص نے بیرونِ ملک میں رہتے ہوئے اپنی بیوی کو متعدد خطوط لکھے، جس میں زیادہ تر مضمون فحش گالی گلوج پر مشتمل ہیں، ساتھ ہی طلاق طلاق طلاق کے الفاظ بھی لکھے او یہ بھی تحریر کیا کہ میرا تیرا کوئی تعلق نہیں، میں نے تجھے چھوڑ دیا، جب گاؤں کی کمیٹی نے طالق کو بلا کر معلوم کیا تو اس نے اقرار کیا کہ میں نے لکھا ہے، مگر میرے ہوش وحواس قائم نہیں تھے، کمیٹی کے بعض لوگوں نے کہا اس پر سحر کیا گیا تھا، اسلئے اس حال میں لکھے ہوئے الفاظ سے طلاق واقع نہ ہوگی، بعضوں نے اس پر جنون کا خیال ظاہر کیا تو کیا مذکورہ بالا حالات میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر جنون یا سحر وغیرہ کی وجہ سے ہوش وحواس قائم نہ رہیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ زبان سے کیا الفاظ کہہ رہا ہے اور ان کا کیا نتیجہ ہوگا تو ایسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی،[۳] اگر یہ بات نہ ہو بلکہ

---

[۱] رجل استكتب من رجل اٰخر الى امرأته كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه وطواه وختم وكتب فى عنوانه وبعث به الى امرأته فاتاها الكتاب واقر الزوج انه كتابه فان الطلاق يقع عليها. عالمگيرى ص ۳۷۹ ج ۱، الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة، شامى زكريا ص ۴۵۶ ج ۴ مطلب فى الطلاق بالكتابة، التاتارخانيه ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتاب مطبع كراچى.

[۲] رجل اكره بالضرب والحبس على ان يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امراته كذا فى فتاوىٰ قاضيخان. عالمگيرى كوئٹه ص: ۳۷۹، ج: ۱، الفصل السادس، فى الطلاق بالكتابة، فتاوى التاتارخانية ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتاب مطبع كراچى، فتاوى قاضى خان ص ۴۷۲ ج ۱ فصل فى الطلاق بالكتابة مطبع كوئٹه.

[۳] لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده والمجنون. (بقیہ آئندہ پر)

الفاظ کے مطلب کو سمجھتا ہو کہ اس طرح کہے تو طلاق ہوجاتی ہے، طلاق دیتے وقت اس کے دوسرے احوال ومعاملات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے، کہ حواس صحیح تھے یا نہیں۔

پس اگر شوہر کو اپنی اس تحریر کا اقرار ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے اور اسنے یہ نہیں کہا کہ میرے حواس درست نہیں تھے، مجھ پر سحر تھا، یا جنون تھا، تو صورتِ مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی[1] اب نہ رجعت کا اختیار ہے، نہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی گنجائش ہے، اس عورت کو چاہئے کہ اس سے الگ رہ کر عدت پوری کرے پھر کسی اور شخص سے شرعی طور پر نکاح کرے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۶ ۱۴۰ھ

مکرہ کی طلاق بالکتابت کا حکم

سوال:- زید کو چند آدمی کسی ناراضگی کی وجہ سے دھوکہ دے کر قصبہ سے یا مدرسہ سے باہر لے گئے اور اس کو مارا اور کہا کہ تو آئندہ اگر اس مدرسہ میں یا قصبہ میں آئے گا تو تجھ پر طلاق اضافی واقع ہوگی اور زید کو کہا کہ تو کہہ دے کہ میں یہاں آئندہ نہ آؤں گا، اگر آؤں تو جب شادی کروں طلاق واقع ہوجاوے، مگر زید خاموش رہا اور زید کو ان آدمیوں نے اسٹیشن پر سوار کردیا اب زید نے دوسرے شہر سے ہوکر مدرسہ میں درخواست دی اور مقدمہ قوی کرنے کے لئے یہ بھی لکھ دیا کہ مجھ سے ان لوگوں نے زبردستی طلاق اضافی بھی لی تھی، اور مجھے مارا بھی اب زید پھر مدرسہ گیا اور مقدمہ چلانے کے لئے منشی صاحب مدرسہ نے مدعیٰ علیہ کو طلب کیا اور ان سے بیان لیا کہ واقعی تم لوگ زید

(بقیہ گذشتہ کا) الدر مع الشامی کراچی ص ۲۴۲ ج ۳، شامی نعمانیہ ص ۴۲۶ ج ۲، کتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۳ ج ۱ فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۴۹ ج ۳ کتاب الطلاق.

(صفحہ ہذا) [1] رجل استکتب من رجل اخر الی إمرأته کتابا بطلاقها وقرأه علی الزوج فاخذه وطواه وختم وکتب فی عنوانه وبعث به إلی إمرأته فاتاها الکتاب أقر الزوج أنه کتابه فإن الطلاق یقع علیها، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، شامی زکریا ص ۴۵۶ ج ۴ مطلب فی الطلاق بالکتابة، التاتارخانیة ص ۳۸۰ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب مطبع کراچی.

کے ساتھ لڑے ہو اور زید کو مارا ہے، اور اس سے طلاق اضافی لی ہے، تو مدعیٰ علیہ انکار کر گئے اور انہوں نے کہا کہ نہ ہم لڑے ہیں اور نہ کوئی طلاق وغیرہ لی ہے اور پھر منشی صاحب مدرسہ نے زید سے پھر اپنے سامنے بیان لیا تو زید نے کہا کہ یہ لوگ مجھ سے لڑے ہیں اور طلاق لینے کی بھی کوشش کی مگر میں خاموش رہا تو اس صورت میں کیا زید پر طلاق واقع ہو جاتی ہے، یا کہ نہیں اگر واقع ہو جاتی ہے، تو پھر کوئی صورت ہے کہ زید شادی کر سکے برائے نوازش اس مسئلہ کی تحقیق کے بعد جواب سے بندہ کو مشکور فرمائیں کیونکہ زید مذکور کی شادی کا تمام سامان تیار ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلياً

اگر جبر واکراہ کر کے زید سے طلاق تحریر کرادی ہے اور زید نے اس طلاق اور تعلیق کا تلفظ نہیں کیا تو اس تحریر سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوگی: **رجل اکره بالضرب والحبس ان يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلاں بن فلاں طالق لا تطلق امرأته لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هٰهُنا فتاویٰ قاضیخان**[1] ص: ۴۷۲، ج: ۱، خواہ اس تحریر میں وہ الفاظ لکھے ہوں جو کہ سوال میں مذکور ہیں خواہ کچھ اور، اور اگر زبان سے بھی الفاظ ادا کئے ہیں تو ان کو لکھ کر حکم دریافت کرلیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور

طلاق نامہ پر جبراً انگوٹھا لگانے سے طلاق کا حکم

سوال:- محمد حنیف کی شادی محمد صدیق کی لڑکی نور افشاں بیگم کے ساتھ چار سال ہوئے ہوئی، لڑکی کے والد کلکتہ میں کمپنی میں ملازم ہیں داماد کو کمپنی میں جگہ دلوادی، بیوی میکے میں والدین

---

[1] فتاویٰ قاضیخان علی هامش الهندية، فصل فی الطلاق بالكتابة. ص: ۴۷۲، ج: ۱، طبع كوئٹه، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة، التاتارخانية ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ايقاع الطلاق بالكتاب إدارة القرآن كراچی، شامی دار الفكر ص ۲۳۶ ج ۳ مطلب فی الاكراه على التوكيل بالطلاق والنكاح.

کے پاس رہی، محمد حنیف خرچہ وغیرہ دیتا رہا، سال میں مہینہ ڈیڑھ مہینہ شوہر کے پاس چلی جاتی غرضیکہ پورا خاندان ہنسی خوشی رہتا رہا، ایک دن سسر اور داماد میں کسی بات پر جھگڑا ہوگیا، مار پیٹ بھی ہوئی اس کے بعد صلح ہوگئی لیکن کشیدگی باقی رہی ایک دن محمد حنیف نے خود سسر کے بارے میں لکھ دیا، سسر نے خود طلاق لینا چاہا۔

محمد صدیق کے بیان کے مطابق پیر صاحب غازی پور سے آئے ہوئے تھے، اس نے جا کر کہا، پیر صاحب نے اولاً محمد حنیف کو سمجھا دیا مگر وہ نہیں مانا اور سادہ کاغذ پر طلاق نامہ لکھا گیا جو پیر صاحب نے لکھا اور دو مریدوں کے دستخط کرائے، چند دن بعد محمد صدیق بچوں کو لے کر آبائی وطن کرنیل گنج آگئے، دوسرے روز محمد حنیف بھی کلکتہ سے آگیا، آنے پر معلوم ہوا کہ حنیف نے نور افشاں بیگم کو طلاق دے دیا معلوم ہوتے ہی ایک درخواست انجمن میں دی کہ میں تقریباً بالکل اَن پڑھ ہوں اور حقیقت بھی یہی ہے اور میرے سسر نے جبراً سادہ کاغذ پر مجھ سے انگوٹھا لگوا لئے ہیں اور کہا کہ ایک ضرورت ہے صبح کو بتلا دوں گا، اب کہتے ہیں کہ برضاء ورغبت طلاق دی ہے، لہٰذا انجمن فیصلہ کرے انجمن نے پیر صاحب کو بلایا، پیر صاحب بھی مشرع آدمی ہیں، قسم کھا کر کہا کہ میں نے اس کو منع کیا مگر نہ مانا اور طلاق دے دی، اور طلاق نامہ صحیح ہے، ادھر محمد حنیف بھی کلام پاک ہاتھ پر رکھ کر قسم کھاتا ہے، کہ میں نے عورت کو طلاق نہیں دیا، دھوکہ سے کاغذ پر انگوٹھا لگوایا ہے اور اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے پڑھ نہیں سکا کاغذ پر کیا لکھا گیا، زبانی طلاق مجھ سے نہیں لی گئی، نیز خود میرے سسر صاحب پیر صاحب سے مرید ہیں، اور گواہان جس کے دستخط ہیں ان میں سے ایک موجود نہ تھا، یہ سب ایک سازش کر کے میری عورت کو دوسری جگہ بٹھانا چاہتے ہیں، اِن تمام حالات میں از روئے شرع کس کی قسم کا اعتبار ہوگا طلاق نامہ کی نقل بھی ہمراہ ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر دو عادل مقبول الشہادۃ آدمی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے محمد حنیف نے اپنی بیوی کو زبان سے طلاقِ مغلظہ دی ہے، یا طلاق نامہ میں تین طلاق لکھوائی یا طلاق نامہ اس کو پڑھ کر سنایا گیا

اور اس نے سن کر سمجھ کر اس پر انگوٹھا لگایا ہے، اور اس انگوٹھا لگانے میں اس پر جبر نہیں کیا گیا ہے تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی[1] اور بغیر حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح بھی درست نہیں[2] اگر دو عادل مقبول الشہادۃ گواہ موجود نہیں یا موجود ہیں، مگر وہ زبانی طلاق کے گواہ نہیں بلکہ صرف اس بات پر گواہ ہیں کہ ہمارے سامنے کاغذ پر انگوٹھا لگایا ہے، اور اس پر طلاق بعد میں لکھی گئی ہے، یا طلاق پہلے لکھی گئی تھی مگر اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ طلاق نامہ ہے، اور اس کو پڑھ کر نہیں سنایا گیا یا اس کو معلوم تھا مگر مار پیٹ کی دھمکی دے کر زبردستی جبراً اس سے انگوٹھا لگوادیا گیا ہے تو طلاق نہیں ہوئی۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۸/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

---

[1] وإذا شهد شاهدان على رجل أنه طلق إمرأته ثلاثا وجحد الزوج والمرأة ذلک فرق بينهما لان المشهود به حرمتها عليه والحل والحرمة حق اللّٰه تعالٰى فتقبل الشهادة عليه من غير دعوى، المبسوط للسرخسی ص۱۴۷ ج۳ الجزء السادس کتاب الطلاق، باب الشهادة فی الطلاق، دار الفکر بیروت، الدر المختا مع الشامی دار الفکر ص۴۶۵ کتاب الشهادة، منحة الخالق علی هامش البحر ص۲۴۸ ج۳ کتاب الطلاق مطبوعه کوئٹه.

[2] وإن كان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتين فی الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، عالمگیری کوئٹه ص۴۷۳ ج۱ الباب السادس فی الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص۴۱۰، ۴۰۹ باب الرجعة مطلب فی العقد على المبانة، هدایه ص۳۹۹ ج۲ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مکتبه تهانوی دیوبند.

[3] رجل اكره بالضرب والحبس على ان يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته كذا فی فتاویٰ قاضی خان. عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، الفصل السادس فی الطلاق، التاتارخانیه ص۳۸۰ ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب، شامی دار الفکر ص۲۳۶ ج۳ مطلب فی الاکراه علی التوکیل بالطلاق والنکاح.

زبردستی تحریر سے طلاق

سوال :- زید اوراس کی بیوی میں مار پیٹ کا مقدمہ چلا زید پرعدالت سے بیس روپیہ جرمانہ ہوگیا زید نے عدالت بالا میں اپیل کی عدالت بالا نے زید سے فہمائش کی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے، زید نے عذر کیا، زید کے عذر پرعدالت نے دھمکی دی کہ اگر دومنٹ کے اندر فیصلہ لکھ کرداخل نہ کیا تو تم کو جیل خانہ بھیج دیا جاوے گا، زید نے اس دھمکی سے مرعوب ہوکر فیصلہ لکھوا کر دے دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اوراس نے مجھے مہر شرعی معاف کردیا تو کیا ایسی حالت میں طلاق شرعی ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں اگر زید نے زبان سے طلاق نہیں دی بلکہ محض طلاق کی تحریر دی ہے، تو شرعاً اس کی بیوی پر طلاق نہیں واقع ہوئی: **رجل اکره بالضرب والحبس علیٰ ان یکتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان فکتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا. فتاویٰ قاضی خان[1]** ص: ۳۵، ج: ۲، اگر زبان سے بھی یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی یا اپنی بیوی کو اپنی زوجیت سے آزاد کردیا تو شرعاً اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگئی: **وطلاق المکره واقع (هدایه[2]) ولوقال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً**

---

[1] فتاویٰ قاضی خان ص: ۴۷۲، ج: ۱، فصل فی الطلاق بالکتابة، شامی دار الفکر بیروت ص ۲۳۶ ج ۳ مطلب فی الاکراه علی التوکیل بالطلاق والنکاح التاتارخانیة ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب مکتبه ادارة القرآن کراچی.

[2] هدایه ص: ۳۵۸، ج: ۲، کتاب الطلاق، مکتبه تهانوی دیوبند، مجمع الأنهر ص ۸ ج ۲ کتاب الطلاق طبع دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۳ کتاب الطلاق فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع.

بالطلاق و ان لم یکتب شامی[۱] ص: ۷۰۳، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن صحیح: عبداللطیف عفی عنہ ۱۰/۳/۵۲ھ

تحریری طلاق کی ایک صورت

سوال: - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین متین در بارۂ طلاق جو کہ بطریق مندرجۂ ذیل بذریعہ تحریر مورخہ یکم اگست ۱۹۳۸ء کو دی گئی نقل تحریر۔

''بنام فلاں دختر فلاں تمہارے برخلاف کوئی الزام نہیں ہے، چونکہ میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ میں تمہیں خوش نہیں رکھ سکتا، اس لئے میں تمہیں بذریعہ اس تحریر کے طلاق دیتا ہوں تم اور تمہارے والد راضی ہو گئے ہو کہ حق مہر میرے حق میں چھوڑ دیا گیا ہے، مورخہ یکم اگست مندرجۂ ذیل بالا خط کا جواب ۵/اگست کو لڑکی کے باپ کی طرف سے بذریعہ تحریر ملا، ذیل میں درج ہے۔''

''واضح رہے کہ میری لڑکی نے مہر معاف نہیں کیا ہے، تمہارا طلاق نامہ مورخہ یکم اگست موصول ہو چکا ہے، (نوٹ) یکم اگست والا خط اس وقت لکھا گیا کہ جب لڑکی خاوند کے پاس موجود نہیں تھی، اور لڑکی کا خاوند اس کو خود بخود بخوشی وخرمی باہمی اس کی والدہ کے پاس بغرض تبدیل آب وہوا پہنچانے کو اپنے ہمراہ لے کر آیا تھا، اور لڑکی اب تک خاوند کے پاس واپس نہیں آئی۔''

(۱) آپ فرمائیں آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کونسی قسم آیا، احسن یا حسن یا بدعت، اگر

---

[۱] شامی کراچی ص: ۲۴۶، ج: ۳، قبیل باب الصریح، شامی نعمانیہ ص: ۴۲۹، ج: ۲، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۳ ج ۱ فصل فیمن یقع طلاقہ وفیمن لا یقع، التاتارخانیۃ ص ۳۷۹ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب مطبع کراچی.

طلاق احسن ہے، تو خاوند اب طلاق کو واپس لے سکتا ہے، اور لڑکی اگر آنے سے انکار کرے بذریعۂ عدالت اس کو اپنے مکان میں لانے کی چارہ جوئی کرسکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں۔

(۲) لڑکی کا باپ کہاں تک حق بجانب ہے، جب کہ وہ طلاق کو تسلیم کرتا ہے لیکن مہر کے چھوڑنے سے انکاری ہے، حالاں کہ طلاق اور مہر کی معافی دونوں ایک ہی خط میں ایک ہی وقت میں لکھے گئے ہیں دونوں باتوں کا بیان یعنی طلاق معافیٔ مہر کا بیک وقت خاوند کی طرف سے حوالہ تحریر کرنا اس امر کی کھلی ہوئی دلیل ہے، کہ یکم اگست کو جو خط لکھا گیا ہے، وہ طرفین کے باہمی فیصلے اور طے شدہ امر کا نتیجہ ہے۔

تنقیحات

(۱) لڑکی بالغہ ہے یا نابالغہ۔

(۲) مدخولہ ہے یا غیر مدخولہ

(۳) کیا لڑکی نے اپنے باپ کو طلاق لینے اور مہر معاف کرنے کا وکیل یا مختار بنایا ہے۔

(۴) طرفین کے باہمی فیصلہ اور طے شدہ امر کو انہی کے الفاظ میں تحریر کیا جائے۔

(۵) لفظ ''طلاق دیتا ہوں'' کا استعمال حال میں ہے یا مستقبل میں اور اس سے شوہر کی نیت حال کی ہے، یا بطور وعدہ استقبال کی۔

(۶) لفظ مذکورہ سے شوہر نے ایک طلاق کی نیت کی ہے، یا زیادہ یعنی دو یا تین کی امور مذکورہ کے جواب پر اصل سوال کا جواب موقوف ہے۔

از دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب من جانب سائل

(۱) لڑکی بالغہ ہے۔

(۲) مدخولہ ہے۔

(۳) معلوم نہیں ہے لیکن آپ برائے مہربانی (الف) باپ کو مختار اور وکیل کردینے اور (ب) باپ کو مختار اور وکیل نہ کردینے دونوں حالت میں جواب مرحمت فرمادیں۔

(۴) طے شدہ امر ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا، ممکن ہے کہ لڑکی کا باپ اس قسم کے گواہ پیدا کرے، کہ طلاق زبانی بھی دی گئی تھی، اور مہر کا کوئی ذکر نہیں آیا تھا، اور نہ لڑکی نے مہر معاف کیا تھا، یہ گواہ ضرور بناوٹی ہوں گے، تحریری خط کو جھوٹے گواہوں پر آپ فرماویں کہ کہانتک فوقیت ہوگی۔

(۵) اس سے دونوں شکلیں نکلتی ہیں، یعنی حال اور مستقبل بھی براہ مہربانی دونوں حالتوں میں جواب دیں۔

(۶) شوہر کی نیت تین طلاق کے دینے کی تھی۔ معرفت مولانا منظور احمد صاحب

الجواب حامداً ومصلياً

شوہر کے یہ الفاظ ’’میں تمہیں بذریعہ اس تحریر کے طلاق دیتا ہوں‘‘ بظاہر موجب طلاق ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حال ہی کے لئے مستعمل ہیں کیوں کہ مہر چھوڑ دینے کا ذکر صیغۂ ماضی سے کیا ہے، پس اگر حال ہی کا ارادہ کیا ہے تو طلاق واقع ہوگئی یہاں استقبال کا احتمال بھی ضرور ہے، کیوں کہ یہ الفاظ بطور وعدہ مستقبل کے لئے بھی مستعمل ہوتے ہیں اور محض وعدہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، اگر واقعۃً شوہر کی نیت تین طلاق کے دینے کی تھی اور الفاظ مذکورہ سے نیت کر کے تین طلاق بیک لفظ واقع کر چکا ہے، تو یہ طلاق رجعی ہوئی یعنی اس میں عدت کے اندر رجعت جائز ہے، اس کی نیت کا شرعاً اعتبار نہیں اور بغیر حلالہ دوبارہ نکاح میں رکھ سکتا ہے، اور بعد عدت نکاح درست ہے۔

رہا مہر کی معافی کا قصہ سواس کے لئے شوہر کے پاس گواہ ہوں یا عورت خود اقرار کرے یا عورت کا باپ وغیرہ جو کہ عورت کی طرف سے مہر معاف کرنے کا وکیل ہو وہ اقرار کرے تب معاف ہوگا، صرف شوہر کی تحریر یکم اگست ۱۹۳۸ء کے الفاظ سے معاف نہیں ہوسکتا، اس لئے تنقیح میں (۴) کو دریافت کیا گیا تھا، اگر عورت نے اپنے باپ کو مہر معاف کرنے کا وکیل یا مختار نہیں بنایا، تو باپ

کے معاف کرنے سے بھی معاف نہ ہوگا: وفی المحیط لو قال بالعربية: اطلق لایکون طلاقاً الا اذا غلب استعماله للحال فیکون طلاقاً. عالمگیری[1] ص: ۴۷، ج: ۲، صریحه مالم یستعمل الافیه کطلقتک وانت طالق ومطلقة ویقع بها واحدة رجعیة وان نویٰ خلافها اولم ینو شیئاً درمختار[2] ص: ۲۶۳، ج: ۲، الرجعة هی استدامة القائم فی العدة وتصح ان لم یطلق ثلاثاً ولو لم ترض براجعتک اوراجعت امرأتی وبما یوجب المصاهرة.

تبیین الحقائق[3] ص: ۲۵۱، ج: ۲، وینکح مبانته فی العدة وبعدها لا المبانة بالثلاث زیلعی[4] ص: ۲۵۷، ج: ۲، وصح حطها قید بحطها لان حط ابیها غیر صحیح فان کانت صغیرة فهو باطل وان کانت کبیرة توقف علیٰ اجازتها بحر ص: ۱۵۰،[5] ج: ۳. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳/۷/۵۷ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۴/رجب ۵۷ھ

---

[1] عالگمیری ص: ۳۸۴، ج: ۱، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسية، طبع کوئٹہ، شامی دار الفکر بیروت ص ۲۴۸ ج ۳ باب الصریح مطلب سن بوش یقع به الرجعی، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۵۲ ج ۳ باب الطلاق (الصریح)

[2] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۲۴۷، ج: ۳، باب الصریح شامی نعمانیہ ص: ۴۲۹، ج: ۲، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۴ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الاول فی الطلاق الصریح فتح القدیر ص ۳، ۵ ج ۴ باب ایقاع الطلاق طبع دار الفکر بیروت.

[3] تبیین الحقائق للزیلعی ص: ۲۵۱، ج: ۲، باب الرجعة، مطبوعہ ملتان، فتح القدیر ص ۱۵۹ ج ۴ باب الرجعة، طبع دار الفکر بیروت، مجمع الأنهر ص ۷۹ تا ۸۱ ج ۲ باب الرجعة، مطبع دار الکتب العلمية بیروت.

[4] تبیین للزیلعی ص: ۲۵۷، ج: ۲، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعہ ملتان، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لفظ کنایہ سے تحریری طلاق

سوال:- ایک بوڑھا پشاوری حافظ مبتلائے مرض گرمی مقیم ڈھاکہ نے سلہٹ کی ایک کمسن نوجوان عورت کے ساتھ نکاح کیا تھا، اور اس نکاح کی حالت میں چند سال کا عرصہ بھی گذرا اس عرصہ میں حافظ جی اپنے مرض دائمی کے ازالہ کیلئے علاج کراتے رہے، مگر مرض کا ازالہ نہیں ہوا، بالآخر مرض سے مجبور اور تنگ آکر اور صحت یابی سے مایوس اور لاچار ہوکر حافظ صاحب حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہوگئے، بمبئی پہنچ کر جہاز میں سوار ہوئے تو جوں جوں ان کی صحت خراب ہوتی گئی ڈاکٹر نے معائنہ کر کے ان کو جہاز سے کراچی بندرگاہ پر اتار دیا، وہاں ایک عرصہ رہ کر کلکتہ آگئے اور یہاں ایک مسجد میں امام مقرر ہوگئے، اس عرصہ تقریباً ڈیڑھ دو سال میں ان کی بیوی کو ان کے قیام کلکتہ کا علم ہوا اس نے اپنی بے چینی اور جوانی کی تکالیف خطوط کے ذریعہ لکھیں، لیکن انہوں نے اسکے حسب منشاء جواب نہیں لکھا، اخیر میں اس نے اپنی عصمت دری کا خوف ظاہر کرنے کیلئے ایک خط روانہ کیا اور اپنی عصمت اور حافظ جی کی پرہیز گاری کو بجا رکھنے کیلئے اس نے ایک خط لکھا، جس میں طلاق کی درخواست کی، اس خط کو دیکھ کر حافظ جی ڈھاکہ آگئے، اور اس کی حرکات کو بچشم خود دیکھا اور اس کو سمجھایا لیکن اس نے ایک نہ سنی اور مطالبۂ طلاق کرتی رہی، حافظ صاحب مایوس ہوکر واپس کلکتہ روانہ ہوگئے، وہاں جا کر تقریباً ایک ہفتہ میں ایک خط بیوی کو لکھا، جس کی نقل یہ ہے کہ:

(۱) میری دردمند بیوی خدا تم کو ہدایت کرے میں نے تجھ کو علم سکھایا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر محرم کے ساتھ بذریعۂ خطوط سازباز شروع کی آخر یہاں تک نوبت ہوئی کہ میرا ناک کاٹنے کے لئے تیار ہوئی کیونکہ میں بوڑھا اور مریض ہوں یہ سب تمہاری شرارت

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۴۰۹ ج۳ باب الرجعة، فتح القدير ص ۱۷۶ ج۴ فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه دار الفكر بيروت.

۵ البحر الرائق ص: ۱۵۰، ج: ۳، باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص ۳۱۳ ج۳ کتاب النکاح الفصل السابع فی المهر.

ہے، اصل یہ ہے کہ میں خدا پرست ہوں اور تم شہوت پرست اس لئے آگ اور پانی ایک ساتھ نہیں ہوسکتے، پہلے میں ان حرکات کو کمسنی پر محمول کرتا تھا، اور خیال تھا کہ سن شعور کے بعد سب درست ہوجائے گی، اس لئے ان باتوں کا خیال نہیں کیا، اب معمولی بات سے بھی مجھ کو صدمہ ہوتا ہے، جو جو تم نے کیا تم کو خود معلوم ہے، دوسری بڑی بی نے جو کچھ کیا وہ بھی تمہارے سبب سے کیوں کہ جب تک سوکن کا خیال نہ ہو میری طرف وہ بری نظر سے نہیں دیکھ سکتی تھی، جو کچھ ہوا تمہاری وجہ سے ہوا، حافظ صاحب ان تمام تحریر کا خلاصہ فرماتے ہیں کہ:

(۲) حاصلِ کلام جب تم نے مجھ کو مجبور کیا، اور تمہاری چال چلن بھی خراب ہوئی یعنی شریعت کے خلاف چلتی ہے، اس لئے بندہ خدا کے خوف کی وجہ سے تم کو آزاد کرتا ہے، اور اپنے سے کنارہ کرتا ہے، تا کہ ہم سے بہتر خصم تم کو ملے، جو بھی ڈھا کہ میرا وطن ہوگیا تھا، اور بود و باش کا ٹھکانہ تھا، مگر وہ بھی تمہاری بدولت چھوٹ گیا، میں نے وہیں تم کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا، مگر غیرت نے مجھے اجازت نہیں دی، اب میں سچا دل سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی شریف آدمی تعلیمات پرہیزگار شخص تم کو نکاح کرے تو جو میں نے دیا ہے، تم کو، تو میں تم سے ایک پیسہ کی چیز نہ لوں گا، اور ڈھا کہ میں ہو ورنہ اگر سلچر میں فیروز کے ساتھ نکاح بیٹو گی تو میں ایک تنکا نہیں دونگا فروز پر میرا شک ہے، کیونکہ اس کا لکھا ہوا لفافہ میں دیکھا ہوں اس میں سب مضمون فاسقانہ ہے، وہ میرا دشمن کا لڑکا ہے، یہ میرا کب برداشت ہوسکتا ہے۔''

اس عبارت کو لکھنے کے بعد حافظ صاحب یوں رقمطراز ہیں۔

(۳) یہ بھی خاطر جمع رکھو، جس روز تم کو آزاد کروں گا، اس روز بڑی بی بی کو بھی چھوڑ دوں گا، کسی کو نہیں رکھوں گا، چھوڑنے سے تم کو بڑی بی بی کو کچھ تکلیف نہیں ہوگی، کیونکہ ان کی مکان کے ذریعہ سے پرورش ہوگی، اور تمہاری جوانی کی برکت سے مشکل

میرا ہے، کہ ایک تو بوڑھا آدمی ہوں دوسرا دائم المرض ہوں، بے وطن ہوں، صاحب بات یہ ہے کہ جب تمہاری پرورش مجھ پر ہے ایسے ہی میری فرماں برداری تم پر واجب ہے، اگر تم تابعداری نہ کروگی تو مجھ پر بھی خرچ کی ذمہ داری نہیں، تابعداری یہ ہے کہ شریعت کے مطابق چلنا اور جہاں میں رہوں وہیں رہنا میں ایک روز بھی جدا رہنا پسند نہیں کرتا اور جب تک تم اپنا ناکح نہ بتلاؤ گی، تب تک تین طلاق نہیں دوں گا، اگر میرے ساتھ زندگی کرنا منظور ہے، تو دومہینہ میں اجازت دیتا ہوں اس کے اندر سب ٹھیک کر کے معہ نور النساء اور دونوں بی بی چلے آنا۔ الخ

اس خط کے جواب میں حافظ جی کی نوجوان بی بی نے اپنا ناکح کا نام ظاہر کیا، تو حافظ جی نے تین چار روز کے اندر ہی اس کے جواب میں نوجوان بی بی کو ایک طلاق صریح دے کر روانہ کیا، اس خط کو پا کر وہ اپنے میکے چلی گئی۔

اب سوال یہ ہے کہ واقعہ مرقومہ بالا کو پیش نظر رکھتے ہوئے حافظ جی کی اس عبارت مکتوبہ سے (حاصل کلام جب تم نے مجھ کو مجبور کیا اور تمہارا چال چلن بھی خراب ہوا یعنی شریعت کے برخلاف چلتی ہے، اس لئے بندہ خوف خدا کی وجہ سے تم کو آزاد کرتا ہے اور اپنے سے کنارہ کرتا ہے تا کہ ہم سے بہتر خصم تم کو ملے، یہ میرا کب برداشت ہوسکتا ہے) ان کی نوجوان بی بی پر کے طلاق پڑے گی، اور وہ طلاق رجعی ہوگی، یا بائن اور اس کے بعد کی ایک طلاق صریح کا کیا اثر مرتب ہوگا اور نیز حافظ صاحب کو بعد کی طلاق صریح کے بعد عدت کے اندر رجعت کا حق باقی اور حاصل ہے، یا نہیں اور حافظ جی کی یہ عبارت مزبورہ (یہ بھی خاطرہ جمع رکھو جس روز تم کو آزاد کروں گا اس روز بڑی بی بی کو بھی چھوڑ دوں گا، کسی کو نہیں رکھوں گا) عبارت سابقہ سے طلاق واقع ہونے کو مانع ہوگی، یا نہیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً

لفظ ''بندہ تم کو آزاد کرتا ہے'' ہمارے عرف میں بمنزلۂ صریح ہے اس لئے اس سے ایک طلاق

رجعی بلانیت واقع ہوجاتی ہے[۱] (جہاں کا عرف اس کے خلاف ہو وہاں یہ حکم نہ ہوگا، بلکہ نیت پر طلاق موقوف رہے گی، بغیر نیت واقع نہ ہوگی، اور نیت سے بائن واقع ہوگی[۲] اور حق رجعت باقی نہ رہے گا) پھر اگر تحریر شوہر ہی کی لکھی ہوئی ہے، اور اس کا اقرار کرتا ہے تو اس سے دوسری طلاق واقع ہوگئی[۳] بشرطیکہ عدت کے اندر طلاق صریح دی ہو اور خلوت صحیحہ یا جماع کی نوبت آچکی ہو، ورنہ پہلی طلاق سے بائن ہوگئی دوسری طلاق لغو ہوگئی کیوں کہ عدت کے بعد محل باقی نہیں رہا، اور غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائن ہوجاتی ہے: **الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدّة رد المحتار**[۴] ص: ۶۴۵، ج: ۲، وہاں کا عرف دیکھا جاوے اگر پہلا لفظ صریح نہیں ہے، اور شوہر نے نیت بھی نہیں کی تو صرف بعد کی طلاق صریح بذریعہ تحریر رجعی واقع ہوئی ہے، اور عدت کے اندر رجعت کا اختیار حاصل ہے: **ولو کتب علیٰ وجه الرّسالة والخطاب کان یکتب یا فلانة اذا اتاک کتابی هٰذا فانت طالق طلقت بوصول الکتاب جوهرة درمختار**[۵] ص: ۵۷۹، ج: ۲، **و اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله**

---

۱ والصریح یعقب الرجعة ولا یفتقر الی النیة، فتح القدیر ص۳، ۵ باب ایقاع الطلاق مطبوعه دار الفکر بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۰ ج۳ باب الطلاق الصریح مجمع الأنهر ص ۱۱ ج۲ باب ایقاع الطلاق مطبوعه بیروت.

۲ وبقیة الکنایات إذا نوی بها الطلاق کانت واحدة بائنةً ...... وهذا مثل قوله انت بائن الی قوله وأنت حرة وأعتقتک مثل أنت حرة ...... لأنها تحتمل الطلاق وغیره فلا بد من النیة، فتح القدیر ص ۶۴،۶۳ ج۴ فصل فی الطلاق قبل الدخول، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۱ ج۳ باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۶ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

۳ رجل استکتب من رجل آخر إلی امرأته کتاباً بطلاقها وقرأه علی الزوج وأقر الزوج أنه کتابه فإن الطلاق یقع علیها (هندیه کوئٹه ص ۳۷۸ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة شامی زکریا ص ۴۵۶ ج۴ مطلب فی الطلاق بالکتابة.

۴ شامی کراچی ص: ۳۰۶، ج: ۳، مطلب الصریح یلحق الصریح. شامی نعمانیه ص: ۴۶۹، ج: ۲، باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، زیلعی ص ۲۱۹ ج۲ باب الکنایات مطبوعه امدادیه ملتان.

۵ شامی کراچی ص ۲۴۶ ج۳، مطلب فی الطلاق بالکتابة ص ۴۲۸ ج۲، نعمانیه کتاب الطلاق، خانیه علی هامش الهندیة ص ۴۷۱ ج ۱ فصل فی الطلاق بالکتابة، (بقیہ آئندہ پر)

ان یراجعها فی عدتها رضیت بذٰلک اولم ترض لقوله تعالٰی فامسکوا هن بمعروف من غیر فصل ولا بدمن قیام العدّة لان الرجعة استدامة الملک الا تری انه سمی امساکاً وهو الا بقاء وانما یتحقق الاستدامة فی العدة لانه لا ملک بعد انقضائها. هدایة[1] ص: ۳۷۴، ج: ۲.

اگر پہلا لفظ صریح ہے تو عبارت مذکورہ (یہ بھی خاطر جمع رکھو جس روز تم کو آزاد کروں گا الخ) کا کوئی اثر نہیں پڑے گا، پہلی طلاق واقع ہوگئی، اگر صریح نہیں بلکہ کنایہ ہے اور اس سے نیت طلاق کی کی ہے تب بھی طلاق بائن واقع ہوگئی، عبارت مزبورہ کا کوئی اثر نہیں، اگر کنارہ ہونے کی حالت میں نیت نہیں کی تو اس عدم نیت کے لئے عبارت مزبورہ قرینہ بن جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔

دوسرا لفظ ''اپنے سے کنارہ کرتا ہے'' یہ کنایہ ہے نیت پر موقوف ہے، اگر نیت کی ہے تو اس سے طلاق واقع ہوگی اور بائن ہوگی ورنہ نہیں[2]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) طبع کوئٹہ، تاتارخانیہ کراچی ص۳۷۸ ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب.

(حاشیہ صفحہ ھٰذا) [1] هدایه ص: ۳۷۴، ج: ۲، باب الرجعة، مطبوعه مکتبه تهانوی دیوبند، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة وفیما تحل به المطلقة وما یتصل به، زیلعی ص ۲۵۱ ج۲ باب الرجعة مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] وبقیة الکنایات إذا نوی بها الطلاق کانت واحدة بائنةً وان نوی ثلاثا کانت ثلاثاً وان نوی ثنتین کانت واحدةً وهذا مثل قوله انت بائن وبتة ...... لانها تحتمل الطلاق وغیره فلا بدّ من النیة قال إلا أن یکون فی حالة مذاکرة الطلاق وهو حال سؤالها الطلاق أو سؤال أجنبی فیقع بها الطلاق فی القضاء، فتح القدیر ص۶۴، ۶۳ ج۴ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دار الفکر بیروت، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص۲۹۷، ۲۹۶ ج۳ باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

[3] لا یلحق البائن البائن المراد بالبائن الذی لا یلحق هو ما کان بلفظ الکنایة لانه هو الذی لیس ظاهراً فی انشاء الطلاق، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص۳۸۸ ج۳ باب الکنایات مطلب الصریح یلحق الصریح والبائن، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

[4] الصریح یلحق الصریح والبائن، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص۳۰۶ ج۳ باب الکنایات عالمگیری کوئٹه ص۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات زیلعی ص ۲۱۹ ج۲ باب الکنایات مطبوعه امدادیه ملتان.

خلاصہ تمام جواب کا یہ ہے کہ اگر پہلے دونوں لفظوں میں کسی سے طلاق بائن واقع ہوگئی ہے تو دوسرے لفظ کنایہ سے واقع نہ ہوگی[۳] طلاق صریح واقع ہوجائے گی[۴] اگر پہلے لفظ سے صریح واقع ہوئی ہے اور دوسرے سے بائن تو تیسری طلاق صریح بھی واقع ہوکر مغلظہ ہوجائے گی، اگر پہلے دونوں لفظوں سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی دوسرے سے کچھ نہیں تو تیسری بھی صریح واقع ہوجائے گی، صرف اخیر کی دونوں صورتوں میں عدت کے اندر رجعت کا حق حاصل ہے۔

یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب کہ زوجہ کے مطالبہ کے جواب میں یہ خط نہ ہوا گر مطالبۂ زوجہ کے جواب میں یہ خط ہوتو پہلے لفظ سے صریح واقع ہوگئی، اگر وہاں کے عرف میں صریح ہے اوردوسرے سے بائن ورنہ پہلے ہی لفظ سے قضاءً بائن ہوجائے گی نیت کی بھی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ مذاکرۂ طلاق کے وقت نیت کی ایسے الفاظ میں حاجت نہیں ہوتی۔ **ونحو اعتدی واستبرئ رحمک انت واحدة انت حرة اختاری امرک بیدک سرحتک فارقتک لا یحتمل السب والرد (الیٰ ان قال) وفی مذاکرة الطلاق یتوقف الاول فقط ویقع بالاخیرین وان لم ینو. درمختار[۱] ص: ۴۶۵، ج: ۲، علی رد المحتار.**

وفی حال مذاکرة الطلاق لم یصدق فیما یصلح جواباً ولا یصلح ردا فی القضاء هدایه[۲] ص: ۳۵۴، ج: ۲. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۵/ شعبان ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[۱] شامی کراچی ص ۳۰۰، ۳۰۱، ج۳، مطلب لااعتبار بالاعراب هنا. شامی نعمانیه ص: ۴۶۵، ج: ۲، باب الکنایات، زیلعی ص ۲۱۵، ۲۱۷ ج ۲ باب الکنایات مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] هدایه ص ۳۵۴ ج ۲، کتاب الطلا، مطبوعه مجتبائی، مجمع الأنهر ص ۳۸ ج ۲ باب ایقاع الطلاق الفصل الخامس فی الکنایات فتح القدیر ص ۶۵، ۶۴ ج ۴ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دار الفکر بیروت.

لفظ آزاد سے طلاق تحریری

سوال:- ایک خط لکھا دل میں تو یہ خیال کہ میں طلاق دے چکا ہوں، اور عبارت میں تحریر کیا کہ میں ہر چند سمجھایا مگر اس کو ایک کا بھی اثر نہ ہوا اب میں خوشی سے اس کو تین دفعہ آزاد کر چکا ہوں جو اس کی مرضی چاہے کرے میرے ذمہ کوئی اس کا بوجھ بار نہ ہوگا، اور نہ میرے ذمہ کوئی اس کا فرض باقی رہا۔ اب یہ طلاق ہوگئی یا نہیں خلاصہ طور سے اس مسئلہ کے جواب سے مطلع فرمائیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ شخص اس تحریر کا اقرار کرتا ہے تو شرعاً تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی[۱] اب بغیر حلالہ کے رکھنا درست نہیں ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

صحیح: عبد اللطیف ۸؍ شوال ۵۷ھ

تحریر سے طلاق

سوال:- ایک خط اس کے خاوند نے بند لفافہ بھیجا تھا اور اس نے خود اپنی زبان سے اقرار کیا

---

[۱] اقر الزوج انه كتابه فان الطلاق يقع عليها (عالمگيرى ملخصاً ص: ۳۷۹، ج: ۱،) التاتارخانية ص ۳۸۰ ج۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتاب مطبوعه ادارة القرآن كراچى، شامى زكريا ص ۴۵٦ ج۴ مطلب فى الطلاق بالكتابة، بخلاف فارسية قوله سرحتک وهو "رهاكردم" لانه صار صريحاً فى العرف الى قولهٖ ثم فرق بينه وبين سرحتک فان سرحتک كناية لكنه فى عرف الفرس غلب استعماله فى الصريح فاذا قال رهاكردم اى سرحتک يقع به الرجعى مع ان اصله كناية ايضاً وماذاک الّا لانه غلب فى عرف الفرس استعماله فى الطلاق. شامى كراچى ص: ۲۹۹، ج:۳، باب الكنايات، شامى نعمانيه ص: ۴٦۴، ج: ۲.

[۲] ان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً وتدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها كذا فى هداية. عالمگيرى كوئٹه ص: ۴۷۳، ج: ۱، الباب السادس فى الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص ۴۱۰، ۴۰۹ ج۳ مطلب فى العقد على المبانة هدايه ص ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة مكتبۂ تهانوى ديوبند.

کہ یہ خط میں نے بھیجا تھا، مگر جب اس پر مہر کا دعویٰ کیا گیا، عدالت میں خط سے منکر ہوگیا، نقل خط مع جواب مدرسہ دارالعلوم دیوبند ہمراہ سوال ہٰذا منسلک ہے، جواب باصواب سے مطلع فرمادیں۔

فقط والسلام مرسلہ بابراز جگادری

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر خاوند اس تحریر کا اقرار کرتا ہے یا اس بات کے اوپر کم ازکم دو عادل گواہ ہیں، کہ یہ تحریر اسی کی ہے یا اس بات پر گواہ موجود ہیں کہ اس نے اس تحریر کا اقرار کیا ہے، تو عورت پر طلاق واقع ہوگئی[1] اگر ان میں سے کوئی بات نہیں تو قضاءً طلاق واقع نہ ہوگی، اگر عورت کے سامنے اقرار کیا ہے، یا کم ازکم ایک عادل شخص نے عورت کے سامنے اقرار کی شہادت دی ہے اور عورت کو اس کا اعتبار ہے تو دیانۃً طلاق واقع ہوگئی،[2] اگرچہ قضاءً طلاق کا واقع ہونا شوہر کے اقرار یا دو گواہوں پر موقوف ہے[3]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱/۱۲/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱ ذی الحجہ ۵۷ھ

---

[1] وإذا شهد شاهدان على رجل أنه طلق امرأته ثلاثا وجحد الزوج والمرأة ذلک فرق بينهما لأن المشهود به حرمتها عليه والحل الحرمة حق اللّٰه تعالیٰ فتقبل الشهادة عليه من غير دعوى المبسوط للسرخسی ص۱۴۷ ج۳ الجزء السادس كتاب الطلاق باب الشهادة فی الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص۴۶۵ ج۵ كتاب الشهادة.

[2] والمرأة كالقاضی لايحل لها ان تمكنه اذا سمعت منه ذلک او شهد به شاهد عدل عندها. عالمگیری، الباب الثانی فی ايقاع الطلاق ص: ۳۵۴، ج: ۱، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۷ باب الطلاق الصريح شامی زكريا ص۴۶۳ ج۴ باب الصريح مطلب فی قول البحر أن الصريح يحتاج فی وقوعه ديانة إلى النية.

[3] والطريق فيما يرجع إلى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوى والحجة وهما إما البينة أو الاقرار الخ، شامی دار الفكر ص۳۵۴ ج۵ كتاب القضاء مطلب الحكم الفعلی، **(بقيه اگلے صفحه پر)**

تحریری طلاق

سوال:-زید بعد نماز تراویح مکان پرآ کر لیٹ گیا بعد ازاں ہندہ لڑکے کولے کرآئی اور زید کے پلنگ پر لٹا دیا لڑکا رونے لگا زید نیند سے بیدار ہو گیا زید نے ہندہ سے کہا کہ لڑکے کو دیکھو بہت پریشان کئے ہوئے ہے، زید نے لڑکے کو خاموش کرنے کی کوشش کی لیکن لڑکا خاموش نہ ہوا اس کے بعد زید نے ہندہ کو بلایا اور لڑکے کو لے جانے کے لئے کہا اور کہا کہ خاموش نہیں ہوتا، اس پر ہندہ نے کہا کہ آپ کو دیکھنا ہوگا، زید نے متعدد بار لے جانے کو کہا جس پر ہندہ نے یہی کہا کہ آپ ہی کو دیکھنا ہوگا، اس پر زید نے کہا لڑکے کو لے جاؤ اس نے انکار کیا زید نیند کے غلبہ کی وجہ سے غصہ ہوا اور طمانچہ مارا اور چارپائی سے اتار دیا اسکے بعد ہندہ خوب روئی اور لڑکا سو گیا، جب صبح ہوئی یعنی تقریباً ۹؍بجے زید بازار جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ہندہ نے زید کا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگی کہ میری فرصت کر کے جاؤ، زید نے کہا کہ رات کے گذرے ہوئے واقعہ کو مت یاد کرو یہ بیکار بات ہے، لیکن وہ نہ مانی زید نے کہا اپنے والدین کو بلاؤ ان کی موجودگی اچھی ہے، ہندہ نے کہا کہ بغیر فرصت جانا مشکل ہے، زید بازار جانا چاہتا ہے ہندہ نے دامن نہیں چھوڑا اور فرصت کا تقاضہ کرتی رہی، اور کہا کہ مہر معاف کرتی ہوں طلاق دیدو زید نے پڑوس عورت سے پوچھا کہ ہندہ کیا کہہ رہی ہے پڑوسن عورت نے کہا کہ وہ ہندہ کہتی ہے کہ میں مہر معاف کرتی ہوں طلاق دے دو اس کے بعد زید نے یہ مضمون لکھا میں نے بغیر اپنے والدین کی اجازت اپنی بیوی کو طلاق دیا، ۲؍۹؍۴۳ء زید نے یہ مضمون ہندہ کو دیا اس کے بعد ہندہ نے کہا کہ میں منہ دکھاتی میں چھڑا لیتی ہوں اس نے دیدیا، اور کہا جو تمہاری چیز ہے لے لو لینے کے بعد ہندہ نے کہا کہ لڑکے کے لئے کیا کہتے ہو، زید نے کہا تمہاری خوشی تم لے جاؤ، یا چھوڑ دو ہندہ لڑکا لے گئی۔

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا اوغيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية رجلان اورجل وامرأتان. الدر مع الشامي كراچی ص: ۴۶۵، ج: ۵، شامي نعمانيه ص: ۳۷۲، ج: ۴، كتاب الشهادت، هدايه ص ۱۵۵، ۱۵۴ ج ۳ كتاب الشهادات مطبوعه مكتبه تهانوى ديوبند.

نــــوٹ:— ہندہ حالت حمل میں ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی تو طلاق کی کونسی قسم۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید نے جو الفاظ لکھ دیئے ہیں، اگر وہ بیوی کے سامنے نہیں لکھے، یا لکھ کر اس کو سنا دیئے تو ان سے طلاق رجعی واقع ہوئی ہے[1] اس کا حکم یہ ہے کہ عدت میں رجعت درست ہے[2] اور بعد عدت برضاء طرفین دوبارہ نکاح درست ہے[3]، حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، اگر طلاق اس شرط پر دی کہ ہندہ مہر معاف کردے اور مہر کی معافی کو طلاق کا عوض قرار دیا ہے، تو طلاق بائن ہوئی[4] اس صورت میں شوہر کو رجعت کا اختیار نہیں البتہ اگر طرفین رضامند ہوجائیں تو دوبارہ نکاح صحیح ہے، خواہ عدت

---

[1] ان كتب على وجه المرسوم ولم يعلقه بشرط بان كتب أما بعد يا فلانة فأنت طالق وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ الطلاق بلا فصل لما ذكرنا أن كتابة قوله أنت طالق على طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها، بدائع الصنائع كراچی ص ۱۰۹ ج۳ فصل وأما النوع الثانی فهو ان يكتب، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۸ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة، تاتارخانية ص ۳۷۷ ج۳ الفصل السادس فی ايقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

[2] إذا طلق الرجل إمرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها فی عدتها كذا فی الهداية، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة، مجمع الأنهر ص ۸۰ ج ۲ كتاب الطلاق باب الرجعة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[3] وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، تاتارخانية ص ۶۰۲ ج۳ الفصل الثانی والعشرون فی مسائل الرجعة مطبوعه ادارة القرآن كراچی، الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص ۴۰۹ ج۳ باب الرجعة مطلب فی العقد على المبانة النهر الفائق ص ۴۲۰ ج ۲ باب الرجعة، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

[4] ان طلقها على مال فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال وكان الطلاق بائنا. كذا فی الهداية. عالمگیری ص: ۴۹۵، ج: ۱، الفصل الثالث فی الطلاق على المال، إذا أبرأت المرأة زوجها عمالها عليه على أن يطلقها ففعل جاز ذلك فجازت البراءة وكان الطلاق بائنا، تاترخانية ص ۴۵۳ ج۳ الفصل الخامس عشر فی ايقاع الطلاق بالمال، مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

میں کریں، یا بعد عدت یہ سب کچھ اس وقت ہے کہ زید کو اپنی تحریر کا اقرار ہو، اگر زید انکار کر دے اور کہہ دے کہ یہ تحریر میں نے نہیں لکھی تو کسی قسم کی طلاق نہ ہوگی، جب تک اس امر کا شرعی ثبوت نہ ہو کہ یہ تحریر زید کی ہے۔ کذا فی الہندیہ[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷ / شوال ۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷ / شوال ۶۲ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷ / شوال ۶۲ھ

تحریری طلاق

سوال:- زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو بہ نیتِ طلاق لکھ کر یہ تحریر دی کہ اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں، ایک مولوی صاحب نے کہہ دیا کہ اس سے طلاق بائن پڑ گئی، اور دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے ان ہی مولوی صاحب نے ہندہ کو رضامندی سے زید کے باپ اور ماں اور بہن کی موجودگی میں زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح کر دیا، اس پر ہندہ کے ماموں نے کہا کہ یہ نکاح نہیں ہوا، ہندہ بالغہ ہے پہلے ہی سے، تو ہندہ کا نکاحِ ثانی درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بیوی کے سامنے تحریر لکھ کر طلاق دی جائے اور زبان سے نہ کہا جائے، تو طلاق ہی واقع نہیں ہوتی[2]، بیوی کی عدمِ موجودگی میں لکھ کر بھیجنے سے طلاق ہو جاتی ہے،[3] پہلا نکاح جسکے ساتھ ہوا

---

[1] كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق اذا لم يقر انه كتابه كذا في المحيط. عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، الطلاق بالكتابة، شامي دار الفكر ص۲۴۷ ج۳ كتاب الطلاق مطلب في الطلاق بالكتابة، تاتارخانية ص ۳۸۰ ج۳ الفصل السادس في ايقاع الطلاق بالكتاب مطبوعه ادارة القرآن كراچی. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تھا، اس کے ساتھ دوسرا نکاح ہوا اور لڑکی بالغہ ہے، تو دوبارہ نکاح کیلئے باپ کی اجازت لازم نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ علم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱/۱/ ۸۸ھ

تحریری طلاق

سوال:۔ شفیق احمد عرف لسّہ نے یہ مضمون اپنی بیوی کے والد کے نام ارسال کیا، اس خط کو لسّہ نے لکھا امتیاز خاں کو:۔

’’میں فرض کرتا ہوں کہ میں آپ کے یہاں گیا تھا، بلانے کیلئے اس لڑکی کو جس میں جواب غلط ملا کہ میں نہیں جانتی، لڑکی کا باپ اور بھائی جانے میں بھی دوبارہ گیا، پھر بھی کچھ جواب نہیں ملا، اس لئے میرا بھی جواب ہے کہ اس کو نہیں رکھیں گے، امتیاز کی لڑکی شکیلہ کو طلاق دیا اس لئے میری طرف سے اس کو جواب ہوا، میں دیا طلاق (۲) میں دیا طلاق (۳) میں دیا طلاق‘‘ دستخط شفیق احمد عرف لسّہ ۲۷/ جولائی ۱۹۶۶ء

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۲؎ إیماء الأخرس وكتابته كالبيان باللسان بخلاف معتقل اللسان وفى الشامى لكن فـى الدر المنتقى عن الاشباه أنه فى حق الأخرس يشترط أن يكون معنوناً وإن لم يكن لغائب وظاهره أن الـمـعـنـون مـن الناطق الحاضر غير معتبر، شامى دار الفكر ص۷۳۷ ج۶ مسال شتىٰ الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا. قاضى خان ص: ۴۷۲، ج: ۱، فصل فى الطلاق بالكتابة، مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۴۶ ج۳ كتاب الطلاق.

۳؎ إن كتـب عـلى وجه المرسوم (أى على وجه الرسالة مصدراً او معنوناً) ولم يعلقه بشرط بأن كتب أمـا بعد يا فلانة فانت طالق وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ الطلاق بلا فصل لما ذكرنا ان كتابة قوله انت طـالـق عـلـى طـريـق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها، بدائع الصنائع كراچى ص ۱۰۹ ج۳ فصل واما النوع الثـانـى فهـو ان يـكتب، عالمگيرى كوئٹه ص۳۷۸ ج ۱ الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة، شامى دار الـفـكـر ص ۲۴۶ ج۳ مـطـلـب فى الطلاق بالكتابة، تاتارخانية ص۳۷۷ ج۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتاب مطبوعه كراچى.

اس خط کو لے کر ۱۵/۲۰/لوگوں کے ساتھ لڑکی کے والد امتیاز خاں لسہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کہ یہ خط تمہارا ہے؟ اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے بھیجا ہے، لہٰذا پنچایت بلائی گئی، پنچایت میں لسہ نے صاف انکار کر دیا، اور کہا میرا خط نہیں ہے، اور نہ میں نے بھیجا ہے، پہلے جو میں نے اقرار کیا وہ ڈر اور خوف کی وجہ سے کر دیا تھا، پنچایت نے اسی وقت ایک تحریر لکھوائی، دونوں کو ملا کر دیکھا تو دونوں تحریریں ایک نہیں معلوم ہوئیں، بغرضِ ملاحظہ دونوں تحریریں ارسال ہیں، ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟ اگر طلاق پڑی تو کونسی؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو تحریر آپ نے اس سوال میں نقل کی ہے اور اس کا اقرار شفیق احمد نے ایک مجلس کے سامنے کیا ہے، حالانکہ اس وقت شفیق احمد کو اقرار کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا تھا، بلکہ اس سے صرف دریافت کیا گیا تھا، اس تحریر کی رو سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب اس کے انکار کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔[1]

دو پرچے چونکہ ہندی میں ہیں ہم ان کو نہیں سمجھتے، فتویٰ کے ساتھ وہ بھی واپس ہیں

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۶/۵/۴ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۶/۵/۴ھ

طلاق بذریعہ تحریر

سوال:- اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو بذریعۂ تحریر طلاق دیدے تو ہوجاتی ہے، یا نہیں اور اس میں کیا کچھ اختلاف ہے، اور یہ مسئلہ کس کتاب میں ملے گا؟

[1] ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث بها اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه ، شامی زکریا ،ص۴۶۵/ج۴/ مطبوعه کراچی، ج۳/ص ۲۴۷/ كتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالكتابة، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة، تاتارخانیه کراچی ص ۳۸۰ ج ۳ إيقاع الطلاق بالكتاب.

الجواب حامداً ومصلیاً

تحریر سے بھی طلاق ہوجاتی ہے، مگر اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے: **الکتابة علیٰ نوعین مرسومة وغیر موسومة ونعنی بالمرسومة ان یکون مصدراً ومعنوناً مثل یکتب الیٰ غائب وغیر المرسومة ان لا یکون مصدراً ومعنوناً وھو علیٰ وجھین مستبینة وغیر مستبینة فالمستبینة مایکتب علی الصحیفة والحائط والارض علیٰ وجہ یمکن فھمه وقراتہٗ وغیر المستبینة مایکتب علی الھواء والماء شئٌ لا یمکن فھمه وقراته ففی غیر المستبینة لا یقع الطلاق وان نوی وان کانت مستبینة لکنھا غیر مرسومة ان نوی الطلاق یقع والا لا وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینوا اھـ.** فتاویٰ قاضی[1] خاں مصری ج:۱، ص:۶۶۱، وغیر کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۷/۷/۶۱ھ

بددلی سے تحریر طلاق

سوال:- زید اور ہندہ میاں بیوی تھے دو بچے بھی پیدا ہوئے چند سال کے بعد دونوں کے سرپرستوں میں زبردست اختلاف پیدا ہوگیا، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ زید نے اپنے والدین کے مجبور کرنے سے نہایت بددلی کے ساتھ ہندہ کو طلاق قطعی (تین طلاقیں) دیدی اور ہندہ نے بھی والدین کے جبر کرنے پر زید سے طلاق لے لی، نان نفقہ ومہر معاف کردیا، یہ طلاق نامہ اور نان نفقہ ومہر کی معافی باضابطہ سرکاری اسٹامپ پر تحریر ہوئے اور زید وہندہ نے اپنے نشانِ انگوٹھا لگادیئے اس کے چار ماہ بعد زید اور ہندہ کہنے لگے ہم سے زبردستی طلاق دلائی گئی، ہم میاں بیوی کی طرح رہیں

[1] فتاویٰ قاضی خاں ص: ۱۷۴، ج: ۱، الطلاق بالکتابة. عالمگیری کوئٹہ ص: ۳۷۸، ج: ۱، شامی کراچی ص: ۲۴۶، ج: ۳، شامی نعمانیہ ص: ۴۲۸، ج: ۲، قبیل باب الصریح.

گے، اب سوال یہ ہے کہ کیا طلاق واقع ہوگئی اگر نہیں ہوئی تو کیا دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تین طلاق زبانی بھی دی ہے تو طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی اب بغیر حلالہ کے دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے، حلالہ یہ ہے کہ اس تین طلاق کی عدت (تین حیض) ختم ہونے پر ہندہ دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح کرلے وہ ہم بستری کرنے کے بعد مرجائے یا طلاق دیدے تو اسکی عدت پوری ہونے کے بعد ہندہ کا زید سے دوبارہ نکاح درست ہوسکتا ہے، اس سے پہلے کوئی صورت نہیں[1] اگر تین طلاق زبانی نہیں دی صرف بڑوں کے اصرار سے بددلی کے ساتھ انکی دلجوئی اور خاطرداری کیلئے دستخط کئے ہیں، تب بھی یہی حکم ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۸۵ھ

تحریر سے بلا اقرار وشہادت طلاق نہیں ہوتی

سوال:- یہ ہے کہ مسمّٰی محمد عمر کی شادی عبدالستار کی شکیلہ سے ہوئی تھی، مسماۃ شکیلہ محمد عمر کے یہاں رہتی رہی، ایک مرتبہ باپ کے گھر آئی تو عبدالستار نے بالکل روک لیا، اور یہ بات اڑادی کہ محمد عمر نے طلاق کا پرچہ روانہ کردیا ہے، پنچایت ہوئی سب کو بلایا، مگر محمد عمر حاضر ہوا لیکن عبدالستار

---

[1] ان كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحاً وتدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۷۳ ج ۱ مطلب في العقد على المبانة، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، مكتبه تهانوی ديوبند.

[2] رجل استكتب من رجل اٰخر الى امرأته كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به الى امرأته فاتاها الكتاب واقر الزوج انه كتابه فان الطلاق يقع عليها. عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة، شامی زکریا ص ۴۵۶ ج ۴ مطلب في الطلاق بالكتابة، التاتارخانية ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس في ايقاع الطلاق بالكتاب مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

حاضر نہیں ہوا، محمد عمر نے کہا کہ میں نے کوئی پرچہ طلاق کا نہیں روانہ کیا، ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ جب کہ پرچہ سامنے ہی نہیں لایا گیا۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تک شکیلہ کے شوہر محمد عمر کو اپنی تحریر کا اقرار نہ ہو نہ اس پر شرعی شہادت موجود ہو تو عبدالستار کی اس بے بنیاد بات سے طلاق واقع نہیں ہوگی، نکاح بدستور قائم رہے گا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

تحریری طلاق اور لعنت اور مہر

سوال:- زید نے ہندہ کو پانچ روپیہ کے سرکاری اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھ کر بذریعۂ ڈاک خانہ روانہ کر دیا جب کہ ہندہ طلاق لینے پر راضی نہ تھی، ہندہ کی شخصیت پر لعنت کرتے ہوئے طلاقِ مغلظہ دیدی، ہندہ مجبور ہوگئی، کیا لعنت کرنا کسی پر جائز ہے، جبکہ وہ اسکا مستحق نہ ہو، اگر جائز نہ ہو تو کہنے والے پر کیا حکم عائد ہوگا، سرکاری اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھ کر دینے سے مہر میں شرعی تلافی ہوسکتی ہے؟ خلاصہ تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے طلاق مغلظہ لکھ کر بھیجی ہے، اور وہ اس تحریر کا مُقِر بھی ہے، تو شرعاً طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی[۲]، اس پر جو لعنت لکھی ہے، وہ کسی طرح بھی ہندہ پر نہیں پڑی، بلکہ ہندہ اگر اسکی مستحق نہیں تو وہ

---

[۱] کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع به الطلاق اذا لم یقر انه کتابه کذا فی المحیط. عالمگیری ص ۳۷۹ ج ۱، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، المحیط البرهانی ص ۴۸۶ ج ۴ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل شامی دار الفکر ص ۲۴۷ ج ۳ مطلب فی الطلاق بالکتابة، تاتارخانیه کراچی ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

لعنت لوٹ کر زید ہی پر پڑیگی[1]، اور مہر میں اس طلاق کی وجہ سے ہرگز کمی نہ آئیگی، بلکہ مہر پختہ ہوجائیگا[2]، اگر زوجہ معاف کردیگی تو معاف ہوگا ورنہ زید کے ذمہ باقی رہیگا[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد صحیح: عبداللطیف ۲۳ر محرم ۶۰ھ

طلاق بذریعہ خطوط مع فتاویٰ دہلی و دیوبند

سوال:- زید نے اپنے خسر کے نام ایک خط لکھا جسکی عبارت حسب ذیل ہے بعد ماوجب آنکہ میرا افلاس اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اہلیہ کو لے کر رہ سکوں، میری فطرت ہے کہ میں اکثر وبیشتر دوسروں کی پریشانی اور الجھنوں کو اپنے اوپر اوڑھ لیتا ہوں، چہ جائے کہ اپنے اس لائق صد ملامت اور ناکارہ وجود کے لئے دوسروں کو عذاب میں مبتلا کروں خصوصاً اس ہستی کو جو مجھے اس دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ عزیز ہے، لہٰذا آج بروز جمعرات ۲۳ر اپریل کو میری طرف سے طلاق ہے، آپ اس کی شادی کسی اچھی جگہ کردیں، جہاں وہ بقیہ زندگی سکون سے بسر کرسکے۔ فقط

اس میں طلاق کے الفاظ کے ساتھ بیوی کا لفظ نہیں ہے، پہلے سے اس کا ذکر ضرور ہے، لہٰذا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [3] اقر الزوج انه كتابه فان الطلاق يقع عليها. عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة، التاتارخانية ص ۳۸۰ ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، شامی زکریا ص ۴۵۶ ج ۴ مطلب فی الطلاق بالكتابة.

(صفحہ ہٰذا) [1] فی حدیث ابن عباس مرفوعاً من لعن شيئاً ليس له باهل رجعت اللعنة عليه. ترمذی شریف ص: ۱۹، ج: ۲، ابواب البرّ والصلة باب ما جاء فی اللعنة طبع یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:- گرکسی نے کسی پرلعنت کی اور وہ اس کا اہل نہیں تو وہ لعنت اس (لعنت کرنے والے) پرلوٹ جاتی ہے۔

[2] شامی کراچی ص: ۱۰۳، ج: ۳، باب المهر شامی نعمانیه ص: ۳۳۰، ج: ۲.

[3] وصح حطها لكله أو بعضه شامی کراچی ص: ۱۱۳، ج: ۳، مطلب فی حط المهر والابراء منه. شامی نعمانیه ص: ۳۳۸، ج: ۲، باب المهر، النهر الفائق ص ۲۳۶ ج ۲ باب المهر مطبوعه دار الكتب العلمية بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۳۱۶ ج ۱ كتاب النكاح الفصل العاشر فی هبة المهر.

(۱) تحریر بالا سے طلاق ہوگئی ہے یا نہیں اور عدد کا ذکر نہیں۔

(۲) ایسی صورت میں صرف ایک طلاق واقع ہوگی یا مطلّق سے سوال کی ضرورت ہوگی۔

اور (۳) صورت اولیٰ میں اس کا اپنی جگہ رجوع کر لینا کافی ہوگا، یا اس رجوع کی اطلاع دینا بھی ضروری ہوگی۔

(۴) اگر بیوی کو اس کی اطلاع فوری نہ کی جائے تو اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) وقوع طلاق کیلئے صراحۃً بیوی کا ذکر یا اس کا نام ہونا ضروری نہیں، اضافت معنویہ جس سے یہ معلوم ہوجائے کہ بیوی کو طلاق دے رہا ہے وہ کافی ہے، اور یہ چیز اس تحریر میں صاف موجود ہے[1] اس لئے طلاق واقع ہوگئی رہی یہ بات کہ کے طلاق ہوئیں، ایک طلاق تو بلاشبہ واقع ہوگئی، لیکن لفظ طلاق میں نیت تین کی کی جاسکتی ہے، اس لئے محتمل تین کو ہے، اگر نیت تین کی نہیں کی ہے، تو ایک طلاق رجعی ہوگئی، میری طرف سے طلاق ہے، یہ لفظ صریح ہے، اور صریح سے طلاق رجعی ہوتی ہے[2] اس کے بعد جو لکھا ہے اس سے بظاہر تفریع اور مشورہ مقصود ہے، انشاء طلاق مقصود نہیں ہے، لیکن شادی کسی اچھی جگہ کردیں کنایات طلاق سے ہے، مگر کنایات طلاق کی اس قسم سے ہے، جس میں نیت کی ضرورت ہے، صرف دلالت حال یا مذاکرہ کافی نہیں ہے کمافی البحر ص:۳۰۳، جلد ۳۔[3]

---

[1] ولا يلزم كون الاضافة صريحة فى كلامه لما فى البحر لو قال : طالق فقيل له من عنيت ؟ فقال امرأتى طلقت امرأته، شامى زكريا ص۴۵۸ ج۴ مطلب سن بوش يقع به الرجعى، عالمگيرى كوئٹه ص۳۵۸ ج۱ الباب الثانى فى ايقاع الطلاق، الفصل الاول فى الطلاق الصريح.

[2] صريحه ما لم يستعمل إلا فيه كطلقتك وأنت طالق ومطلقة يقع بها اى بهذه الالفاظ واحدة رجعية، شامى زكريا ص۴۵۷، ۴۶۰ ج۴ باب الصريح، عالمگيرى كوئٹه ص۳۵۴ ج۱ الباب الثانى فى ايقاع الطلاق الفصل الاول فى الطلاق الصريح، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۵ ج۳ باب الطلاق الصريح.

[3] وحاصل ما فى الخانية ان من الكنايات ثلاثة عشر لا يعتبر فيها دلالة الحال ولا تقع بها إلا بالنية حبلك على غاربك تقنعى تخمرى استترى قومى اخرجى اذهبى انتقلى انطلقى، تزوجى اعزبى لا نكاح لى عليك وهبتك لاهلك، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۲، ۳۰۳ ج۳ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲)(۱) سے معلوم ہوگیا کہ ایک طلاق تو قطعاً ہوگئی، باقی احتمال تین طلاق سے دو کے بائن ہونے کا بھی ہے اس کے لئے فی الحال تو سوال کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر شوہر تجدید نکاح یا رجعت کا دعویٰ کرے تو اس وقت اس سے دریافت کرلیا جائے۔

(۳) رجوع اپنی جگہ کرلینا کافی ہے، لیکن قضاءً ثبوت کیلئے دو گواہ ضروری ہے، عورت کو اطلاع دینا ضروری نہیں، دیانۃً گواہ بھی ضروری نہیں ہیں، لیکن اطلاع دینا مسنون ہے:

الرجعة على ضربين سني وبدعي فالسني ان يراجعها بالقول ويشهد على رجعتها ويعلمها لو راجعها بالقول ولم يشهد او اشهد ولم يعلمها كان مخالفاً للسنة بحر[1] ص: ۵۱، ج: ۴.

(۴) چونکہ یہ خط خسر کے نام ہے، اور ظاہر الفاظ سے طلاق رجعی معلوم ہوتی ہے، اسلئے فوری اطلاع کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ معتدہ رجعیہ کیلئے حداد نہیں ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۲/۶۷ھ

استفتاء متعلقہ استفتاء بالا

سوال: - زید نے اپنے خسر کو خط لکھا جس کی عبارت حسب ذیل ہے۔

''میرا افلاس اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اہلیہ کو لے کر رہ سکوں لہٰذا آج بروز جمعرات ۲۳/ اپریل کو میری طرف سے طلاق ہے، آپ اس کی شادی کسی اچھی جگہ کردیں

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) باب الكنايات، خانية على هامش الهندية ص ۴۶۸ ج ۱ فصل في الكنايات والمدلولات، مطبوعه كوئٹه.

(**صفحه هذا**) [1] البحر الرائق كوئٹه ص ۵۱ ج ۴ باب الرجعة، شامي دار الفكر ص ۴۰۱ ج ۳ باب الرجعة.

[2] لاحداد على سبعة كافرة، وصغيرة ومجنونة ومعتدة عتق كموته عن أم ولده ومعتد نكاح فاسد او وطءٍ بشبهة أو طلاق رجعي، الدر المختار مع الشامي دار الفكر ص ۵۳۲ ج ۳ باب العدة فصل في الحداد، عالمگیری کوئٹه ص ۵۳۴ ج ۱ الباب الرابع عشر في الحداد، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۵۱ ج ۴ باب العدة فصل في الاحداد.

جہاں وہ بقیہ زندگی سکون سے بسر کر سکے، اتنا ضرور عرض کروں گا، کہ آپ آئندہ ہونے والے داماد سے یہ شرط کرلیں۔الخ

دریافت طلب امر یہ ہے کہ عبارت بالا میں ایک طلاق واقع ہوئی یازائد منشاء سوال یہ ہے کہ لفظ۲/جو بمعنی تزوجی اور۳/جو بمنزلہ **ابتغی الازواج** ہےکوئی عمل کریں گے یانہیں اگر کریں گے، تو نیت کے محتاج ہیں یانہیں فقہاء نے تزوجی کوان کنایات میں شمار کیا ہے، جہاں مذاکرۂ طلاق نہیں ہے، بلکہ صریح لفظ طلاق پر مرتب ہے اوراذہبی وتزوجی کو صاحب درمختار نے تقع واحدۃ بلانیۃ لکھا ہے،شامی نے اس پرتعقب کیا ہےلیکن وہ تعقب جو **لِاَنِّی طلّقتک** کے احتمال سے پیدا کیا ہے یہاں طلاق کی تصریح سے مرتفع ہے،اور **انت طالق اعتدی** میں دوطلاقیں واقع کی ہیں۔

(۲)اگرالفاظ بالا سے ایک طلاق واقع ہوئی تو وہ رجعی ہوئی یا بائنہ لفظ ا/صریح ہے،لیکن علامہ شامی نے بدائع سے جو تحقیق نقل کی ہے اس میں صریح کو ان صورتوں میں بائن قرار دیا ہے:

مقرونا بعدد الثلاث نصا او اشارة اوموصوفاًبصفة تنبئی عن البینونة اوتدل علیها من غیر حرف العطف او مشبها بعدد او صفة تدل علیها[۱] اھ۔ پس عبارت بالا میں لفظ۲/اور۳/کااقتران بینونۃ پردال ہے یانہیں؟ بینوا وتوجروا۔

احقر محمودالحسن غفرلہٗ سہارنپور

مدرسہ مظاہرعلوم سہارن پوریکشنبہ۲۱/۶/ ۶۷ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے اس خط سے زوجہ پرایک طلاق بائن کاحکم ہوگا، نہ تین طلاقوں یا طلاق رجعی کا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ دہلی

---

[۱] شامی زکریا ص ۴۶۰ ج۴ باب الصریح مطلب الصریح نوعان، رجعیؔ، وبائنؔ البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۵۶ ج۳ باب الطلاق الصریح.

الجواب منجانب مفتی محمود حسن صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کو اپنی تحریر کا اقرار ہے، یا اس پر شرعی شہادت موجود ہے، تو صورت مسئولہ میں ایک طلاق بائن واقع ہوگئی[۱] لفظ ۱؍ کا موجب صریح ہونے کی وجہ سے طلاق رجعی ہے، لیکن مابعد کے الفاظ کنایہ نے اس کو بائن بنادیا گوان سے مستقلا وقوع طلاق کنایہ ہونے کے سبب سے محتاج نیت ہے مگر ماقبل کی صریح طلاق کو بائن بنادینے میں تردد نہیں جیسا کہ عامۃً تشدیدات وتقییدات خاصہ صریح کو بائن بنادیتی ہیں: **ویقع بقوله انت طالق بائن أو البتة الٰى قوله واحدة بائنة فى الكل لانه وصف الطلاق بما يحتمله ان لم ينو ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الأمة فيصح لما مرّ كما لو نوى بطالق واحدة وبنحو بائن اخرىٰ اھ درمختار قوله لانه وصف الطلاق بما يحتمله وهو البينونة فانه يثبت به البينونة قبل الدخول للحال وكذا عند ذكر المال وبعده اذا انقضت العدة بحر قوله وبنحو بائن اى من كل كناية قرنت بطالق كما فى الفتح والبحر**[۲] ص: ۳۱۰، ج: ۳، شامی[۳] ص: ۶۱۸، ج: ۲، **انت طالق اعتدى** میں دو طلاق واقع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پہلا لفظ صریح ہے، دوسرے لفظ کو بوقت ذکر طلاق طلاق پر حمل کیا جاتا ہے نیت کی حاجت نہیں ہوتی اس لئے اس سے رجعی واقع ہوتی ہے

---

[۱] أقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة، تاتارخانية ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه ادارة القرآن كراچى والطريق فيما يرجع إلى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوى والحجة وهما إما البينة أو الاقرار، شامى دار الفكر ص ۳۵۴ ج ۵ كتاب القضاء مطلب الحكم الفعلى.

[۲] البحر الرائق كوئٹہ ص ۲۸۸، ۲۸۷ ج ۳ باب الطلاق الصريح فصل انت طالق غداً الخ.

[۳] شامى كراچى ص: ۲۷۷، ۲۷۸ ج: ۳، مطلب فى قول الامام، باب الصريح، شامى نعمانيه ص: ۴۴۹، ج: ۲.

کما صرح بہ الشامی[۱] ص:۶۴۴۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۷/۶۷ھ

جواب منجانب دار الافتاء دار العلوم دیوبند

الجواب:- طلاق تو بلفظ صریح واقع کی گئی ہے، مگر اسکے بعد کوئی ایسا لفظ جس میں اضافت طلاق کی زوجہ کی طرف ہو،نہیں ہے، اگر ہے تو توکیل بتزویج زوجہ ہے، کیونکہ اپنے خسر کو وکیل بالتزویج بنادیا ہے، کتب فقہ میں مجھ کو کوئی نظیر نہیں ملی کہ جس میں توکیل بالتزویج کا کوئی حکم بیان کیا گیا ہو، تزوجی . ابتغی الازواج وغیرھما الفاظ میں بصراحت خطاب زوجہ کو ہے اسلئے ان الفاظ کے سلسلہ میں تتبع شاید محل تامل ہو مثلاً: اغربی تقنعی ،استتری ،تخمری کنایات طلاق میں سے ہیں، (عالمگیری ص[۲]:۳۵۱،جلد اقی ایقاع الطلاق) لیکن وکیل بنقل المرأۃ میں کسی جگہ طلاق کی بحث نہیں دیکھی، یا اگر کوئی شخص کسی سے کہہ دیکہ میری بیوی کو دوپٹہ اوڑھادے یا پردہ میں آوے ان الفاظ کو مبحث طلاق میں نہیں دیکھا، پس میرا خیال ہے کہ ان الفاظ سے نہ طلاق میں کماً اثر پڑا نہ کیفاً۔ ہاں چند ہی روز کے بعد جو اس شخص نے دوسرا خط لکھا ہے کہ اب میرا اس سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا، یہ بے شک لم یبق بنی وبینک عمل کے معنی میں ہے مگر یہ کوئی جدید چیز نہیں، بلکہ اس سے پہلی عبارت ’’تعلق ختم کر چکا‘‘ پر متفرع ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ میں تعلق ختم

---

[۱] وفی مذاکرۃ الطلاق یتوقف الاول فقط ویقع بالاخیرین وان لم ینو درمختار وفی الشامی بخلاف الفاظ الاخیرین فانها وان احتملت الطلاق لکنها لا تحتمل ما تحتمله المذاکرۃ من الرد والتبعید فترجح جانب الطلاق شامی کراچی ص: ۳۰۱، ج:۳، باب الکنایات، مطلب لااعتبار بالاعراب ھھنا.

[۲] عالمگیری کوئٹہ ص۳۷۴ج۱ الفصل الخامس فی الکنایات، خانیہ علی ھامش الھندیۃ ص۴۶۸ج۱ فصل فی الکنایات والمدلولات، مطبوعہ کوئٹہ، البحر الرائق کوئٹہ ص۳۰۲ج۳ باب الکنایات فی الطلاق.

کر چکا ہوں، اس لئے کوئی تعلق باقی نہیں رہا، تعلق ختم کر چکا، بینونت سابقہ کی خبر ہے، نہ کے انشاء گو یا بینونہ ماضیہ کی خبر دے رہا ہے، بناء علیہ بندہ کے خیال میں ایک طلاق صریح واقع ہوئی تھی، مگر بینونت کی اس خبر سے ایک بائنہ بھی واقع ہوئی یعنی دو بائنہ واقع ہوگئیں[1]

مجھ کو روایات فقہیہ سے اس کی تصریح نہیں ملی، میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ فقہی روایات سے سمجھا ہے اگر آپ کی تحقیق میں اس زیادہ کوئی چیز ہوتو بندہ کو بھی مطلع فرمائیں۔

محمد اعزاز علی غفرلہٗ ۱۳؍شعبان ۷ ۱۳۹ھ

الجواب صحیح: مسعود احمد عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: قضاءً والمرأة كالقاضی

سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۰؍شعبان ۶۷ھ

استفتاء متعلقہ استفتاء بالا

بخدمت علماء کرام شکر اللہ مساعیہم

سوال:- زید کے چند خطوط اپنے خسر کے نام آپ حضرات کی خدمت میں پیش کئے گئے تھے، جن میں مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور مفتی محمود حسن صاحب نے تو پہلے ہی خط پر طلاق بائنہ قرار دیا تھا، اور مولانا اعزاز علی صاحب اور مفتی سعید احمد صاحب نے دوسرے خط پر طلاق بائنہ قرار دیا تھا، فتاویٰ سابقہ ہمرشتہ ہیں اسکے بعد (الف) زید کا تیسرا خط آیا، جس میں لکھا کہ میں نے دنیا میں سب سے زیادہ محبت دوسے کی ایک عمر و سے جو مر چکا دوسرے اس (زوجہ کے نام کی طرف اشارہ کر کے) سے جواب میری نہیں اس کے بعد چوتھا خط آیا جس میں لکھا کہ نہ اپنے لئے شادی کی نہ اپنے لئے چھوڑی نہ اپنے لئے اختیاری کروں گا، فقط اس کے متعلق یہ امر قابل دریافت ہے کہ یہ

[1] والبائن يلحق الصريح الصريح ما لا يحتاج الى نية بائنا كان الواقع أو رجعيا فتح، الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص ۳۰۶ ج ۳ باب الكنايات، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الكنايات.

دونوں لفظ سابقہ طلاق میں کچھ اثر انداز ہوں گے یا نہیں۔

(ب) اسکے بعد زید کا پانچواں خط آیا، جسمیں اسنے لکھا کہ میں نے ۲۳؍ جون کو (بیوی کے نام کی طرف اشارہ کر کے) رجعت کر لی، اس پر زید کے خسر نے اس کو لکھا کہ حسب فتاویٰ علماء کرام تمہاری طلاق بائنہ تھی، رجعت کا حق نہیں رہا، اس پر زید کا مکتوب حسب ذیل آیا۔

تفریق کی صورت حسب ذیل تھی

مثلاً زید خط لکھ رہا ہے، کہ آج بروز فلاں تاریخ فلاں میری طرف سے ط ہے، (ہے کہ فوراً متصل کہتا ہے رجعی اور مجھے حق واختیار باقی رہے گا، رجعت کا، میں چاہوں تو اپنی اہلیہ بنا کر رکھ سکتا ہوں) مگر یہ لفظ خط میں تحریر نہیں کرتا ہے، کہ صرف زبانی دہراتا ہے، بار بار اس کے بعد لکھتا ہے، جس سے اور جہاں چاہے شادی کر دو، خدا اس کو آئندہ کی زندگی میں خوش وخرم رکھے، مگر یہ الفاظ لکھتے وقت بھی وہ اپنے الفاظ دہرا رہا ہے، کہ میری یہ طلاق رجعی ہے، مجھے حق واختیار باقی رہے گا، رجعت کا میں چاہوں تو اپنی بیوی بنا کر رکھ سکتا ہوں اس کی نیت بھی رجعی کی ہے، کیا ایسی صورت میں بائنہ ہوگی جب کہ زید کی نیت اور قول دونوں رجعی پر مستدل ہیں کیا نیت اور قول کا اعتبار ہوگا، جب کہ مندرجہ ذیل صورت میں قول معتبر ہے، مثلاً زید نے تین طلاق دی صریح اور تحریر کی ایک رجعی تو قول پر فتویٰ ہوگا، طلاق مغلظہ ہوگی نہ رجعی فقط یہ زید کے خط کی نقل ہے، اس کے متعلق علماء کا کیا ارشاد ہے۔

(ج) اگر کوئی شخص بینونۃ کے الفاظ سے طلاق دے مثلاً کہے انتِ طالق البتۃ اور نیت رجعی کی کرے یا زبان سے یہ کہے کہ مجھے رجوع کا حق ہے، تو یہ چیز ان الفاظ کو بینونت سے خارج کر دے گی، یا نہیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) (ا) سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ زید کے الفاظ طلاق کو بعض علماء نے اولاً ہی طلاق

بائن کے الفاظ قرار دیئے اور بعض نے دوسرے خط کی بناء پر، لہذا طلاق بائن ہوگئی تیسرے خط کے الفاظ ''جواب میری نہیں'' طلاق سابقہ پر بلا نیت اثر انداز نہ ہوں گے، کیونکہ یہ الفاظ کنایات سے ہیں ان میں نیت کا ہونا شرط ہے۔ مذاکرہ طلاق کافی نہیں ہے، لہٰذا یہ الفاظ کہ ''اب میری نہیں'' بلا نیت کے طلاق کے لئے کافی نہیں ہیں۔

تطلق بلست لی بامراء ة اولست لک بزوج ان نوی طلاقاً (کنز) یعنی و کان النکاح ظاهراً وهذا عند ابی حنیفةؒ لانها تصلح لانشاء الطلاق کما تصلح لانکاره فیتعین الاوّل بالنیة وقالا لا تطلق وان نویٰ لکذبه ودخل فی کلامه ما انت لی امرأة وما انا لک بزوج ولا نکاح بینی وبینک. البحر الرائق[1] ص: ۳۰۵، ج: ۳.

(ب) نیت کی صورت میں بشرطِ بقاء عدت ایک طلاق رجعی مزید ہوجائیگی،[2] صرف الفاظ صریح میں تو زید کا یہ قول معتبر ہے، لیکن جس وقت طلاق کو الفاظ بینونت کے ساتھ موصوف کیا جائے یا الفاظ کنایہ سے طلاق دی جائے اور دلالت حال یا مذاکرۂ طلاق موجود ہو تو قضاءً اس کا قول معتبر نہ ہوگا،[3] اسی واسطے احقر نے دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ کی تصدیق میں قضاءً کی قید لگائی تھی، زید نے جو مثال ذکر کی ہے وہ منطبق نہیں ہے، زید کے الفاظ بینونت کے ہیں وہ مدعی رجعت کا ہے مثال

---

[1] باب الکنایات فی الطلاق. البحر الرائق ص: ۳۰۵، ج: ۳، طبع کراچی، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۵ ج۱ الفصل الخامس فی الکنایات، مجمع الأنهر ص۴۰ ج۲ باب ایقاع الطلاق الفصل الرابع مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة، شامی دار الفکر ص۳۰۶ ج۳ مطلب الصریح یلحق الصریح والبائن، زیلعی ص ۲۱۹ ج۲ باب الکنایات، مطبوعه امدادیه ملتان، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۷ ج۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

[3] وفی حالة مذاکرة الطلاق یقع الطلاق فی سائر الاقسام قضاءً إلا فیما یصلح جواباً ورداً فإنه لا یجعل طلاقاً، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۵ ج۱ الفصل الخامس فی الکنایات، شامی زکریا ص۵۳۳ ج۴ باب الکنایات مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا، هدایه ص۳۷۴ ج۲ باب ایقاع الطلاق مطبوعه مکتبۀ تهانوی دیوبند.

مفروضہ میں اسکا عکس ہے، اگر زید تین طلاق تحریر کرے اور ایک کا دعویٰ کرے تو پھر زید کا قول ہر گز معتبر نہیں ہوگا، کنایات میں اگر زوج عدم نیت کا دعویٰ کرے تو یہ دعویٰ قضاءً معتبر نہ ہوگا، ہاں اگر قسم کے ساتھ وہ عدم نیت کا اظہار کرے تو معتبر ہوگا۔

والقول لهٗ بيمينه فى عدم النية ويكفى تحليفها له فى منزله فان ابىٰ رفعته الى الحاكم فان نكل فرق بينهما درمختار۔[1]

(۲) واذا وصف الطلاق بضرب من الزيادة والشدة كان بائنا مثل ان يقول انت طالق بائن او البتة. هدايه[2] ص: ۳۴۹، ج: ۲.

زید نے الفاظ شدت سے طلاق کو مذکورہ کر دیا تو خود اس نے **احد المحتملين** کو متعین کر دیا، اب اس کا یہ قول خلاف ظاہر ہے، اس لئے معتبر نہ ہوگا۔ فقط

سعید احمد غفرلہٗ دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۔ (یوپی) ۱۲؍شوال؍۶۷ھ

طلاقِ معلق کی تحریر

سوال:- اس تحریر کو عرصہ ایک سال سے زائد ہو چکا ہے، لیکن اس مدت میں طہماسب خاں ولد فیروز الدین قوم راجپوت نے نہ تو تحریر کے مطابق خرچہ روانہ کیا، اور نہ ہی کسی قسم کی خبر گیری کی اس صورت میں اس تحریر کے مطابق طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ تحریر بلفظہ یہ ہے۔

”میں کہ طہماسب خاں ولد فیروز الدین قوم راجپوت جو کہ مبلغ دوصد روپیہ کہ نصف

---

[1] الدر مع الشامی کراچی ص: ۳۰۱، ج: ۳، شامی نعمانیہ ص: ۴۶۵، ج: ۲، الکنایات، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۹۸ ج ۳ باب الکنایات فی الطلاق، مجمع الأنهر ص ۳۹ ج ۲ باب ایقاع الطلاق الفصل الخامس مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

[2] هدایه ص: ۳۶۹، ج: ۲، فصل فی تشبيه الطلاق ووصفه، مطبوعه مکتبه تهانوی دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۸۷ ج ۳ باب الطلاق الصریح فصل انت طالق غدا، مجمع الأنهر ص ۲۹، ۲۸ ج ۲ باب ایقاع الطلاق الفصل الثانی مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

جسکے یک صد روپیہ ضرب سکہ گورمنٹ ہوتے ہیں، بابت خرچہ دوسال سابقہ میری منکوحہ مسماۃ غلام فاطمہ کا درپیش ہے، آج کی تاریخ روبرو گواہان بقائمی ہوش وحواس یہ اقرار نامہ تحریر کرتا ہوں کہ روپیہ مذکورہ دو ماہ تک ادا کردوں گا، اور آج کی تاریخ سے پندرہ روپیہ ماہوار خرچہ اپنی منکوحہ کو روانہ کرتا رہوں گا، اور اگر اس اقرار کے بموجب عمل نہ کروں اور وعدہ خلافی کروں تو مسماۃ غلام فاطمہ مجھ سے بموجب تین شرطا اسلام کے طلاق ہوگی اور پھر اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق اور کوئی حق اور کوئی دعویٰ نہ ہوگا، اور میری منکوحہ کے پاس میرا کوئی زیور کوئی سامان کوئی جائداد نہیں ہے۔

اس واسطے بقائمی ہوش وحواش روبرو چند اور معتبر گواہان تحریر ہے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے العبد طہماخاں ولد فیروز الدین راجپوت۔ المرقوم ۱۰/۱۰/۴۳ء"

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر نے یہ تحریر نامہ خود تحریر کیا یا دوسرے سے تحریر کرایا اور پھر اس پر دستخط کئے اور وہ اس تحریر کا مقر ہے[1] یا اس تحریر پر شرعی شہادت موجود ہے، اور پھر شوہر نے اس کے خلاف کیا اور شرط کے موافق روپیہ نہیں بھیجا یا دیا تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی، عورت کو بعد عدت نکاح ثانی شرعاً درست ہے۔ **اذا اضافه ای الطلاق الی شرط وقع عقیب الشرط.[2] اهـ هدایه.**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/ربیع ا/۶۲ھ

---

[1] رجل استكتب من رجل آخر الى إمراته كتاب طلاقها وقرأ على الزوج فاخذه وطواه وختم وكتب فى عنوانه وبعث به إلى إمراته فاتاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفص السادس فى الطلاق بالكتابة، شامى زكريا ص ۴۵٦ ج ۴ مطلب فى الطلاق بالكناية، تاترخانية ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتاب مطبوعه ادارة القرآن كراچى. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کاتب سے طلاق لکھوانا

سوال:- زید نے کاتب کو کہا کہ میرا طلاق نامہ لکھو زید کے کاتب نے حسب حکم زید، زید کا طلاق نامہ لکھا اور پڑھ کر زید کو سنادیا بعدہ زید نے طلاق نامہ پر اپنا انگوٹھ چسپاں کردیا اور زبان سے لفظ طلاق استعمال نہیں کیا اس طلاق نامہ سے اس کی زوجہ پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید بھی اس طلاق نامہ کے لکھوانے کا اقرار کرتا ہے، تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی اگرچہ زبان سے طلاق نہیں دی: **ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتی كان اقرارًا بالطلاق وان لم يكتب ولو استكتب من اٰخر كتابا بطلاقها وقرأه علٰى الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه شامی**.[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۰/۹/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/رمضان ۵۵ھ

’’طلاق نامہ لکھ دو‘‘ سے طلاق

سوال:- اپنی بیوی کو کسی بنا پر مارا وہ اپنی والدہ کے ہمراہ میکے چلے گئی، میں لینے کے لئے گیا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [2] هـدايـه بـاب الايمان فی الطلاق. ص ۳۸۵ ج ۲، مطبوعه مكتبۀ تهانوی ديوبند، عـالـمـگيری كوئٹه ص ۴۲۰ ج ۱ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة إن واذا وغيرهما، النهر الفائق ص ۳۸۶ ج ۲ باب التعليق مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] شـامـی كـراچـی ص: ۲۴۷، ج: ۳، مـطـلـب فـی الـطـلاق بـالـكـتـابة. شامی نعمانيـه ص: ۴۲۹، ج: ۲، قبيـل بـاب الـصـريـح، البـحـر الـرائـق كـوئـٹـه ص ۲۵۳ ج ۳ بـاب الطلاق الصريح عالمگيری كوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة.

اس نے کچھ عذر کیا، میں محکمۂ قضاء میں پہنچا اور واقعہ سنایا اور کہا کہ طلاق دینا چاہتا ہوں، قاضی صاحب نے کہا کہ گیارہ روپیہ فیس داخل کردو اور دو گواہ لے کر مجھے طلاق نامہ دیدیا، اور کہا کہ طلاق ہوگئی جاؤ، اور اس کی ایک کاپی تمہاری بیوی کو دیدی جائیگی، چند دن بعد میری بیوی گھر آئی، میں نے کہا کہ تجھ کو طلاق دیدیا ہوں کیا تجھ کو اس کی کاپی نہیں پہنچی، اسنے کہا مجھے معلوم نہیں اور طلاق نہیں ہوئی پھر میں نے لوگوں سے معلوم کیا تو لوگوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی، کفارہ ادا کردو، میں نے بیوی سے رجوع کرلیا بچہ بھی ہوا، اس کے بعد محکمہ قضاء میں پھر گیا، تو صدر قاضی نے کہا جاؤ روبرو طلاق اپنی بیوی کو دو، میں طلاق دینا نہیں چاہتا اور بیوی بھی پاس رہنے کے لئے تیار ہے، مگر اس کے والدین بھیجنے سے انکار کررہے ہیں، کہتے ہیں کہ طلاق ہوچکی ہمارا سامان واپس کردو، اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے چار چھوٹے بچے ہیں، پنچ نے کہا کہ فتویٰ منگالو، جیسا حکم ہو، ہوجائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ نے قاضی صاحب سے کہا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں، آپ طلاق نامہ لکھ کر مکمل کردیجئے، تو اتنا کہتے ہی ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، خواہ بیوی کے پاس طلاق نامہ پہنچا اور اس نے وصول کیا ہو یا نہ کیا ہو[1] ایسی طلاق کا حکم یہ ہے کہ عدت (تین حیض) گذرنے پر یا اگر حاملہ ہو تو وضعِ حمل پر بائنہ ہوجاتی ہے[2] پھر بغیر دوبارہ نکاح کئے تعلقِ زوجیت قائم کرنا درست نہیں ہوتا، اگر عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کرے خواہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لے لی یا کوئی ایسا کام کرے جو شوہر بیوی کا مخصوص ہوتا ہے، تو پھر وہ بدستور زوجہ ہوجاتی ہے۔

---

[1] ولو قال للکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقرار بالطلاق وان لم یکتب. شامی کراچی ص: ۲۴۶، ج:۳. مطلب فی الطلاق بالکتابة شامی نعمانیه ص: ۴۲۹، ج: ۲، قبیل باب الصریح، البحر الرائق کوئٹه ص۳۷۹ج ۱ باب الطلاق الصریح، تاتارخانیة ص ۳۷۹ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب.

[2] أما الطلاق الرجعی فإن طلقها ولم یراجعها بل ترکها حتی إنقضت عدتها بانت، بدائع الصنائع زکریا ص۲۸۳ ج۳ کتاب الطلاق فصل فی بیان حکم الطلاق فتاوی عالمگیری کوئٹه ص۳۴۸ج ۱ کتاب الطلاق الباب الاول وأما حکمه.

اگر قاضی صاحب نے طلاق نامہ لکھ کر آپ کو دیا ہے، اور آپ نے اس کو منظور کر لیا ہے، تو اسکو یہاں بھیج دیں تا کہ اس کے مطابق حکم لکھ دیا جائے، اگر تحریرِ طلاق کے علاوہ زبانی طلاق دی ہے، تو جیسی طلاق دی ہے، وہ واقع ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۸۷ھ

''زوجیت سے الگ کرتا ہوں'' سے تحریری طلاق

یونس بنام محترمہ افروز جہاں بیگم دختر اعجاز احمد بذریعہ تحریرِ ہذا آپ کو مطلع کیا جاتا ہے، کہ آپ سے شرع کی وجہ سے میرا اور آپ کا بطور شوہر اور بیوی کے رہنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا بذریعہ تحریر ہذا میں آپ کو طلاقِ بائن کے ذریعہ اپنی زوجیت سے تاریخ امروز میں الگ کرتا ہوں، آج سے میرا اور آپ کا تعلق شوہر اور بیوی کا نہیں رہا، نیز آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے، کہ میں نے آپ کا دین مہر مبلغ دو ہزار پانچ سو روپیہ حساب ڈاکٹر ایل ایچ زبیری صاحب کے پاس جمع کرا دیا ہے، آپ ہمارے سب ہی زیورات جو آپ کے پاس ہیں واپس کر دیں، اور جب چاہیں ڈاکٹر صاحب موصوف سے اپنا دین مہر مذکورہ بذریعہ رسید وصول کر لیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر کو اس تحریر کا اقرار ہے اور اس نے اس کو پڑھ کر یا سن کر اس پر دستخط کئے ہیں تو طلاق بائن واقع ہوگئی[۱]، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے خواہ عدت میں

---

[۱] رجل استکتب من رجل اٰخر الی امرأته کتابا بطلاقها وقرأه علی الزوج فاخذه وطواه وختم وکتب فی عنوانه وبعث به الی امرأته فاتاها الکتاب واقرا لزوج انه کتابه فان الطلاق یقع علیها. عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، شامی زکریا ص ۴۵۶ ج ۴ مطلب فی الطلاق بالکتابة، تاتارخانیة ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

کیا جائے یا بعد عدت حلالہ کی ضرورت نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/۸۷ھ

طلاق نامہ شوہر نے خود رکھ لیا

سوال:- سائلہ کا نکاح پاکو سے ہوا، چار سال ہوگئے نکاح کے بعد دستور کے مطابق جب میں اپنے شوہر کے گھر گئی تو پاکو میرے پاس نہیں آیا، اور نہ مجھ سے ہم کلام ہوا، اس کے گھر میں تین چار مہینہ رہی، اس کی بے رُخی دیکھ کر ایک روز شرم کو بالائے طاق رکھ کر میں نے اس سے کہا اگر آپ میں کسی قسم کی کمی ہو تو اپنا علاج کرا لیجئے، اس پر اس نے ظلم اور زیادتی شروع کردی، اس کی وجہ یہ سمجھ میں آئی کہ پاکو عورت کے بالکل ناقابل تھا، میں باپ کے گھر آگئی اور ساڑھے تین سال آئے ہوئے ہوگئے، اس سے میں نے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس نے طلاق دیدی اور کاغذ بھی لکھ دیا لیکن اس نے چالاکی سے طلاق نامہ کاغذ خود ہی رکھ لیا، اس سازش میں اس کے بھائی وغیرہ شریک ہیں، وہ کہتے ہیں تیرا نکاح ہم اپنی مرضی سے کریں گے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجھ سے روپیہ حاصل کرنا چاہتے ہیں میں اپنی مرضی کے مطابق شادی کرنا چاہتی ہوں کیا ایسی صورت میں مسئلہ خلع کے ذریعہ کسی دوسری جگہ اپنا نکاح کرانے کی مجاز ہوسکتی ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں آپ اپنے والدین کے مشورہ سے اپنا نکاح دوسری جگہ کرنے کا حق رکھتی ہیں، مگر اس کا انتظام کرلیں، کہ مسمّٰی پاکو آپ کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کرسکے[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وله أن يتزوج مبانته بما دون الثلاث فى العدة وبعدها، مجمع الأنهر ص۸۷ ج۲ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق نامہ امانت رکھ دیا

سوال:- ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ چہ میفرمایند علماء دین دریں مسئلہ کہ شخصے گفت من زوجۂ خود بتلفظ ہیچ نوع طلاق ندادہ ام مگر درطلاق نامہ با نام زوجہ سہ طلاق نوشتہ نزد شخصے امانت دادہ بودم بعدہ آں شخص طلاق نامہ رانزد پدر زوجہ ارسال نمایند پس مطلق اقرار مینماید کہ حق است من برائے ترسانیدن آن کتابت دادہ ام نہ بنیت طلاق ودر کتابت لفظ ترسانیدن وآ گاہی نمودن مذکور نیست فقط زبانی گفت پس بصورت مذکورہ زوجۂ او مطلقہ مغلظہ گرددیانہ بینوا توجروا۔

طلاق نامہ کا ترجمہ

کاتب محمد عصمت علی پسر پٹھان علی ساکن خود یارٹیک

''باشندہ خود یارٹیک کے محمد روشن علی صاحب کی لڑکی مسماۃ اطالین خاتون سے میں نے نکاح کیا تھا، اب میرے ساتھ مخالفت ہونے کی وجہ سے زیور ومہر بابت کل ۲۱۰، تولہ میں نے نصف ادا کر کے اور نصف رعایت لیکر بموجودگی چند شاہدین طلاق دیا ہوں اب تم کو دوسری جگہ جا کر دوسرا شوہر اختیار کرنے میں کچھ کسی قسم کی رکاوٹ نہیں، اس زوجہ سے میری ایک لڑکی ہوئی اس لڑکی کیلئے خورد ونوش بابت ایک سال کا خرچہ دیا گیا، اس اقرار پر میں نے طلاق نامہ لکھ دیا، فقط کاتب: محمد عصمت علی پسر پٹھان علی ساکن خود یارٹیک۔''

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) باب الرجعة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۴۷۲ ج ۱ باب الرجعة، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص ۴۰۹ ج ۳ باب الرجعة.

[۱] وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو ثم المرسومة لا تخلو إما أن ارسل الطلاق بأن كتب أما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۸ ج ۱ الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة، تاتارخانية ص ۳۷۷ ج ۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتاب مطبوعه ادارة القرآن كراچى، خانيه على هامش الهندية ص ۴۷۱ ج ۱ فصل فى الطلاق بالكتابة مطبوعه كوئٹه.

شوہر کا بیان

زوجہ ہمیشہ اپنے ماں باپ کے مکان جاتے وقت زوج کے گھر سے روپیہ پیسہ چوری کر کے لے جایا کرتی تھی، چند مرتبہ پکڑی گئی تو زوج نے زوجہ کو کہا کہ تم اپنی ناشائستہ حرکت سے باز آؤ اور آئندہ کیلئے اپنے اخلاق درست کرو، اس طرح مال اسباب چوری مت کرو، باوجود اس کے وہ زوجہ بار بار چوری کیا کرتی تھی، کئی دفعہ لوگوں کے سامنے بھی پکڑی گئی، پھر بھی زوجہ مخالفت کرتے ہوئے بلا اجازتِ زوج اپنے باپ کے یہاں چلی گئی تھی زوج نے تنبیہ کرنے میں بہت کوشش کی تب بھی باز نہیں آئی، اسلئے اس کو ڈرانے کی غرض سے زوج نے زوجہ کا نام لے کر ایک کاغذ میں تین طلاق لکھ کر ایک شخص کے پاس رکھ دیا، لیکن یہ طلاق نامہ زوج نے زوجہ کے والد کو کبھی نہیں دیا، بلکہ دوسرے شخص کے پاس بغرض تنبیہ رکھ دیا، اور کہا کہ اگر میری زوجہ میری بات کی مخالفت یا چوری کرے تو میں اپنی زبان سے اسکو طلاق دونگا، اب تک میں نے اپنی زبان سے طلاق نہیں دی، صرف ڈرانے کی غرض سے ایک کاغذ میں لکھ کر امانت رکھی۔

(۱) نیز طلاق نامہ میں زیور اور مہر کی رعایت کے متعلق لکھا ہوا ہے، لیکن رعایت یا معاف کی بابت کبھی بات چیت نہیں ہوئی۔

(۲) مذکورہ طلاق نامہ میں بموجودگی شاہدین لکھا ہوا ہے، لیکن حقیقت میں کسی شاہد کے سامنے طلاق نامہ لکھا نہیں گیا، بلکہ پوشیدگی کے طور سے طلاق نامہ لکھا گیا نیز خورد ونوش کے متعلق طلاق نامہ میں لکھا ہوا ہے، لیکن خورد ونوش کی بابت خرچہ نہیں دیا گیا، یہ واقعہ بالکل ٹھیک ہے، مخفی نہ رہے، کہ زوج نے اپنی زبان سے طلاق نہیں دی، صرف لکھ دی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(گذشتہ صفحہ کے سوال کا ترجمہ) علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو لفظ سے کسی طرح طلاق نہیں دی، مگر طلاق نامہ میں بیوی کے نام کے ساتھ تین طلاق لکھ کر ایک شخص کے پاس امانت رکھ دیا تھا، اس کے بعد اس شخص نے طلاق نامہ کو بیوی کے باپ کے پاس ارسال کر دیا، طلاق دہندہ اقرار کرتا ہے، کہ میں نے اس کے (بیوی کے) ڈرانے کے لئے تحریر کیا تھا، نہ کہ طلاق کی نیت سے اور تحریر میں کوئی لفظ ڈرانے یا اس کو آگاہ کرنے کا مذکور نہیں، صرف اس نے زبانی بیان کیا ہے، پس صورت مذکورہ میں اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق نامہ بتحریر بنگلہ نوشتہ اید ومن تحریر بنگلہ خواندن نمی توانم شخصے دیگر ترجمہ اش نمودہ است حسب آن جواب می نویسم۔ حکم شرعی درصورت مسئولہ آنست کہ بر زنش سہ طلاق واقع شدہ مغلظہ گردید، اکنوں بغیر حلالہ نکاح بداں روانیست برائے طلاق بزبان گفتن لازم نیست بنوشتن ہم طلاق واقع می شود وبہ نیت طلاق ہم گفتن یا نوشتن ضرورنیست بلانیت یابنیتِ دیگرسوائے طلاق ہم طلاق واقع می شودخواہ نیت ترسانیدن داشتہ باشدخواہ مزاح وغیرہ۔ وان کانت (الکتابة) مرسومة یقع الطلاق نویٰ اولم ینو ا ھ۔فتاویٰ عالم گیری[1] ج: ۲، ص: ۱۷.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود گنگوہی عفااللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارن پور۱۹/۱۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعیداحمدغفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۲۰/ذی قعدہ۵۶ھ

طلاق نامہ میں ’’طلاج‘‘ لکھنے سے طلاق ہوگی یانہیں؟

سوال :- ایک عورت مرض میں مبتلاتھی اس کے شوہر نے دوتین ڈاکٹر سے علاج کرایا

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص:۳۷۸، ج: ۱، الفصل السادس الطلاق بالکتابة، خانیة علی هامش الهندیة کوئٹہ ص ۴۷۱ج ۱ فصل فی الطلاق بالکتابة، تاتارخانیة ص۳۷۷ج ۲ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

ترجمہ جواب :- تم نے طلاق نامہ بنگلہ تحریر میں لکھا ہے، اور میں بنگلہ تحریر کو نہیں پڑھ سکتا، دوسرے شخص نے اس کا ترجمہ کیا ہے، اسی کے مطابق جواب لکھتا ہوں، حکم شرعی اس صورت میں یہ ہے کہ اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اب بلا حلالہ اس سے نکاح درست نہیں، طلاق دینے کے لئے زبان سے کہنا لازم نہیں، لکھنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور طلاق کی نیت سے کہنا ضروری نہیں، بلانیت طلاق کے علاوہ کسی دوسری نیت سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہےخواہ ڈرانے کی نیت کی ہو یا مزاح وغیرہ کی۔

اوراس کا خرچہ بھی دیا لیکن بیوی کا باپ اس کی تنگ دستی کی وجہ سے اپنے ملک چھوڑ کر دوسرے ملک میں بہار جانے کا ارادہ کر کے وہاں جا کر مکان کے لئے ۲۰۰/روپیہ پیشگی بھی دیا، بیوی کی ماں اور باپ نے اور بھائی نے یہ بات بھی کہی کہ کچھ روپیہ پیسہ بھی لگ جائے تو خاوند سے طلاق لے لینا چاہئے، ورنہ ہمارا دل پریشان رہے گا، اور آمد ورفت کے خرچہ میں بھی پریشانی رہے گی، ایک روز اتفاقاً خسر کے مکان پر بیوی کو دیکھنے کے لئے گیا تو اس کی بیوی کے بھائی نے بری بھلی بات کہی اس کے بعد خاوند واپس آ گیا، اور چند روز کے بعد خاوند نے اپنی زوجہ کے پاس خط لکھا جس میں یہ لکھا۔

''البتہ میں کبھی تجھ کو نہ چھوڑوں گا، جب تک زندہ رہوں گا، لیکن اس دن کی گفتگو سے دل بہت پریشان ہے، اس وقت اگر تیری طبیعت اچھی ہے تو چلی آ، ورنہ اسباب وغیرہ کون رکھے گا، لے جاؤ، یہاں تک کئی بار میں نے طلاج دیا، لیکن کچھ نہیں ہوا، یہ قصور بھی میرا جو کچھ قصور ہے تمہارا ہے۔''

یعنی طلاج سے مراد علاج مراد لیا۔ اور کچھ نہیں ہوا کہ آرام نہیں ہوا، قصور سے مطلب احتیاط نہیں کرتی جو کچھ پاتی ہے، کھاتی ہے، اکثر علماء کہتے ہیں کہ لفظ طلاج اور اول وآخر عبارت سے طلاق نہیں ہوتی، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ طلاق ہوتی ہے، اور یہ عبارت اسی خط کی نقل ہے وہ خط لے کر زوجہ کے پاس گیا، پس مقدمہ شروع کر دیا، اس میں بھی خاوند کا ۲۰۰/روپیہ خرچ ہوا اب شریعت میں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ لفظ کہ میں نے طلاج دیا، نہ صریح ہے، نہ کنایہ، لہٰذا اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی[1]

---

[1] ورکنه (ای الطلاق) لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح أو كناية، الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص ۲۳۰ ج۳ كتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص ۴ ج ۲ كتاب الطلاق مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگیری كوئٹه ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الطلاق.

مگر اصل عبارت بنگلہ زبان کی ہے، یہاں متعدد لوگوں سے پڑھوایا بعض نے ایسا ہی پڑھا ہے، یعنی طلاج اور بعض نے صاف طلاق پڑھا ہے، نیز چند جملے آگے بھی نہیں پڑھے گئے، جن کا ترجمہ نہیں کیا گیا، یہاں پڑھنے والے نے پڑھا ہے، کہ: ’’تم عورت ہو تمہیں شوہر بہت مل جائیں گے مشکل تو اپنی ہے، کہ میں مر رہا ہوں۔‘‘ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ طلاق ہی مقصود ہے، نیز ایک پڑھنے والے نے اس بنگلہ تحریر کو دیکھتے ہی کہا کہ یہ تو طلاق نامہ ہے، جس میں شوہر نے صاف صاف طلاق دی ہے، اسلئے بہتر یہ ہے کہ جو شخص اصل عبارت کو پڑھ سکتا ہو اور اس کے مطلب کو صحیح طور پر سمجھ سکتا ہو اور فقہ وافتاء سے بخوبی واقف ہو اس سے دریافت کیا جائے۔ یا پوری عبارت کا صحیح ترجمہ لکھ کر استفتاء کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۳/ ۶۰ھ

مناسب یہ ہی ہے کہ ایسی صورت میں علماء بنگال کی طرف رجوع کیا جائے۔

سعید احمد غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲/۳/ ۶۰ھ

صحیح: عبد اللطیف

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/ ربیع الاول ۶۰ھ

تفویض نکاح سے قبل تحریر لکھوانا

سوال:- (۱) کسی شخص نے اس شرط پر اپنی لڑکی کا نکاح کرادیا کہ اگر میری لڑکی کو تکلیف ہوئی یا نان ونفقہ نہ ہوسکا، تو طلاق کا اختیار مجھ کو ہے، تو اگر بغیر اس شرط کے پائے گئے، شوہر اپنی بیوی کے بھائی سے لڑائی کرتے ہوئے بہ نیتِ طلاق یہ کہہ دے کہ میرا تیری بہن سے کوئی تعلق نہیں تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۲) نکاح سے قبل کوئی تحریر لکھوالینا کہ مجھ کو طلاق کا اختیار ہے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) شوہر جب اپنی بیوی کے حق میں یہ جملہ بہ نیت طلاق کہہ دے تو اس سے ایک بائن طلاق واقع ہوجاتی ہے[۱]۔

(۲) اگر نکاح سے قبل یہ تحریر لکھوائی کہ تمہاری بیوی کو طلاق دینے کا مجھ کو اختیار رہے تو یہ تحریر غیر مؤثر ہے، اس تحریر کو نان ونفقہ کی عدمِ ادائیگی پر معلق کیا ہو یا نہ معلق کیا ہو سب بیکار ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲/۳۰/۸۸ھ

سادہ کاغذ پر لکھنے سے طلاق

سوال:- ایک شخص اپنی بیوی مسماۃ خدیجہ کو بوجہ تنازعِ زیور روبرو پنچایت طلاق تین مرتبہ دے کر اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اب میرا تعلق تم سے کوئی نہیں، وہ یہ تحریر اسٹامپ کاغذ پر بموجب قانون گورنمنٹ طلاق نامہ تحریر نہیں کرتا بلکہ بجائے اس کے ایک سادہ کاغذ پر روبرو گواہاں مسلمان سترہ اشخاص تحریر کرا کر اپنا انگوٹھا لگاتا ہے، کیا شرع شریف میں سادہ کاغذ پر

[۱] لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع کذا فی العتابیة. عالمگیری ص: ۳۷۶، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، خانیة علی ھامش الھندیة ص۴۶۸ ج۱ فصل فی الکنایات والمدلولات، المحیط البرھانی ص۴۳۳ ج۴ الفصل الخامس فی الکنایات نوع آخر فی قوله لست لی بامرأة وما یتصل به، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[۲] ولاتصح اضافة الطلاق الا ان یکون الحالف مالکا او یضیفه الی ملک وان الإضافة الی سبب الملک کالتزوج کالاضافة الی الملک، عالمگیری کوئٹه ص۴۲۰، ج۱، الفصل الثالث تعلیق الطلاق بکلمة ان، شامی زکریا ص۵۹۳ ج۴ باب التعلیق، وکان الطلاق والتفویض قبل النکاح فلا یصح شامی زکریا ص۴۵۰ ج۴ کتاب الطلاق قبیل مطلب فی طلاق مدھوش، البحر الرائق کوئٹه ص۳۱۸ ج۳ فصل فی الامر بالید.

طلاق تحریر کرنے سے طلاق واقع ہوسکتی ہے؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً زبان سے کہنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، خواہ تحریر کرے یا نہ، تحریر پر موقوف نہیں رہتی[۱] پھر سادہ کاغذ پر تحریر کرے یا اسٹامپ پر بہرصورت طلاق واقع ہوجاتی ہے، پس اگر اس شخص نے زبان سے تین مرتبہ طلاق دی ہے، یا سادہ کاغذ پر تین مرتبہ طلاق تحریر کردی ہے تو شرعاً تین طلاق واقع ہوگئیں اگرچہ اسٹامپ پر لکھ کر نہ دیا ہو[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/۱۹/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۱۲/۲۲/ ۵۹ھ

سادہ کاغذ پر دستخط بیکار ہیں

سوال:- زید کی اپنے چچازاد بھائی سے عرصہ دس سال سے مخالفت ہے، اس مخالف بھائی نے ایک روز زید کے مکان پر آکر زید کو مارا اور چاقو دکھلا کر حملہ کیا تین شخص اور موجود ہیں، انہوں نے پکڑ کر چاقو چھین لیا حملہ آور نے زید سے کہا کہ ہماری ناراضی تمہاری عورت کی وجہ سے ہے، لہٰذا تم اپنی عورت کو طلاق دیدو زید طلاق دینا نہیں چاہتا تھا، عورت بھی اس پر ناراضی تھی کہ اس کو طلاق

---

[۱] ورکنه (أي الطلاق) لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية، الدر المختار مع الشامي دار الفكر ص ۲۳۰ ج۳ كتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص۴ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۳۴۸ ج۱ كتاب الطلاق.

[۲] وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى او لم ينو ...... بأن كتب أما بعد فأنت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة عالمگيرى كوئٹه ص۳۷۸ ج۱ الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة، تاتارخانية ص۳۷۷ ج۳ ج۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه ادارة القرآن كراچى، خانيه على هامش الهندية ص۴۷۱ ج۱ فصل فى الطلاق بالكتابة.

دی جائے، اپنی بےعزتی کی وجہ سے مکان میں بند تھی اور وہ کسی صورت سے طلاق نہیں چاہتی تھی، زید کے مخالف بھائی نے زید کو دہشت دلا کر جبریہ طور پر زید کو اسی وقت مجبور کر کے طلاق دلائی زید نے بوجہ خوف کے طلاق دی اور جانبین کی تحریر سادے کاغذ پر لکھا کر اپنے پاس رکھ لیں زید اورعورت کونہیں دی زید کو اوران کی عورت کو اس واقعہ کا صدمہ ہے، اس وقت سے اب تک آمادہ ہیں، کہ اگر شریعت اجازت دے تو وہ ایک جگہ ہوجائیں سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی، یانہیں؟ بینوا وتو جروا۔ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

زبردستی اور بلانیت صریح الفاظ سے طلاق دلانے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے، لہٰذا اگر زید نے زبان سے طلاق دی ہے، یا طلاق کے لکھنے کا حکم کیا ہے یا اس کو سن کر بلا جبر دستخط کردیئے ہیں تو زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی لیکن یہ بات کہ کتنی طلاق ہوئیں اور اب دونوں بلا نکاح ایک جگہ رہ سکتے ہیں، یا نہیں، طلاق کی تحریر دیکھنے کے بعد معلوم ہوسکتی ہے، وہ تحریر بھیج کر دریافت کرلیا جائے: **وطـــلاق المکرہ واقع. ھدایہ**[1] ص: ۳۳۹، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۲/۱۱/۶۱ھ

سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق

سوال:- کسی شخص کو طلاق دینے کیلئے چند مدت تک منت ماجرہ کرتے رہے، آخر الامر بصد مشکل اقرار طلاق کا کرتے ہوئے انگوٹھا طلاق کا لگادیا اور زبانی طلاق کوئی نہیں کی گئی، اور بوجہ

[1] ھدایہ ص ۳۵۸ ج ۲ کتاب الطلاق باب طلاق السنة مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند، مجمع الأنھر ص ۸ ج ۲ کتاب الطلاق مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۳ ج ۱ کتاب الطلاق فصل فیمن یقع طلاقہ وفیمن لا یقع.

قلت وقت کے مضمون بالا طلاق وغیرہ کا نہیں تحریر کیا گیا، اس وجہ سے کہ اس علاقہ میں عام طور سے ناخواندہ لوگ ہیں، اور محرر صاحب طالق اور گواہوں سے انگوٹھا لگوا کر چلے گئے، اب اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ نیز تاہنوز محرر مذکور نے تحریری کاروائی نہیں کی، اور اس نے اس وقت کہا تھا کہ میں تحریر کردوں گا، اس وقت تک غیر مرقوم ہے، تفصیل سے بیان کیجئے اور عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر زبان سے نہ طلاق دی نہ زبان سے طلاق کا اقرار کیا، بلکہ محض ایک سادے کاغذ پر انگوٹھا لگادیا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی اگر زبان سے اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے، یا زبان سے طلاق کا اقرار کیا ہے یا محرر سے یوں کہا ہے کہ تو طلاق نامہ تحریر کردے اور میری طرف سے طلاق لکھ دے تو ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگئی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۶/۱/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۱۶/محرم ۶۰ھ

لاعلمی میں طلاق نامہ پر انگوٹھا

سوال:- زید نے ہندہ سے اس شرط پر شادی کی کہ اپنی بہن کی شادی ہندہ کے عزیزوں میں کردوں گا، نکاح کے بعد ہندہ کے عزیزوں کی درخواستِ شادی پر زید نے جواب نہیں دیا اور ہندہ کے عزیزوں نے ہندہ کو روک لیا (ہندہ اور زید میں کبھی یکجائی نہیں ہوئی) اور طلاق کے ملتجی ہوئے

---

[1] ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرائتي كان اقرار بالطلاق وان لم يكتب وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يملہ بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه. شامی کراچی ص: ۲۴۶، ۲۴۷ ج: ۳، مطلب في الطلاق بالكتابة. شامی نعمانیه ص: ۴۲۹، ج: ۲، تاتارخانية ص ۳۸۰، ۳۷۹ ج۳ الفصل السادس في ايقاع الطلاق بالكتاب مطبوعه ادارة القرآن، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس في الطلاق بالكتابة.

آخرایک سال کے بعد زید نے طلاق کی تحریر دیدی، زید لاعلم ہے، اس کونہیں معلوم کہ کس طلاق کی تحریر ہے، بس اس کا انگوٹھا لگوالیا گیا، پھر زید ہندہ کی ملاقات ہوئی طلاق پر ہندہ نے افسوس کیا اور زید کے ہمراہ ہولی، اب زید کے لئے ہندہ کو اپنی شرعی بیوی سمجھنا اور تعلقات زوجیت رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر مضمون کی اطلاع پر انگوٹھہ لگایا تو وہ معتبر ہے یعنی طلاق نامہ لکھ کر زید کو پورا پورا صحیح صحیح سنادیا گیا، اس کے بعد زید نے طلاق نامہ پر انگوٹھا لگایا ہے تو ہندہ پر شرعاً طلاق واقع ہوگئی: **رجل استکتب من رجل اٰخر الیٰ امرأته کتاباً بطلاقها وقرأه علیٰ الزوج فاخذه وطواه وختم وکتب فی عنوانه وبعث الیٰ امرأته فاتاها الکتاب واقرالزوج انه کتابه فان الطلاق یقع علیها. عالمگیری[1] ص: ۳۹۸، ج: ۲.**

اوراگراس طلاق نامہ میں ایک طلاق تھی تو ہندہ اس ایک طلاق سے بائن ہوگئی، اب زید ہندہ اگرراضی ہوجائیں، تو موافق شرع ان کا نکاح صحیح ہے، اوراگرایک لفظ سے تین طلاقیں تھیں مثلاً یہ لکھا کہ میں نے اپنی بیوی کو۳؍طلاق دی تو اب زید کا نکاح ہندہ سے بلاحلالہ صحیح نہیں، اوراگرتین طلاقیں تین لفظوں سے تھیں، تب ایک طلاق ہوئی اور بلاحلالہ نکاح صحیح ہے۔

اذا طلق الرجل امرأته ثلٰثا قبل الدخول وقعن علیها فان فرق الطلاق بانت بالاولیٰ ولم تقع الثانیه والثالثة عالمگیری[2] ص: ۳۹۱، ج: ۲.

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص: ۳۷۹، ج: ۱، الفصل السادس الطلاق بالکتابة، شامی زکریا ص ۴۵۶ ج ۴ مطلب فی الطلاق بالکتابة مطبع دیوبند، تاترخانیة ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

[2] عالمگیری ص: ۳۷۳، ج: ۱، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول، زیلعی ص ۲۱۳ ج ۲ باب الطلاق فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه امدادیه ملتان، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۲۸۶، ۲۸۴ ج ۳ باب طلاق غیر المدخول بها.

اور اگر زید کو تحریر سنائی نہیں گئی، لیکن اسکی رضامندی سے لکھی گئی اور اس کو یہ معلوم ہے کہ اسمیں طلاق ہے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کیسی طلاق ہے، تب بھی ایک طلاق بائن واقع ہوگئی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف صحیح: بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہ ۱۹/محرم الحرام ۵۲ھ

تحریرِ طلاق بلا دستخط

سوال:- رحیم الدین کی لڑکی صفیہ ہے، رحیم الدین نے اپنی لڑکی صفیہ کی بکر کے لڑکے کریم کے ساتھ شادی کردی چندروز کے بعد صفیہ اور کریم کے درمیان مخاصمت ہوئی اس بناء پر رحیم الدین صفیہ کو گھر لایا تھوڑے دنوں کے بعد رحیم الدین ایک طلاق نامہ لایا اور کہا میں صفیہ کا طلاق نامہ لایا ہو:'' کل نفس ذائقة الموت'' رحیم الدین نے انتقال کیا، رحیم الدین جو طلاق نامہ لایا اس میں کریم کے تحریری دستخط نہیں تھے، بلکہ رنگوں کی سیاہی سے ٹیپ تھی جب صفیہ کی عدت ختم ہوگئی تو ناکح نے کریم کو بلایا جو صفیہ کا شوہر تھا تو کریم نے کہا کہ میں نے واللہ صفیہ کو طلاق نہیں دی بلکہ میں اس روز گھر ہی میں نہ تھا، اگر طلاق نامہ صحیح ہوتا تو طلاق نامہ میں میرے ہاتھ کے تو میرے دستخط ہوتے اس لئے کہ میں لکھنا جانتا ہوں، تو اسی بناء پر صفیہ کی ماں کریم سے طلاق لینے کے لئے اس کو اپنے گاؤں کے پریزڈنٹ صاحب کے پاس لائی پریزی ڈنٹ نے طلاق نامہ مانگا اور دیکھ کر کریم سے پوچھا کہ کیا تم نے رحیم الدین کی لڑکی صفیہ سے شادی کی اس نے کہا ہاں۔ کہا کیا تم نے اپنی زوجہ صفیہ کو طلاق دی، کریم نے کہا نہیں کہا۔ اگر تم نے طلاق نہیں دی تو طلاق نامہ میں یہ کس کا ٹیپ ہے، کریم نے کہا حضور میں لکھنا پڑھنا جانتا ہوں، کہا۔ کیا تم لکھنا پڑھنا جانتے ہو تو میرے سامنے لکھو، کریم نے ایک کاغذ پر اپنا نام پتہ سب کچھ لکھ دیا اس مشاہدہ پر پریزی ڈنٹ نے اس طلاق نامہ کو جھوٹا ثابت کیا، اور کریم سے طلاق لے لی، اب اس کی عدت کا کیا فیصلہ ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس تحریر کی رُو سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی: **کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقرانه کتابه ا هـ رد المحتار**[1] **ص: ۵۸۹، ج: ۲، مصری.**

پھر اگر پریزیڈنٹ کے کہنے پر شوہر نے طلاق دیدی ہے تو وہ واقع ہوگئی اور طلاق کے وقت سے زوجہ پر عدت واجب ہے، جوکہ تین حیض ہے، اگر زوجہ حاملہ نہ ہو ورنہ وضع حمل ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳/۸/ ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/صفر ۶۷ھ

تحریر پردستخط کرنے سے طلاق کا حکم

سوال:- زید کی اپنی بیوی سے کچھ لڑائی ہوئی، اس کے بعد بیوی اپنے میکے چلی گئی، اور بعد میں سسرال والوں نے زید کو اپنے گھر بلا کر ایک تحریر پر دستخط لئے، جس میں تین طلاقیں زید کی طرف سے کسی نے زید کی عدم موجودگی میں تحریر کردی تھی، اور تحریر کرتے وقت زید نے تحریر کو پڑھا کہ ہاں اس میں میری طرف سے تین طلاقیں تحریر ہیں، تو کیا طلاق پڑگئی اور اگر پڑگئی تو کونسی طلاق پڑی ہے، تحریر پر دستخط کراتے وقت زوجین موجود تھے، تو کیا دونوں کی موجودگی میں تحریر کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

---

[1] شامی کراچی ص: ۲۴۶، ج: ۳، مطلب فی الطلاق بالکتابة شامی نعمانیه ص: ۴۲۹، ج: ۲، تاتارخانیه کراچی ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب، المحیط البرهانی ص ۴۸۶ ج ۴ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب مطبوع المجلس العلمی ڈابھیل، شامی دار الفکر ص ۲۴۷ ج ۳ مطلب فی الطلاق بالکتابة.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب بیوی سامنے موجود ہو اور شوہر زبان سے کچھ نہ کہے حالانکہ وہ زبانی طلاق دینے پر قادر ہے، اخرس یا معتقل اللسان نہیں ہے اور طلاق کی تحریر لکھ دے یا لکھی ہوئی تحریر پر دستخط کر دے تو اس سے طلاق نہیں ہوئی، درمختار میں کتاب الخنثیٰ کے بعد کتاب الفرائض سے پہلے مسائلِ شتیٰ کے ذیل میں لکھا ہے: **ایماء الاخرس و کتابته کالبیان بخلاف معتقل اللسان فی وصیة ونکاح وطلاق.** اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ شامیؒ نے کتابت کی اقسام اور سب کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: **وظاهرهٗ ان المعنون من الناطق الحاضر غیر معتبر اھ**[1] **رد المحتار ص:۲۴۵، ج:۵، غمزعیون البصائر فی شرح الاشباه والنظائر الفن الثالث** احکامِ کتابت میں ہے: **الکتابة من الغائب جعل الخطاب من الحاضر اھ الاشباه**[2] **ص:۵۲۸.** اسکے متعدد جزئیات بیان کئے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/۹۰ھ

کاغذ کو پڑھے بغیر دستخط کرنے سے طلاق کا حکم

سوال:- میری سالی اور ان کے رشتہ داروں میں جھگڑا ہو گیا تھا، جھگڑا ہونے کی بناپر میں گھر چھوڑ کر الگ ہو گیا، اور میری بیوی میری سسرال میں تھی، میری بیوی اور مجھ میں کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی، جھگڑے کے تیسرے دن سالی کا جیٹھ میرے پاس پرچہ لیکر آیا، اور مجھ سے کہا کہ اس پر دستخط کر دو، اس وقت میں غصہ میں تھا، اسے دیکھ کر مجھے اور بھی غصہ آ گیا، اور میں نے دستخط کر دیئے، پھر بعد میں اس نے پڑھ کر سنایا، اس پرچہ میں میری بیوی نے یہ لکھا تھا کہ میں نے اپنی خوشی سے مہر بخش دیئے اس پرچہ میں طلاق کا کوئی نام نہیں تھا، اور میری زبان سے بھی طلاق کا نام نہیں نکلا، اس

---

[1] **شامی کراچی ص:۷۳۷، ج:۶، مسائل شتی شامی نعمانیه ص:۴۷۰، ج:۵.**

[2] **الاشباه والنظائر ص:۱۸۷، احکام الکتابة، مطبوعه دارالاشاعت دهلی.**

پرچہ کو دیکھ کر مجھے غصہ آیا اور میں نے اسے چھین کر پھاڑ دیا، اس بارے میں آپکی رائے کا طلب گار ہوں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ نثار احمد بمبئی۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ آپ نے زبان سے طلاق نہیں دی، اور پرچہ میں بھی طلاق کا ذکر نہیں تو پرچہ پر دستخط کرنے سے کوئی طلاق نہیں ہوئی[۱] اگر پرچہ میں طلاق کا ذکر ہوتا اور اس کو پڑھ کر یا سن کر دستخط کرتے تب طلاق ہوتی[۲] بغیر پڑھے اور بغیر سنے لاعلمی میں دستخط کر دیئے، تب بھی طلاق نہ ہوئی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: محمد جمیل الرحمٰن

بغیر کاغذ پڑھے اس پر دستخط کرنے سے طلاق

سوال:- زید کی شادی ہندہ سے قریب دوسال ہوئے کہ ہوئی تھی، روزِ اول سے ہی ہندہ زید کیساتھ رہ کر حقوقِ زوجیت ادا کرتی رہی، قریب دو ماہ ہوئے ہندہ اپنی ماں کے یہاں ملنے گئی تھی، حسبِ دستور جیسا کہ جایا کرتی ہیں، چند دن بعد جب ہندہ کو بلانے کو کہا گیا تو ہندہ کی ماں نے

---

۱ كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق اذالم يقرانه كتابه. عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، الطلاق بالكتابة، شامی دار الفكر ص۲۴۷ ج۳ مطلب فی الطلاق بالكتابة، المحيط البرهانی ص۴۸۶ ج۴ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل گجرات.

۲ رجل استكتب من رجل آخر الی امرأته كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه وطواه وختم وكتب فی عنوانه وبعث به الی امراته فاتاها الكتاب واقر الزوج انه كتابه فان الطلاق يقع عليها. عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، شامی زكريا ص۴۵۶ ج۴ مطلب فی الطلاق بالكتابة، تاتارخانية كراچی ص۳۸۰ ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالكتاب.

بہانہ بازی کی اور ہندہ کو اس کے شوہر زید کے یہاں بھیجنے سے انکار کردیا اور کچھ شرائط منوانے کی نیت کا اظہار کیا، ہندہ کے ماں جائے بھائی نے ہندہ کو طرح طرح کی دھمکیاں دینا اور شوہر کے گھر جانے سے باز رہنے کی تنبیہ شروع کردی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دستاویز دست برداریٔ دین مہر بعوض خلع اور دوسری دستاویز طلاقِ بائن دیئے جانے کی تحریر ہوگئی، ہندہ سے جب اس پر دستخط کرنے کو کہا تو اس نے تساہل برتا اور روئی بعد تأمل کے دستاویز دست برادریٔ دین مہر بالعوض خلع پر دستخط اس نے کئے بعد میں اسی جگہ ہندہ کے سوتیلے باپ اور دیگر شخص نے بحیثیت گواہ دستخط کئے، ہندہ کے دستخطوں کے بعد شوہر زید کے مکان پر پہونچ کر ہندہ کے سوتیلے باپ اور گواہ مذکور کی موجودگی میں شوہر زید کے باپ نے زید کو بلایا اور ان الفاظ کے ساتھ کہ یہ تمہارا معاملہ ختم ہوگیا، اب تم اس پر دستخط کردو، زید نے اس دوسری دستاویز پر دستخط کردئے، لیکن اس نے دستاویز نہیں پڑھی، نہ اس کو پڑھ کر سنائی گئی اور نہ ہی زید نے کوئی لفظ کہا اور نہ اس سے کہلایا گیا، اس دستاویز پر زید کے باپ اور گواہِ مذکور نے دستخط کئے، زید اور ہندہ کو یہ بات معلوم تھی کہ باہمی تعلقات منقطع کرانے کی کاروائیاں کی جارہی ہیں، کیا ان حالات میں طلاق ہوگئی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس صورت میں نہ طلاق ہوئی[1]، نہ مہر معاف ہوا[2]، نکاحِ بدستور قائم ہے، مہر بھی باقی ہے، دونوں شوہر بیوی پر ظلم نہ کیا جائے، اور جب یہ دونوں شوہر بیوی ایک ساتھ رہنے پر راضی ہیں، تو

---

[1] رجل استكتب من رجل اٰخر الى امرأته كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به اى امراته فاتاها الكتاب واقر الزوج انه كتابه فان الطلاق يقع عليها. عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، شامی زکریا ص۴۵۶ ج۴ مطلب فی الطلاق بالکتابة، تاتارخانية کراچی ص ۳۸۰ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب. کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع به الطلاق اذا لم یقر انه کتابه. عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، المحیط البرهانی ص۴۸۶ ج۴ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل گجرات، تاتارخانية کراچی ص ۳۸۰ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

ہرگز تفریق کی کوشش نہ کی جائے، بلکہ اس کو شوہر کے پاس بھیج دیا جائے ورنہ سخت گناہ اور وبال پڑے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفرلہٗ ۱۴/۹/۸۹ھ

طلاق نامہ پر بغیر پڑھے دستخط

سوال:- ایک عورت کو طلاق دینے کیلئے ایک شخص بازار جا کر طلاق کا کاغذ خریدتا ہے پھر اس کو وثیقہ نویس کو دے کر کہتا ہے کہ میری عورت کا طلاق نامہ لکھدو جسپر وثیقہ نویس طلاق نامہ لکھ دیتا ہے، اور سائل کے دستخط کرا کر بلا سنائے ہوئے طلاق نامہ طلاق دہندہ کے سپرد کر دیتا ہے، اور طلاق دہندہ کا بھی بیان ہے، کہ اس نے طلاق نامہ نہیں پڑھا، کیا یہ طلاق ہوگئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں شرعاً ایک طلاق واقع ہوگئی: **ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقرارًا بالطلاق وان لم يكتب. شامي**[1] **ص: ۴۲۹، ج: ۲.**

اگر جماع کی نوبت آچکی ہے تو عدت کے اندر رجعت کا اختیار حاصل ہے[2] ورنہ بائن

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [2] مہر کی معافی بعوض خلع رکھائی گئی ہے اور خلع صحیح نہیں ہوا، چونکہ شوہر نے نہ اپنی زبان سے خلع کیا اور نہ اپنی مرضی سے خلع کی تحریر لکھی، اور تحریری خلع وطلاق بالجبر صحیح نہیں ہوگا۔

رجل اكره بالضرب والحبس على ان يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق امرأته. عالمگیری ملخصاً ص: ۳۷۹، ج: ۱، الطلاق بالكتابة، تاتارخانیه كراچی ص ۳۸۰ ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالكتاب، المحیط البرهانی ص۴۸۶ ج۴ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالكتاب، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل اور خلع کی شرط طلاق کی شرط کی طرح ہے۔ **عالمگیری ص: ۴۸۸، ج: ۱، الباب الثامن فی الخلع.**

(**صفحہ ہذا**) [1] **شامی كراچی ص: ۲۴۶، ج: ۳، مطلب فی الطلاق بالكتابة. شامی نعمانیه ص: ۴۲۹، ج: ۲، قبیل باب الصریح، تاتارخانیه كراچی ص ۳۷۹ ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالكتاب، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۳ ج۳ باب الطلاق الصریح.**

[2] **اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها** **(بقیه اگلے صفحه پر)**

ہوگئی دوبارہ نکاح درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۶/۱۰/۵۲ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۶/شوال ۵۲ھ

طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق

سوال:- کیا مسماۃ ہندہ کو طلاق ہوگئی کہ اس کے باپ نے اس کے شوہر زید کو جو اَنپڑھ گنوار اور دینی مسائل سے ناواقف ہے، چند مسلمانوں کی پنچایت میں صحیح مضمون کے ساتھ طلاق نامہ لکھوا کر اس پر زید سے نشانی انگوٹھا لگوالیا ہے، اور بعد لگانے نشانی انگوٹھا زید نے اسی محفل میں کہا کہ میں طلاق ولاق نہیں جانتا کیسا طلاق، اور زبان سے ایک بار بھی زید نے طلاق کا لفظ نہیں نکالا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر کو معلوم نہیں تھا کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہوا ہے، محض بیوی کے باپ کے کہنے سے اس پر دستخط کر دیئے اور معلوم ہونے پر کہہ دیا کہ میں طلاق ولاق نہیں جانتا کیسا طلاق اور زبان سے طلاق نہیں دی تو شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۵ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) رضیت بذلک او لم ترض هدایه ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه تهانوی دیوبند، مجمع الأنهر ص ۸۰ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة.

(صفحه هذا) [۱] وله أن یتزوج مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها، مجمع الأنهر ص ۸۷ ج ۱ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۵۷ ج ۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق کوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

[۲] وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر انه کتابه. شامی کراچی ص ۲۴۷ ج ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابة، المحیط البرهانی ص ۴۸۶ ج ۴ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتابة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة.

فرضی طلاق نامہ

سوال:-ہندہ کا نکاح زید سے ایک عرصہ قبل ہوااوراس سے تین لڑکیاں بھی ہیں، مگر ہندہ کے شوہراول بکر نے ہندہ کو طلاق نہیں دی، بلکہ نزاعات اور بکر کے علیحدہ ہونے کی وجہ سے وہ علیحدہ رہی، دریں حالت ہندہ اور زید کے بعض رشتہ دار نے بکر کا فرضی طلاق نامہ مرتب کر کے زید سے نکاح کرادیا۔کیا یہ نکاح درست ہوسکتا ہے؟ طلاق نامہ فرضی تحریر کردہ تلف ہو چکا ہے، مگراس واقعہ کے گواہان اورمرتب کنندہ طلاق نامہ کا حلفیہ بیان منسلک ہے۔

حلفیہ طلاق نامہ خدائے بزرگ عظیم کو حاضر ناظر جان کر اظہار کرتا ہوں کہ محبوب علی نے اپنی بیوی کو تقریباً ایک سال قبل طلاق نہیں دی تھی جو طلاق نامہ میں لکھوا کرلایا تھا وہ فرضی اور میرا اپنا بنایا ہوا تھا، اس پر جس کی گواہی تھی وہ بھی اس سے واقف نہیں اور میرے اس گناہ میں شریک نہیں، میں اپنے پچھلے اگلے گناہ کا اقرار اور خدائے قدوس سے معافی کا طلب گار ہوتے ہوئے حلفاً یہ بیان لکھ رہا ہوں۔

(۲) زید ہندہ کو دیگر نزاع کے سلسلے میں بحالتِ غصہ طلاق بائن دے چکا ہےاوراپنی حرکت پر شرمندہ ہے، بکر کے فرضی طلاق نامہ پر اگر نکاح درست نہیں ہوسکتا تو کیا طلاق واقع ہوسکتی ہے؟ اور کیا زید، ہندہ اب تائب ہوکر جدید نکاح کر کے رشتۂ ازدواج قائم رکھ سکتے ہیں یانہیں؟

(۳) واقعہ طلاق زید کے بعد یہ گواہان اور مرتب کنندہ طلاق نامہ اوراس کی طلاق کی فرضیت ظاہر کررہے ہیں، سبب کسی نے ذکر نہیں کیا، بلکہ وجہ لاعلمی وجہالت بتاتے ہیں، واقعۂ طلاق نامہ کے فرضی ہونے کا دیگر ذرائع سے بھی اطمینان کریں کہ زید سے ہندہ کے عقد کے بعد ہندہ کا مطالبہ کرتے ہوئے جھگڑا کیا تھا، اوراب بکر کا انتقال ہوکر بھی ۶/۷/سال گذر چکے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

فرضی (جھوٹا) طلاق نامہ مرتب کرنا ایسا گناہ ہے، جس کو سب جانتے ہیں، یہ لوگ نکاحِ ثانی

کے وقت خاموش رہے، بلکہ اس میں معین رہے، اب ان کا عذرِ جہالت ہرگز معتبر نہیں، اگر طلاق نامہ کوفرضی قرار دے کر نکاحِ ثانی کو ناجائز کہا جائے، تو تین لڑکیاں جواسی نکاح سے پیدا ہوچکی ہیں، ان کو کیا کہا جائے گا، اب طلاقِ مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا[۱]، ہاں اگر طلاقِ مغلظہ نہ دی ہو بلکہ بائن غیر مغلظہ دی ہوتو طرفین کی اجازت سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہے۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دھوکہ سے طلاق نامہ پر دستخط

سوال:-عبدالحسین کی بیوی نے عبدالحسین سے کہا مجھے جن آتا ہے، جو تیرے میرے نکاح میں آگیا ہے، اس لئے چل کر عدالت میں طلاق نامہ لکھ دے تاکہ جن کو طلاق ہوجائے اس کے بعد بھی میں اور تو میاں بیوی ہیں، اور ۱۵/۲۰/ دن تحریر کے بعد بھی میاں بیوی ہی رہے، عبدالحسین سیدھا سادہ آدمی ہے، اس کو بیوی نے کچہری میں لے جاکر کچہری میں اقرار نامہ بنام طلاق نامہ لکھ کر اس سے دستخط کرائے، تین لکیریں عرضی نویس نے اس کاغذ پر لگوائیں، طلاق نامہ پڑھ کر سنایا اس کے باوجود عبدالحسین نے طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے، عبدالحسین کو چونکہ بیوی نے قرآن اٹھا کر کہا تھا کہ میں تیری ہی بیوی رہوں گی، اس بناء پر عبدالحسین عورت کی طرف سے دھوکہ کھا گیا، کیا

---

[۱] الطلاق مرتان الی قولہ فإن طلقها فلا تحل له حتی تنكح زوجا غيره الاية سورة البقرة آيت ۲۲۹، ۲۳۰، بخاری شریف ۱۹۷ج۲ كتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفيه ديوبند، مسلم شريف ص۴۶۳ ج۱ كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا، مطبوعه رشيديه دهلی.

[۲] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتين فی الامة لم تحل له حتی تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. كذا فی الهدايه، عالمگيری ص:۴۷۳، ج:۱، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، مجمع الأنهر ص۸۷،۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص۲۵۷ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه امداديه ملتان.

یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

تنقیح :- طلاق نامہ یا اس کی نقل بھیجئے اور یہ بھی صاف صاف لکھئے، کہ صرف طلاق نامہ پر دستخط کرائے ہیں یا زبان سے بھی طلاق کہلوائی ہے، جو کاغذ پر لکھی ہے، یا اس سے کم زیادہ، نیز عدالت کے حاکم نے فیصلہ دیا اس کی بھی نقل بھیجئے، تب انشاء اللہ پوری بات سامنے آئے گی، اور اس کا جواب دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۶/۱۴۰۶ھ

کیا طلاق نامہ کا پڑھنا ضروری ہے

سوال:- فتاویٰ عالمگیری اور شامی میں یہ عبارت تحریر ہے: **فیه ایضاً رَجلٌ استکتب من رجل اٰخر الٰی امرأته کتابًا بطلاقها وقرأه علٰی الزوج فاخذه وطواه وختم وکتب فی عنوانه وبعث به الٰی امرأتهٗ فاتاها الکتاب واقر الزوج انه کتابه فان الطلاق یقع علیها. فتاویٰ[1] عالم گیری مصری ص: ۴۰۴.**

اس میں قرأت علی الزوج کی قید احترازی ہے، یا اتفاقی، اگر کاتب نے طلاق نامہ لکھ کر طلاق لکھوانے والے کو نہیں سنوایا اور اس کا انگوٹھا لگوا کر عورت کو کاغذ دے دیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اس کے جواب میں استشہاداً اور بھی عبارت تحریر فرمائیں، تو موجب شکریہ کا ہوگا، جن سے یہ ثابت ہو کہ قید احترازی ہے، اتفاقی نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قرأت علی الزوج کی قید تو سب کتابوں میں ہے، لیکن عدم قرأۃ علی الزوج کا حکم صورت مسئولہ کے متعلق کسی کتاب میں مصرح نہیں ملا جزئیات مختلفہ سے مفہوم ہوتا ہے، کہ قرأت سے مقصود علم زوج ہے، یعنی زوج اپنے علم اور نیت کے اعتبار سے جس طرح طلاق دینا چاہتا ہے، اگر اسی طرح کاتب

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة.

نے تحریر کیا ہے تب تو یہ طلاق نامہ معتبر ہے، اگر اس کے خلاف تحریر کیا ہے تو بغیر قرأت علی الزوج معتبر نہ ہوگا، اور زوج کو حق ہوگا، کہ اپنی نیت کے ماتحت جس قید کے ساتھ مقید کرنا چاہے مقید کردے **فصل مانع من الحاق القید** نہ ہوگا، عبارات ملاحظہ ہوں، عالمگیری کے اسی صفحہ پر ہے: **ولو قال لاٰخر اکتب الیٰ امرأتی کتاباً ان خرجت من منزلک فانت طالق فکتب فخرجت المرأة بعد ماکتب قبل قرأته علیه وبعث به الیٰ المرأة لم تطلق بالخروج الاول وکذا لوکتب الکتٰب علٰی هٰذا. فلما قرأه علٰی الزوج قال للکاتب قد شرطت ان خرجت الیٰ شهر او بعد شهر کان الحاق هٰذا الشرط جائز ذکره فی الجامع کذا فی المحیط السرخسی**[۱]۔ پہلے مسئلہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، حالانکہ خروج کتابت کے بعد ہوا ہے، اور قبل القراءۃ علی الزوج ہوا ہے، اگر عدم وقوع طلاق عدم قراءۃ کی بنا پر ہے، تو اس کی بھی تصریح نہیں کہ بعد میں قراءۃ ہوئی پھر خروج کے ساتھ اول کی قید بھی ہے؟ پس خروج سے بھی طلاق واقع نہ ہونی چاہئے، اگر عدم وقوع طلاق اس بناء پر ہے، کہ خروج بعد کتابت ہوا ہے لیکن **قبل البعث الی المرأة** ہوا ہے، تو قبل قراءۃ علیہ کی قید تو ہوگی غرض اس سے کوئی بات منقح نہیں ہوتی، دوسرے مسئلہ میں قراءۃ علی الزوج کے بعد زوج کو الحاق شرط کا اختیار دیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصود علم اور نیت کے ساتھ کتابت کی مطابقت ہے جسکا طریقہ قراءت ہے اگر محض قراءت مقصود ہوتی، تو صرف قراءۃ سے الزام ہوجاتا قراءۃ کے بعد کسی اضافہ کا اختیار نہ رہتا، حالانکہ عدم مطابقت کی وجہ سے اضافہ کا اختیار دیا ہے، اگر محض کتابت مقصود ہوتی تو اس اشتراط قرأت کی ضرورت نہ تھی، الحاصل مقصود یہ ہے کہ کاتب نے نیت زوج کے مطابق ہی کتابت کی ہے، یا نہیں، پس اگر زوج نے تصریحاً بتادیا کہ یہ لکھو اور کاتب نے اسی طرح لکھ دیا اور زوج کو کوئی بدگمانی کاتب کی طرف سے نہیں ہوئی، بلکہ اعتماد کلی ہے، کہ میرے بتانے

---

[۱] عالمگیری ص: ۳۷۹، ج: ۱، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیة کراچی ص ۳۷۹ ع ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب.

کے موافق لکھا ہے اور اس پر بغیر سنے انگوٹھا لگا دیا اور بعد میں بھی اقرار کرتا ہے، کہ یہ طلاق نامہ میری طرف سے ہے تو شرعاً وہ طلاق نامہ معتبر ہوگا اور اگر زوج کو اعتبار کلی نہیں بلکہ بدگمانی ہے کہ میرے کہنے کے مطابق نہیں لکھا تو اسمیں قراءۃ علی الزوج ضروری ہے، عبارت مسئولہ کے بعد ہے: **قال للرجل بعث به اليها اوقال له اكتب نسخة وابعث بها اليها**[1] اس میں بھی قرأۃ کا ذکر نہیں: **ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقراراً بالطلاق وان لم يكتب. رد المحتار**[2] ج: ۲، ص: ۶۶۲، یہاں امر کتابت کو اقرار طلاق قرار دیا گیا ہے، اور اس کے لئے کتابت کو شرط نہیں کہا گیا، چہ جائے کہ **قراءة على الزوج** کو، اس سے بھی بیان بالا کی تائید ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم **بحقيقة الحال واليه الرجوع في البدء والمآل**

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/۸/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ　　صحیح: عبداللطیف ۱۳/شعبان ۵۷ھ

بیوی کو نکاح ثانی کی اجازت بذریعۂ خط

سوال: -محمد رضی کی شادی ماہ جنوری ۳۹ء کو مسماۃ زہرہ بیگم بنت عبداللہ شاہ سے ہوئی تھی، مگر رخصت نہیں ہوئی تھی، اتفاق وقت محمد رضی مذکور کا اس کی ہمشیرہ و مادر سے کسی خانگی معاملہ پر باہم جھگڑا و فساد ہوا اور اسی فساد کے دوران میں جب کہ اس کو سخت غصہ آرہا تھا، اور بہت زیادہ بدحواس تھا اس نے اسی بدحواسی کے عالم میں مورخہ ۱۱/نومبر ۳۹ء کو مضمون مندرجہ ذیل کا خط بذریعہ ڈاک اپنے

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة، المحيط البرهاني ص ۴۸۶ ج ۴ الفصل السادس في ايقاع الطلاق بالكتابة، مطبوعه المجلس العلمي ڈابھیل، تاتارخانیه کراچی ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس في ايقاع الطلاق بالكتابة.

[2] شامی کراچی ص ۲۴۷، ج ۳، کتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق الصريح، تاتارخانیه کراچی ص ۳۷۹ ج ۲ الفصل السادس في ايقاع الطلاق بالكتابة.

خسر کے نام میرٹھ سے شہر لاہور روانہ کردیا، اس کے بعد اس کے خسر نے پدر محمد رضی کے نام لاہور سے میرٹھ مضمون مندرجہ ذیل کا خط روانہ کیا، اور یہ بھی تحریر کیا کہ تمہارے لڑکے نے میری لڑکی کو کس بناء قصور پر بلا وجہ طلاق دیدی، اور یہ طلاق دینا تمہارے علم میں ہے یا نہیں، اس کے جواب میں پدر محمد رضی نے تحریر کردیا کہ جو کچھ معاملہ گزرا ہے وہ میرے علم سے قطعی باہر ہے۔

مضمون کارڈ محمد رضی نسبت طلاق

(نقل مطابق اصل ہے)

''مسٹر عبداللہ شاہ صاحب تم کو معلوم ہے کہ میں نے تم کو اور تمہارے تمام رشتہ داروں کو اس شادی کے معاملہ میں دیکھ لیا ہے، جو کام بھی ہوتے ہیں، منجانب اللہ ہوا کرتے ہیں، اس لئے میں اپنی دنیا وآخرت نہیں خراب کرنا چاہتا ہوں، تم اگر چہ اس وقت ناراض رہے، یہ تمہاری مرضی، تمہارا سب سامان میرے مکان پر رکھا ہے، جس وقت تمہاری مرضی ہو سب سامان بخوشی آکر لے جاسکتے ہو، اور میں تمہارے خیال کے مطابق اور اپنے اوپر سے اس بارِ گراں کو خیر باد کہتا ہوں، اور اجازت دیتا ہوں جس جگہ تمہاری مرضی ہو اپنی لڑکی کی دوسری شادی فوراً کردو، اور اس کو بھی میری طرف سے اجازت ہے، وہ شادی کرسکتی ہے، میری طرف سے اس کو مطلقاً طور سے طلاق ہے۔''

الجواب حامداًومصلیاً

اگر کارڈ کا مضمون محمد رضی کا ہے اور وہ اس کا اقرار کرتا ہے، تو شرعاً اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی[1] اس لئے کہ اس تحریر میں طلاق کے لئے تین الفاظ، ایک ''جس جگہ تمہاری مرضی ہو

---

[1] ولو استکتب من آخر کتابا بطلاقها وقرأته على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنوانه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه، شامی زکریا ص ۴۵۶ ج ۴ قبیل باب الصریح، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، المحیط البرهانی ص ۴۸۶ ج ۴ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتابة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

اپنی لڑکی کی دوسری شادی فوراً کردو‘‘ دوسرا’’ اوراس کوبھی میری طرف سے اجازت ہے وہ شادی کرسکتی ہے، یہ دونوں لفظ کنایات طلاق سے ہیں اور طلاق ہی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں[1] تیسرا لفظ صریح طلاق کا ہے، پہلے لفظ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، چونکہ رخصت نہیں ہوئی اس لئے دوسرے تیسرے لفظ کا محل باقی نہیں رہا، پس دوسرا اور تیسرا لفظ لفظ بیکار گیا، اب طرفین اگر رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح درست ہے۔ رخصت سے قبل طلاق واقع ہونے کی وجہ سے عدت واجب نہیں۔ **واذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها وان فرق الطلاق بانت بالاولٰى ولم تقع الثانية والثالثة ا هـ عالمگیری[2] ص: ۳۹۱، ج: ۲، اربع من النسآء لا عدة عليهن المطلقة قبل الدخول عالمگیری[3] ص: ۵۵۰، ج: ۲.**

ہاں اگر پہلے لفظ سے تین طلاق کی نیت کی ہے تو تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی اب بغیر حلالہ کے درست نہیں: **ولو قال تزوجی ونوى الطلاق او الثلٰث صح وان لم ينو شيئًا لم يقع كذا فی العتابيه ا هـ فتاویٰ عالم گیری[4] ص: ۳۹۵، ج: ۲.**

حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اب کسی اور شخص سے زہرہ بیگم کا نکاح کیا جائے، اور وہ شخص صحبت

---

[1] اذهبی وتزوجی يقع واحدة ولا حاجة الى النية لأن تزوجی قرينة، بزازية على الهندية كوئٹه ص۱۹۷ ج۱ الثانی فی الكنايات، نوع آخر اذهبی وتزوجی، الدر المختار علی الشامی زكريا ص۱۵۵ ج۴ قبيل باب تفويض الطلاق، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۲ ج۳ باب الكنايات.

[2] عالمگیری ص: ۳۷۳، ج: ۱، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول، مجمع الأنهر ص۳۱، ۳۲ ج۲ فصل فی طلاق غير المدخول بها، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار علی الشامی زكريا ص۵۰۹، ۵۱۲ ج۴ باب طلاق غير المدخول بها.

[3] عالمگیری ص: ۵۲۶، ج: ۲، الباب الثالث عشر فی العدة. (طبع كوئٹه) مجمع الأنهر ص۱۵۱ ج۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تاتارخانيه كراچی ص۵۷ ج۴ الفصل الثامن والعشرون فی العدة.

[4] عالمگیری ص: ۳۷۶، ج: ۱، الفصل الخامس فی الكنايات.

کرنے کے بعد طلاق دے یا مر جائے، تو پھر عدت گذار کر محمد رضی سے نکاح ہو سکے گا[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/۲۰/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱/ شوال ۵۸ھ

بیوی کی موجودگی میں طلاق بذریعۂ کتابت

سوال:- زید کی بیوی نے ایک تحریر دکھائی کہ یہ میرے زوج نے دی ہے، اور کہا کہ لے یہ تیرا طلاق نامہ ہے، اور کل میں تجھ کو سب کے سامنے تیرا حساب دیدوں گا، اور اس تحریر میں یہ تھا کہ میں اپنی زوجہ ہندہ بنت فلاں کو طلاقِ بائن دیتا ہوں، بغیر کسی جبر واکرہ کے باہوش وحواس اور دستخط کر کے دیا اور دو عورت باہر کی تھی، اپنی بیوی کو یوں کہہ کر دیا کہ لے یہ تیرا طلاق نامہ ہے، اور کل میں تجھے تیرا مہر وعدت خرچہ لوگوں کے سامنے دیدوں گا، بیوی کا بیان طلاق نامہ دینے سے قبل ایک یا آدھ گھنٹہ پیش آیا، وہ بیان کرتی تھی، ایک عالم اور ایک غیر عالم کے سامنے کچھ بات ہوئی اور مجھ سے شوہر نے کہا کہ تو گھر سے نکل جا میں نے تجھ کو طلاق دیدی ہے لیکن میں نے مذاق سمجھا پھر دوبارہ کہا اور اسی طریقہ سے سہ بارہ کہا اور مجھ کو باہر نکال دیا، پھر میں دونوں عورتوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور میرا شوہر آیا اور کہنے لگا کہ یہ تیرا طلاق نامہ ہے، اور میں تجھ کو کل تیرا حساب پنچ کے سامنے دیدوں گا، پھر میں رونے لگی، یہ اس کی بیوی کا بیان ہے، تھوڑے ہی وقفہ کے بعد اس کی لڑکی آئی، اس سے اس کے والد نے کہا کہ بچی دیکھو جس طرح تمہاری خالہ کو طلاق ہوگئی اور صبر ہو گیا،

---

[۱] وإن كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها عالمگیری کوئٹہ ص ۴۷۳ ج ۱ الباب السادس فى الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه تهانوى ديوبند، تاتارخانيه كراچى ص ۲۰۳ ج ۳ الفصل الثالث والعشرون، فى مسائل المتعلقة بنكاح المحلل.

اسی طرح تمہاری والدہ کو بھی طلاق دیدی یہ بھی آہستہ آہستہ صبر ہو جائے گا، جو اس کے والد نے سمجھایا تھا وہی چار پانچ عورتوں کے سامنے بتایا کہ والد صاحب یوں فرما رہے تھے۔

اِن حالات کو دیکھ کر ایک مفتی صاحب نے فتویٰ دیا کہ طلاق ہوگئی اور وہ شخص فقط اس تحریر پر فتویٰ منگا کر اُچھلتا ہے اور کودتا ہے لہٰذا یہ بتائیے کہ مفتی صاحب نے جو فتویٰ دیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے؟ نیز اسے اپنے طلاق نامہ پر فتویٰ طلب کرنا اور اس کو لے کر کودنا صحیح ہے، یا نہیں؟ نیز وہ شخص علماء اور مفتی پر لعن طعن کرتا ہے، نیز وہ شخص اپنی بیوی کو واپس اور طلاق نہ لینے کے لئے غیر مقلد بناء اور کبھی کہتا ہے کہ میں نے یہ حالتِ جنون میں کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کتاب بمنزلہ عبارت عندالحاجت ہے، اگر آدمی کسی غائب کیلئے لکھے تو وہ معتبر ہے یا حاضر کیلئے مگر ایسی حالت میں کہ بول نہ سکے، مثلاً گونگا یا معتقل اللسان ہے، تو وہ بھی معتبر ہے[1] اگر مکرہاً لکھے تو وہ معتبر نہیں، اسی طرح حاضر کے حق میں معتبر نہیں، جب کہ اخرس یا معتقل اللسان نہ ہو، اس سب کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ بیوی کی موجودگی میں محض لکھ کر دینے سے بغیر زبان سے کہے ہوئے طلاق نہ ہوگی، اگر طلاق لکھ کر بیوی کو دیدی اور زبان سے نہیں کہا درانحالیکہ کہنے سے کوئی مانع نہیں تھا، پھر یہ سمجھ کر کہ اس سے طلاق ہوگئی، کسی سے کہہ دیا کہ میری بیوی کو طلاق ہوگئی تو اس کہنے سے بھی طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ نہ یہاں ابتداءً ایقاعِ طلاق ہے، نہ کسی طلاق کا اختیار ہے، بلکہ غیر طلاق کو طلاق سمجھ کر اس کا اخبار ہے، البتہ اس اخبار سے خالی الذہن ہو کر کہے کہ میری بیوی کو طلاق ہوگئی ہے تو اس سے ضرور بلاتردد اور تین مرتبہ کہنے سے مغلظہ ہو جائے گی، اگر مذاق میں اقرار کرے یا طلاق کا جھوٹا اقرار کرے تو قضاءً واقع ہو جائے گی، دیانۃً واقع نہ ہوگی۔

---

[1] ایماء الاخرس و کتابته کالبیان باللسان. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۴۶۰، ج: ۱۰، مطبوعه کراچی ص: ۷۴۷، ج: ۶، کتاب الخنثی، مسائل شتی، مجمع الأنهر ص ۷۴۲، ۷۴۳ ج ۴ کتاب الخنثی، مسائل شتی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۷۷۴ ج ۸ کتاب الخنثی، مسائل شتی.

فلو اکره علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق امرأته لانَّ الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحَاجة و لاحَاجة هنا کذا فی خانیه . و لو اقرَّ بالطلاق کاذباً او هازلاً وقع قضاءً لادیانةً الخ شامی[1] ص: ۵۷۹، ج: ۲، وقال فی المجلد الخامس (مسائل شتٰی) بعد تفصیل انوا ع الکتابةوظاهره ان المعنون من الناطق الحاضر غیر معتبر الخ شامی[2] ص: ۶۴۵، ج: ۵.

آپ نے جس فتویٰ کا حوالہ دیا ہے اس نمبر پر وہ نہیں ملا، اصل فتویٰ بھیجیں، تو اس پر مکرر غور کیا جاسکتا ہے، بقیہ امورِ مسئولہ کا جواب حاضر ہے۔

خودغرضی کیلئے واقعات کو بدل کر فتویٰ حاصل کرنا کسی دیانت دار آدمی کا کام نہیں، اور اس طرح حاصل شدہ فتویٰ سے کوئی حرام چیز حلال نہ ہوگی، محض بیوی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا نہایت پست قسم کی ذہنیت ہے، جس کو کوئی شریف آدمی اختیار نہیں کرسکتا، اس طرح تو دین کو کھلونا بنالیا جائے گا۔ اعاذنا اللہ منہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق نامہ وصول نہیں کیا

سوال:- اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور وہ وصول نہ کرے تو کیا بغیر اس کے علم کے طلاق ہوجائے گی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر اس طلاق نامہ میں یہ قید نہیں تھی، کہ بیوی کو پہنچ جائے، تب طلاق ہے، تو طلاق نامہ لکھتے

[1] شامی زکریا ص: ۴۴۰، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۳۶، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی المسائل التی تصح مع الاکراہ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۴۶ ج ۳ کتاب الطلاق، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص ۸ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] شامی زکریا ص: ۴۶۱، ج: ۱۰، مطبوعه کراچی ص: ۷۳۷، ج: ۶، کتاب الخنثی، مسائل شتی.

ہی طلاق ہوگئی، بیوی کو علم ہو یا نہ ہو[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۴/۱۳۹۱ھ

طلاق کا ایک خط

سوال:- از راہِ کرم وعنایت قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

’’آج میں اپنے قلم سے بری کرتا ہوں، اس درمیان میں جو مجھ سے غلطی ہوگئی اس کو معاف کردیں، اللہ کے واسطے رفاقت، رفاقت، رفاقت، طلاق، طلاق، طلاق۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر سے دریافت کرلیا جائے، اگر وہ اقرار کرے کہ اسنے اپنی بیوی کو طلاق دینے کیلئے یہ تحریر لکھی ہے تو اس کی بیوی پر طلاقِ مغلظہ ہوگئی[۲] اور اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہ رہی[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۵/۸۹ھ

---

[۱] کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هٰذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة. شامی زکریا ص: ۴۵۶، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۶، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابة، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۴۹ ج۳ کتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۸ ج۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۴۷۱ ج ۱ فصل فی الطلاق بالکتابة.

[۲] وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی او لم ینو ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هٰذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۸ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۴۷۱ ج ۱ فصل فی الطلاق بالکتابة، شامی زکریا ص ۴۵۶ ج۴ قبیل باب الصریح، لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته. شامی زکریا ص: ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۸، ج: ۳، باب الصریح، مطلب شن بوش یقع به الرجعی، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۳ ج۳ باب الطلاق الصریح، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۴۶۵ ج ۱ کتاب الطلاق. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

شوہر کی اطلاع کے بغیر طلاق نامہ اخبار میں شائع کر دیا

سوال:- مسمّٰی محمد عثمان کی شادی کے کچھ دنوں بعد اختلافات شروع ہوگئے، لیکن یہ اختلاف اس درجہ نہیں تھے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا، لیکن میں اس کو تنبیہ کرنا چاہتا تھا، ایک روز میں نے اپنے دوست سے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دینا چاہتا ہوں، اس پر میرے دوست نے میری اطلاع کے بغیر ایک مقامی اخبار میں یہ اعلان شائع کر دیا۔

منجانب محمد عثمان تاجر گوشت حیدر آباد بنام حبیب بی بی بنت محمد صاحب مرحوم، دو سال قبل میری شادی تمہارے ساتھ ہوئی تھی، لیکن تمہاری غلط حرکات کی وجہ سے مجبوراً تنگ وعاجز آ کر تم کو تین مرتبہ رُوبرو گواہان کے طلاق دے چکا ہوں اور تمہارا مہر بھی ادا کر چکا ہوں، اور بغرض اطلاعِ عام یہ اعلان شائع کیا جارہا ہے، کہ مسماۃ حبیب بی بی میری بیوی نہیں رہی، مجھے جب اس کا علم ہوا تو میں نے بہت تعجب کیا، اور اس کی تردید میں میں نے بھی ایک اعلان اخبار میں شائع کرایا کہ جو طلاق نامہ اخبار میں شائع کیا گیا ہے وہ قطعاً غلط ہے، میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے، اور نہ ہی اپنی بیوی کا مہر ادا کیا ہے، کیا اس دوست کی جانب سے شائع کردہ اس اعلان کی شرعاً مجھ پر ذمہ داری ہے؟ اور کیا اس کی وجہ سے میری بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ آپ کے دوست نے بغیر آپ کے مشورہ وعلم کے طلاق نامہ آپ کی طرف سے اخبار میں شائع کر دیا، اور آپ نے اس کو منظور نہیں کیا، بلکہ اس کی تردید کردی ہے، تو اس طلاق نامہ کی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتين فی الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، هدايه ص ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه تهانوی ديوبند، تاتارخانيه كراچی ص ۶۰۳ ج۳ الفصل الثالث والعشرون فی مسائل المتعلقة بنكاح المحلل.

وجہ سے آپ کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں ہوئی، بالکل بے فکر رہیں آپ کا نکاح بدستور قائم ہے: **کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر انه کتابه الخ ردالمحتار**[1] ص: ۵۸۹، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱/۸۹ھ

طلاق نامہ

سوال:- مندرجہ ذیل طلاق نامہ سے کون سی طلاق ہوئی اور کتنی طلاق واقع ہوئی؟ کیا بغیر حلالہ کے نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ طلاق نامہ یہ ہے۔

میرے اور تمہارے درمیان بطور گڈے گڑیوں کے ایک کھیل کے جو رشتۂ مناکحت میرے اور تمہارے والدین نے اب سے چھبیس برس پہلے جب کہ میری عمر اکیس سال کی تھی، اور تمہاری عمر بیس سال کی تھی قائم کر دیا تھا، لیکن تم نے اس تمام عرصہ میں خود کو ازدواجی زندگی کی تمام پابندیوں سے آزاد رکھا، اور اس عرصہ میں تم نے کبھی بھی یہ سمجھنے کا موقع نہیں دیا کہ میں تمہارا شوہر ہوں اور تم میری بیوی ہو، اس طویل عرصہ میں تم نے بحیثیت زن وشوہر خاطر خواہ ملاقات کا موقع بھی نہیں دیا، اس صورتِ حال سے مجبور ہو کر جیسا کہ تمہیں علم ہے، عرصہ ہوا کہ میں طلاقِ بائن کی صورت میں رشتہ مناکحت کو ختم کر چکا ہوں، مگر مجھے یہ معلوم کر کے انتہائی تعجب ہوا کہ تم نے اس ڈرامائی رشتہ مناکحت پر پردہ ڈال رکھا ہے جیسا کہ میرے اور تمہارے درمیان زن وشوہر کا رشتہ ہنوز قائم ہے، یہ صورتِ حال چونکہ واقع کے خلاف ہے، اس لئے ہوسکتا ہے، کہ مستقبل میں اس سے زیادہ ناگوار حالات اور مزید تکلیف دہ واقعات پیدا ہو جائیں، اس لئے میں اس تحریر کے ذریعہ پھر اس امر کا

---

[1] شامی زکریا ص: ۴۵۶، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۷، ج: ۳، قبیل باب الصریح، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، المحیط البرهانی ص ۴۸۶ ج ۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق الکتابة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

اعادہ کرتا ہوں کہ ایک طلاق تم کو دے چکا ہوں اور تم کو اس پر اطلاع نہیں ہے، اس وقت سے بحیثیت ایک شوہر میرے اوپر تمہاری کوئی شرعی اور قانونی ذمہ داری نہیں ہے، اور تمہارا کوئی قانونی حق میرے اس تمام عرصہ میں نہیں ہے، تم اگر چہ عملاً آزاد رہی ہو اور تم نے خود کو یہ نہیں سمجھا کہ تم میری بیوی ہو، لیکن شرعاً اور قانوناً بالکل آزاد ہو اور اپنے فعل کی خود مختار ہو، جس طرح چاہو اپنی زندگی گذارو مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ از محمد نعیم بنام زیتون بی بی مطلقہ محمد نعیم ۱۸/مارچ ۱۹۷۹ء۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں طلاق بائن واقع ہوگئی ہے[1] اگر دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح درست ہوسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۸۹ھ

برخودار کو طلاق لکھ کر بھیجنا

سوال:- شوہر نے بیوی کو مندرجہ ذیل پرچہ لکھ کر بھیج دیا، بیوی اپنے میکے میں ہے اور اس کے ایک بچہ بھی ہے۔

برخوردار نور چشم راحت جان طول عمرہٗ۔ بعد دعاء درازیٔ عمر کے معلوم ہو کہ میں نے تم کو طلاق

---

[1] ویقع بقوله انت طالق بائن او البتة واحدة بائنة الدر المختار علی الشامی زکریا ص۴۹۸، ۵۰۰ باب الصریح، مطلب فی قول الامام ایمانی کایمان جبریل، مجمع الأنهر ص۲۸، ۳۰ ج۲ فصل فی شبه الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص۲۸۷ ج۳ فصل انت طالق غدا.

[2] اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. عالمگیری ص۴۷۲ ج۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة. مطبوعه کوئٹه، هدایه ص۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه تهانوی دیوبند، تاتارخانیه کراچی ص۲۰۳ ج۳ الفصل الثالث والعشر فی مسائل المتعلقة بنکاح المحلل.

دی ہے، جس جگہ رہو خوش رہو، نہیں معلوم تو اب سن لو، کہ ہم نے اپنے قلم سے تم کو اجازت دی بعد عدت پوری ہونے پر تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو، ہماری طرف سے تم آزاد ہو۔

براہِ کرم حکم شرع سے مطلع فرمائیں کہ مذکورہ بالا الفاظ کی وجہ سے اس شخص کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق بیوی کو دی جایا کرتی ہے، برخوردار کو نہیں دی جاتی ہے، یہ پرچہ برخوردار کے نام ہے، اس کی وجہ سے اس لکھنے والے کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں ہوئی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۵/۵/۲۶ھ

دھمکی کے طور پر خط کے ذریعہ اعلانِ طلاق

سوال:- زید نے اپنے خسر کو خط میں یہ الفاظ لکھے ”میرا یہ خط اعلانِ طلاق ہے، یا پھر میں اس خط کے ذریعہ اعلانِ طلاق کرتا ہوں، ۱۰/فروری تک میری بیوی میرے گھر پہنچ جانی چاہئے، نہیں تو طلاق دے دی جائے گی؟“ کیا اِن الفاظ سے طلاق واقع ہوگئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس خط کے ان الفاظ سے کوئی طلاق نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں طلاق نہیں دی بلکہ آئندہ طلاق دینے کی دھمکی ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱/۹۵ھ

---

[1] ان الطلاق محله المرأة لانها محل النكاح فلا يقع الطلاق الا بالاضافة الى ذاتها او الى جزء شائع منها. الخ شامی زکریا ص: ۴۷۲، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۵۸، ج: ۳، باب الصريح، مطلب فی قوله على الطلاق من ذراعي، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۳۷ ج ۳ کتاب الطلاق، فتح القدير ص ۴۶۳ ج ۳ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] لو قال بالعربية اطلق لا يكون طلاقا الخ عالمگیری کوئٹه ص ۳۸۴ ج ۱ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جھوٹی تحریر پر دستخط سے طلاق نہ ہوگی

سوال:- میرے ایک عزیز حاجی نیاز احمد کے پاس ضلع بستی میں کافی زمین ہے، ان کی بیوی زینب کو ضلع گونڈہ میں سواسو بیگہ ان کے والد مرحوم نے دیا تھا، گورنمنٹ نے دونوں زمینوں کو یکجا کر دیا ہے، شیلنگ کا مقدمہ شروع ہے، زمین زیادہ نکل رہی تھی، وکلاء نے ان کو رائے دی کہ آپ ایک تحریر پیش کر دیں کہ میں نے زینب کو طلاق دے دی ہے، ان کی جانب سے وکیل نے ایک تحریر لکھی ہے اور حاجی نیاز احمد سے دستخط لیا، نہ انہوں نے زبان سے طلاق دیا، نہ طلاق دینے کی نیت تھی، ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی جھوٹی تحریر یا خبر سے دیانۃً طلاق نہیں ہوئی، اگر پہلے گواہ بنالیا تھا کہ میں جھوٹی تحریر پر دستخط کرتا ہوں، نہ میں نے طلاق دی نہ دے رہا ہوں، تو قضاءً بھی طلاق واقع نہیں ہوگی[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۹۷ھ

خسر کو دھمکانے کیلئے طلاق نامہ اور اسمیں خسر کی دوسری لڑکی مراد لینا

سوال:- کرم علی کو اپنی بیوی سے انتہائی محبت ہے، اور اس کی بیوی بھی اپنے شوہر کو پیار کرتی

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسية، شامی زکریا ص ۵۵۹ ج۴ باب تفويض الطلاق، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۲ ج۳ باب الطلاق الصريح، المحيط البرهانی ص ۲۵۴ ج۵ كتاب الطلاق، الفصل السابع والعشرون فی المتفرقات.

(**صفحه هذا**) [1] وفی القنية لو اراد به الخبر عن الماضی كذبا لا يقع ديانة وان اشهد قبل ذلک لا يقع قضاء ايضاً، شامی زكريا ص:۴۴۳، ج:۴، مطبوعه كراچی ص:۲۳۸، ج:۳، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہے، دونوں اسی طرح ایک عرصہ سے میل ومحبت کے دن گذارتے رہے، اورآپس میں کبھی کوئی اختلاف اور جھگڑا نہیں ہوا، اور کرم علی نے اس کو کبھی طلاق دینے کا اور جدا ہونے کا ارادہ نہیں کیا، مگر کرم علی کے لئے یہ بات ہمیشہ تکلیف دہ رہی کہ بیوی جب میکہ چلی جاتی ہے، تو سسرال والے واپس کرنے میں ہمیشہ ٹال مٹول کرتے ہیں، ایک مرتبہ وہ خود لینے گیا تو ٹال مٹول کی اور کہا کہ بعد میں رخصت کرینگے پھر ماں کو بھیجا وہ اپنے ساتھ جا کرلائی تو بات ختم ہوگئی، مگر کرم علی کو سسرال والوں سے انتقام کی سوجھی، کسی کے بتانے سے یا اپنے دماغ سے یہ ترکیب ٹھہرائی کہ ایک فرضی طلاق نامہ سسرال والوں کے پاس بھیج دوں، وہ لوگ خوب پریشان ہوں گے، اور آئندہ ٹال مٹول کی حرکت ترک کردیں گے، اس تجویز کے تحت کرم علی نے اپنی سسرال والوں کو فرضی طلاق نامہ لکھا کہ میں نے عزیز کی لڑکی کو تین طلاق دیا، اور دل وزبان سے عزیز کی لڑکی سے دوسری لڑکی کو مراد لیا، اپنی بیوی کا قصد وارادہ نہیں کیا، ایسی صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

طلاق اپنی بیوی کو دی جایا کرتی ہے غیر کو نہیں، جب کہ یہاں مقصود اپنے سسرال والوں کو پریشان کرنا ہے، تو انکی پریشانی اس صورت سے ہوسکتی ہے کہ ان کی لڑکی کو طلاق ہوجائے، اس سے کوئی پریشانی نہ ہوگی کہ انکی لڑکی کو طلاق نہ ہو، اس لئے صورتِ مسئولہ میں طلاقِ مغلظہ کا حکم کیا جائے گا، اگر خسر کے کوئی دوسری لڑکی موجود ہے، تو وہ اس شخص کی بیوی نہیں، اسکو مراد لینا غلط ہے، پھر زبان سے مراد لینے کا مطلب کیا ہے، کیا زبان سے یہ کہا کہ عزیز کی وہ لڑکی جو میری بیوی نہیں، وہ میری مراد ہے، میں نے اس کو طلاق دی ہے، ہاں اگر اس کی بیوی عزیز کی لڑکی نہ ہوتو یہ تحریر لغو اور بیکار ہوگی ورنہ تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ ہوگئی: **لو ذكر اسمها او اسم ابيها او امها او ولدها فقال عمرة طالق اوبنت فلان اوبنت فلانة او ام فلان فقد صرّحوا بانها**

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) كتاب الطلاق، مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۴۶ ج۳ كتاب الطلاق، النهر الفائق ص۳۱۷ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

تطلق وانه لو قال لم اعن امرأتی لا یصدق قضاء اذا کانت امرأته کما وصف اھ رد المحتار[1] ص: ۵۹۰، ۴۳۰، ج ۲ نعمانیه.

لیکن اگر یہ تحریر لکھتے وقت بیوی سامنے موجود تھی، اور زبانی طلاق کا لفظ نہیں بولا صرف تحریر لکھی ہے تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

وظاهره ان (الکتاب) المعنون من الناطق الحاضر غیر معتبر اھ شامی[2] ص: ۶۴۵، ج: ۵. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

پرچہ پر تین طلاق لکھ کر جلا دیا یا پھاڑ دیا

سوال:- زید کی لڑائی والدہ سے ہوئی، جس کی وجہ سے زید نے ایک کاغذ پر تین مرتبہ طلاق لکھ کر اپنی ماں کو دیا، ماں نے اس کو جلتے ہوئے چولھے میں ڈال دیا، مہینے دو مہینے کے بعد زید نے کانپور سے فتویٰ منگایا کہ میں ایک کاغذ پر تین دفعہ اپنی بیوی کے بارے میں طلاق لکھ چکا ہوں، اس عبات کا جواب کانپور سے ملا کہ طلاق ہو چکی ہے، زید کے خسر کو جب معلوم ہوا تو وہ لڑکی کو لینے کیلئے آئے، تب زید نے اپنے خسر صاحب سے دو آدمیوں کے سامنے کہا کہ ابا جان مجھ سے غلطی ہوگئی ہے، میں طلاق دے چکا ہوں، مگر میں سوچ رہا ہوں کہ سب ٹھیک ہو جائے گا، زید کے خسر صاحب واپس چلے گئے، زید کے باپ بکر نے کئی آدمیوں سے کہا کہ زید نے طلاق دیدی ہے، اب میں سوچ رہا ہوں کہ سب ٹھیک ہو جائے گا، کہ زید کی بیوی کا نکاح زید کے بھائی سے کر دوں، چند

---

[1] ردالمحتار زکریا ص: ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۸، ج: ۳، باب الصریح مطلب شن بوش یقع به الرجعی، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق الصریح، النهر الفائق ص ۳۲۳ ج ۲ باب الطلاق الصریح، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] شامی زکریا ص ۴۶۱، ج ۱۰، مطبوعه کراچی ص: ۷۳۷، ج: ۶، کتاب الخنشی. مسائل شتی.

دن بعد زید کا بھائی طلاق دیدے گا، پھر زید کے ساتھ نکاح کردوں گا، اس عرصہ میں زید کا خسر لڑکی کو لینے کیلئے پھر آ گیا، اور چار معزز آدمیوں کے کہنے سے زید نے لڑکی کو باپ کے ساتھ بھیج دیا، چار دن کے بعد زید کے خسر نے برادری کی پنچایت کمیٹی میں اس مسئلہ کو دکھلایا کہ میں نے جو جہیز وغیرہ دیا تھا، وہ ہمیں ملنا چاہئے، کمیٹی کے لوگوں نے زید اور زید کے والد بکر کو کمیٹی میں بلایا، جب زید اور بکر سے اس مسئلہ پر بات کی تو زید کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، میں نے جو پرچہ ماں کو دیا تھا اس میں یہ بات تحریر تھی کہ ماں اگر تم مجھ سے لڑوگی تو میں طلاق دیدوں گا، طلاق دے دوں گا، طلاق دیدوں گا، اپنی بیوی کو، پھر زید سے دریافت کیا گیا کہ وہ فتویٰ جو تم نے کانپور سے منگایا تھا، وہ دکھلا دو، تو زید جواب دیتا ہے، کہ وہ فتویٰ جو میں نے کانپور سے منگایا تھا، اس میں عبارت غلط تحریر ہوگئی تھی، اس لئے اس کا جواب طلاق میں آ گیا تھا، وہ فتویٰ میں نے اپنے والد بکر کو دیدیا تھا، زید نے جب کہا کہ میں نے اپنے والد کو دیدیا تھا، تو بکر سے کہا کہ فتویٰ دکھلا دو، تو بکر کہتا ہے کہ میں نے اسے پھاڑ کر پھینک دیا ہے، ایسی حالت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا یہ اقرار ہے کہ ابا جان مجھ سے غلطی ہوگئی ہے، میں طلاق دے چکا ہوں، اس میں یہ نہیں ہے کہ میں طلاق دیدوں گا، ادھر فتویٰ بھی آ چکا ہے، کہ طلاق ہو چکی، زید کے والد کا یہ کہنا کہ زید نے طلاق دیدی ہے، میں سوچ رہا ہوں کہ زید کی بیوی کا نکاح زید کے بھائی سے کردوں الخ اس سب کے بعد زید کا طلاق سے انکار کرنا شرعاً معتبر نہیں، اس کو لازم ہے کہ مطلقہ بیوی کا جہیز واپس کردے، بیوی عدت تین ماہواری گذار کر دوسری جگہ نکاح کرنے کی حقدار ہے، زید سے بغیر حلالہ کے نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں[1]، جس پرچہ پر زید نے طلاق لکھ کر والدہ کی خدمت میں پیش کیا، اس کو

---

[1] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فیماتحل به المطلقة، هدایة ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة، تهانوی دیوبند، المحیط السرخسی ص ۸ ج ۳ جز ۲، کتاب الطلاق، مطبوعه دار الفکر بیروت.

والدہ محترمہ نے چولھے میں جھونک دیا، مگراس سے طلاق نہیں جلی وہ بیوی پر باقی رہی، اورجس فتوے میں طلاق کا حکم آیا تھا، اور بتلا دیا تھا، کہ بیوی حرام ہوگئی، اس کو والد بزرگوار نے پھاڑ کر پھینک دیا تھا، مگراس سے بھی طلاق کا حکم نہیں پھینکا وہ باقی ہے، جیسے اگر نکاح نامہ کو پھاڑ دیا جائے، یا جلا دیا جائے، تو اس سے نکاح ختم نہیں ہوجاتا، وہ باقی رہتا ہے، بیوی بیوی ہی رہتی ہے، اورحلال رہتی ہے، غیر ہوکر حرام نہیں ہوجاتی، اسی طرح طلاق کی تحریر کو جلا دینے سے اورفتوے کو پھاڑ کر پھینک دینے سے طلاق ختم نہیں ہوجاتی، اورطلاق کی وجہ سے جو بیوی اجنبی اورحرام ہوچکی تھی، وہ حلال نہیں ہوجاتی، اورطلاق یا نکاح کسی تحریر پرموقوف بھی نہیں، اس لئے تحریر کا باقی رہنا اورجلا دینا اس پراثر انداز نہیں ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲؍۵؍۹۰ھ

اقرارنامہ کی خلاف ورزی کرنے پرطلاق

سوال:- زید کا عقدِ مسنونہ مومنہ خاتون سے ہوا، عرصۂ درازتک دونوں میں نباہ ہوتا رہا، کچھ دنوں کے بعد دونوں میں اختلاف ہوا اوراس کے بعد پنچایت ہوئی اورمندرجہ ذیل تحریر لکھی گئی ہے کہ اس مرتبہ لڑکی اس طور پربھیجی جارہی ہے کہ لڑکی کوکوئی تکلیف نہ ہواورصحیح طور پرنباہ کرو، اگر پھرحقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی تو ثبوتِ شرعی ملنے کے بعد یہی تحریر جواقرارنامہ کی صورت میں ہےطلاق سمجھی جائے گی، ایسی صورت میں لڑکے نے صرف انگوٹھا لگایا تھا، منہ سے کچھ نہ کہا اورلڑکی رخصت کرا کرلے گیا، اب دوبارہ لڑکی کے والدین اپنے گھراختلاف کی حالت میں لے آئے تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اوراگرطلاق واقع ہوئی ہوتوعدت کس وقت سے گذاری جائیگی، مفصل جواب مع حوالہ کتب مطلوب ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگرشوہر نے تحریرِ مذکورہ سن کرسمجھ کراپنی خوشی سے بغیرجبر واکراہ کے انگوٹھا لگایا ہےتو یہ تحریر معتبر

ہے، اور پھر اگر اس نے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے جس کا شرعی ثبوت موجود ہے، تو اس تحریر کی رو سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی[1]، عدت تین ماہواری گذرنے سے پہلے حق رجعت حاصل ہے[2]، بعد ختم عدت بغیر تجدیدِ نکاح رکھنے کا حق نہیں ہوگا[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۰/۹۰ھ

جب شوہر کو شرط نامے کا علم نہ ہو اس سے طلاق نہیں ہوتی

سوال:- محمد سعید کے خسر نے عقدِ ثانی کے وقت محمد سعید سے اس شرط نامہ پر انگوٹھا کا نشان لیکر ''محمد سعید نے اپنی پہلی بیوی کو دو گواہوں کے سامنے تین طلاق دیا اور یہ بات طے پائی کہ بی بی میمونہ خاتون (زوجہ ثانیہ) جب تک زندہ رہے گی اگر میں دوسری شادی کروں تو تین طلاق ہوگی، یا پڑیگی'' عقد کرایا تھا محمد سعید اَن پڑھ کو اس شرط نامہ کا علم نہیں ہوا، اسنے صرف طلاق نامہ سمجھ کر انگوٹھا لگایا تھا، حالانکہ ایک ہی کاغذ میں طلاق نامہ اور شرط نامہ ہے جس میں محمد سعید نے انگوٹھا لگایا

---

[1] ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث بها اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه. شامي زكريا ص: ۴۵۶، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۴۶، ج: ۳، كتاب الطلاق، مطلب فى الطلاق بالكتابة. واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. عالمگيرى كوئٹه، ص ۳۷۹، ج: ۱، الباب الثانى فى ايقاع الطلاق، الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة، تاتارخانيه كراچى ص ۳۸۰ ج ۳ الفصل السادس فى ايقاع الطلاق بالكتابة.

[2] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك اولم ترض. عالمگيرى كوئٹه. ص: ۴۷۰، ج: ۱، الباب السادس فى الرجعة، مجمع الأنهر ص ۷۹ ج ۲ باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص ۵۰ ج ۴ باب الرجعة.

[3] قيد بقيام العدة لانه لارجعة بعد انقضائها. البحر الرائق كوئٹه ص: ۵۰، ج: ۴، اول باب الرجعة، مجمع الأنهر ص ۸۰ ج ۲ باب الرجعة، طبع بيروت، النهر الفائق ص ۴۱۳ ج ۲ اول باب الرجعة، مطبوع عباس احمد الباز.

تھا، مدتوں بعد جب محمد سعید نے تیسری شادی کی تو قاضی نکاح ثانی کا یہ شرط نامہ اور طلاق نامہ دکھلاتا ہے تو اب عرض یہ ہے کہ از روئے قرآن وحدیث اس شرط نامہ کی وجہ سے نکاحِ ثالث کرنے سے محمد سعید کی موجودہ بیوی میمونہ خاتون پر طلاق پڑیگی، یا نہیں؟ اور اگر اس شرط کا علم ہوتا تو طلاق واقع ہوجاتی یا نہیں، بحوالہ کتب جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ محمد سعید کو شرط نامہ کا علم ہی نہیں، تو اس کے ذمہ کوئی پابندی نہیں، پس اس کی وجہ سے موجودہ بیوی پر طلاق نہیں ہوگی، **کل کتاب لم یکتبهٗ بخطه وَلم یمله بنفسه لایقع الطلاقُ مَالم یُقرّ انهٗ کتابهٗ** ا ھـ ردالمحتار[1] ج:۲، ص:۴۲۹، اسکے بعد پھر اس بحث کی ضرورت نہیں رہتی، کہ اگر اس شرط کا علم ہوتا تو کیا حکم ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۱۳۹۰ھ

---

[1] شامی زکریا ص:۴۵۶، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۲۴۶، ج:۳، کتاب الطلاق. مطلب فی الطلاق بالکتابة، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ فصل فی الطلاق بالکتابة، تاتارخانیه ص ۳۸۰ ج ۳ فصل فی ایقاع الطلاق، ادارة القرآن کراچی.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

طلاق صریح

صریح الفاظ میں نیت کی حاجت نہیں

سوال:۔ زید کی زوجہ کچھ خاوند کی ناقدرداں ہے،اور خانگی کاروبار میں خاوند کے کہنے کی پرواہ نہیں کرتی ہے، کھانا وغیرہ دیتے وقت بھی اکثر زبان درازی کرجاتی ہے،اور ناشائستہ کلمات بکدیتی ہے، زوج بہت غریب آدمی ہے، دو بچے بھی ہیں بوجہ عسرت اکثر یہ نوبت آتی ہے، زوج نے اکثر موقعوں پر اس کی زبان درازی سے تنگ آکر اپنی جہالت سے کہدیا کہ تو چلی جا میں نہیں رکھتا''تجھے طلاق دیدی'' ایک مرتبہ یہ بھی کہا کہ تو میری خالہ ہے اگر تیرے بھائی نے اپنی لڑکی کا رشتہ میرے لڑکے سے نہ کیا تو تجھے بھی نہ رکھوں گا، زوجہ اپنی ساس سے لڑتی ہے،تو زید نے کہا کہ قسم اللہ کی اگر تو لڑے گی تو تجھے طلاق ہے،اور یہ کلمہ تین مرتبہ کہا، جب زید سے کسی نے کہا کہ اس طرح کہنے سے طلاق پڑجاتی ہے،تو زوج اور زوجہ بہت نادم ہوئے، زید کہتا ہے کہ میں نے تو دل سے طلاق نہیں دی ،تو کیا واقعی طلاق پڑگئی، اگر پڑی تو کونسی طلاق پڑی ہے ،رجوع کی گنجائش ہے یا نہیں،ایک طلاق پڑی یا دو، یا تین پڑگئیں۔ بینوا و توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین مرتبہ طلاق دینے سے مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ رکھنا درست نہیں ہے،[۱] صریح الفاظ میں نیت کی حاجت نہیں ہے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۸/۱۷۵۷ھ

طلاق صریح میں نیت کا اعتبار نہیں

سوال:۔ (۱) زید کی ماں زید کو برا بھلا کہہ رہی تھی وہ خاموش سن رہا تھا، اتنے میں اور لوگ زید کی ماں کی آواز سن کر آ گئے، زید ماں کی باتوں کو سنکر عاجز آ گیا، تو لوگوں کو مخاطب کر کے بولا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں زینب کو طلاق دے رہا ہوں، یہ الفاظ زید نے تین بار کہے، معلوم ہوا کہ اس جھگڑے میں زید کی بیوی کا کوئی تعلق نہیں تھا، اور نہ زید کی نیت طلاق دینے کی تھی، کیا اس سے طلاقِ مغلظہ واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ بیوی گھر والوں کی بہت فرمانبردار ہے، اس وقت اس کی بیوی وہاں موجود بھی نہ تھی اور نہ اس نے طلاق کے الفاظ سنے ہیں؟

(۲) حضرت! یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ذرا زبان سے کہدیا طلاق ہوگئی، نہ نیت کی ضرورت نہ کسی کی مرضی کی، اس کے علاوہ میں نے ابھی تک کسی سے نہ سنا نہ دیکھا کہ

---

[۱] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل لهٗ حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بهاثم یطلقها اویموت عنها والاصل فیه قوله تعالیٰ فان طلقها فلاتحل لهٗ من بعد حتی تنکح زوجاً غیره الخ هدایه، ص ۳۷۹/ج ۲/کتاب الطلاق، باب الرجعة، المحیط السرخسی ص ۸ ج ۳، جز ۶ کتاب الطلاق مطبوعه دار الفکر بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۳ ج ۱، باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة.

[۲] أن الصریح لا یحتاج إلی النیة، شامی کراچی ص ۲۵۰ ج ۳ مطلب فی قول البحر إن الصریح یحتاج الخ بحر ص ۲۵۸ ج ۳ باب الطلاق مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج ۲ باب ایقاع الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

بغیر نیت کوئی کام ہوجاتا ہے، نکاح میں تو عورت اور مرد کی رضامندی ضرور ہوتی ہے، زبردستی سے نکاح نہیں ہوتا، جب شریعت نے عورت کو نکاح قائم کرنے کا حق دیا ہے تو برقرار رکھنے کا حق کیوں نہیں دیا، دونوں زندگی گذارنے میں ذراسی غلطی سے عورت کو طلاق دیدیا، اب نہ وہ شوہر کی جائداد لے سکتی ہے اور نہ ہی بچہ لے سکتی ہے، کس کے سہارے زندگی گذارے، کرے تو کیا کرے، بیچاری اپنی عصمت کو دوسروں کے سپرد کر کے نکاح کرے، یہ کیسا انصاف ہے؟ یہ بہت شرمناک ہے کہ جو عورت زندگی میں ساتھ رہ چکی ہو وہ پھر دوسرے کے نکاح میں جائے، لیکن برے آدمی کا کیا نقصان کرے پھر دوسری عورت مل جاتی ہے۔

(۳) اب تین بار طلاق دینے سے مغلظہ ہوگئی، وہ ہمیشہ کے لئے نکاح سے نکل گئی دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہے تو عورت دوسرا نکاح کرے، اپنی عصمت ریزی کرائے، پھر دوسرے دن وہ طلاق دے تو پہلے شوہر کے پاس آنے کے قابل ہو، طلاق کیا ہے ایک چلتا پھرتا تماشا ہے، کوئی زبان سے تو نہیں کہتا کہ اس عورت سے نکاح کرو، اور کل طلاق دینا مگر دل میں یہی ہوتا ہے، جبکہ میں نے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے، پھر جس چیز پر حضور ﷺ لعنت کریں وہ کیوں کر جائز ہے؟ حضرت سے تواضع کے ساتھ درخواست ہے کہ ہر بات کا جواب تفصیل سے عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک عاقل بالغ شخص حواس سالم رہتے ہوئے ایک جملہ بولتا ہے جو اپنی وضع کی حیثیت سے معنیٰ دار ہے، مہمل نہیں، برمحل ہے (بیوی کے حق میں ہے) بے محل نہیں ہے، ماں کی سخت گفتگو کی وجہ سے جس سے وہ یہ سمجھتا ہے کہ ماں کو سکون حاصل ہوجائے، پھر وہ سخت گفتگو نہیں کرے گی، تو کیسے تسلیم کیا جائے کہ اس کی نیت نہیں تھی، صاف صریح لفظوں میں بھی نیت پر مدار رکھا جائے تو سارے عالم کا نظام درہم برہم ہوجائے، بڑی سے بڑی بات آدمی کہدے پھر کہے کہ میری نیت نہیں تھی، اپنے والد کو گالی دے پھر کہے کہ میری نیت نہیں تھی، مکان فروخت کردے اور کہے کہ

میری نیت نہیں تھی، نکاح کا ایجاب وقبول کرلے اور کہے کہ میری نیت نہیں تھی، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کی انسانیت ختم کردی گئی، اور اس کو جانوروں میں داخل کردیا گیا۔

طلاق کا حال تو ایسا ہے جیسے کوئی چاقو پیٹ میں مار کر چاک کردے پھر کہنے لگے کہ میری نیت نہیں تھی، اسکی نیت ہو یا نہ ہو اس سے کیا بحث ہے، پیٹ تو چاک ہو ہی گیا، اب کہتا ہے کہ میری نیت نہیں تھی، عورت کی مرضی نکاح میں لیجاتی ہے، لیکن جب وہ نکاح میں آگئی، تو طلاق کا اختیار خدائے پاک نے صرف مرد کو دیا، عورت کی مرضی پر طلاق موقوف نہیں [1]

بچے کی پرورش کا حق عورت کو ہے وہ محض طلاق سے ختم نہیں ہوجاتا [2] اپنا مہر بھی لے سکتی ہے عدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے [3] بعد عدت دوسرے شخص سے نکاح کرے نفقہ اس کے ذمہ ہوگا، اس نے پہلا نکاح کر کے عصمت شوہر کے سپرد کردی تھی، اسی طرح دوسرا نکاح کر کے اپنی عصمت اس کے سپرد کرنے میں کیا اشکال ہے، پہلے نکاح میں یہ اشکال کیوں پیش نہیں آیا، شریعت نے حلالہ پر مجبور نہیں کیا، اس کا بھی اختیار ہے کہ پہلے شوہر کی طلاق کے بعد کسی سے بھی نکاح نہ کرے، اس کا بھی اختیار ہے کہ بعد عدت دوسرے شخص سے نکاح کر کے ہمیشہ اسی کے ساتھ رہے، لیکن اگر جذبات کی تسکین بغیر پہلے شوہر کے پاس جائے نہ ہوتی ہو تو اس کے لئے راستہ یہ بتایا گیا ہے، جس پر چلنا خود عورت کے اختیار میں ہے، اس کو مجبور نہیں کیا گیا، دوسرے شخص سے نکاح کو عصمت ریزی کہنا بڑی جسارت ہے، اگر یہ عصمت ریزی ہے تو پہلے شوہر کے

---

[1] اَلطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا، ص ۴۵۰ ج ۴ مطبوعه کراچی ج۳ص ۲۴۲، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والافیون والبنج. ابن ماجه، ص ۱۵۲، باب طلاق العبد.

[2] احق الناس بحضانة الصغیر حال قیام النکاح اوبعد الفرقة الام. عالمگیری کوئٹه، ج ۱/ص ۵۴۱/ الباب السادس عشر فی الحضانة، شامی کراچی ص ۵۵۵، ۵۵۶ ج۳ باب الحضانة، بحر ص ۱۶۷ ج ۴ باب الحضانة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[3] وتجب لمطلقة الرجعی والبائن الی قوله النفقة والسکنی والکسوة. الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا، ج ۴/ص ۳۳۳/ مطبوعه کراچی، ج ۳/ص ۶۰۹/ باب النفقة، مطلب فی نفقة المطلقة، هدایه، ج ۲/ص ۴۴۳/باب النفقة، فصل آخر.

پاس بھی رہنا عصمت ریزی ہے، ایسے الفاظ سے توبہ کی جائے، طلاق کو تماشا بنانا جاہلوں کا کام ہے، ذراسی بات ماں سے ہوئی فوراً تین طلاق دیدیں، پھر دوسرے سے کہہ کر طلاق دلوائی یہ تو شریعت کا حکم نہیں، اپنی جہالت اور حیوانیت کو شریعت کا حکم کیوں بتایا جاتا ہے، جو شخص واقف حال ہو وہ اس نیت سے ایسی مطلقہ عورت سے نکاح کرے کہ بعد صحبت میں طلاق دیدوں گا، تاکہ اس غریب کا گھر آباد ہوجائے، تو اس پر اس کو اجر ملے گا، اس پر لعنت نہیں وارد ہوئی، آپ نے اگر لعنت سنی تو غلط سنی، لعنت والی صورت یہ ہے کہ شوہر اول کسی آدمی سے یہ شرط لگا کر اپنی مطلقہ کا نکاح کرائے، کہ تم بعد میں طلاق دیدینا، [1] دونوں میں بڑا فرق ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۰/۱۳۹۵ھ

چھوڑ دی نکل جا، کا حکم

سوال: ۔ایک عورت کی ایک مرد کے ساتھ شادی ہوئی ہے اور اس سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوا اور پھر اس کے مرد نے اپنے بھائی کی بیوہ سے نکاح کرلیا، اور پہلی بیوی سے ناچاقی پیدا ہوگئی، اور اس نے عورت کو گھر سے نکالدیا، پھر اس عورت مذکورہ کے بھائی نے اس کو خاوند کے پاس پہنچایا، لیکن اس خاوند نے اس عورت سے مار پیٹ کی، عورت نے کہا کہ میں آباد ہونا چاہتی ہوں تم مجھے کیوں نکالتے ہو اور تنگ کرتے ہو، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، مرد نے غصہ میں آ کر کہا تو میری ماں، بہن ہے میں نے تجھے چھوڑ دیا، تو نکل جا، لڑکی اپنے ماموں کے یہاں چلی گئی، پھر میں اس کے خاوند کے پاس گیا کہ تم ایسا نہ کرو اور اس کی آبادی کا خیال کرو اس نے نہ مانا

[1] وکرہ التزوج للثانی تحریما لحدیث لعن المحلل والمحلل له بشرط التحلیل کتزوجتک علی ان اُحَلِّلُکَ الیٰ قوله اما اذا اضمر ذٰلک لایکرہ وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا، ج۵/ص۴۷-۴۸/ مطبوعه کراچی ج۳/ص ۴۱۴-۴۱۵/باب الرجعة، مطلب حیلة اسقاط عدة المحلل، البحر الرائق ص۵۸ ج۴ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه الماجدیه کوئٹه، سکب الأنهر ص ۹۱ ج۲ باب الرجعة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

اور بولا کہ جو چیز فتنی پھر عورت چھوڑ دی جاوے اس کو گھر میں دوبارہ لینا ٹھیک نہیں، بلکہ عیب اور گناہ ہے کھانے میں گھی یا چائے میں پڑ جاوے تو وہ کھانا یا چائے پھیکا ہو جاتا ہے، میں مسماۃ کو اپنے گھر پر ہرگز نہیں لاسکتا کیا ان الفاظ سے عورت مذکورہ کو طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ اور وہ اس کے نکاح سے جدا ہو جاتی ہے یا نہیں، اور کیا ان الفاظ مذکورہ سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارے عرف میں شوہر کا اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا، بمنزلہ صریح طلاق کے ہے اس سے شرعاً ایک طلاق رجعی واقع ہو جاتی ہے[1] شوہر نے دوسرا لفظ یہ کہا کہ تو نکل جا، یہ کنایہ طلاق سے ہے اگر اس سے طلاق کی نیت کی ہے تو اس سے دوسری طلاق واقع ہو گئی[2] اور وہ بائن ہوئی اب اگر عورت اور مرد رضامند ہو جاویں تو دوبارہ نکاح صحیح ہوگا[3] بغیر تجدید نکاح کے رکھنا درست نہیں، اور اگر اس دوسرے لفظ سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اس سے دوسری طلاق واقع نہیں ہوئی، بلکہ پہلے لفظ سے ایک طلاق رجعی ہوئی اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجعت درست ہے یعنی مرد کہدے کہ میں نے اپنی طلاق سے رجوع کیا[4] اور پھر شوہر و بیوی کی طرح

---

[1] اذاقال رھا کردم ای سرحتک یقع بہ الرجعی (شامی کراچی، ج۳/ص ۲۹۹/ شامی نعمانیہ، ج۲/ص ۴۶۴/ باب الکنایات، عالمگیری، ج ۱/ص ۳۷۹/الفصل السابع فی الطلاق، بالالفاظ الفارسیۃ، مجموعۃ الفتاویٰ، ج ۱/ص ۳۲۹/)

[2] فنحواخرجی واذھبی وقومی یحتمل رداً ان نوی وقع والا لا (ملخصاً الدرمع الشامی کراچی، ج۳/ص ۲۹۸/ شامی نعمانیہ، ج۲/ص ۴۶۳/ باب الکنایات عالمگیری، ج ۱/ص ۳۷۴/) الفصل الخامس فی الکنایات.

[3] وینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ وبعدھا بالاجماع، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۰ ج۵ باب الرجعۃ، النھر الفائق ص ۳۵۵ ج۲ کتاب الطلاق فصل فیما تحل بہ المطلقۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت زیلعی ص۲۵۷ ج۲ مطبوعہ امدادیہ ملتان.

[4] وإذا طلق الرجل امراتہ تطلیقۃ رجعیۃ أو رجعیتین فلہ أن یراجعھا فی عدتھا رضیت بذلک أو لم ترض کذا فی الھدایۃ، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۶۸ ج ۱ کتاب الطلاق الباب السادس فی الرجعۃ، تاتارخانیہ ص ۵۹۸ ج۳ مسائل الرجعۃ مطبوعہ کراچی.

رہنادرست ہوگا،تجدید نکاح کی ضرورت نہیں،اوراگرعدت گذرچکی ہےتو رجعت کافی نہیں بلکہ دوبارہ نکاح ضروری ہے،اور یہ اس وقت کا ہے کہ پہلا لفظ ایک یا دومرتبہ کہا ہوا گرتین مرتبہ کہا ہے تو رجعت اورتجدید نکاح کافی نہیں بلکہ حلالہ ضروری ہے یعنی وہ عورت عدت گذارکرکسی اورشخص سے باقاعدہ شرع کے موافق نکاح کرے اوروہ مردصحبت کر کے طلاق دے یامرجائے تو عدت گذارکرشوہراول کے لئے نکاح درست ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مظاہرعلوم سہارنپور

الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

لفظ چھوڑ دی سے طلاق کا حکم

سوال:۔زید نے کسی معمولی بات پر اپنی بیوی سے جھگڑا کر کے کہا جاؤ میں نے تجھے چھوڑ دیا، بعدہٗ زید سے پوچھا گیا، جاؤ میں نے تجھے چھوڑ دیا اس سے تیرا کیا مطلب ہے، زید قسم کھا کر کہتا ہے اس لفظ سے میرا مطلب اپنی بیوی کو تنبیہ کرنا ہے، تا کہ شرارت سے باز آجائے نا کہ طلاق دے کر دور کردینا ،اس واقعہ سے قبل یا بعد لفظ طلاق یعنی مذاکرہ طلاق نہیں ہوئی، میاں اور بیوی دونوں قسم کھا کر اقرار کرتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بلانیت جاؤ میں نے تجھے چھوڑ دیا اس لفظ سے طلاق بائن واقع ہوجائے گی، یانہیں اگر طلاق واقع نہیں ہوگی تو جواب بحوالہ کتب ضرور مرحمت فرماویں گے بینوا توجروا؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہاں دولفظ ہیں ’’جاؤ‘‘ دوسرا میں نے تجھے چھوڑ دیا، پہلا لفظ کنایہ ہے کہ طلاق کے لئے بھی

[1] وإن كان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتين فی الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۷۳ ج ۱ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، هداية ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه تھانوی دیوبند المحيط السرخسی ص ۸ ج ۳ جز ۶، مطبوعه دار الفكر بيروت.

استعمال ہوتا ہے، اور غیر طلاق کے لئے بھی اس میں رد کی بھی صلاحیت ہے، اور جواب کی بھی اس سے طلاق ہونے کا مدار نیت پر ہے، اور شوہر کا قول قسم کے ساتھ نیت کے بارے میں معتبر ہے ”ومایصلح جواباً ورداً لاغیر اخرجی اذھبی الیٰ قولهٗ فی حالة الرضاء لایقع الطلاق فی الالفاظ کلها الابالنیة والقول قول الزوج فی ترک النیة مع الیمین فی حال مذاکرة الطلاق یقع الطلاق فی سائر الاقسام قضاء الافیما یصلح جواباً ورداً فانه لایجعل طلاقاً کذافی الکافی وفی حالة الغضب یصدق فی جمیع کل ذٰلک اھ ھندیه[1] مختصراً، ج ۱ / ص ۳۷۴ /.

دوسرا لفظ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہمارے عرف میں بمنزلہ صریح طلاق کے ہے، اس سے بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، ”اذاقال الرجل لامرأته بهشتم تراازنی فاعلم بان ھذه اللفظة استعملها اھل خراسان واھل عراق فی الطلاق وانها صریحة عندابی یوسفؒ حتی کان الواقع بها رجعیا ویقع بدون النیة وفی الخلاصة وبه اخذ الفقیه ابواللیث وفی التفرید وعلیه الفتویٰ کذافی تاتارخانیة واذا قال ”بہشتم ترا“ ولم یقل ازنی فان کان فی حالة غضب ومذاکرة الطلاق فواحدة یملک الرجعة وان نویٰ بأئناً اوثلاثاً فهو کمانویٰ وقول محمدؒ فی ھذاکقول ابی یوسفؒ کذافی المحیط ولوقال الرجل لامرأته تراچنگ بازداشتم اوبہشتم اویلہ کردم ترا اوپای کشادہ کردم ترا فهٰذا کله تفسیر قوله طلقتک عرفا حتیٰ یکون رجعیا ویقع بدون النیة کذا فی الخلاصة وکان الشیخ الامام ظهیرالدین المرغینانیؒ یفتیٰ فی قوله بهشتم بالوقوع بلانیة ویکون الواقع رجعیاً اھ[2] فتاویٰ عالمگیری، مصری، ج ۱ / ص ۳۷۹ / بخلاف فارسیہ قولہ سرخنک وہوریا کردم“ لانه صار صریحا

[1] عالمگیری، ج ۱ / ص ۳۷۴ / الفصل الخامس فی الکنایات، تاتارخانیه کراچی ص ۳۱۵ ج ۳ کتاب الطلاق باب الکنایات، شامی کراچی ص ۲۹۸ ج ۳ کتاب الطلاق باب الکنایات.

[2] عالمگیری، ج ۱ / ص ۳۷۹ / الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة.

فی العرف علیٰ ماصرح به نجم الزاهدی الخوارزمیفی شرح القدوری الیٰ قوله فان سرحتک کنایة لکنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال ،رها کردم ،ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضاً وماذلک الا لانه غلب فی عرف الفرس استعماله فی الطلاق وقد مران الصریح مالم یستعمل الا فی الطلاق من ای لغة کانت الیٰ ان قال واماذا تعورف استعماله فی مجرد الطلاق لابقید کونه بائناً یتعین وقوع الرجعی به کمافی فارسیة سرحتک اھ شامی[۱]، ج ۲/ص ۷۱۷/''

عبارت بالا سے چند امور معلوم ہوئے عربی میں ''سرحتک'' اور فارسی میں بهشتم یا رہا کردم یا یلہ کردم اصالۃً کنایہ ہیں لیکن عرفاً ان کا استعمال طلاق ہی میں غالب ہے، ایسے الفاظ سے بلانیت طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور طلاق رجعی ہوتی ہے، اور یہ حکم غلبۂ استعمال کی بناء پر ہے، لہٰذا جہاں یہ عرف نہ ہوگا وہاں یہ حکم بھی نہ ہوگا، اس سے ''فتاویٰ سراجیہ'' کی عبارت کا محمل بھی معلوم ہوگیا، یہ لفظ اصل کے اعتبار سے کنایہ ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ بغیر نیت طلاق واقع نہ ہو، رہا یہ کہ عرف کی وجہ سے اس سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں، اس سے عبارت میں تعرض نہیں کیا، مجموعہ فتاویٰ[۲]، ج ۱/ص ۳۸۳/ میں مولانا عبدالحئ صاحبؒ نے اس لفظ سے جو سوال میں مذکور ہے وقوع طلاق کا حکم دیا ہے، اور فرمایا ہے ''معنی صریح طلاق کے ہیں''۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۱/۵۹ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/محرم ۵۹ھ

لفظ چھوڑ دی سے طلاق

سوال:۔ محمد شفیع نے اپنے خسر کے بھائی اللہ دتا کو لکھا کہ تم اپنی لڑکی خاتون کو گھر پر ہی رکھو

---

[۱] شامی کراچی، ج۳/ص ۲۹۹/ شامی نعمانیه، ج ۲/ص ۴۶۴/باب الکنایات.

[۲] مجموعه فتاویٰ، ج ۱/ص ۳۲۹/کتاب الطلاق.

ہم نے تمہاری لڑکی چھوڑ دی بالکل چھوڑ دی، ہمارے نہ کوئی آئے اور نہ جائے، اس سے پہلے زوجہ اورشوہر میں نااتفاقی بھی تھی، ملک پنجاب کے دیہات میں طلاق کے موقعہ پر لفظ طلاق شاذونادر ہی کوئی بولتا ہے، ورنہ تمام کا محاورہ یہی ہے کہ چھوڑ دی یا لکھدی ان دونوں فقروں سے مرادطلاق ہی لیتے ہیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ صورت مذکورہ بالا میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے طلاق پڑگئی یا کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر مسمیٰ شفیع نے اپنی زوجہ کے متعلق الفاظ مذکورہ تحریر کئے ہیں، اور وہ اس تحریر کا مقر بھی ہے تو ہمارے عرف کے موافق شرعاً طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ یہ الفاظ ہمارے عرف میں بمنزلہ صریح کے ہیں، اور طلاق جس طرح کہ زبان سے کہنے سے ہوجاتی ہے تحریر کرنے سے بھی ہوجاتی ہے، ’’وان كانت (اى الكتابة) مرسومة يقع الطلاق نوىٰ اولم ينواھ عالمگیری،[۱] ج ۱ ص ۳۹۷ بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو رهاكردم لانه صار صريحا فى العرف علىٰ ماصرح به نجم الزاهدى الخوارزمى فى شرح القدورى الىٰ قوله فاذا قال رهاكردم اى سرحتك يقع اھ[۲] شامى، ج ۲ ص ۷۱۷ ولوقال الرجل لامرأته تراچنگ بازداشتم اوبهشتم أويله كردم تراوپاكشاده كردم ترافهٰذا كله طلقتك عرفاً الىٰ قوله وكان الشيخ الامام ظهير الدين المرغينانیؒ يفتى فى قوله بهشتم بالوقوع بلانية اھ فتاوىٰ عالمگیری[۲]، ج ۲/ص ۳۹۸/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۲۶/ ۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبد اللطیف، ۲۸/صفر ۵۷ھ

---

[۱] عالمگیری، ج ۱/ص ۳۷۸/الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة، مطبوعه كوئٹه قاضى خان ص ۴۷۱ ج ۱ كتاب الطلاق فصل الطلاق بالكتابة مطبوعه كوئٹه (**بقيه اگلے صفحه پر**)

لفظ چھوڑ دی اور آزاد کر دی کا حکم

سوال:۔(۱) لفظ آزاد صریح ہے یا کنایہ؟(۲) لفظ چھوڑ دی صریح ہے یا کنایہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ہمارے عرف میں جب شوہر اپنی بیوی کے لئے یہ لفظ بولتا ہے کہ میں نے اس کو آزاد کر دیا تو اس سے طلاق ہی مراد ہوتی ہے، پس یہ بمنزلہ صریح طلاق کے ہے[1]

(۲) یہ لفظ بھی اسی طرح مستعمل ہے جس طرح لفظ آزاد کر دیا ہے[2] کسی اور علاقہ کا کوئی عرف دوسرا ہو تو اس کا حکم بھی دوسرا ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۲۷ ۱۴۰۶ھ

لفظ ''چھوڑ دیا'' سے طلاق

سوال:۔ایک سوال جس کا جواب جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ جب شوہر اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ میرے گھر سے چلی جا، میں نے تجھے چھوڑ دیا تو ہمارے عرف میں اس سے طلاق ہی مراد ہوتی ہے، لہٰذا تین دفعہ ایسا کہنے سے طلاق مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ زوجیت کا تعلق قائم کرنا حرام ہے، ہمارے یہاں جس شخص نے حسب بالا کئی مرتبہ استعمال کئے تھے، تو اس شخص نے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کر کے اس عورت سے زوجیت کا تعلق قائم

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) شامی کراچی ص ۲۴۶ ج ۳ کتاب الطلاق باب الکنایات.

[2] شامی کراچی، ج۳/ص ۲۹۹/شامی نعمانیہ، ج۲/ص ۴۶۴/باب الکنایات

[3] عالمگیری، ج۱/ص ۳۷۹/الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة.

(صفحہ ہذا) [1] ثم فرق بینہ الی قولہ غلب استعمالہ فی الصریح الخ، شامی کراچی، ج۳/ص ۲۹۹/ شامی نعمانیہ، ج۲/ص ۴۶۴/باب الکنایات.

[2] عالمگیری، ج۱/ ۳۷۹/ الفصل السابع فی الطلاق، مطبوعہ کوئٹہ.

کرلیا ہے، لہٰذا اس کے یہاں کا کھانا، پینا، لینا، دینا تعلق رکھنا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہاں کا عرف وہ نہیں ہے جو فتویٰ میں پیچھے لکھا تھا تو حلالہ کی ضرورت نہیں تھی، پس سہارنپور کے فتوے پر عمل کرلیا درست کیا، اگر عرف میں وہی تھا تو یہ دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کے درست نہیں ہوا، خلاصہ یہ ہے کہ اگر لفظ ''چھوڑ دیا'' سے اصالۃً طلاق دینا مقصود ہے تب تو طلاق مغلظ ہوگئی[۱]، اگر لفظ ''میرے گھر سے چلی جا'' سے طلاق مقصود ہے اور لفظ ''چھوڑ دیا'' کو بطور ثمرہ بیان کیا ہے، تو ایک طلاق بائن ہے[۲]، تجدید نکاح بغیر حلالہ کے کافی ہے[۳]، یہی حکم ہے جبکہ خالی الذہن ہو دونوں میں تفریق لازم ہے، اگر یہ جانتے ہوئے کہ یہ نکاح درست نہیں پھر بھی نکاح کرایا تو پھر نکاح کرانے والا اور وکیل سب گنہگار رہوئے سب کو توبہ لازم ہے[۴] نکاح فسخ نہیں ہوا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۷/۲۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۷/۲۸ھ

---

[۱] بخلاف فارسية قوله سرحتك وهورها كردم لانه صريحا في العرف على ما هوصرح به النجم الزاهدى شامي زكريا، ج۴/ص ۵۳۰/ مطبوعه كراچي، ج۳/ص ۲۹۹/اول باب الكنايات. كررلفظ الطلاق وقع الكل الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا، ج۴/ ۵۲۱/ مطبوعه كراچي، ج۳/ص ۲۹۳/ قبيل باب الكنايات.

[۲] فالكنايات لاتطلق الابنية فنحواخرجي واذهبي. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا، ج۴/ص ۵۲۸/مطبوعه كراچي، ج۳/ص ۲۹۶/ اول باب الكنايات.

[۳] اذاكان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعدانقضائها عالمگيرى، ج۱/ص ۴۷۲/باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، شامي زكريا ص ۴۰ ج۵ باب الرجعة النهر الفائق ص ۳۵۵ ج۲ كتاب الطلاق فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۴] واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرةً أو كبيرة، نووى على المسلم ص ۳۵۴ ج۲ كتاب التوبة مطبوعه كراچي، روح المعاني ص ۲۳۶ ج۱۵ سوره تحريم آيت ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت.

ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے سے طلاق

سوال:۔ مسمیٰ شاکرخان نے اپنی زوجہ زبیدہ کو روبرو گواہان یہ کہا کہ ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے، اور وہ خلع کے پانچ صد روپے ہم سے لے لیں، کیا اس صورت میں مسماۃ زبیدہ کو اپنے شوہر سے طلاقِ بائن ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً

بیوی کو ایسا کہنے سے ''ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے'' ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اور خلع کا صحیح ہونا بیوی کے قبول کرنے پر موقوف ہوتا ہے، وہ اگر جب ہی قبول کرلے تو صحیح ہوجاتا ہے، ورنہ خلع صحیح نہیں ہوتا، نیز خلع میں کچھ دینا بھی ہوتا ہے، بیوی دیتی ہے نہ کہ شوہر بظاہر خلع کا مطلب شوہر کے نزدیک اصطلاحی خلع نہیں بلکہ ادائیگی مہر ہی طلاق کے ساتھ مقصود ہے، اس سے طلاقِ بائن نہیں ہوئی،[۱] اگر عدت میں رجعت نہ کی تو عدت ختم ہونے پر بائن ہوجائے گی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳؍۴؍۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳؍۴؍۸۸ھ

''طلاق منظور ہے'' سے طلاق

سوال:۔ زید کی ساس نے اپنی لڑکی ہندہ کے لئے کسی بناء پر زید سے طلاق کو کہا

---

[۱] سرحتک کناية لكنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصريح فاذا قال رھاکردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کناية ايضاً (شامی کراچی، ج۳/ص ۲۹۹/ شامی نعمانیه، ج۲/ص۴۶۴/ باب الكنايات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج۱، الفصل السابع بالألفاظ الفارسية .

زید نے اس کے جواب میں کہدیا کہ مجھے طلاق منظور ہے، اب زید تین ماہ اور کچھ دن بعد سسرال جاتا ہے، اور مراجعت کرلیتا ہے، اب یہ رجعت قابل قبول ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے طلاق کو منظور کرلیا ہے اور ابھی عدت نہیں گذری تو رجعت کا حق حاصل ہے، عدت گذرجانے کے بعد حق رجعت باقی نہیں رہے گا، طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح درست ہوگا[1]

عدت تین حیض ہے، اگر حاملہ ہو تو وضع حمل ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۳۰/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۳۰/۱/۸۸ھ

میں نے تجھے طلاق دی اور میرے اللہ ورسولؐ نے بھی تجھے طلاق دی

سوال: ۔ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے طلاق دی اور میرے اللہ اور رسول نے بھی تجھے طلاق دی تو اس سے کس قسم کی طلاق واقع ہوگی؟

---

[1] واذطلق الرجل امرأته تطليقة رجعية اوتطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذٰلک اولم ترض (هدايه، ج۲/ص ۳۹۴، مطبوعه تهانوى ديوبند، عالمگيرى كوئٹه، ج ۱/ص ۴۷۳/باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، تاتارخانيه كراچى ص۵۹۸ ج۳ مسائل الرجعة.

[2] وهى حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقرأء ....وان كانت حاملاً فعدتها ان تضع حملها(هدايه، ج۲/ص ۴۲۲/ باب العدة، شامى كراچى ص ۵۰۱، ۵۰۴ ج۳ باب العدة عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲۶، ۵۲۸ ج ۱ باب النفقات.

الجواب حامداً ومصلیاً

سنی [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/رجب ۶۶ھ

یعنی فی العدد ایک اور رجعی۔

سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/رجب ۶۶ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی) ۵/رجب ۶۶ھ

میں نے طلاق دی میرے خدا نے طلاق دی

سوال:- زید نے اپنی بیوی سے حالت سہولت میں یہ الفاظ استعمال کئے، کہ میرے بس کا تجھ کو رکھنا نہیں ہے، میں نے طلاق دی، میرے خدا نے دی یہ جملہ اس نے ۶/۷/ چھ، سات مرتبہ کہا یہ جملہ ایسے موقعہ پر کہا ہے جب کہ چند آدمی وہاں پر موجود تھے، بلکہ ان آدمیوں نے زید سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق نہ دے، اس کو روٹی کپڑا دے اس پر زید نے کہا میں رکھنا نہیں چاہتا، تم اس کو لے جاؤ اور اپنے یہاں رکھو اس کو روٹی کپڑا دو میں اس کو اپنے یہاں نہیں رکھوں گا، ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو رجوع کرسکتا ہے، یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں شرعاً طلاق مغلظہ واقع ہوگئی [۲]، رجوع کرنے کا حق نہیں رہا، نہ دوبارہ

---

[۱] فانه اى الطلاق نوعان سنى وبدعى وكل واحد منهما نوعان نوع يرجع الى العدد ونوع يرجع الى الوقت واما الطلاق السنى فى العددوالوقت فنوعان حسن واحسن فالا حسن ان يطلق امرأته واحدة رجعية فى طهر لم يجامعها فيه ثم يتركها حتى تنقضى عدتها اوكانت حاملاً قداستبان حملها والحسن ان يطلقها واحدة فى طهر لم يجامعها فيه ثم فى طهر اخر أُخرى ثم فى طهر اخر أُخرى (عالمگيرى، ج ۱/ص ۳۴۸/ كتاب الطلاق)وراجع الفاظ طلاق السنة (عالمگيرى، ج ۱/ص ۳۵۲/) شامى كراچى ص ۲۳۱ ج۳ كتاب الطلاق مطلب طلاق الدور، هدايه ص ۳۵۴ ج۲ باب طلاق السنة، مطبوعه تهانوى ديوبند. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

نکاح درست تاوقتیکہ حلالہ نہ ہوجائے،[1] یہ حکم اس وقت ہے کہ ہم بستری یا خلوت صحیحہ ہوچکی ہو، ہم بستری یا خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہوتو صرف ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی،[2] جسمیں رجعت کا حق نہیں البتہ طرفین کی رضامندی سے بلا حلالہ نکاح درست ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، یوپی

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷/۱۱/۶۰ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷/۱۱/۶۰ھ

طلاقہ کی طلاقہ طلاق طلاق کا حکم

سوال: ۔ میری والدہ صاحبہ نے مجھ سے کہا کہ اس طلاقہ کی طلاقہ کو طلاق دیدو، تو میں نے

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [2] رجل قال لامرأته طلقک اللّٰه تعالیٰ تطلق. عالمگیری ص: ۳۵۹، ج: ۱، باب الصریح، مطبوعہ مصر.

(**صفحہ ہٰذا**) [1] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتين فی الامة لم تحل له حتی تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة. مطبوعه مصر، البحر الرائق ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه الماجديه کوئٹه، مجمع الأنهر ص ۸۷،۸۸ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] وان فرق بوصف اوخبر اوجمل بعطف اوغيره بانت بالاولى لا الى عدة ولم تقع الثانية والثالثة. الدرالمختار زکریا ص: ۵۱۱، ج: ۴، مطبوعه نعمانيه ص: ۴۵۵، ج: ۲، مطبوعه کراچی، ص: ۲۸۶، ج: ۳، باب طلاق غير المدخول بها، المحيط البرهانی ص ۴۰۹ ج ۴ الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۳ ج ۱ الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول.

[3] وينكح مبانته بما دون الثلث فی العدة وبعدها بالاجماع. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار نعمانيه ص: ۵۳۷، ج: ۲، مطبوعه کراچی ص: ۴۰۹، ج: ۳، مطبوعه زکریا ص: ۴۰، ج: ۵. باب الرجعة، النهر الفائق ص ۳۵۵ ج ۱ کتاب الطلاق الفصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، زيلعی ص ۲۵۷ ج ۲ فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه امداديه ملتان.

فوراً غصہ میں کہا طلاقہ کی طلاقہ طلاق طلاق اس کے علاوہ اور میں نے کچھ نہیں کہا، براہِ کرم آپ مطلع فرماویں کہ طلاق ہوگئی کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کہنے سے شرعاً دو طلاق واقع ہوگئیں، اس میں عدت (تین حیض) گذرنے سے پہلے شوہر کو رجعت کا حق ہے[۱] جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ زبان سے کہدے کہ میں نے اپنی طلاق واپس لی تو نکاح بدستور قائم رہے گا، لیکن پھر اگر ایک دفعہ بھی طلاق دے گا تو یہ حق باقی نہیں رہے گا، بلکہ مغلظہ ہوجائے گی، اور بغیر حلالہ کے کوئی صورت جواز کی نہ ہوگی

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۸ھ

صاف طلاق سے تین طلاق مراد لینا

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک شخص نے اپنی بیوی کو بایں لفظ طلاق دی کہ ’’تو صاف طلاق ہے‘‘ ہمارے یہاں کے عوام کے عرف میں صاف طلاق سے مراد اور مطلب تین طلاق ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر طلاق دینے والے سے بھی صاف طلاق کا مطلب پوچھا جائے تو وہ جواباً کہتا ہے کہ صاف طلاق سے میرا مطلب تین طلاق ہے، بناء علیہ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو لفظ صاف طلاق دیدے گا اور کوئی عدد بیان نہیں کرے گا، تب بھی تین طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی، وہ دلیل دیتے ہیں کہ ’’**المعروف کالمشروط**‘‘ اور بعض

---

[۱] واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية اوتطليقتين فله ان يراجعها رضيت بذٰلک اولم ترض كذافی الهداية (عالمگيری، ج ۱/ص ۴۷۰/الباب السادس فی الرجعة) طبع كوئٹه، هداية ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه تهانوی ديوبند، تبيين الحقائق ص ۲۵۱ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه امداديه ملتان.

علماء کہتے ہیں کہ فقط لفظ صاف طلاق سے تین طلاقیں مغلظہ واقع نہیں ہونگی، کیونکہ لفظ صریح نہیں، نیت مراد مطلب اور عرف کا اعتبار نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ لفظ تو صاف طلاق ہے ہمارے محاورہ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ گول مول لفظ نہیں ہے، جس میں طلاق کا مطلب بھی نکل سکتا ہے اور دوسرا مطلب بھی نکل سکتا ہے، بلکہ قطعی طور پر صرف طلاق کا مطلب ہے[1]، اس لفظ سے تین طلاق مراد لینا یہاں کا محاورہ نہیں جس علاقہ میں اس سے تین طلاق ہی مراد ہوتی ہے وہاں کے علماء اہل فتویٰ سے رجوع کیا جائے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۶/۶/۸ھ

دو طلاق کے بعد کہا یہاں سے جاؤ اب تو چھوڑ دیا نا

سوال:۔ زید کی بیوی ہندہ اور اس کی ساس سے کسی بات پر تکرار ہوئی زید نے بیوی کو منع کیا کہ کیوں بلا وجہ تکرار کر رہی ہے، لیکن وہ نامانی، تو زید نے کہا کہ فلاں کی لڑکی کو طلاق طلاق، اس کے بعد زید نے اپنی بیوی سے دوبارہ یہ بھی کہا کہ یہاں سے جاؤ اب تو چھوڑ دیا نا، صورت مذکورہ میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چونکہ یہ لفظ ہمارے اردو کے محاورہ میں صریح طلاق کے معنی میں ہے جیسا کہ مولانا

---

[1] وقد مران الصريح ماغلب في العرف استعماله في الطلاق بحيث لايستعمل عرفا الافيه من اى لغة كانت .شامي زكريا، ج۴/ص ۴۶۴/ مطبوعه كراچى، ج۳/ص ۲۵۲/باب الصريح، مطلب في قول البحران الصريح يحتاج الخ، بحر ص ۲۵۱ ج۳ باب الطلاق مطبوعه الماجديه كوئٹه، زيلعى ص۱۹۷ ج۲ باب الطلاق مطبوعه امداديه ملتان.

[2] قال ان فعلت كذا فثلاث تطليقات على اوقال على واجبات يعتبر عادة اهل البلاد هل غلب ذٰلك في ايمانهم شامی كراچی، ج۳/ص ۲۵۳/مطبوعه زكريا، ج۴/ص ۴۶۵ باب الصريح، مطلب في قول البحران الصريح يحتاج الخ.

عبدالحی صاحب لکھنویؒ نے مجموعہ فتاویٰ[1] ج ۱ ص ۳۲۹ میں تصریح فرمائی ہے، لہٰذا اس لفظ سے بھی طلاق واقع ہوکر ہندہ پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں، اگر زید کہے کہ اس لفظ سے میرا مقصود پہلے دوطلاقوں کا بیان ہے، تو اس کا یہ کہنا دیانۃً ہوسکتا ہے لیکن قضاءً تسلیم نہیں کیا جائے گا، اور چونکہ عورت مثل قاضی کے ہے، لہٰذا جب کہ ہندہ نے زید سے لفظ مذکور سنا تو اس صورت میں تین طلاق ہی کا حکم ہے، پس ہندہ بغیر حلالہ کے زید کے لئے حلال نہیں ہوسکتی، درمختار میں ہے ”کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، ص ۴۶۰ ج ۲ شامی[2]، میں ہے ”ای وقع الکل قضاء وکذا اذاطلق اشباه ای بان لم ینو استحساناً ولاتاکیداً لان الاصل عدم التاکید ، ج ۲ /ص ۴۶۰ /والمرأة کالقاضی اذا سمعته اواخبرها عدل لایحل لها تمکینه، ج ۲ /ص ۴۳۲ /“[3]

الجواب حامداًومصلیاً

دوبار طلاق کا واقع ہوجانا تو بالکل ظاہر ہے، اس کے بعد جب دوسرا جملہ کہا کہ یہاں سے جاؤ اب تو چھوڑ دیانا، اگر اس سے مقصود یہ ہے کہ چونکہ تم کو دوبار طلاق دے کر چھوڑ دیا ہے، لہٰذا اب یہاں سے جاؤ تو اس جملہ سے کوئی جدید طلاق نہیں ہوئی، بلکہ یہ پہلی طلاق کی خبر وحکایت ہے[4] لہٰذا شوہر کو

---

[1] مجموعة الفتاوی ص ۳۲۹ ج ۱ مطبوعه لکهنؤ.

[2] الدرالمختار مع الشامی زکریا ، ج۴/ص ۵۲۱ / مطبوعه کراچی ، ج۳/ص ۲۹۳ / قبیل باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۵ ج ۱ الفصل الاول فی الطلاق الصریح، تاتارخانیه ص ۲۸۲ ج۳ نوع آخر فی تکرار الطلاق وإیقاع العدد الخ مطبوعه کراچی.

[3] شامی زکریا ، ج۴/ص ۴۶۳ / مطبوعه کراچی، ج۳/ص ۲۵۱ / باب الصریح مطلب فی قول البحر ان الصریح یحتاج الخ، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۴ ج ۱ الباب الثانی الفصل الاول فی الطلاق الصریح، بحر ص ۲۵۷ ج۳ باب الطلاق مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[4] کمایستفاد من هذه العبارة ولوقال لامرأته انت طالق فقال له رجل ماقلت فقال طلقتها اوقال قلت هی طالق فهی واحدة فی القضاء لان کلامه انصرف الیٰ الاخبار بقرینة الاستخبار بدائع کراچی، ج۳/ص ۱۰۲ / کتاب الطلاق فصل فی النیة فی احد نوعی الطلاق.

حق رجعت عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے حاصل ہے[۱]، اگر یہ خط کشیدہ جملہ اس مقصد کے لئے نہیں بولا بلکہ یہاں سے جاؤ طلاق کے لئے کہا ہے، تو اس سے تیسری طلاق واقع ہوکر تب مغلظہ ہوگئی، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے ذریعہ سے پہلی دو طلاق رجعی کو بائن کرنا مقصود ہو تو اس سے مستقل طلاق نہ ہوگی بلکہ پہلی دی ہوئی رجعی طلاق بائن ہوجائیگی، اور بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کافی ہوگا،[۲] بیوی کے حق میں لفظ چھوڑ دیا ہمارے عرف میں بمنزلہ صریح طلاق کے ہے،[۳] لیکن شوہر کا صورتِ مسئولہ میں دو طلاق دے کر یہ کہنا کہ ''یہاں سے جاؤ اب تو چھوڑ دیانا'' ظاہر کررہا ہے کہ اس لفظ سے انشاءِ طلاق مقصود نہیں، بلکہ دی ہوئی طلاق کا اظہار واقرار اور اس کی نقل وحکایت مقصود ہے، جس پر ''یہاں سے جاؤ'' متفرع کررہا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

طلاقِ بائنہ کیا ہے؟

سوال:- طلاقِ بائنہ کیسی ہوتی ہے؟

---

[۱] واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية اوتطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها عالمگيرى، ج ۱/ص ۴۷۰/ باب الرجعة مطبوعه كوئٹه، هداية ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه تهانوى ديوبند، زيلعى ص ۲۵۱ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] اذاكان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها عالمگيرى كوئٹه، ج ۱/ص ۴۷۲/ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، شامى زكريا ص ۴۰ ج ۵ باب الرجعة، النهر الفائق ص ۳۵۵ ج ۲ كتاب الطلاق فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] بخلاف فارسية قوله سرحتک وهو رهاكردم لانه صار صريحاً فى العرف، شامى زكريا، ج ۴/ ص ۵۳۰/ مطبوعه كراچى، ج ۳/ ص ۲۹۹/ اول باب الكنايات، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السابع فى الطلاق بالالفاظ الفارسية، مجموعة الفتاوى ص ۳۲۹ ج ۱، مطبوعه لكهنؤ.

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاقِ بائن وہ ہے جس کے بعد حق رجعت باقی نہ رہے، پھر اس کی دو قسمیں ہیں، (۱) مخففہ، (۲) مغلظہ، اول میں تجدید نکاح تعلقِ زوجیت قائم کرنے کے لئے کافی ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں[۱] طلاقِ بائن سے عموماً یہی قسم مراد ہوتی ہے، دوم میں بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی اجازت نہیں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۵ ۱۳۹۵ھ

بیوی کے ایک عضو کو طلاق دینا

سوال:- بکر اور زینب میں جھگڑا ہوا زینب نے بکر سے کہا کہ اگر مجھ کو گالی دو گے تو میں میکہ چلی جاؤں گی، بکر بہت غصہ ہوا اور زینب سے کہا (جو دو مہینہ کی بچہ کی ماں ہے) تیری گانڈ پر طلاق ہے طلاق ہے، اب چلی جا تجھ کو طلاق ہو گیا، اس وقت زینب طلاق سمجھ کر بکر سے علیحدہ ہو گئی، بکر نے طلاق دیتے وقت کوئی گواہ مقرر نہیں کیا، کیا اس میں مراجعت کی گنجائش ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر کے پہلے لفظ سے کوئی طلاق نہیں ہوئی، یہ مہمل ہے، دوسرے لفظ کو بھی اگر پہلے ہی لفظ

---

[۱] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. عالمگیری ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه کوئٹه، مجمع الأنهر ص۸۷ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، بدائع الصنائع كراچی ص۱۸۷ ج۳ فصل واما طلاق البائن فنوعان.

[۲] وان كان الطلاق ثلثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة. فصل فيما تحل به المطلقة. مطبوعه کوئٹه، تبيين الحقائق ص۲۵۷ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

پر مرتب کیا ہے مستقل نہیں کہا تو اس سے بھی طلاق نہیں ہوئی، اگر اس دوسرے لفظ (طلاق ہے) کو مستقل کہا ہے تو اس سے ایک طلاق رجعی ہوگی، پھر تیسرے لفظ (اب چلی جا تجھ کو طلاق ہو گیا) سے بالیقین طلاق ہوگی، بشرطیکہ پہلے مہمل لفظ سے یہ سمجھ کر کہ اس سے طلاق ہوگئی، اس کو خبر دیا تو، ورنہ اس سے بھی نہیں ہوئی۔

دوسرے اور تیسرے لفظ سے حسبِ تفصیل بالا اگر طلاق ہوگئی ہے تو رجعت کا اختیار حاصل ہے، عدت (تین حیض) گذرنے سے پہلے پہلے رجعت کرسکتا ہے، بشرطیکہ (اب چلی جا) سے مستقل طلاق کی نیت نہ کی ہو، ورنہ رجعت کا اختیار نہیں: **لا یقع لو اضافه الی الید والرِّجل والدبر والشعر والانف الخ در مختار**[1]. واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

''طلاق دیتا ہوں ایک بار نہیں ہزار بار کہتا ہوں'' کا حکم

سوال: -عرصہ تین سال ہوا کہ زید نے کچھ خانگی الجھنوں میں آ کر چند عورتوں کے نزدیک اپنی بیوی ہندہ کے بارے میں کہا کہ میں ہندہ کو طلاق دیتا ہوں، اور یوں بھی کہا کہ ایک بار نہیں ہزار بار کہتا ہوں، اور پھر افسوس ظاہر کرنے لگا، لہٰذا زید کے گھر سے ہندہ اپنے میکہ بھی چلی گئی، اور ہندہ کے والدین سامانِ جہیز اور دَین مہر وغیرہ کا مطالبہ زید سے بذریعہ پنچایت کرنے لگے مگر کچھ روز تک زید نے ٹال مٹول ضرور کیا ہے اور اسی عرصہ میں زید نے اپنا نکاح دوسری جگہ کرلیا، لہٰذا نکاح کی خبر پاتے ہی ہندہ زید کے گھر چلی آئی، اور ایک ہفتہ زید کے گھر رہ کر ہندہ تعلق شوہر بیوی

[1] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۴۷۲، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۵۸، ج: ۳، باب الصریح، مطلب فی قوله علی الطلاق من ذراعی، عالمگیری دار الکتاب ص ۳۶۰ ج ۱ الباب الثانی فی إیقاع الطلاق، الفصل الأول، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۶۲ ج ۳ باب الطلاق الصریح.

کرتی رہی، جو کہ زید کے والدین کو ناگوار تھا کہ خلافِ شرع ہے اور ہندہ پر سختی کی، اور سختی کی وجہ سے ہندہ زید کے گھر سے سامانِ جہیز لے کر اپنے میکہ چلی گئی اور زید کو ایک کاغذ بنا دیا کہ وقت ضرورت کام آسکے، مگر زید اور ہندہ ابھی تک دونوں بطور میاں بیوی ملتے رہتے ہیں، ہندہ کے بطن سے ایک لڑکا طلاق سے پہلے کا ہے، جو ابھی تک ہندہ اپنے پاس رکھے ہوئے ہے اور پھر اسی عرصہ میں ہندہ حاملہ بھی ہوگئی تھی، اور کئی بار حاملہ ہوئی مگر لوگوں کے ہنسنے کی وجہ سے حمل ضائع کرادیا، یہ خبر ہندہ کے والدین اور دوسرے تمام لوگوں کو معلوم ہوئی، اگر زید کے والدین موجود نہ ہوتے تو زید ہندہ کو اپنے پاس مستقل رکھ لیتا۔

اب حال یہ ہے کہ ہندہ دوسری جگہ شادی کرنے کو بالکل تیار نہیں ہے، اور ہندہ کی پوری خواہش ہے کہ پھر میں زید ہی کے ساتھ رہوں گی چاہے جائز ہو یا نہ ہو، مگر دوسری جگہ شادی نہیں کروں گی، اگر دوسری جگہ شادی کردی گئی، تو خودکشی کرلوں گی، زید کہتا ہے کہ میں ہندہ کو جائز طریقہ سے رکھ سکتا ہوں، ہندہ خودکشی کرنے پر آمادہ ہے، ہندہ کے والدین کی خواہش ہے کہ ہندہ زید کے پاس چلی جائے، کیونکہ ہندہ ابھی تک زید کے گھر آیا جایا کرتی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر زید کے پاس رہنا چاہے تو صرف دوبارہ نکاح کے ذریعہ رہ سکتی ہے یا حلالہ کی بھی ضرورت ہوگی؟ براہِ کرم بالتفصیل جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلياً

شوہر کے دو جملے نقل کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ "میں ہندہ کو طلاق دیتا ہوں" اس جملہ سے ہندہ پر ایک طلاق راجعی واقع ہوگئی[1]، اندرونِ عدت اس طلاق سے رجعت کا شوہر کو حق حاصل ہے[2]، دوسرا جملہ "ایک بار نہیں ہزار بار کہتا ہوں" اس میں ایک بار اور ہزار بار سے مراد اگر طلاق ہے

---

[1] صريحه مالم يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة ويقع بها واحدة رجعية. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۶۰، ۴۵۷، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۴۷، ج: ۳، اول باب الصريح، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج ۲ باب ايقاع الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص ۲۵۵ ج ۳ باب الطلاق.

[2] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فی عدتها (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اور شوہر کا مقصد یہ ہے کہ میں نے پہلے جملہ سے طلاق دی ہے، اس کو ہزار بار کہتا ہوں، ہاں میں نے طلاق دے دی، مجھے اس طلاق سے انکار نہیں ہے بلکہ ہزار بار اس کا اقرار ہے، تو اس جملہ سے کوئی نئی طلاق واقع نہیں ہوگی[1] اگر پہلے جملہ کے بعد اندورنِ عدت رجعت کر لی تھی، خواہ قولاً خواہ عملاً تو دونوں کا نکاح بدستور قائم رہا، اگر دوسرے جملے سے مقصد یہ ہے کہ ہزار بار طلاق دیتا ہوں، تو پھر اسمیں تفصیل ہے، وہ یہ کہ پہلی طلاق کی عدت ختم ہونے سے پہلے یا رجعت کر لینے کے بعد کہا ہے تو طلاق مغلظہ ہوگئی[2] بغیر حلالہ کے تعلق زوجیت قائم ہونے کی کوئی صورت نہیں[3]، اگر پہلی طلاق کے بعد رجعت نہیں کی اور عدت ختم ہوگئی تھی اس کے بعد کہا ہے تو یہ کہنا بیکار گیا[4] اب اگر دونوں

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) رضیت بذٰلک اولم ترض. هدایه ص: ۳۹۴، ج: ۲، اول باب الرجعة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، مجمع الأنهر ص ۷۹ج ۲ باب الرجعة، دار الکتب العلمیة بیروت، هندیه کوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة.

(صفحہ ہٰذا) ۱؎ ولو قال عنیت بالثانی الاخبار عن الاول لم یصدق فی القضاء ویصدق فیما بینه وبین اللّٰه تعالٰی لان صیغتها صیغة الاخبار، بدائع الصنائع کراچی ص: ۱۰۲، ج: ۳، کتاب الطلاق، فصل ومنها النیة فی احد نوعی الطلاق الخ، هندیه کوئٹه ص ۳۵۵ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول فی الصریح، تاتارخانیه کراچی ص ۲۸۹ ج ۳ الفصل الرابع فیما یرجع إلی صریح الطلاق، نوع آخر فی تکرار الطلاق وإیقاع العدد.

۲؎ الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۵۴۰، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۳۰۶، ج: ۳، باب الکنایات، مطلب الصریح یلحق الصریح الخ، بحر کوئٹه ص ۳۰۶ ج ۳ باب الکنایات، مجمع الأنهر ص ۴۰ ج ۲ کتاب الطلاق، فصل فی الکنایات، دار الکتب العلمیة بیروت.

۳؎ لا ینکح مطلقة بها ی بالثلاث لو حرة وثنتین لوامة حتی یطأها غیرهٗ بنکاح وتمضی عدته الخ، الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کراچی ص: ۴۰۹، ج: ۳، مطبوعه زکریا ص: ۴۰، ج: ۵، باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، هدایه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، طبع یاسر ندیم دیوبند، بحر کوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة.

۴؎ سئل ابوموسیٰ عمن راجع امرأته بعد التطلیق ثم قال لها حالة الغضب توزن من نیستی ونوی به تطلیقة واحدة واخبرها بذٰلک حتی حاضت ثلاث حیض ثم طلقها ثلاثا قال لا تقع الثلاث لانها صارت اجنبیة بانقضاء العدة. الفتاوی التاتارخانیة ص: ۳۲۳، ج: ۳، ...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح کرلیں حلالہ کی ضرورت نہیں[1]۔

شریعت کے نزدیک بیوی کے حرام ہونیکے بعد (جس کی تفصیل اوپر مذکور ہوئی) دونوں کا آپس میں ملنا سخت معصیت اور وبال کا باعث ہے، اور خدائے قہار کے غضب کو دعوت دیتا ہے، جو لوگ اسکو برداشت کررہے ہیں وہ بھی حسبِ حیثیت مجرم ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق رجعی، بائن، مغلظہ کا فرق

سوال:- ایک شوہر نے رمضان شریف میں شام کے وقت روزہ کی جھانجھ میں جھگڑے ولڑائی کے بعد اپنی عورت کو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور پھر یہی الفاظ ایک تیسرے شخص کے سامنے بھی دریافت کرنے پر تین مرتبہ کہے آیا اس صورت میں طلاق پڑگئی یا نہیں اگر طلاق پڑگئی ہے تو کس قسم کی آیا رجعی یا بائن یا مغلظہ ہوئی اور عورت حاملہ ہے تو عدت کتنے روز تک ہوگی نیز طلاق رجعی وبائن ومغلظہ کی صاف وضاحت فرمائیے کہ نتیجہ میں تینوں میں کیا فرق ہے۔ بینوا وتوجروا۔ العبد امیر احمد مبلغ وسفیر دارالصناعۃ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وکرامۃً

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارے عرف میں شوہر کی طرف سے بیوی کے حق میں یہ الفاظ کہ میں نے تجھ کو آزاد کردیا،

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) الفصل الخامس فی الکنایات، نوع آخر فی قولہ لیست لی بامرأۃ وما یتصل بہ الخ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ پاکستان.

[1] اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ وبعد انقضائھا. عالمگیری کوئٹہ ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعۃ، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ، مجمع الأنھر ص۸۷ ج۲ باب الرجعۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، بحر کوئٹہ ص۵۶ ج۴ باب الرجعۃ، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ.

بمنزلہ صریح طلاق کے ہیں جن سے بلانیت بھی طلاق ہوجاتی ہے[1] اور تین مرتبہ کہنے سے مغلظہ ہوجاتی ہے، پس صورت مسئولہ میں اس عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اس کا حکم یہ ہے کہ حلالہ کرے یعنی عدت ختم ہونے پر عورت کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح کرے اور وہ شخص نکاح کے بعد اس سے صحبت کرے پھر اگر طلاق دیدے یا مرجائے تو عدت گذار کر اس پہلے شوہر سے نکاح درست ہوگا، بغیر اس کے نکاح درست نہیں[2] حاملہ کی عدت وضع حمل ہے[3]۔

صریح لفظ سے (یعنی جس لفظ کا استعمال صرف طلاق میں ہوتا ہو کسی اور میں نہ ہوتا ہو) طلاق رجعی واقع ہوتی ہے[4]۔

---

[1] فاذا قال رہا کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضاً وما ذاک الا لانه غلب فی عرف الناس استعماله فی الطلاق وقد مرّ ان الصریح مالم یستعمل الا فی الطلاق من ای لغة کانت. رد المحتار زکریا ص ۵۳۰/ ج۴/مطبوعه کراچی ص ۲۹۹/ ج۳/ باب الکنایات، الدر المنتقی مع مجمع الأنهر ص۳۷۷ج۲ فصل فی کنایات الطلاق، طبع بیروت، بحر کوئٹه ص ۳۰۱ج۳ باب الکنایات.

[2] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها. عالمگیری ص۴۷۳/ ج۱/ الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به، مطبوعه کوئٹه، هدایه ص ۳۹۹ج۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، دار الکتاب دیوبند، بحر کوئٹه ص ۵۶ ج۴ فصل فیما تحل به المطلقة.

[3] وعدة الحامل ان تضع حملها کذا فی الکافی عالمگیری ص ۲۸/ج۱/الباب الثالث عشر فی العدة، مطبوعه کوئٹه، بحر کوئٹه ص۱۳۳ ج۳ باب العدة، مجمع الأنهر ص۱۴۵ ج۲ باب العدة، دار الکتب العلمیة بیروت.

[4] صریحه مالم یستعمل الا فیه ویقع بها واحدة رجعیة وان نوی خلافها اولم ینو شیئاً، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۵۷/ج ۴/مطبوعه کراچی ص ۲۴۹، ۲۴۷/ ج۳/،باب الصریح، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج۲ باب ایقاع الطلاق طبع بیروت، النهر الفائق ص ۳۲۱ج۲ باب الطلاق الصریح، مطبوعه مکه مکرمه.

کنایہ سے (یعنی جس لفظ کا استعمال طلاق میں بھی ہوتا ہے اور غیر طلاق میں بھی ہوتا ہے، جیسے نکل جا، دور ہوجا، میں نے تجھ کو نکال دیا، اپنے باپ کے گھر جا کر رہ وغیرہ) طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اور اس میں نیت کی ضرورت ہوتی ہے، اور بعض دفعہ دلالت حال مثلاً لڑائی اور غصہ کی حالت یا طلاق کا پہلے سے تذکرہ ہونا عورت کا مطالبہ طلاق کرنا بھی نیت کے قائم مقام ہوجاتا ہے، اگر نیت ہو نہ قائم مقام نیت ہو تو ایسے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی[1] اور صریح الفاظ سے بلا نیت بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے خواہ خوشی کی حالت میں کہے خواہ غصہ کی۔

نتیجہ کے اعتبار سے یہ فرق ہے، کہ طلاق رجعی میں صرف رجعت کافی ہے، یعنی عدت کے اندر اندر یہ کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لے لی یا رجوع کرلیا وغیرہ اور صحبت وغیرہ سے بھی رجعت ثابت ہوجاتی ہے[2] طلاق بائن میں رجعت کا اختیار نہیں رہتا، بلکہ دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوتی ہے، ہاں یہ اختیار ہوتا ہے کہ چاہے شوہر بیوی عدت کے اندر نکاح کرلیں چاہے عدت کے بعد[3] اور طلاق مغلظہ میں نہ رجعت کا اختیار باقی رہتا ہے، نہ دوبارہ نکاح درست ہوتا ہے بلکہ حلالہ

---

[1] کنایته عند الفقهاء مالم یوضع له ای الطلاق واحتمله وغیره فالکنایات لا تطلق إلا بنیة او دلالة الحال وهی حالة مذاکرة الطلاق او الغضب فنحوا خرجي واذهبي وقومي. الدر المختارعلی الشامی زکریا ص ۵۲۹/ ۵۲۶/ ج۴/ مطبوعه کراچی، ۲۹۶/ ج۳/ باب الکنایات، النهر الفائق ص۳۵۶ج۲ باب الکنایات، مطبوعه مکه مکرمه، مجمع الأنهر ص۳۴ج۲ فصل فی الکنایات، دار الکتب العلمية بيروت.

[2] وتصح الرجعة بنحو راجعتک ورددتک ومسکتک وبالفعل بکل ما یوجب حرمة المصاهرة وفی الشامية ويفيد قوله بما يوجب حرمة المصاهرة حيث قال فی البحر ودخل الوطء والتقبيل بشهوة علی ای موضع کان الدر المختارمع الشامی، زکریا ص۲۵ ج۵، مطبوعه کراچی ص۳۹۸ج۳ باب الرجعة، مجمع الأنهر ص۱۸ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص۴۱۴ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

[3] إذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، عالمگیری کوئٹه ص۴۷۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه تهانوی دیوبند، الدر مع الشامی کراچی ص۴۰۹ج۳ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة.

کی ضرورت پیش آتی ہے[1] جس کی کیفیت صورت مسئولہ کے جواب میں بھی بیان کی گئی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۱۰/۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور شوال ۷/۵۶ھ

---

[1] إن كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، عالمگيری کوئٹہ ص۴۷۳ ج ۱ الباب السادس فى الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ فصل فيما تحل به المطلقة، دار الكتاب ديوبند، بحر کوئٹہ ص ۵۶ ج ۴ فصل فيما تحل به المطلقة.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب چہارم

الفاظ متغیرہ سے طلاق

لفظ تلاخ سے طلاق

سوال: ۔زید نے اپنی زوجہ کو ایک پرچہ لکھا اور اس میں یہ لکھا ''میں تم کو تلاخ دے چکا'' بالتاء والخاء، اور یہ لفظ کئی جگہ لکھا ہے، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور وقوع کی صورت میں یہ کونسی طلاق ہوگی یعنی رجعی یا بائنہ یا مغلظہ؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر شوہر نے ایسا پرچہ لکھ کر بیوی کے پاس بھیجا اور اس کو اپنی تحریر کا اقرار ہے یا اس پر شرعی شہادت موجود ہے، اور اس میں تین مرتبہ طلاق (تلاخ) ہے تو بلاشبہ طلاق مغلظہ ہوگئی، صریح الفاظ میں نیت کی ضرورت نہیں، علامہ شامی نے تصریح کی ہے۔

''صریحہٗ مالم یستعمل الا فیه کطلقتک وانت طالق، ومطلقة ویقع بها واحدة رجعیة وان نویٰ خلافها اولم ینوشیئا وفی انت الطلاق اوانت طلاق طلاقاً یقع واحدة رجعیة یدخل نحو طلاخ وتلاخ وطلاک وتلاکوط،ل،ق[1]

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا، ج۴/ص ۴۵۷/ (بقیہ آئندہ پر)

کرر لفظ الطلاق وقع الکل[۱] وبحث الطلاق بالکتابة فی الجلد الثانی[۲] والخامس[۳] من ردالمحتار. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

لفظ طاق سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: میرے رشتہ دار اور سسرال والے شریعت کے پابند نہیں، شریعت کے خلاف میری بیوی کے سامنے محبت کی باتیں مجھ سے برداشت نہ ہوسکیں، غصہ میں ایک سانس میں میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے، (۱) مَنو میں نے تمہیں طاق دی، (۲) مَنو میں نے تمہیں طاق دی، (۳) مَنو میں نے تمہیں طاق دی، اس کے بعد زبردستی مجھ سے کاپی پر یہ تحریر لکھوائی، اب منو آنا چاہتی ہے، اِس طرح سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لفظ طاق لکھا ہے، (بغیر لام کے) طلاق نہیں لکھا یا زبان سے اسی طرح کہا ہے تو کوئی

(بقیہ گذشتہ کا) مطبوعہ کراچی، ج۳/ص ۲۴۷/. اول باب الصریح، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۴ ج ۱ الفصل الاول فی الطلاق الصریح، بحر ص ۲۵۲ ج۳ باب الطلاق، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[۱] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار زکریا، ج۴/ص ۵۲۱/ مطبوعہ کراچی، ج۳/۲۹۳/قبیل باب الکنایات، عالمگیری کوئٹہ ص۳۵۵ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الاول الخ، تاتارخانیہ کراچی ص۲۸۶ ج۳ نوع آخر فی تکرار الطلاق وایقاع العدد الخ.

[۲] کذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع الطلاق ما لم یقرّ أنہ کتابہ شامی زکریا، ج۴/ص ۴۵۶/مطبوعہ کراچی، ج۳/ص ۲۴۶/ کتاب الطلاق ، مطلب فی الطلاق بالکتابة، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، قبیل الفصل السابع، تاتارخانیہ کراچی ص ۳۸۰ ج۳ الفصل السادس فی إیقاع الطلاق بالکتاب.

[۳] شامی زکریا، ج۱۰/ص ۴۶۱/ مطبوعہ کراچی، ج۶/ص۷۳۷/ کتاب الخنثی، مسائل شتی.

طلاق نہیں ہوئی[1] اگر لفظ طلاق لکھا ہے، یا کہا ہے تو اس کو دوبارہ صحیح صحیح لکھئے، کیونکہ یہ سوال پہلے بھی آچکا ہے، واقعہ بظاہر وہی ہے، مگر تحریر میں فرق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۱/۱۱/۶ھ

لفظ ''طل'' کا حکم

سوال:- (۱) ایک استفتاء درج ذیل ہے، اس کے دو جواب، دو مجیب نے دیئے ہیں جو آپس میں متضاد ہیں، دونوں جواب پر محاکمہ فرماتے ہوئے اس کی بھی وضاحت فرمائیں کہ طلاق کے الفاظ کنائی کی کیا تعریف ہے، اور طلاق کے لئے کسی لفظ کے کنائی ہونے کے لئے کیا کچھ شرائط بھی ہیں؟ اور پھر یہ لفظ ''طل'' کنائی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟ اور اگر نہیں تو کیوں؟

(۲) زید نے غصہ اور جھگڑے کی حالت میں چند لوگوں کے سامنے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، دوسری طلاق دے ہی رہا تھا کہ ایک آدمی نے اسکے منہ کو بند کر دیا، اور اسکے منہ سے صرف لفظ ''طل'' نکل سکا، تیسری طلاق اسنے آزادانہ طریقہ پر دی، اسلئے کہ اب اسکا منہ بند نہیں رہ گیا تھا، سوال یہ ہے کہ دو طلاقیں واقع ہوئیں یا نہیں؟ جبکہ لفظ ''طل'' طلاق ہی کی نیت سے وہ نکال سکا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) تین طلاق واقع ہوئیں، ''**ولو قال لها كوني طالقاً وقع كذا يا طال بالكسر، ولا توقف على النية، كما لو تهجى به او بالعتق، وتحت قوله والا توقف الى آخره في الشامي اى وان لم يكسر اللام في غير المنادى توقف**

[1] وإن حذف اللام فقط فقال أنت طاق لا يقع وإن نوى البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۵ ج۳ باب الطلاق الصريح، عالمگيرى كوئٹه ص۳۵۷ ج۱ الفصل الاول فى الطلاق الصريح، شامى زكريا ص۴۶۸ ج۴ باب الصريح، مطلب فى قوله على الطلاق من ذراعى، تاتارخانيه كراچى ص۲۷۳ ج۳ الفصل الرابع فيما يرجع الى صريح الطلاق.

الوقوع علی نیة الطلاق ای او ما فی حکمها کالمذا کرة و الغضب کما فی الخانیة (الدر المختار مع ردالمحتار ج: ۲، ص: ۵۹۸)

(۲) دوطلاق واقع ہوئیں "**وان حذف اللام و القاف بان قال انت طا وسکت او اخذ انسان فمه لا یقع وان نوی** (کذا فی البحر الرائق، هندیه، ج: ۱، ص: ۳۵۷، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق)

جواب از فقیہ الامت قدس سرہٗ

الجواب حامداً ومصلیاً

عربی قاعدہ کے مطابق منادی میں ترخیم درست ہے، یعنی حرف اخیر کو حذف کر کے ماقبل اخیر پر کفایت کی جائے، جیسے یا طالق میں قاف کو حذف کر کے لام کو کسرہ برقرار رکھا جائے، تو یہ بمنزلہ یا طالق کے ہے[1]، لفظ "طل" میں الف بھی حذف ہے، اور قاف بھی حذف ہے اسلئے یہ ترخیم کے تحت داخل نہیں بلکہ مہمل لفظ ہوگیا، **کنایة عند الفقها ما لم یوضع له ای الطلاق واحتمله وغیره** (درمختار ص: ۴۶۲) **قوله مالم یوضع لهٗ ای بل وضع لما هوا عم منه ومن حکمه الخ** (شامی[2] ج: ۲، ص: ۴۶۲) جبکہ تین دفعہ لفظ طلاق نہیں کہا بلکہ اول اور آخر لفظ کہا ہے، اور درمیانی لفظ مہمل رہا تو پہلے اور تیسرے لفظ سے دوطلاق رجعی کا حکم کیا جائیگا، اور مہمل لفظ کنایہ بھی نہیں کہا جائیگا، کیونکہ کنایہ مہمل کو نہیں کہتے بلکہ ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو کہ طلاق ہی کیلئے موضوع نہ ہو بلکہ عام ہو کہ طلاق وغیرِ طلاق کے دونوں میں اسکا استعمال ہوتا ہو، اور لفظ

---

[1] یجوز ترخیم المنادی وهو حذف فی آخره للتخفیف کما تقول فی مالک یا مال وفی منصور یا منص وفی عثمان یاعثم ویجوز فی آخر المنادی المرخم لاضم والحرکة الاصلیة کما یقول فی یا حارث یا حار، هدایة النحو، ج ۱ ص ۳۵، کافیه ص ۳۱، ۳۲ ترخیم المنادی جائز، مطبوعه مرکز ادب دیوبند، شرح کافیه ابن الحاجب ص ۳۶۰، ۳۷۳ ج ۱ ترخیم المنادی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ج: ۲، ص: ۴۶۲، باب الکنایات، مجمع الأنهر ص ۳۴ ج ۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۹۸ ج ۳ باب الکنایات.

''طل'' کا استعمال نہ طلاق میں ہے نہ غیر طلاق میں اس پر کوئی حکم شرعی نہیں ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۹/۶/۱۴۰۱ھ

لفظ طلاق اور تلاقی میں خسر داماد کا اختلاف

سوال:۔ طلاق کا ایک مسئلہ عجیب طریقہ پر اُلجھ گیا ہے معاملات کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے خسر داماد کے خطوط کے مضمون نقل کر کے بھیج رہا ہوں:۔

(الف) خسر کا خط داماد کے نام، تمہارا پیغام عزیزہ کو پہنچادیا، اور یہ بتلا دیا کہ تمہارے شوہر نے یہ کہا ہے کہ اگر عزیزہ ایک ہفتہ کے اندر ان کے گھر نہیں آجاتی تو ان کو طلاق دیتا ہوں، اور یہ بھی بتلایا کہ اس جملہ کو انہوں نے دو مرتبہ کہا تھا، چونکہ یہ مسئلہ شرعی تھا، اور بڑی حد تک پریشان کن بھی تھا، چنانچہ اس مسئلہ پر یہاں ایک عالم سے مشورہ لیا گیا کہ قاعدہ سے طلاق ہوگئی، انہوں نے یہ بھی بتلایا کہ شوہر اور بیوی کے تعلقات اس وقت تک منقطع رہیں جب تک کہ عقد ثانی نہ ہوجائے، اور جب تک دوسرا نکاح نہ ہوجائے پردہ رہے گا۔

(ب) داماد کا خط خسر کے نام آپ نے عزیزہ کو جو پیغام پہنچایا یہ بالکل غلط ہے، اس کے لئے میں اپنے ہاتھ میں قرآن پاک لے کر قسم کھا سکتا ہوں میں بالکل جاہل نہیں ہوں میں نے گنجائش رکھ کر تب کچھ کہا تھا، ایک بار آپ پھر سن لیں، یہ جملہ میں اللہ اور رسول کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، میں نے کہا تھا کہ عزیزہ ایک ہفتہ کے اندر اگر نہیں آئیں تو ''تلاقی'' سمجھیں، اور یہ جملہ صرف ایک بار زبان سے کہا تھا، اور حضور ذرا لغت اُٹھا کر دیکھ لیں، تلاقی کے کیا معنی ہیں، معنی بھی سن لیجئے ہم سے، تلاقی کے معنی باہم ملاقات کرنا، آپ بھی لغت دیکھ لیں اور میں یہ جملہ بار بار کہہ سکتا ہوں یہ دونوں خطوط کے مضامین ہیں۔

تلاقی کے معنی اگر لیا جائے تو داماد کی باتوں کا مطلب کچھ غیر موزوں ہو کر رہ جاتا ہے، ایک جگہ وہ

کہتے ہیں کہ اس جملہ کو صرف ایک بار ادا کیا جبکہ خود دوسری جگہ کہتے ہیں کہ اس کو بار بار کہہ سکتا ہوں۔

خسر کا کہنا ہے کہ طلاق کا لفظ دو بار کہا گیا ہوتا تو جملہ موزوں ہوتا، اور طلاق کا اطلاق بھی نہ ہوتا، اب فتویٰ سے مطلع کریں؟

الجواب حامداً ومصلياً

اگر داماد کو خسر کی بات اور نقل پر اعتماد بھی تسلیم کرلیا جائے تب بھی معاملہ سہل ہے، وہ یہ کہ شوہر یہ کہدے کہ میں نے اپنی بیوی کو لوٹا لیا اور پھر بدستور تعلق زوجیت قائم کرلے، دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں، یہ حق عدت کے اندر اندر ہے، یعنی جس وقت الفاظ مذکورہ بیوی کے حق میں کہے ہیں اور بیوی ایک ہفتہ میں نہیں گئی، تو اس وقت تین حیض گذرنے سے پہلے پہلے شوہر کو اختیار مذکور حاصل ہے[1] تین حیض گذرنے پر عدت ختم ہوجائے گی، اور مذکورہ اختیار بھی ختم ہوجائے گا، اس وقت تجدید نکاح کی ضرورت پیش آئے گی، اگر داماد کو

خسر کی بات اور نقل پر اعتماد نہ ہو بلکہ اپنی بات اور مراد پر اصرار ہو تو خسر کا قول شرعاً بغیر دو گواہوں کے تسلیم نہ ہوگا،[2] داماد کا قول معتبر رہے گا۔

تنبیہ: ۔اللہ کے ساتھ رسول کو گواہ بنانا جائز نہیں[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۹/۲۲ھ

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذٰلك اولم ترض عالمگيرى، ج ۱/ص ۴۷۰/باب الرجعة، مطبوعه كوئٹه، هداية ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه تهانوى ديوبند، زيلعى ص ۲۵۱ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] وشرط لغير ذٰلك رجلان اورجل وامرأتان مالاً كان الحق اوغير مال كالنكاح والرضاع والطلاق الخ مجمع الانهر، ج ۳/ص ۲۶۱/اول كتاب الشهادت، زيلعى ص ۲۰۹ ج ۴ كتاب الشهادة، مطبوعه امداديه ملتان، هدايه ص ۱۵۴ ج ۳ كتاب الشهادة، مطبوعه تهانوى ديوبند.

[3] تزوج بشهادة اللّٰه ورسولهٗ لم يجز .الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار كراچى، ج ۳/ص ۲۷، مطبوعه زكريا، ج ۴/ص ۹۹/باب النكاح، قبيل فصل فى المحرمات، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۶۸ ج ۱ كتاب النكاح، الباب الاول الخ، بحر ص ۸۸ ج ۳ كتاب النكاح، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم

تین طلاق کے احکام

قرآن پاک سے تین طلاق کا ثبوت

سوال:- پارہ سیقول رکوع ١٣: "الطَّلَاقُ مَرَّتَان" سے لے کر "زَوْجًا غَيْرَهٗ" کی عربی عبارت میں لفظ ثلاثہ (جس کے معنی اردو میں تین ہیں) نہیں آیا ہے اور نہ ہی کوئی حافظ لفظ ثلاثہ رکوع مذکور میں پڑھتا ہے، آپ بھی پڑھ کے دیکھئے، لہٰذا جب کہ قرآن کی عربی عبارت میں ثلاثہ نہیں ہے، تو پھر اردو ترجمہ میں تین کیسے آ گیا؟ لہٰذا تین طلاق کا ثبوت قرآن پاک سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس آیت سے؟

الجواب حامداً ومصلياً

آیت میں بیان فرمایا گیا ہے کہ طلاق دو دفعہ تو ایسی ہے کہ شوہر کو اختیار باقی رہتا ہے، کہ دل چاہے تو بیوی کو ادائے حقوق کیلئے اچھے طریقہ پر روک لے، (عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے رجعت کر لے) اور چاہے تو اس سے بے تعلق ہو جائے، (رجعت نہ کرے) اس دو طلاق کے بعد پھر جو طلاق دے گا، تو اس کے بعد حرمتِ مغلظہ ہو جائے گی، کہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی

[1] قال اللّٰہ تعالیٰ "الطلاق مرتان فإمساک بمعروف أو تسريح بإحسان، ...... فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره، الآية، سورہ بقرہ ٢٢٩، ٢٣٠، (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اجازت نہ ہوگی[1]، آپ خود گن کر دیکھ لیں کہ یہ کون سی طلاق ہے اور دو کے بعد کون سا عدد آتا ہے، میں اس کا نام نہیں لیتا، کسی اردو پڑھنے والے بچہ سے خود پوچھ لیں گے کہ دو کے بعد کیا ہے تو وہ بھی بتائے گا، جو چیز بھی دو کے بعد والے درجہ پر آئے گی وہی تین ہوگی خواہ لفظ ثلاثہ اور تین ہو یا نہ ہو، مسجد میں امام کے پیچھے ایک صف ہے اس کے پیچھے دوسری صف ہے، اس کے پیچھے جو صف ہے، وہ تیسرے درجہ پر ہے، پھر ہر شخص اس کو یہی کہے گا، کہ یہ تیسری صف ہے، اگر چہ اس صف پر لفظ ثلاثہ لکھا ہوا نہ ہو، ایک آدمی ایک روٹی کھاتا ہے، اس کے ختم ہونے پر دوسری کھاتا ہے، اسکے ختم ہوے پر روٹی کھاتا ہے، وہ تیسری ہی ہے، اگر چہ اس پر لفظ ثلاثہ لکھا ہوا نہیں ہے، مگر ہر شخص اس کو تیسری ہی کہے گا، اور اس کا یہ کہنا صحیح ہوگا، غلط نہیں ہوگا، جو اس کو غلط کہے گا، اس کا غلط کہنا غلط ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶؍۲؍۱۳۹۲ھ

ایک مجلس میں تین طلاق دینے کا حکم

سوال:- زید نے اپنی زوجہ کو ایک مجلس میں تین طلاق دیدی، طلاق دیئے ہوئے ابھی تقریباً ڈیڑھ ماہ گذرے ہیں کیا وہ اپنی بیوی کو پھر رجوع کرسکتا ہے، جواب از روئے قرآن وحدیث ارسال ہو۔

جواب از طرف اہل حدیث

الجواب: قال اللّٰہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح

---

[1] ان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. عالمگيرى ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق ص۵۶ ج۴ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهر الفائق ص۴۲۱ ج۲ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

باحسان الٰی ان قال حتی تنکح زوجاً غیرہ. سورۂ بقرہ، ص:۳، پ:۲ وقال اللّٰہ یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن سورہ طلاق پ:۲۸، ان آیات کریمہ سے صاف ثابت ہے کہ طلاق بدفعات دیجائے تاکہ رجعت کا اختیار باقی رہے، ایک قسم کی تین طلاق چونکہ ایک رجعی ہوتی ہے، اس لئے صورت مسئولہ میں زید اپنی بیوی کو رجوع کرسکتا ہے، صحیح مسلم شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: **کانت الطلاق علٰی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابی بکر رضی اللّٰہ عنہ وصدرا من خلافۃ عمرؓ طلاق الثلاث واحدۃ ص:۴۷۷، ج:۱،** یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور شروع خلافت عمرؓ میں تین طلاقیں ایک ہوا کرتی تھیں، یہی مذہب ہزارہا صحابہ کرام کا تھا جیسا کہ تعلیق المغنی شرح دارقطنی میں ہے: **سنن رجال کل صحابی من عھد الصدیق الٰی ثلٰث سنین من خلافۃ عمرؓ یزیدون علٰی الالف.** یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حضرت عمرؓ کے خلافت کے تین سال تک ہزارہا صحابہؓ کا یہی فتویٰ رہا کہ ایک جلسہ کی تین طلاق ایک ہوتی ہے، جب کثرت سے لوگوں نے طلاق دینا شروع کردی تو حضرت عمرؓ نے سیاسۃً تین کو تین کردیا جیسا کہ اسی صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمرؓ خود فرماتے ہیں: **ان الناس قد استعجلوا فی امرقد کانت لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم الخ** یعنی لوگوں نے ایسے کام میں جلدی کرنا شروع کردی جس میں ان کو دیر کرنا چاہئے تھا، پس ہم تینوں ان پر جاری کردیں گے، چنانچہ جاری کردیا لیکن جب اس طریق سے طلاق میں کمی نہیں ہوئی، تو حضرت عمرؓ بہت پچھتائے اور اس سے رجوع فرمایا، جیسا کہ حدیث کی بہت بڑی کتاب مسند اسماعیلی میں ہے: **قال عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ماندمت علٰی شیئ ندامتی علٰی ثلاث ان لا اکون حرمت الطلاق الخ دیکھو اغاثۃ اللھفان مصری ص:۱۸۱، وص:۱۸۲،** یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تین مسئلوں پر بڑی ندامت ہوئی ان میں سے ایک یہ مسئلہ بھی ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ وابن مسعودؓ عبد الرحمٰن بن عوفؓ وابوموسیٰ اشعریؓ

وزبیرؓ دیگر بڑے صحابہ بھی فرماتے ہیں، کہ ایک جلسہ کی تین طلاق ایک رجعی ہوتی ہے، جیسا کہ تعلیق المغنی ص:۴۴، وفتح الباری ص:۱۶۵، ونیل الاوطار ص:۱۵۴، ج:۶، میں صاف صاف مذکور ہے، خود حضرت ابن عباسؓ جن سے صحیح مسلم کی حدیث اوپر نقل کی گئی ہے، ان کا بھی یہی مذہب ہے، جیسا کہ ان کے شاگرد طاؤس سے مروی ہے: **قال ابن عباس رضی اللّٰہ عنه اذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً الخ قال طاؤس اسمعه ما کان ابن عباس رضی اللّٰہ عنه یعده الا واحدة. تعلیق المغنی ص:۴۴۵**، یعنی جب کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو طاؤس نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ اس کو ایک طلاق کہتے تھے، تابعین کا بھی یہی مذہب ہے، جابر ابن زید، طاؤس وعطاء، عمرو بن دینار، احمد بن عیسیٰ عبد اللہ بن موسیٰ، عکرمہ، طاؤس ومحمد ابن اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ۔ یہی مذہب اہل بیت کا ہے، دیکھو تفسیر نیشا پوری برحاشیہ ابن جریر نیز یہی مذہب ہے، بڑے بڑے علماء محدثین کا۔ جیسے محمد ابن تقیؒ ومحمد عبد السلامؒ وامام رازیؒ وامام ابن تیمیہؒ وابن قیمؒ اور قاضی شوکانیؒ وغیرہم امام ابوحنیفہؒ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں منقول ہیں، ایک تو وہی جو مشہور ہے، دوسری یہ کہ جلسہ واحدۃ کی تین طلاق ایک رجعی ہوتی ہے، جیسا کہ محمد ابن مقاتل نے امام ابوحنیفہؒ سے نقل کیا ہے، دیکھو! اغاثہ مصری ص:۱۵۷، وکتاب المعلم شرح مسلم، امام مالکؒ کے دوقولوں میں سے ایک قول یہی ہے، بعض اصحاب احمد وامام ابوداؤد ظاہری کا بھی یہی مذہب ہے، دیکھو عمدۃ الرعایہ ص:۹۷، ج:۲۔

دوسری حدیث: **عن ابن عباسؓ قال طلق رکانه ابن عبد یزید اخو المطلب امرأته ثلاثا فحزن علیها حزنا شدیداً قال فسأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کیف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فی مجلس واحدةقال نعم قال انما تلک واحدة فارجعها ان شئت قال فراجعها. مسند احمد جلد اول، مطبوعه مصری ص:۲۶۵.**

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رکانہ صحابی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی، پھر بہت پچھتائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تو نے کیسے طلاق دی، انہوں نے کہا

تین طلاق دی آپ نے پوچھا کیا ایک جلسہ میں انہوں نے کہا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ایک جلسہ کی تین طلاق ایک ہوتی ہے، لہٰذا اگر تمہارا دل چاہے، تو رجوع کرلو تو رکانہ نے رجوع کرلیا، یہ حدیث صحیح اور حسن دونوں طریق سے مروی ہے۔ اعلام الموقعین ص: ۲۵، ج: ۲، ابوسہل نے بھی اس کو نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ فتح الباری۔ پارہ: ۲۲، ص: ۱۶۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ خادم اسلم

الاستفتاء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یہ شامل نقل فتویٰ مولانا عبدالحئ صاحب لکھنویؒ کا ارسال ہے، کیا اس کے موافق زید نے جو کہ حنفی ہے، اپنی عورت کو غائبانہ کہا کہ میری فلانی نام لیکر کہا کہ اس کو تین طلاق تو اب زید اس عورت کو اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہے تو کیا حسب تحریر مذکورہ دیگر مذاہب امام داؤد ظاہری کے جو کہ ان کے مذہب میں طلاق ہوتی ہی نہیں، اور ایک وقت میں تین طلاق کہنا ہی ایک طلاق ہے، اور جو زید نے شامی کی عبارت کا بھی جواب دیا ہے کہ ضرورت کے وقت دیگر مذہب پر عمل جائز ہے، اور خصوصاً شامی کی اس عبارت کی بناء پر ''حیلۂ ناجزۃ'' رسالہ لکھا گیا جس میں مالکی مذہب پر مفقود وغیرہ کی تفریق کی جواز لکھی گئی ہے، اب اگر زید مولوی لکھنوی کے فتویٰ پر عمل کر کے داؤد ظاہری کے مذہب پر اس عورت کو گھر میں رکھ لے تو اس کو جائز اور وطی اور اولاد حلال ہوگی یا نہیں اور زید کے ساتھ اور لوگ کنبے والے سلوک برادرانہ اور رشتہ داری وقرابت، صلۂ رحمی تعلق رکھیں یا نہ۔

(۲) مولوی لکھنوی صاحب نے لکھا ہے، کہ کسی مولوی شافعی سے فتویٰ لے کر عمل کرلے آج کل یہاں ہندوستان میں داؤدی مولوی کا ملنا مشکل ہے، کیا اس صورت میں حنفی مولوی سے شافعی مذہب پر فتویٰ لیا جائے گا یا نہ، زید حسب عبارت شامی وفتویٰ لکھنوی کے موافق ضرورت شدیدہ پیش کرتا ہے، کہ اگرچہ زید کے اور بھی بی بی ہے، اور اس سے اولاد بھی ہے، اور مطلقہ سے بھی اولاد ہے، مگر وہ مطلقہ چونکہ قریبی رشتہ داروں میں سے ہے، دراصل زید کی خفیف قرینہ کی بناء پر اس

عورت پر زید نے بدی کا الزام رکھا تھا، جس کی وجہ سے برادری میں بڑا زور اور فتنہ ہوا ہے، وہ عورت باپ گھر لے گیا ہے اور آئندہ کے لئے کئی پشتوں تک قطعی رحمی کا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے، اور اگر طلاق مشہور ہوئی اور عورت زید کے گھر میں نہ آئی تو بدی کا پورا ثبوت ہوجائیگا، جس سے ایسے سعید خاندان کو محض خفیف قرینہ کی بناء پر عزت میں بڑا دھبہ آئیگا، اور خصوصاً عورت کے باپ بھائیوں کو بڑی شرمندگی پیش آئیگی، اور اسمیں قطع تعلقات اور قطع رحمی ہوجائے گی، اور حلالہ کی صورت کرنا تو ممکن نہیں تو کیا اس ضرورت کی وجہ سے زید اب دوسرے مذہب پر عمل کرنا چاہتا ہے، اور عورت بھی مرد کے گھر آنا چاہتی ہے، اگر حضرات علماء اس ضرورت کو لائق دوسرے مذہب پر عمل کرنے کے سمجھیں تو تحریر فرمایا جائے۔

(۳) فتویٰ لکھنوی کے آخر میں جو لکھا ہے، کہ شافعی علماء کا فتویٰ لے کر عمل کرنا چاہئے کیونکہ شافعی مولوی تو پورے ہندوستان میں ملنا مشکل ہے، تو اگر حنفی مولوی سے کسی اور امام کے مذہب پر فتویٰ لے کر مثلاً داؤد ظاہری کے مذہب پر تو فتویٰ لائق عمل ہوگا یا نہ۔

استفتاء

مع نقل فتوی مولانا عبدالحیؒ صاحب لکھنوی جلد دوم ص: ۵۳، مطبوعہ یوسفی لکھنؤ۔

زید نے اپنی عورت کو حالت غضب میں کہا کہ میں نے طلاق دیا، میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا، پس اس تین بار کہنے سے تین طلاق ہوں گے، یا نہ، اگر حنفی مذہب میں واقع ہوں اور شافعی مذہب میں واقع نہ ہوں، تو حنفی کو شافعی مذہب پر اس صورت خاص میں عمل کرنے کی رخصت دی جائے گی، یا نہیں۔

جواب از حضرت مولانا عبدالحیؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الجواب وہوالموفق للصواب

اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہوگئیں، اور بغیر تحلیل نکاح درست نہ ہوگا،

مگر بوقت ضرورت کے، اس عورت کا علیحدہ ہونا دشوار ہو اور احتمال مفاسد کا اندیشہ ہو، تقلید کسی اور امام کی اگر کرے گا تو مضائقہ نہ ہوگا، نظیر اس کی مسئلہ نکاح ''زوجۂ مفقود وعدت ممتدۃ الطہر'' موجود ہے کہ حنفیہ عندالضرورت امام مالکؒ کے مذہب پر عمل کرنے کو جائز کہتے ہیں چنانچہ ''ردالمحتار'' میں مفصلاً مذکور ہے، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ وہ شخص کسی عالم شافعی سے استفتاء کر کے اس کے فتویٰ پر عمل کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ عبدالحی عفی عنہ

جواب از حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ

الجواب وہوالموفق للصواب

حامداً ومصلیاً ومسلّماً۔ جو شخص تین طلاق ایک مجلس میں مدخولہ کو دیدے تو وہ واقع ہوجاتی ہے[1]، اور اسمیں رجعت یا (بلاحلالہ) تجدید نکاح کی گنجائش نہیں ہوتی[2]، خواہ زوجہ کی موجودگی میں طلاق دے یا خواہ غیب میں سب کا حکم برابر ہے، اگر غیر مدخولہ کو دے اور ایک لفظ سے دے مثلاً کہے کہ تین طلاق میں نے دی تب بھی یہی حکم ہے، اگر تین لفظ سے دے مثلاً کہ تجھے طلاق، طلاق، طلاق، تو اس صورت میں صرف ایک واقع ہوتی ہے[3]، اور بلاحلالہ کے تجدید نکاح

---

[1] لوقال لزوجته انت طالق طالق طالق طلقت ثلاثاً وفی الحموی یعنی قال لزوجته المدخول بها الاشباه والنظائر ص:۲۱۹، القاعدة التاسعة اعمال الکلام اولی من اهماله، عالمگیری کوئٹه ص۳۵۵ ج ۱ کتاب الطلاق الباب الثالث فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول.

[2] وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بهاثم یطلقها اویموت عنها کذا فی الهدایة عالمگیری ص:۳۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به، هدایة ص۳۹۹ ج۲ کتاب الطلاق باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه تهانوی دیوبند، البحر الرائق ص۵۶ ج۳ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[3] قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلثا وقعن وان فرق بانت بالاولی ولم تقع الثانیة والثالثة، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص:۲۸۴، ج:۳، مطبوعه زکریا ص:۵۰۹، ج:۴، مطبوعه نعمانیه س:۴۵۴، ج:۲، باب طلاق غیرالمدخول بها، النهر الفائق ص۳۵۲ ج۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص ۲۹۱ ج۳ مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

درست ہے صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے: **اتفق الائمة الاربعة علٰى ان الطلاق فى الحيض لمدخول بها او فى طهر جامع فيه محرم الا انه يقع وكذا جمع الطلاق فى الثلٰث ايضاً اهـ رحمة[1] الامة ج:۲، ص:۸۰، وكذا فى الميزان للشعرانى[2] ج:۲، ص:۱۲۶**، اورامام شافعیؒ کی طرف اس مسئلہ کی نسبت غلط ہے، ان کے نزدیک بھی طلاق مغلظہ ہوگئی جیسا کہ شافعیہ کی کتاب ''رحمۃ الامۃ'' سے نقل کیا گیا ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک بھی واقع ہوگئی، جیسا کہ ''شعرانی''، حنبلی کتاب سے نقل کیا گیا ہے، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس پر اجماع منعقد ہوا ہے، شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر[3] ص:۳۵، ج:۳، میں اس پر بسط سے کلام کیا ہے، نیز حافظ ابن حجر شافعیؒ نے فتح الباری[4] ص:۳۱۶، ج:۹، میں بحث کی ہے، ''اعلاء السنن[5]'' گیارہویں جلد میں تو مستقل رسالہ دس ورق کا ہے اور بالکل اخیر میں تقریباً اتنا ہی بڑا تتمہ ہے اور بھی مستقل رسالہ اس مسئلے پر تصنیف کئے گئے ہیں، علامہ[6] شامیؒ نے اس مسئلہ پر جمہور صحابہ وتابعین وائمہ مسلمین کا اجماع نقل کر کے لکھا ہے: ''**فماذا بعد الحق الا الضلال وعن هٰذا لوحكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف اهـ**'' کہ مسئلہ فرعیہ اجماعیہ کے خلاف ان کے قول پر عمل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مجتہد نہ تھے، قیاس کے منکر تھے، ان کا قول خود خرق اجماع ہے:

---

[1] رحمة الامة على هامش الميزان الكبرى ص:۶۹، ج:۲، كتاب الطلاق، مطبوعه مصر.

[2] الميزان الكبرى للشعرانى ص:۱۳۰، ج:۲، كتاب الطلاق، مطبوعه مصر.

[3] وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث الخ، فتح القدير ص:۴۶۸-۴۷۰، ج:۳، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، مطبوعه دارالفكر بيروت، شامی كراچی ص۲۳۳ ج۳، شامی زكريا ص۴۳۴ ج۴ كتاب الطلاق مطلب طلاق الدور.

[4] فتح البارى ص:۴۵۵، ج:۱۰، باب من اجاز الطلاق الثلاث، مطبوعه مصطفى الباز مكه مكرمه.

[5] اعلاء السنن ص:۱۵۲، ج:۱۱، كتاب الطلاق، والمسئلة الثانية فى وقوع الطلاقات الثلث الخ، مطبوعه كراچی.

[6] شامی نعمانيه ص:۴۱۹، مطبوعه زكريا ص:۴۳۵، ج:۴، مطبوعه كراچی ص:۲۳۳، ج:۳، كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور.

ذهب الجمهور الى ان القياس لا يبلغ منزلة الاجتهاد ولايجوز توليهم القضاء وهٰذا ينفع الاعتداد اهـ" هٰذا قال الامام الاستاذ ابوالحسن الاسفرائنى وقال الامام ابوالمعالى ابن الجوينى ماذهب اليه ذو التحقيق انا لا نجد منكر القياس من علماء الامة الشريفة الى قوله فهم لا يلتحقون بالعوام وكيف يدعون مجتهدين ولا اجتهاد عندهم" اهـ وقال الامام ابوبكر الرازى فى مقدمة كتابه فى احكام القراٰن لو تكلم داؤد فى مسئلة حادثة فى عصره وخالف فيها بعض اهل زمانه لم يكن خلافا عليهم وكان ينقى صحيح العقول ومشهور انه كان يقول بل علٰى العقول لاجل ذٰلک لم يجد خلاف احد من الفقهاء فقد انعقد الاجماع علٰى اسواطه وترک الاعتدادبه اهـ"

یہ صحیح ہے، کہ بعض مسائل میں حنفیہ نے امام مالکؒ کے قول کو اختیار کیا ہے، جیسا کہ دوسرے مذاہب کے علماء نے حنفیہ کے قول کو بعض مسائل میں اختیار کیا ہے "فتاویٰ کبریٰ" میں ابن حجر شافعیؒ نے بھی ایسے مسائل لکھے ہیں اور شاہ ولی اللہؒ نے "عقدالجید" میں ایسی مثالیں تحریر کی ہیں، مگر یہ کہیں نہیں دیکھا کہ اجماعی مسئلہ کے خلاف غیر مجتہد کے قول کو اختیار کیا گیا ہو اعیان صحابہ کی تقلید بھی منع ہے، چہ جائیکہ داؤد ظاہریؒ، اوزاعیؒ۔ شیخ ابن ہمامؒ تحریر کے اخیر میں فرماتے ہیں: نقل الامام اجماع المحقيقين علٰى منع العوام من تقليد الصحابة بل من بعدهم وعلٰى هٰذا ما ذكر بعض المتاخرين منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم وتقيد مسائلهم وتخصيص عمومها ولم ير مثله فى غيرهم الاٰن لانفراض اتباعهم وهو صحيح اهـ تحرير[1] ص: ۵۵۲.

شافعی المذہب علماء یمن میں موجود ہیں، وہ بھی فتویٰ دیتے ہیں، امام مالکؒ بمنزلۂ تلمیذ امام

---

[1] التحرير على هامش التقرير والبحر ص: ۳۵۵-۳۵۴ ج۳، تکمله، نقل الامام اجماع المحققين على منع العوام الخ، مطبوعه مصر.

ابوحنیفہؒ ہیں، اس لئے فقہاء احناف نے ضرورت شدیدہ کی بناء پر بعض مسائل میں امام مالکؒ کے قول کو اختیار کیا ہے، ''قاضی ابوزید دبوسی'' نے لکھا ہے کہ امام مالک کا مذہب اصولاً امام ابوحنیفہؒ کے مذہب سے قریب تر ہے، اس لئے اس کو اختیار کیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۸؍۱۰؍۶۹ھ

تین طلاق ایک مجلس میں

سوال:- زید نے اپنی زوجہ کو ایک مجلس میں تین طلاق دیدی طلاق دیئے ہوئے ابھی تقریباً ڈیڑھ ماہ گذرے ہیں کیا وہ اپنی بیوی کو پھر رجوع کرسکتا ہے۔

جواب منجانب غیر مقلدین از مدرسہ جامعہ اسلامیہ عربیہ رحیمیہ بنارس

الجواب:- قال اللّٰه تعالٰی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَان.(الٰی ان قال) حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ. (سورہ بقرہ پ:۲) وقالَ تعالٰی یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ. (سورہ طلاق پ:۲۸)
ان آیات کریمہ سے صاف طور پر ثابت ہے کہ طلاق بدفعات دی جائے تا کہ رجعت کا اختیار باقی رہے، ایک جلسہ کی تین طلاق چونکہ ایک رجعی ہوتی ہے، اس لئے صورت مسئولہ میں زید اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے، صحیح مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کَانت الطلاق عَلٰی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وابی بکرؓ وصدرا من خلافه عمرؓ طلاق الثلاث واحدة ص:۴۷۷، ج:۱، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اور شروع زمانہ خلافت عمرؓ میں تین طلاق ایک ہوا کرتی تھی، یہی مذہب ہزارہا صحابہؓ کا تھا، جیسا کہ التعلیق المغنی شرح دارقطنی میں ہے: سنن رجال کل

صحابی من عهد الصديق الٰی ثلاث سنين من خلافة عمرؓ وهم يزيدون علی الالف ص: ۴۴۴، یعنی حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ سے حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سال تک ہزار ہا صحابہؓ کا یہی فتویٰ رہا کہ ایک جلسہ کی تین طلاق ایک ہوتی ہے، جب کثرت سے لوگوں نے طلاق دینی شروع کی تو حضرت عمرؓ نے سیاسۃً تین کو تین کر دیا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمرؓ خود ہی فرماتے ہیں: **ان الناس قد استعجلوا الٰی امرٍ قد کانت لهم فيه اناة فلوا مضيناه عليهم الخ** یعنی لوگوں نے ایسے کام میں جلدی کرنا شروع کر دیا، جسمیں انکو دیر کرنا چاہئے تھا، پس ہم تینوں ان پر جاری کر دیں گے، چنانچہ جاری کر دیا، لیکن جب اس ترکیب سے طلاق میں کمی نہیں ہوئی تو حضرت عمرؓ بہت پچھتائے، اور اس سے رجوع فرمایا، جیسا کہ حدیث کی بہت بڑی کتاب (مسند اسمٰعیل) میں ہے: **قال عمرؓ ما ندمت علٰی شيئٍ ندامتی علی ثلاث ان لا اکون حرمت الطلاق الخ.** دیکھو اغاثت اللہفان مصری ص:۸۲، ۱۸۱۔ یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تین مسئلوں میں بڑی ندامت ہوئی ان میں سے ایک یہ مسئلہ ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ وابن مسعودؓ وعبدالرحمٰن ابن عوفؓ وابوموسیٰ اشعریؓ وزبیرؓ ودیگر بڑے بڑے صحابہؓ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک رجعی ہوتی ہے، جیسا کہ تعلیق المغنی وفتح الباری شرح بخاری پارہ:۱۶۳، ج:۲۲، ونیل الاوطار ص:۱۵۴و۱۵۵، میں صاف صاف مذکور ہے، خود حضرت طاؤسؒ سے مروی ہے: **قال ابن عباسؓ اذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قال طاؤسؒ اشهد ما کان ابن عباسؓ يراهن الاواحدة تعليق المغنی** ص:۴۴۵، یعنی جب کوئی مرد اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو طاؤسؒ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ اسکو ایک طلاق کہتے ہیں تابعین میں یہی مذہب ہے، جابر ابن زیدؒ وعطاءؒ وعمرو بن دینارؒ واحمد ابن منیعؒ وعبداللہ بن موسیٰؒ وعکرمہؒ ومحمد ابن اسحاقؒ کا اور یہی مذہب اہل بیت کا ہے، بڑے بڑے علمائے محدثین جیسے محمد ابن تقی، احمد ابن عبدالسلام خطی وامام رازی دیکھو تفسیر نیشا پوری بر حاشیہ ابن جریر نیز یہی مذہب ہے، امام ابن تیمیہؒ وابن قیم وقاضی شوکانی وغیرہ کا۔ امام ابوحنیفہؒ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں منقول ہیں

ایک وہی ہے جو مشہور ہے دوسری یہ کہ جلسۂ واحدہ کی تین طلاق ایک رجعی ہوتی ہے، جیسا کہ محمد ابن حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے نقل کیا ہے، دیکھو اغاثہ مصری ص: ۱۵۷، وکتاب المعلم شرح مسلم۔ امام مالکؒ کے دوقولوں میں سے ایک قول یہی ہے بعض اصحاب احمدؒ وداؤد ظاہری کا بھی یہی مذہب ہے دیکھو عمدۃ الرعایۃ ص۹۷ ج۲، دوسری حدیث: **عن ابن عباسؓ قال طلق رکانة بن عبد يزيد اخو المطلب امرأته ثلاثاً فحزن عليها حزناً شديداً قال فسأله رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثاً فقال فى مجلس واحد قال نعم قال انّما تلک واحدة فارجعها ان شئت قال فراجعها.** (مسند احمد) جلد اول مطبوعہ مصر ص: ۲۶۵، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رکانہؓ صحابی نے تین طلاق دیدی پھر بہت پچھتائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تو نے کیسے طلاق دیدی، انہوں نے کہا کہ تین طلاق دی آپ نے پوچھا کیا ایک مجلس میں، انہوں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہوتی ہے، لہٰذا اگر تمہارا دل چاہے تو رجوع کرلو تو رکانہؓ نے رجوع کر لیا، یہ حدیث صحیح اور حسن دونوں طریقوں سے مروی ہے، اعلام الموقعین ج:۲،ص:۲۵، ابویعلیٰ نے بھی اس کو نقل کیا ہے، فتح الباری پارہ ۲۲،ص:۱۶۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

ہٰذا جواب صحیح کتبہ:۔حبیب اللہ انصاری، امان اللہ محمد اسحاق بنارسی

ہٰذا الجواب صحیح والمجیب مصیب:۔نذیر احمد رحمانی عبدالآخر مدرس اول

مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامعہ رحیمیہ بنارس

مطابق ۱۶/ مارچ ۱۹۵۴ء ۱۰/ رجب ۱۳۷۳ھ

جواب از حضرت فقیہ الامّت قدس سرہٗ

الجواب حامداً ومصلیاً

نحمده ونصلى علىٰ رسوله الكريم ......امابعد!

جب ایک شخص نے اپنی مدخولہ بیوی کو ایک دفعہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی تو اس

سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، جب دوسری دفعہ عدت ختم ہونے سے پہلے اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی تو دوسری طلاق رجعی ہوگئی، ان دو طلاق کا حکم یہ ہے کہ اندرونِ عدت اس کو رجعت کا حق حاصل ہے[1] اگر اس نے ایک دفعہ یا دو دفعہ طلاق دے کر رجعت نہیں کی اور عدت گذر گئی تو حق رجعت ختم ہوگیا، طرفین کی رضامندی سے تجدید نکاح کی اجازت ہے،[2] حلالہ کی ضرورت نہیں یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس طرح کہا ہو کہ میں نے تجھے دو طلاق دی، دو طلاق الگ الگ دینے اور بیک لفظ دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اگر تیسری مرتبہ اسی مجلس میں یا بعد میں عدت ختم ہونے سے پہلے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، تو اب طلاق مغلظہ ہوگئی اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح میں کوئی گنجائش نہیں رہی، یہ حکم اس وقت ہے، جب اس طرح کہا ہو کہ میں نے تجھے طلاق دی تین طلاق، طلاق الگ الگ دینے اور بیک لفظ دینے سے وقوع طلاق میں کوئی فرق نہیں پڑتا،[3] اگرچہ ایک مجلس میں تین طلاق دینا شرعاً بہت مذموم ہے، اور قبیح ہے، جیسے کہ حالت حیض میں طلاق دینا مذموم وقبیح ہے، اس سے اجتناب لازم ہے، لیکن اگر

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلک او لم ترض، هداية ص۳۹۴ ج۲ باب الرجعة كتاب الطلاق مطبوعه تهانوى ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص۴۷۰ ج۱ الباب السادس فى الرجعة، مجمع الأنهر ص۸۰ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] وله أن يتزوج مبانته بما دون الثلاث فى العدة وبعدها، مجمع الأنهر ص۸۷ ج۲ كتاب الطلاق باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هداية ص۳۹۹ ج۲ باب الرجعة مطبوعه تهانوى ديوبند، بدائع كراچى ص۱۸۷ ج۳ كتاب الطلاق، فصل وأما الطلاق البائن فنوعان الخ.

[3] وأما الطلاقات الثلاث فحكمها الاصلى هو زوال الملک وزوال حل المحلية ايضاً حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر لقوله عز وجل فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره وسواء طلقها ثلاثاً متفرقا أو جملةً واحدةً، بدائع كراچى ص۱۸۷ ج۳ كتاب الطلاق فصل أما الطلاق البائن فنوعان الخ بحر ص۵۶ ج۴ فصل فيما تحل به المطلقة باب الرجعة مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهر الفائق ص۴۲۱ ج۲ دار الكتب العلمية بيروت.

اسطرح طلاق دیگا، تب بھی بلا شبہ واقع ہوجائیگی[۱] یہ مسئلہ قرآن کی آیت: **الطلاق مرتان الیٰ قوله فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجاً غیره.**[۲] سے ماخوذ ہے، جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ دودفعہ طلاق کے بعد رجعت کا حق حاصل ہے، تیسری کے بعد حق نہیں نکاح بالکل ختم ہوکر حرمت مغلظہ ہوجاتی ہے، ایک مجلس یا دو تین مجلس کی کوئی قید نہیں بلکہ مطلق ہے، جب مسئلہ کی دلیل قرآن حکیم میں موجود ہے، تو پھر کسی اور دلیل پر اس کا ثبوت موقوف نہیں رہتا، حدیث بھی چوں کہ قرآن کریم کے لئے شرح اور تفسیر کے درجہ میں ہے اسلئے اس سے بھی مسئلہ کی تائید وتقویت پیش کرنا ضروری ہے: **اصح الکتب بعد کتاب الله صحیح البخاری**[۳] ص: ۸۰۰، میں ہے کہ عویمر عجلانیؓ نے حضرت رسول مقبول ﷺ کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں، صحیح مسلم شریف ج:۱،ص:۴۸۹، میں یہ حدیث مذکور ہے، ابوداؤد شریف[۴] ج:۲،ص:۲۸۲، کے الفاظ یہ ہیں: **فطلقها ثلاث تطلیقات عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فانفذه رسول الله صلی الله علیه وسلم.**

---

[۱] وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة أو ثلثا فی طهر واحد فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وكان عاصياً، هداية ص ۳۵۵ ج ۲ کتاب الطلاق باب طلاق السنة مطبوعه تهانوی دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۹ ج ۱ کتاب الطلاق، بدائع کراچی ص ۹۶ ج ۳ کتاب الطلاق وأما حکم طلاق البدعة.

[۲] سوره بقره آیت: ۲۳۰تا ۲۲۹،

ترجمه:-وہ طلاق دومرتبہ ہے، پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کوتو پھر وہ اس کیلئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔(از بیان القرآن)

[۳] قال سهل فتلاعنا وانا مع الناس عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما فرغا قال عویمر كذبتُ عليها يا رسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان يامره رسول الله صلی الله علیه وسلم بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج:۲، باب من اجاز طلاق الثلاث وايضا ص ۸۰۰ ج۲ باب اللعان ومن طلق بعد اللعان، مطبوعه اشرفی دیوبند. مسلم شریف ص: ۴۸۹، ج: ۱، کتاب اللعان، مطبوعه سعد دیوبند.

ترجمه :-حضرت سہلؓ فرماتے ہیں ان دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ہمراہ آنحضرت ﷺ کے پاس (موجود) تھا جب وہ دونوں (لعان سے) فارغ ہوگئے عویمر بولے یارسول اللہ اگر میں اسے روک لوں تو میں جھوٹا کہلاؤں گا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمانے سے پہلے تین طلاق دی۔

[۴] ابوداؤد شریف ص:۳۰۶، ج: ۱، باب فی اللعان، مطبوعه سعد دیوبند.

علامہ شوکانیؒ نے نیل الاوطار[۱] ص:۲۰۱، ج:۶، میں لکھا ہے: "**ورِجَالُهٗ رجال الصحيحين**" جمع الفوائد[۲] ج:۱، ص:۶۲۲، میں بخاری ومسلم وابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کے حوالہ سے مذکور ہے، نسائی شریف[۳] ص:۹۹، ج:۲، میں عنوان قائم کیا ہے: "**الثلث المجموعة ومافيه من التغليظ**" اس کے ذیل میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے تین طلاق ایک دم دی: **ثلاث تطليقات جميعاً** تو آپ غضبناک ہوئے، اسلئے کہ تین تطلیقات ایک دم دینا مذموم وقبیح ہے، مگر یہ نہیں فرمایا کہ یہ واقع نہیں ہوتی، پھر امام نسائیؒ نے باب منعقد کیا ہے، **باب[۴] الرخصة فی ذالک** اس میں عویمر عجلانیؓ کا تین طلاق دینے کا واقعہ بیان کیا ہے، امام بخاریؒ نے: **باب من اجاز طلاق الثلاث.** منعقد کر کے عویمر عجلانیؓ کا واقعہ بیان کیا ہے، جس میں تین طلاق دینا مذکور[۵] ہے، اسی باب میں امرأة رفاعة کا[۶] واقعہ لکھا ہے، جن کو بغیر حلالہ کے شوہر اوّل کیلئے جائز نہیں

---

[۱] نیل الاوطار ص:۵۴، ج:۷، باب لا یجتمع المتلاعنان ابدا، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] لمسلم والنسائی وابی داؤد بلفظه وله ولمالک عن ابن عباس وابی هریرة رضی الله عنهم وسئلا عمّن طلّق ثلاثاًقبل ان یدخل بها فقال لا ینکحها حتی تنکح زوجاً غیره. جمع الفوائد ص ۳۵۱ ج ۱، کتاب الطلاق.

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ وحضرت ابوہریرہؓ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس نے بیوی کو دخول سے قبل تین طلاق دیدی تو آپ نے فرمایا اس عورت سے نکاح وہ نہیں کرسکتا جب تک (وہ عورت) کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

[۳] قال اخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلث تطلیقات جمیعا فقام غضباناً ثم قال ایلعب بکتاب الله الحدیث نسائی شریف ص:۸۲، ج:۲، باب الثلاث المجموع وما فیه من التغلیظ، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق اطلاع دی گئی جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاق دیدی تو آپ ﷺ غضبناک ہو کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا وہ اللہ کی کتاب کیساتھ کھیل کرتا ہے۔

[۴] نسائی شریف ص:۸۲، ۲، باب الرخصة فی ذلک، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[۵] بخاری شریف ص:۷۹۱، ج:۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۶] ان امرأة رفاعة القرظی جأت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت یا رسول الله اِنّ رفاعة طلقنی فبَتَّ طلاقی وانی نکحت بعده عبد الرحمٰن بن الزبیر القرظی وانما معه مثل الهدبة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلک تریدین ان ترجعی الی رفاعة لا حتی یذوق عُسیلتَکِ وتذوقی عسیلته. بخاری شریف ص:۷۹۱، ج:۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفی دیوبند. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فرمایا، نیز حضرت عائشہؓ کی حدیث بیان کی ہے[1]، جس میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تھی، اس کو بغیر حلالہ کے شوہر اول کیلئے جائز نہیں فرمایا، سنن[2] دار قطنی ص: ۴۳۳، میں حضرت علیؓ کی روایت مرفوعاً ہے: **من طلق البتة الزمناه ثلاثا فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره** جو شخص طلاق البتہ دیدے اس پر بھی تین طلاق کو لازم کر دیا گیا، حالاں کہ اس نے نہ لفظ طلاق تین مرتبہ کہا، نہ لفظ ثلاث کہا، اس سے بھی زیادہ صاف اور مفصل بطور ضابطہ کلیہ کے فرمادیا گیا: **ايما رجل طلق امرأته ثلاثا مبهمة او ثلاثا عند الاقراء لم تحل له حتٰى تنكح زوجاً غيره دار قطنی**[3] ص: ۴۳۷، یعنی جو شخص بھی اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے خواہ تینوں مبہم طور پر ہوں بیک وقت دے خواہ تین طہر میں الگ الگ دے وہ اس کیلئے جائز نہیں رہی، جب تک کہ حلالہ نہ ہوجائے، سلف کا اجماع بھی اسی پر ہے، چنانچہ حافظ ابن ابوبکر جصاصؒ نے احکام القرآن[4] ج: ۱ص: ۴۵۹، میں لکھا ہے: **فالكتابُ وَالسُّنة واجماع السَّلف توجب ايقاع الثلث معًا وان كانت معصية** بس یہ مسئلہ کتاب وسنّت واجماع سے اسی طرح

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر) **ترجمہ**:- رفاعہ قرظی کی بیوی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ رفاعہ نے مجھے طلاق دی پھر میری طلاق بائنہ ہوگئی اور میں نے عبدالرحمٰن بن الزبیر قرظی رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا (مگر) انکے پاس جھالر کے مانند ہے آپؐ نے فرمایا شاید تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے تو (نہیں لوٹ سکتی) جب تک (دوسرا) تیرا مزہ نہ چکھ لے اور تو اس کا مزہ نہ چکھ لے۔

(**حاشیہ صفحہ ہٰذا**) [1] عن عائشة رضى اللّٰه تعالى عنها ان رجلا طلق امرأته ثلثا فتزوجت فطلّق فسئل النبى صلى اللّٰه عليه وسلم اَتَحِلُّ للاول قال لا حتى يذوق عُسيلتها كما ذاق الاول بخارى شريف ص: ۷۹۱، ج: ۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفى ديوبند. **ترجمہ**:- حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں اس نے اور سے نکاح کرلیا اور اس نے بھی طلاق دیدی کسی نے نبی ﷺ سے پوچھا پہلے خاوند کے واسطے حلال ہوگئی آپؐ نے جواب دیا نہیں جب تک وہ اس کا مزہ نہ چکھ لے جیسے پہلے خاوند نے چکھا ہے۔

[2] سنن الدار قطنى ص: ۱۳، ج: ۲، رقم الحديث: ۳۹۰۰، مطبع دالفكر بيروت باب الطلاق.

[3] سنن الدار قطنى ص: ۱۸، ج: ۲، حديث ۳۹۲۷، مطبع دار الفكر بيروت باب الطلاق.

[4] احكام القرآن للجصاص الرازى ص: ۳۸۸، ج: ۱، باب ذكر الحجاج لايقاع الطلاق الثلاث معاً، مطبع دار الكتب العربى بيروت.

ثابت ہے، ائمہ اربعہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔ سب اسپر متفق ہیں، البتہ روافض اوراہل الظواہر (داؤدی تین طلاق کے منکر ہیں) دو چیزوں سے ان کو شبہ پیدا ہوگیا، ایک ابن عباسؓ کا مقولہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے دور میں اور حضرت عمرؓ کے شروع دوسال میں تین طلاق ایک تھی، پھر حضرت عمرؓ نے تین کو تین ہی قرار دیا لیکن شروح حدیث نووی[۱] عینی[۲]، فتح الباری[۳]، بذل المجہود[۴]، اوجز المسالک[۵] وغیرہ میں اس پر آٹھ طرح کلام کیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مقولہ مسئلہ مذکورہ پر استدلال کیلئے کافی نہیں ہے، صاحب استذکار فرماتے ہیں: ان هٰــذه **الـروایة وهم وغلط لم یعرج علیها احد من العلماء** (الجوہر النقی ج:۲،ص:۱۳۱[۶]) یعنی یہ روایت وہم وغلط ہے، علماء میں سے کسی نے بھی اس کو قابل التفات نہیں سمجھا اس سے زیادہ سخت الحسین بن علی الکرابسیؒ نے کتاب ''ادب القضاء'' میں روایت کیا ہے: **اخبـر نـا عـلـی بن عبد اللّٰـه (وهـو ابـن الـمـدینی) عن عبد الرزاق عن معمر عن ابن طاؤس انه قال من حدثک عن طاؤس انه کان یروی طلاق الثلاث واحدة کذبه** یعنی طاؤس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جوشخص تم سے بیان کرے کہ طاؤس حدیث **طـلاق الثـلاث واحـدة** کو روایت کرتے ہیں، تم اس کی تکذیب کرنا اس کو جھوٹا سمجھنا میں اس کو روایت نہیں کرتا، میری طرف اس کی

---

[۱] نووی علی المسلم ص۴۷۸ ج ۱ کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث، مطبوعه بلال جامع مسجد دیوبند.

[۲] عـمـدة القاری للعینی ص۲۳۳ ج۹ الجزء العشرون باب من أجاز طلاق الثلاث الخ مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۳] فتـح البـاری ص۴۵۷ تا ۴۵۸ ج۱۰ کتاب الطلاق باب من أجاز طلاق الثلاث الخ رقم الحدیث ۵۲۶۱ مطبوعه نزار مصطفٰی مکة المکرمة.

[۴] بـذل الـمـجهـود ص۲۷۰-۲۷۱ ج۳ کتـاب الـطلاق، بیان الاختلاف فی الطلاقات الثلث الخ، مطبوعه یحیوی سهارنپور.

[۵] اوجز المسالک ص۶-۷ ج۱۰ کتاب الطلاق باب ماجاء فی البتة، المکتبة الامدادیة مکة المکرمة.

[۶] الـجوهر النقی علی هامش السنن الکبری ص:۳۳۷، ج:۷، تحت حدیث باب من جعل الثلاث واحدة، مطبوعه در المعرفة بیروت.

نسبت کرنا غلط ہے، نیز حضرت ابن عباسؓ کی دوسری روایت اس مقولہ کے خلاف ہے، اور وہ روایت قرآن کریم مستند احادیث اجماع سلف کے موافق ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: **عن ابن عباسؓ والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء ولا يحل لهن ان يكتمن ماخلق اللّٰه فی ارحامهن. (الآية) ذٰلک ان الرجل کان اذا طلق امرأته فهو احق برجعتها وان طلقها ثلاثا فنسخ ذٰلک فقال الطلاق مرتان**[1] (الآیۃ)

ابوداؤد شریف باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (بذل[2] ص: ۱۱۶، ج: ۲) یعنی تین طلاق کے بعد بھی رجعت کی اجازت تھی اس کو اس آیت نے منسوخ کردیا **الطلاق مرتان** (الآیۃ) ایسا نہیں تھا، کہ تین طلاق دینے پر بھی ایک ہی ہوتی البتہ تین کے بعد بھی رجعت کا حق تھا، نزول آیت کے بعد وہ حق ختم ہوگیا، اگر بالفرض شراح کے پیش کردہ اشکالات کے باوجود ابن عباسؓ کی طرف نسبت کردہ مقولہ کو صحیح تسلیم کرلیا جائے، تو اس کا ایک بہت ہی ظاہر اور بے غبار مطلب یہ ہے کہ تین الفاظ سے تین طلاق دے کر اگر کوئی شخص کہتا کہ میری نیت دوسرے اور تیسرے لفظ سے تاکید کی تھی، تجدید طلاق کی نہیں تھی تو غلبۂ صدق اور سلامت صدر کی بناء پر اس کا قول تسلیم کرلیا جاتا تھا، اور ایک ہی طلاق کا حکم کیا جاتا تھا، پھر جب حضرت عمرؓ کے وقت میں طلاق ثلاث کے واقعات بکثرت پیش آنے لگے اور صدق میں کمی ہوئی، تو انہوں نے تین لفظ سے تین ہی طلاق کا حکم فرمادیا، اور نیت اور تاکید کو نہ مانا اصل یہ بھی ہے، کہ تین طلاق سے تین کا حکم ہو غلبۂ صدق کی بناء پر اصل کے خلاف ہونے کے باوجود نیت کا اعتبار کرنے کی جو وجہ تھی وہ ختم ہوگئی اور کلام کا اصل مطلب جو تھا وہی متعین کردیا[3] یہ نہیں تھا، کہ تین کو ایک تسلیم کیا

---

[1] ابوداؤد شريف ص۲۹۷ ج۱، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، مطبوعه سعد بکڈپو ديوبند.

[2] بذل المجهود ص ۲۷۰ ج۳، کتاب الطلاق، مکتبه رشيديه سهارن پور.

[3] الجواب الخامس دعوى أنه ورد في صورة خاصة فقال ابن سريج وغيره يشبه أن يكون في تكرير اللفظ كأن يقول: أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق، وكانوا أولاً على سلامة صدورهم يقبل منهم أنهم أرادوا التاكيد، فلما كثر الناس في زمن عمرؓ وكثر فيهم الخداع (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جاتا تھا، تین کا ایک ہونا تو کسی طرح بھی درست نہیں ابن عباس کا صریح فتویٰ بھی یہی ہے کہ تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے بھی تین ہی واقع ہوتی ہیں، جیسا کہ ابوداؤد[1] شریف میں ہے، کہ مجاہدؒ سعید ابن جبیرؒ عطا، مالک بن الحارثؒ عمرو بن دینارؒ سب نے ابن عباسؓ کا فتویٰ یہی نقل کیا ہے: **عن ابن عباسؓ کلهم قالوا فی الطلاق الثلث انه اجازها.** بذل[2] ج:۳،ص:۳۷۸، اسلئے بھی ابن عباسؓ کے اس مقولہ کے ذریعہ تین طلاق کو ایک قرار دینا صحیح نہیں۔

شبہ کی دوسری وجہ رکانہؓ کی حدیث ہے اس پر محدثین نے کلام کیا ہے، واقعہ رکانہ کا ہے، یا ابو رکانہ کا نیز اسکی سند میں بعض راوی ایسے ہیں جن کی روایت ضعیف اور معلول ہے،[3] خیر اس سب سے قطع نظر اس کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے صراحتاً تین طلاق نہیں دی بلکہ طلاق البتہ دی تھی، چونکہ طلاق البتہ بھی بعض دفعہ تین طلاق کی جگہ استعمال ہوتی تھی، اس لئے ان سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلف دے کر پوچھا کہ تمہاری نیت ایک ہی طلاق کی تھی، انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں ایک ہی طلاق کی نیت تھی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک قرار دیا، ترمذی شریف[4] ج:۱،ص:۱۶۰، میں ہے: **عن عبد اللّٰه بن یزید بن رکانة عن ابیه عن**

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ونحوه مما یمنعُ قبول من ادعی التاکید، حمل عمرؓ اللفظ علی ظاهر التکرار، فامضاه علیهم، بذل المجهود ص ۱۷۲ ج۳ کتاب الطلاق بیان الاختلاف فی الطلاقات الثلاث، مطبوعه یحیوی سهارنپور.

(صفحہ ہذا) [1] ابوداؤد شریف ص: ۲۹۹، ج: ۱، مطبع رشیدیه دهلی، باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلث.

[2] بذل المجهود ص: ۲۷۷، ج: ۳، کتاب الطلاق مکتبه رشیدیه سهارن پور.

[3] أخرجه ابوداؤد ورواه أحمد والحاکم وهو معلول بابن اسحاق فإنه فی سنده، نیل الأوطار ص ۱-۲۱ ج۴، کتاب الطلاق باب ما جاء فی طلاق البتة الخ الجزء السابع، مطبوعه دار الفکر بیروت وقد اجابوا باربعة اشیاء احدها ان محمد بن اسحاق وشیخه مختلف فیهما والثانی معارضته بفتوی ابن عباس بوقوع الثلاث، والثالث أن ابا داؤد رجح ان رکانه انما طلق إمرأته البتة، الرابع أنه مذهب شاذ فلا یعمل به مختصراً بذل المجهور ص ۲۷۰-۲۷۱ ج۳ کتاب الطلاق، (حاشیہ [4] اگلے صفحہ پر)

جده قال اتیت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقلت یا رسول اللّٰہ انی طلقت امرأتی البتة فقال ما اردت بها فقلت واحدة قال واللّٰہ قال واللّٰہ قال فهو ماأردت اسی کو امام ابوداؤدؒ نے اصح کہا ہے، بذل[1] ص:۲۷۸، ج:۳، جس روایت میں طلقها ثلاثا ہے وہ روایت بالمعنی ہے، اس لئے کہ البتہ بھی ثلاثا کے معنی میں مستعمل ہوتا تھا، اس لئے اس البتہ میں اختلاف ہے، حضرت عمرؓ اس کو ایک قرار دیتے ہیں، حضرت علیؓ تین قرار دیتے ہیں، امام ثوریؒ اور اہل کوفہ نیت پر مدار رکھتے ہیں، ایک کی نیت ہو تو ایک ہے تین کی ہے تو تین، امام شافعیؒ بھی نیت پر مدار رکھتے ہیں، بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ دو کی نیت ہو تو دو کا حکم ہوگا، امام ترمذیؒ نے یہ سب اقوال نقل کئے ہیں۔

وقد اختلف اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وغیرهم فی طلاق البتة فروی عن عمر بن خطابؓ انه جعل البتة واحدة وروی عن علی انه جعلها ثلاثاً وقال بعض اهل العلم فیه نیة الرجل ان نوی واحدة فواحدة ان نویٰ ثلاثاً فثلاث وان نوی ثنتین لم تکن الاواحدة وهو قول الثوریؒ واهل الکوفة وقال مالک بن انسؓ فی البتة ان کان قد دخل بها فهی ثلاث تطلیقات وقال الشافعیؒ ان نویٰ واحدة فواحدة یملک الرجعة وان نویٰ ثنتین فثنتین وان نویٰ ثلاثاً فثلاث . ترمذی شریف[2] ج: ۱، ص: ۱۴۰ .

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) باب الاختلاف فی الطلاقات الثلٰث الخ، مطبوعه یحیوی سهارنپور، فتح الباری ص ۴۵۶ ج ۱۰ کتاب الطلاق باب من أجاز طلاق الثلاث الخ، مطبوعه نزار مصطفی مکة المکرمة .

[۴] ترمذی شریف ص: ۱۴۰، ج: ۱، باب ما جاء فی الرجل طلق امرأته البتة، مطبوعه رشیدیه دهلی ومطبوعه بلال دیوبند ص ۲۲۲ ج ۱ .

(صفحہ ہٰذا) [۱] ابوداؤد شریف ص ۲۹۸ ج ۱، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، بذل المجهود ص:۲۷۸، ج:۳، مطبع رشیدیه سهارن پور، باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث.

[۲] ترمذی شریف ص: ۱۴۰، باب ماجاء فی الرجل طلق امرأته البتة، مطبوعه رشیدیه دهلی.

علامہ ابن تیمیہؒ کا مذہب ائمہ اربعہؒ سے جداگانہ ہے، وہ ان سب سے منفرد ہیں، وہ تین صریح طلاق کو ایک ہی مانتے ہیں،[1] ان کے تلمیذ علامہ ابن قیمؒ نے اغاثة اللهفان[2] میں اس پر بڑی طویل بحث فرمائی ہے، مگر ان کے تلامذہ اور ان کے اقران اہل علم ان کے ساتھ نہیں سب مخالف ہیں حتیٰ کے علامہ ابن رجبؒ نے مستقل کتاب اس پر تصنیف کی ہے، جس میں اغاثة اللهفان کے پیش کردہ دلائل کو پوری طرح رد کر دیا ہے اور ہر چیز کا جواب شافی دیا ہے، اس کا نام، "**بیان مشکل الاحادیث الواردة فی ان الطلاق الثلث طلاق واحدة**"

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

مجلس واحد کی تین طلاق کا حکم

سوال:- زید نے اپنی بیوی کی سخت کلامی پر برہم ہو کر حالت غضب میں اس کی غیر موجودگی میں ایک دوسری عورت کے سامنے تین طلاقیں بیک وقت دیں، اور اس کا اظہار دوبارہ دوسرے شخص سے کیا کہ میں نے اس طرح طلاق دی، پھر تیسرے شخص نے سوال کیا کہ تم نے کس

---

[1] واعلم أنه قد وقع الخلاف فى الطلاق الثلاث، إذا وقعت فى وقت واحد هل يقع جميعها ويتبع الطلاق الطلاق أم لا ؟ فذهب جمهور التابعين وكثير من الصحابة وأئمة المذاهب الاربعة وطائفة من أهل البيت منهم أمير المؤمنين على رضى الله عنه إلى قوله، أن الطلاق يتبع الطلاق وذهبت طائفة من أهل العلم إلى أن الطلاق لا يتبع الطلاق بل يقع واحدة فقط إلى قوله وإليه ذهب جماعة من المتأخرين منهم ابن تيمية وابن القيم وجماعة من المحققين، نيل الأوطار ص ۱۵-۱۶ ج۴ الجزء السابع، كتاب الطلاق باب ما جاء فى طلاق البتة وجمع الثلاث مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] ملاحظه هو اغاثة اللهفان ص ۳۲۵ تا ۳۸۴ كتاب الطلاق مطبوعه حلبى مصرى.

طرح طلاق دی، زید نے انہیں بھی بتلایا، بعد میں معلوم ہوا کہ زید کی بیوی حاملہ ہے، بکر نے مشورہ دیا، اور مسلکِ اہل حدیث نے فتویٰ دیا کہ تم رجعت کر لو، حالانکہ زید حنفی مسلک ہے، زید نے رجعت کر لی، پانچویں دن، اور اسکے ہمراہ بیس یوم گذارے، اس کے بعد لڑکی کے والدین آئے اور لڑکی کو یہ کہہ کر گھر لے گئے، کہ طلاق ہوگئی اور لڑکی تمہارے لئے حرام ہے، اس کو تقریباً تین ماہ ہوگئے، زید چاہتا ہے، کہ اپنی بیوی کو پھر زوجیت میں لے آئے، از روئے شرع کوئی شکل ہے؟

﴿فتویٰ کی نقل﴾

از مختار احمد ندوی خطیب جامع مسجد اہلِ حدیث بمبئی

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید کو حق حاصل ہے، کہ اندورنِ عدت بیوی سے رجعت کر لے اور انقضاءِ عدت کے بعد نکاحِ جدید کے ذریعہ اپنی زوجیت میں لے آئے، کیونکہ اس کی دی ہوئی ایک مجلس میں تین طلاقیں حکم میں ایک رجعی طلاق کے ہیں۔

(۲) ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک رجعی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید سورہ بقرہ رکوع پ۲، آیت: ۲۲۹، ۲۳۰، میں ہے: "**الطلاق مرّتان فامساک بمعروف اوتسریح باحسان**" (الآیۃ) یعنی طلاق دو مرتبہ ہے، پھر (ان دو مرتبہ) دستور کے مطابق رو کے رکھنا ہے، یا بھلائی کے ساتھ رخصت کر دینا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ طلاق دوبارہ الگ الگ مہینوں میں دی جائے، جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: **یاایھا النبی اذا طلتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصو العدّۃ.**

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک کچھ ایسا ہی ہے مسندِ احمد ۲۶۵، میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں اور بعد میں اس پر انہیں بڑا غم ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ نے کس طرح طلاق دی، تو انہوں نے کہا کہ ایک ہی مجلس میں، آپ نے فرمایا: تب یہ سب تینوں ایک ہی طلاق ہوئیں، آپ چاہیں تو بیوی سے رجعت کرلیں، چنانچہ انہوں نے رجعت کرلی، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پورے عہدِ خلافت اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سال تک مسلمان ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں، مسند احمد ص: ۳۱۴، ج:۱، صحیح مسلم ص: ۴۳۳، ج:۱،ص:۴۳۴، مستدرک حاکم ص:۱۹۶، ج:۲، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت اور حضرت عمرؓ کے خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک تین طلاق ہی شمار کی جاتی تھیں۔

(۴) حوالہ مستدرک حاکم ص:۱۹۶، ج:۲، میں یعنی ابوالحوزاء نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کیا ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں، آپنے فرمایا بے شک۔ مختار احمد ندوی ۱۷/ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

نوٹ:- یہ فتویٰ کی نقل ہے، زید نے اس فتویٰ کے مطابق اپنی بیوی سے رجعت کرلی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بیک وقت تین طلاق دینے سے طلاقِ مغلظہ واقع ہوجاتی ہے، یہی قرآن پاک سے ثابت ہے،[1] نیز حدیث شریف میں ہے، اسی پر حضرت عمرؓ کے وقت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا، یہی ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمدؒ کا مسلک ہے[2]، خواہش نفسانی کی

---

[1] الطلاق مرتان فإمساک بمعروف أو تسریح بإحسان ...... فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاص غیره، سورة البقره آیت ۲۲۹–۲۳۰.

[2] فصار الاجماع علی ذلک ولایمکن اجماعهم علی باطل فالحق الصریح انه اذا طلق الرجل امرأته ثلثا مجموعاً او مفرقاً یکون ثلاثا لاواحداً. بذل المجهود ص: ۲۸۰، ج:۳، مکتبه رشیدیه سهارن پور، تحت حدیث باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلث، فتح القدیر ص ۴۶۹ ج۳ باب طلاق السنة، مطبوعه دار الفکر بیروت، شامی کراچی ص۲۳۳ ج۳ کتاب الطلاق.

خاطر اس کو ترک کر کے دوسرا راستہ اختیار کرنا گمراہی اور حرام ہے، حالتِ حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اس کی عدت وضعِ حمل ہے، بچہ پیدا ہونے پر عورت کو چاہئے، کہ دوسری جگہ نکاح کرلے، بعض اہلِ حدیث نے حدیثِ رکانہ سے استدلال کرتے ہوئے ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقوں کو ایک قرار دے کر رجعت کا اختیار دیا ہے مگر وہ استدلال تام نہیں، دوسرے قوی دلائل کے بھی خلاف ہے، چنانچہ اس روایت پر بذل المجہود[1] فی شرح ابوداؤد ص:۲۰۷، ج:۳، میں نیز عینی[2] وفتح الباری[3] وفیض الباری[4] شروحِ بخاری میں اس پر پ ۱/۴ میں مفصل کلام کر کے استدلال کا نا تمام ہونا بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ تین طلاق سے تین ہی واقع ہوتی ہیں، فتح القدیر[5] ص:۵۷۱، ج:۳، بدائع الصنائع[6] ج:۳، میں بھی اس پر مفصل بحث مذکور ہے، اعلاء السنن[7] ج:۱۱، ص۱۰۳، اس پر مستقل رسالہ بیس صفحات میں پھیلا ہوا موجود ہے، جسمیں اس روایت پر ہر جہت سے بحث کر کے بتلایا ہے، کہ قرآن پاک وحدیث شریف سے یہی ثابت ہے، کہ تین طلاق تین ہی ہے، ایک نہیں: **الانقاذ من الشبهات فی انفاذ المکروه من الطلقات**[8] اس رسالہ کا نام ہے، اسی طرح

۱۔ بذل المجهود ص ۲۰۷ ج۳ کتاب الطلاق، بیان الاختلاف فی الطلاقات الثلاث الخ وایضا ص: ۲۸۰، ج:۳، باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث، مطبوعه رشیدیه سهارن پور.

۲۔ عمدة القاری ص۲۳۳ ج۹، باب من اجاز طلاق الثلث الجزء العشرون، مطبع دارالفکر بیروت.

۳۔ فتح الباری ص:۴۵۵، ج:۱۰، مکتبه نزار مکه مکرمه. باب من اجاز طلاق الثلاث.

۴۔ فیض الباری ص:۳۱۱، ج:۴، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه خضر راه دیوبند.

۵۔ ذهب جمهور الصحابة والتابعین وعن بعدهم من ائمة المسلمین الی انّه یقع ثلاث فتح القدیر ص:۴۶۹، ج:۳. مطبع دارالفکر بیروت، کتاب الطلاق.

۶۔ بدائع الصنائع ص:۱۵۴، ج:۳، مطبع زکریا، باب الطلاق.

۷۔ اعلاء السنن ص:۱۴۸، ج:۱۱ کتاب الطلاق باب ایقاع الثلاث مجموعة معصیة وإن وقعن کلهن، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

۸۔ اعلاء السنن ص ۱۵۲ ج ۱۱ کتاب الطلاق الانقاذ من الشبهات فی انفاذ المکروه من الطلاقات.

الاشفاق اور اقامۃ القیامہ یہ دونوں رسالے بھی اسی مسئلہ پر لکھے گئے ہیں کتبِ فقہ بحرالرائق[۱] ص:۵۶، ج:۴، زیلعی[۲] ص:۵۵۷، ج:۲، شامی[۳] ص:۵۳۷، ج:۲، وغیرہ میں بھی یہی مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۵/۲۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۵/۲۳ھ

تین طلاق کا حکم

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو مجمع عام میں تین بار طلاق کے الفاظ اس طرح ادا کئے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، طلاق دی، طلاق دی، اور مجمع کے لوگوں سے کہا کہ جا کر ہماری بیوی کو اطلاع طلاق کی دے دو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی، یا بیوی کا خود اپنے کان سے سننا ضروری ہے، اور اگر طلاق واقع ہوئی تو کونسی؟

الجواب حامداًومصلیاً

بیوی کا سننا ضروری نہیں، بلا شبہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب بلا حلالہ کئے تعلق زوجیت حرام ہے[۴]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ولاحاجة الى الاشتغال بالادلة على رد قول من انكر وقوع الثلث جملة لانه مخالف للاجماع كما حكاه فى المعراج ولذا قالوا لو حكم حاكم بان الثلاث بفم واحد واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ فيه الاجتهاد لانه خلاف لااختلاف. البحرالرائق كراچى ص: ۲۳۹، ج:۳، كتاب الطلاق.

[۲] زيلعى ص ۱۹۰ ج ۲، كتاب الطلاق مكتبه امداديه ملتان.

[۳] شامى نعمانيه ص: ۴۱۹، ج: ۲، مطبع زكريا ص: ۴۳۴، ج: ۴، كراچى ص: ۲۳۳، ج: ۳. كتاب الطلاق مطلب فى طلاق الدور.

[۴] لاينكح مطلقة عن نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث لوحرة وثنتين لوامة (بقيه اگلے صفحه پر)

تین طلاق

سوال:- زید نے بیماری کی حالت میں بلانیت طلاق کے غصہ اور جھنجھلاہٹ میں اپنی بیوی کو کسی بات کے باعث یا جنگ وجدل کے باعث یہ الفاظ کہا کہ تم کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، لوگوں میں شوروغل ہوا کہ طلاق ہوگئی، لیکن زید نے شرح وقایہ ہدایہ کی عبارتیں پڑھ کر سنائی جس سے لوگوں میں قدرے سکون ہوا دونوں کتابوں کی عبارتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نیت کے بارے میں یہ ہے کہ اگر کسی نے تین بار طلاق دی اور تینوں بار کچھ نیت نہیں کی، تو کچھ واقع نہ ہوگی، اور اہل علم کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ کل کام کا مدار نیت پر ہے۔ (ہدایہ)

(۲) لیکن اگر کسی نے کہا کہ تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے تو ایک طلاق ہوگی اور عورت اول طلاق سے بائن ہوگی، اور دوسری تیسری طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ وہ محل طلاق کی نہیں رہی۔

(۳) جب عورت کو طلاق بائن دے تین سے کم تو مرد کو جائز ہے، کہ اس عورت سے عدت میں یا بعد میں نکاح کرے، یعنی برضا اسکے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی، اگر ہوئی تو کونسی طلاق ہوئی، نیز دونوں کتابوں کی عبارتیں جو مذکور ہیں انسے عدم طلاق کا حکم ثابت ہوتا ہے تو اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا، اور طلاق دینے سے صرف زید کو ڈرانا اور دھمکانا ہے اور زید کی بیوی کے ایک لڑکی شیرخوار اور ایک لڑکا ہے، ان دونوں کا کیا حکم ہے۔

طلاق واقع ہو جانے کے بعد پھر زید اس سے کس طرح نکاح کرسکتا ہے، اس کی صورت مفصل تحریر فرماویں، اور عنداللہ ماجور ہوں۔　　فقط والسلام

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) ولو قبل الدخول حتى يطأها غيره الدرالمختار نعمانيه ص:۵۳۷، ج:۲، مطبع زکريا ص ۴۰ ج۵، مطبع کراچی ص ۴۱۰، ۴۰۹ ج۳، باب الرجعة، وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها، كذا فى الهداية عالمگيری کوئٹہ ص ۴۷۳ ج۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، البحر الرائق ص ۵۶ ج۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه الماجديه کوئٹہ النهر الفائق ص ۴۲۱ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید اپنے ہوش میں تھا، اور جو کچھ کہہ رہا تھا، سمجھ کر کہہ رہا تھا، جیسا کہ الفاظ ''اور طلاق دینے سے صرف زید کو ڈرانا اور دھمکانا ہے'' سے ظاہر ہے تو صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی[1]، اب بلا حلالہ کے اس کو رکھنا حرام ہے، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت طلاق گذار کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے، اور وہ اس سے صحبت کرنے کے بعد طلاق دے یا وہ مرجائے پھر عورت عدت گذار کر زید سے نکاح کرسکتی ہے، اور اگر زید ہوش میں نہیں تھا بلکہ بے ہوش تھا اسی بے ہوشی کی حالت میں طلاق دی ہے تو وہ ''واقع نہیں ہوئی، **ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل تنویر**[2] **ص: ۶۵۰، ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل والمجنون والنائم والمبرسم والمغمٰی علیه المدهوش عالمگیری**[3] **ص: ۳۶۸، ج: ۲.**

عبارت (۱) اگرچہ ہدایہ کی بعینہٖ عبارت نہیں، تاہم جواب یہ ہے کہ جو الفاظ صریح ہیں وہ محتاج نیت نہیں، اگر بلا نیت بھی صریح الفاظ طلاق کے کوئی شخص کہے تو طلاق واقع ہوجائے گی، ہدایہ[4] مجتبائی ص: ۳۳۹، **باب ایقاع الطلاق** میں ہے: **الطلاق علٰی ضربین صریح وکنایة**

---

[1] قال لزوجته انت طالق طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. الاشباه والنظائر ص: ۲۱۹، القاعدة التاسعة اعمال الکلام اولی من اهماله، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۵ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول فی الطلاق الصریح.

[2] تنویر الابصار علی درالمختار ص: ۴۲۱، ج: ۲، مطبع نعمانیه مطبع کراچی ص: ۲۳۵، ج: ۳، مطبع زکریا ص: ۴۳۸، ج: ۴، باب الطلاق، هدایة مع فتح القدیر ص ۴۸۷ ج ۳ کتاب الطلاق، فصل ویقع طلاق کل زوج الخ مطبوعه دار الفکر بیروت، زیلعی ص ۱۹۴ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه امدادیه ملتان.

[3] عالمگیری ص: ۳۵۳، فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۵۱ ج ۴ کتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص ۸ ج ۲ کتاب الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[4] هدایة ص ۳۵۹ ج ۲ باب ایقاع الطلاق، مکتبه دار الکتاب دیوبند، شامی کراچی ص ۲۴۷ ج ۳ کتاب الطلاق باب الصریح، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج ۲ باب ایقاع الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

فالصریح قوله انت طالق ومطلقة وطلقتک فهٰذا يقع به الطلاق الرجعی لان هٰذہٖ الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غيره فكان صريحاً وانه يعقب الرجعة بالنص ولا يفتقر الٰی النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال ا هـ البتہ الفاظ کنایہ سے طلاق واقع ہونے کیلئے نیت یا دلالت حال کی ضرورت پیش آتی ہے۔

واما الضرب الثانی وهو الكنايات لا يقع الطلاق الا بالنية اوبدلالة الحال الخ هداية[1] **ص: ۳۵۳**، اور الفاظ مذکورہ فی السوال صریح ہیں محتاج نیت نہیں۔

عبارت (۲) غیر مدخولہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص قبل الدخول طلاق دے اور ایک لفظ سے تین طلاق دے تو تینوں واقع ہوجاتی ہیں، اور ایک لفظ سے تین طلاق نہ دے بلکہ تین لفظ سے تین طلاق دے تو وہ چونکہ پہلی طلاق سے بائن ہوجاتی ہے اور آئندہ طلاق کا محل نہیں رہتی، اس لئے دوسری اور تیسری طلاق بیکار جاتی ہے، اور مدخولہ کے اوپر تینوں طلاقیں صریح الفاظ میں واقع ہوسکتی ہیں، **فصل فی الطلاق قبل الدخول** میں ہے: **واذا طلق الرجل امرأته ثلثاً قبل الدخول بها وقعن عليها الٰی قوله فان فرق الطلاق بانت بالاولٰی ولم تقع الثانية والثالثة وذٰلک مثل ان يقول انت طالق طالق طالق لان كل واحد ايقاع عليحدة الخ هداية**[2] **ص: ۳۷۱**.

صورتِ مسئولہ میں عورت مدخولہ ہے، لہٰذا قضاءً تینوں طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی: **واذا قال لامرأته انت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط ان كانت مدخولة طلقت**

---

[1] ۳۷۳، ج: ۲، مكتبه دارالكتاب ديوبند. باب ايقاع الطلاق، فصل فی طلاق غير المدخول بها، الدر المختار على الشامی زكريا ص ۵۲۸ ج ۴ كتاب الطلاق باب الكنايات، النهر الفائق ص ۴۵۶ ج ۲ كتاب الطلاق باب الكنايات، النهر الفائق ص ۳۵۶ ج ۲ كتاب الطلاق باب الكنايات، مطبوعه بيروت.

[2] هداية ص: ۳۷۱، ج: ۲، مكتبه دار الكتاب ديوبند. فصل فی الطلاق قبل الدخول فتاویٰ عالمگيری ص ۳۷۳ ج ۱ الباب الثانی فی ايقاع الطلاق الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص ۳۵۲ ج ۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامی كراچی ص ۲۸۴ ج ۳ باب الطلاق غير المدخول بها.

ثـلـٰثا وان كانت غير مدخولة طلقت واحدة الٰى قوله متٰى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو او بغير حرف الواو يتعدد الطلاق عالمگيری[۱] ص ۳۷۱ ج ۲.

عبارت (۳) طلاق بائنہ کا حکم ہے اور صریح الفاظ سے رجعی واقع ہوجاتی ہے اور ایک صریح کے بعد دوسری اور تیسری صریح واقع ہوسکتی ہے، جیسا کہ صورتِ مسئولہ میں ہے اور بائنہ کے بعد بائنہ واقع نہیں ہوسکتی: **الـصـريـح يـلحق الصريح والبائن يلحق الصريح لا البائن. تنوير**[۲] ص: ۴۲۷، ج: ۲. جبکہ تینوں طلاقیں صریح ہیں اور تینوں واقع ہوگئیں، اب بلا حلالہ کے کسی طرح نکاح درست نہیں۔

(۲) ماں ان دونوں کی پرورش کرے گی، اور باپ نفقہ دے گا: **اذا وقـعـت الـفـرقة بين الزوجين فالام احق بالولد والنفقه علٰى الاب هداية**[۳] ص: ۴۱۴، اگر ان کے پاس مال ہے، تو نفقہ اس کے مال میں سے دیا جائے گا: **انـمـا تـجـب النفقة علٰى الاب اذا لم يكن لـلـصـغير مال اما اذا كان فالاصل ان نفقة الانسان فى مال نفسه صغيراً كان او كبيراً هداية**[۴] ص: ۴۲۵.

---

[۱] عـالـمـگيری ص ۳۵۶، ۳۵۵ ج ۱، مطبوعه مصر. الفصل الاول فی الطلاق الصريح، الدر المختار علـى الشامی زكريا ص ۵۲۱ ج ۴ قبيل باب الكنايات، تاتارخانيه ص ۲۸۹ ج ۳، كتاب الطلاق نوع آخر فی تكرار الطلاق وإيقاع العدد، مطبوعه كراچی.

[۲] تـنـويـر الابـصـار عـلـى ردالمحتار ص: ۳۰۶، ج: ۳، مطبع زكريا ص: ۵۴۰، ج: ۴، باب الكنايات، مـجـمـع الأنهـر ص ۴۰ ج ۲ كتـاب الـطـلاق فصل فی الكنايات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الـفـائـق ص ۳۶۲ ج ۲ باب الكنايات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۳۷۷ ج ۱ كتاب الطلاق الفصل الخامس فی الكنايات.

[۳] هـدايـه ص: ۴۳۴، ج: ۲، بـاب حـضانة الولد، ومن احق به، مطبع دارالكتاب ديوبند، زيلعی ص ۴۶ ج ۳ باب الـحـضـانة مـطبـوعـه امـداديه ملتان، تاتارخانيه ص ۸۹ ج ۴ كتاب الطلاق الفصل الثلاثون فی حكم الولد عند افتراق الزوجين، مطبوعه كراچی.

[۴] هدايه ص: ۴۴۵، ج: ۲، باب النفقة، مطبوعه دارالكتاب ديوبند، تاتارخانية ص ۲۳۳ ج ۴ كتاب الـنفقات الفصل الثالث فی نفقة ذوی الأرحام مطبوعه كراچی عالمگيری ص ۵۶۰ ج ۱ الفصل الرابع فی نفقة الاولاد مطبوعه كوئٹه.

(۳) حلالہ کے بعد کرسکتی ہے[1] جس کی صورت جواب (۱) میں لکھ دی گئی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۴/۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۵/صفر ۵۴ھ

جوابات صحیح:- اور جو عبارات سوال میں نقل کی گئی ہیں وہ محض ترجمہ ہے اور اسکے بھی صفحہ کا حوالہ نہیں دیا گیا اس لئے وہ قابل اعتبار نہیں۔ سعید احمد غفرلہٗ

مسئلہ تین طلاق

سوال:- زید نے اپنی بیوی کی حرکات سے تنگ آکر ایک مجلس میں تین طلاق دے دیا اور اخبار میں طلاق کا اعلان بھی کرادیا، اب شوہر اور بیوی دونوں دوبارہ ملنا چاہتے ہیں، لہٰذا اس بارے میں علمائے دین اور مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں، کیا وقت واحد میں تین بار طلاق از روئے قرآن ایک مرتبہ سمجھ کر رجوع کرلیا جائے، یا حضرت رکانہ کے واقعہ کی حدیث کی روشنی پرعمل کرلیا جائے، جب کہ بوقت طلاق اب بھی گواہ موجود نہیں ہے، بیوی نے قبول بھی نہیں کیا لہٰذا اس بات کی صراحت فرمائیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور اگر ہوئی تو کون سی اور اگر دوبارہ ملنا چاہیں تو اس کی شریعت میں کیا راہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق کا اختیار مرد کو ہے، عورت کے قبول کرنے نہ کرنے کو اس میں کوئی دخل نہیں وہ قبول نہ

[1] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها هدايه ص: ۳۹۹، ج: ۲، دار الكتاب ديوبند. باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ كتاب الطلاق باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامى كراچى ص ۴۱۰ ج۳، باب الرجعة.

کرے تب بھی ہوجاتی ہے[۱] طلاق کا جب شوہر کو اقرار ہے، تو گواہوں کی ضرورت نہیں، جب شوہر نے طلاق لکھ کر بیوی کے پاس بھیج دی ہو یا اخبار میں شائع کردی ہو اور شوہر کو اپنی تحریر کا اقرار ہو تب بھی ہوجاتی ہے[۲] محبت ورضامندی میں طلاق کی نوبت کم آتی ہے، جب صریح اور صاف لفظوں میں طلاق دے تو اس میں نیت کی حاجت نہیں ہوتی، بغیر نیت بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے[۳]، ایک دفعہ اور دو دفعہ کہنے کے بعد طلاق سے رجعت کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے، یعنی عدت ختم ہونے سے پہلے طلاق واپس لینے سے نکاح بدستور قائم رہتا ہے، خواہ وقت واحد اور مجلس واحد میں ایک دفعہ یا دو دفعہ طلاق دی ہو یا الگ الگ وقت، الگ الگ مجلس میں دی ہو سب کا یہی حکم ہے[۴]، یہ مسئلہ قرآن کے دوسرے پارے میں **الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان**[۵] سے ثابت ہے۔

---

[۱] وأهله (أى الطلاق) زوج عاقل بالغ مستيقظ، شامى كراچى ص ۲۳۰ ج۳ كتاب الطلاق، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۵۳ ج ۱ كتاب الطلاق، فصل فيمن يقع طلاقه وفى من لا يقع طلاقه سكب الأنهر ص۸ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه. شامى زكريا ص ۴۵۶ ج۴، شامى كراچى ص: ۲۴۷، ج:۳، مطبع نعمانيه ص: ۴۲۹، ج:۲. مطلب فى الطلاق بالكتابة، كذا فى الهندية ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة مطبوعه كوئٹه المحيط البرهانى ص ۴۸۶ ج۴ كتاب الطلاق الفصل السادس ايقاع الطلاق مطبوعه ڈابھيل.

[۳] صريحه مالم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتک وانت طالق ومطلقة ويقع بها اى بهٰذه الالفاظ وما بمعناها واحدة رجعية وان نوى خلافها اولم ينو شيئاً. الدرالمختار زكريا ص: ۶۱، ۴۵۷، ج:۴، مطبع كراچى ص: ۱۵، ۲۴۷، ج:۳، مطبع نعمانيه ص: ۳۱-۴۲۹، ج:۳. باب الصريح، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج۲ باب ايقاع الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى ص۱۹۷ ج۲ باب الطلاق مطبوعه امداديه ملتان.

[۴] وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها فى عدتها رضيت بذلک أو لم ترض، هدايه مع فتح القدير ص ۱۵۸ ج۴ باب الرجعة، مطبوعه دار الفكر بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ كتاب الطلاق، الفصل السادس فى الرجعة الخ النهر الفائق ص ۴۱۳ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. (حاشیہ ۵ اگلے صفحہ پر)

تین طلاق دینے کے بعد واپسی کا حق نہیں رہتا، جب تک حلالہ نہ ہوجائے، دوبارہ نکاح میں نہیں لاسکتا[۱] خواہ تین طلاق ایک لفظ سے دی ہوں جیسے کوئی کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی یا تین لفظ سے دی ہوں، جیسے کوئی کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، پھر خواہ مجلس واحد میں ایسا کہا ہو یا الگ مجلس اور الگ الگ وقت میں سب کا ایک حکم ہے، کوئی فرق نہیں[۲]، امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ غرض ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے، یہی جمہور صحابہؓ کا مذہب ہے، یہی احادیث سے ثابت ہے، یہی کتب فقہ میں بصراحت موجود ہے[۳]، یہی قرآن پاک سے ثابت ہے، چنانچہ دوسرے پارے میں دوطلاق کے بعد تیسری طلاق کا تذکرہ ہے، اوراس طرح بیان فرمایا گیا ہے: **فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره.** (الآیۃ[۴]) یعنی دوطلاق کے بعد رجعت کا حق حاصل تھا، لیکن تیسری طلاق بھی دیدی تو اب رجوع کرنے کا حق بھی نہیں رہا، جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ ہوجائے، تو ہرگز پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۵] سورة البقره آیت: ۲۲۹،

ترجمہ:- وہ طلاق دومرتبہ ہے، پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ۔ (از بیان القرآن)

(**صفحہ ہذا**) [۱] وأما الطلاقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك وزوال حل المحلية ايضاً حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر لقوله عز وجل فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره، سواء طلقها ثلاثاً متفرقا أو جملة واحدةً، بدائع كراچی ص۱۸۷ ج۳ كتاب الطلاق فصل وأما الطلاق البائن فنواعان الخ، عالمگیری کوئٹہ ص۴۷۳ ج۱ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، بحر ص۵۶ ج۴ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه کوئٹہ.

[۲] فالحق الصريح انه اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا مجموعاًاومفرقاً يكون ثلاثا لا واحداً. بذل المجهود ص: ۲۸۰، ج:۳، مطبع رشيديه تحت حديث، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث.

[۳] ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى اَنَّه يقع ثلاث. فتح القدير ص: ۴۶۹، ج:۳. مطبع دارالفكر بيروت، كتاب الطلاق، عمدة القارى ص۲۳۳ ج۹ باب من أجاز طلاق الثلاث الخ الجزء العشرون، مطبوعه دار الفكر بيروت شامى كراچى ص۲۳۳ ج۳ كتاب الطلاق.

[۴] سوره بقره آیت: ۲۳۰.

حدیث شریف میں امرأة رفاعه کا واقعہ مذکور ہے، جس کی تفصیل بخاری شریف[۱] میں ہے، کہ انہوں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی تھی، پھر بعد عدت دوسرے شخص حضرت عبدالرحمٰن بن الزبیر سے نکاح کیا، مگر وہ چاہتی تھیں کہ پہلے شوہر کے پاس لوٹ جائیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک حلالہ نہ ہو جائے، پہلے شوہر کے پاس جانے کا حق نہیں۔

جس حدیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ ان صحابی نے لفظ طلاق تین دفعہ کہا پہلے لفظ سے طلاق کی نیت کی دوسرے اور تیسرے لفظ سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی بلکہ محض تاکید کے لئے یہ لفظ کہا جیسے آپ سے کوئی پوچھے، آپ نے آج فجر کی نماز پڑھی، آپ جواب میں کہیں، میں نے آج فجر کی نماز پڑھ لی، پڑھ لی، پڑھ لی مطلب صاف ظاہر ہے کہ نماز فجر آج تو ایک دفع پڑھی ہے مگر دوسری اور تیسری دفعہ جو لفظ کہا ہے، اس سے محض تاکید مقصود ہے، یہ مطلب نہیں کہ آج نماز فجر تین دفعہ پڑھی، اسی طرح انہوں نے لفظ طلاق تین دفعہ کہا، مگر چونکہ طلاق ایک ہوتی ہے، دو بھی ہوتی ہے، تین بھی ہوتی ہے، اور لفظ طلاق تاکید کے لئے بھی کہا جاتا ہے، اور اصالۃً مقصود بھی ہوتا ہے، اور تاکید کیلئے بولنا خلاف ظاہر بھی ہے کیونکہ طلاق تین بھی ہوتی ہے، اس لئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم دے کر دریافت فرمایا کہ ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی، دوسرا اور تیسرا لفظ محض تاکید کیلئے بولا ہے، طلاق کی نیت سے نہیں بولا، جب انہوں نے قسم کھا کر ایک طلاق کا ارادہ بتلایا تو رجعت کا حق دے دیا[۱]۔

---

[۱] عن ابن شهاب قال أخبرني عروة بن الزبير أن عائشة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها أخبرته أن إمرأة رفاعة القرظى جاء ت إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقالت يا رسول اللّٰه إن رفاعة طلقنى فبتّ طلاق وإنى نكحت بعده عبد الرحمٰن بن الزبير القرظى وإنما معه مثل الهدبة قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لعلک تريدين أن ترجعى إلى رفاعة لا حتى يذوق عسيلتک وتذوقى عسيلته. بخارى شريف ص ۷۹۱ ج۲، باب من اجاز طلاق الثلث، مطبوعه اشرفى ديوبند.

(صفحہ ہذا) [۱] ان ركانة بن عبديزيد طلق امرأته سهيمة البتة فاخبر النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بذٰلک وقال واللّٰه ما اردت الاّ واحدة فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پھر رفتہ رفتہ طلاق کے واقعات بکثرت پیش آنے لگے، تو حضرت عمرؓ نے ایک بڑی جماعت کیسامنے اسکا اظہار فرمایا کہ مسئلہ میں کچھ ڈھیل دی گئی تھی، مگر لوگوں نے اس سے غلط فائدہ اٹھانا شروع کردیا اسلئے اگر آئندہ کوئی شخص تین دفعہ طلاق دیگا تو وہ تین ہی شمار ہونگی اور اسکو رجعت کا حق نہیں ہوگا، اس پر سب صحابہ کا اجماع ہوگیا[۱] یہی مطلب ہے، اس روایت کا جس میں مذکور ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دورِ خلافت میں تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی تھی، یعنی جو شخص تین طلاق دیتا تھا، اور قسم کھا کر کہتا تھا کہ میں نے پہلا لفظ طلاق کی نیت سے بولا ہے اور دوسرا اور تیسرا لفظ تاکید کیلئے بولا ہے، اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اس کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے ایک طلاق کا قضاءً فیصلہ ہوتا تھا، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تین طلاق واقع ہی نہیں ہوتی تھی، اگر یہ مطلب لیا جائے گا، تو قرآن پاک کے بھی خلاف ہوگا، (اور اس حدیث کے بھی خلاف ہوگا) جس میں امرأۃ رفاعۃ کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حلالہ کا حکم دیا ہے، جیسا کہ بخاری شریف[۲] میں مذکور ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں کوئی گنجائش رجعت کرنے کی یا بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنے کی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ما اردت الا واحدة فقال ركانة والله ما اردت الا واحدة فردها اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث ص: ۳۰۰، ابوداؤد شريف جلد ۱، كتاب الطلاق، باب فى البتة.

ترجمہ:- رکانہ ابن عبدیزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق البتہ دی پھر نبی ﷺ کو اسکی خبر دی اور کہا بخدا میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا؟ رکانہ نے کہا بخدا میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو رکانہ کی طرف لوٹا دیا۔

(**صفحہ ہذا**) [۱] ان عمر بن الخطابؓ امضاهن وهذا لمحضر من الصحابةؓ فى زمن توفرهم ولم ينكر عليه احد فاولاً لايظن بعمر بن الخطابؓ ان يخالف رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الامر الصريح الشائع ثم لايظن بالصحابةؓ ان لا ينكر واعليه فيما يخالف فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فصار الاجماع على ذلك ولا يمكن اجماعهم على باطل فالحق الصريح انه اذا طلق الرجل امرأته ثلثا مجوعاً اومفرقاً يكون ثلثا لا واحدا، بذل المجهود ص: ۲۸۰، ج: ۳، مطبع رشيديه سهارن پور.

[۲] بخارى شريف ص: ۷۹۱، ج: ۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفى ديوبند.

باقی نہیں رہی[1]۔

شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر[2] میں اور دیگر کتب فقہیہ، کنز[3]، تبیین[4]، درمختار[5]، عالمگیری[6]، مجمع الانہر[7]، بدائع[8] وغیرہ میں اس پر مفصل کلام موجود ہے۔ شروح حدیث عینی[9]، بذل[10]، اوجز[11]، اعلاء[12] السنن میں روایات فقہیہ کے علاوہ احادیث کا بھی ذخیرہ ہے اس مسئلہ پر مستقل رسالے بھی لکھے گئے ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تین طلاق

سوال:- ایک شخص اپنی ساس سے لڑائی کے درمیان اپنی بیوی بے قصور کو تین چار دفعہ

---

[1] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها كذا فى الهداية، عالمگیری کوئٹه ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، البحر الرائق ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه الماجدیه کوئٹه النهر الفائق ص ۴۲۱ ج ۲ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] فتح القدير ص: ۴۶۹، ج: ۳، دارالفكر بيروت. كتاب الطلاق، باب طلاق السنة.

[3] كنز الدقائق ص: ۱۱۵، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الاشاعة الاسلامية كلكته.

[4] تبيين الحقائق ص: ۱۹۰، ج: ۲، مكتبه امداديه ملتان. كتاب الطلاق.

[5] الدرالمختار نعمانيه ص: ۴۱۹، ج: ۲، مطبع زكريا ص: ۴۳۴، ج: ۴، مطبع كراچى ص: ۲۳۳، ج: ۳، كتاب الطلاق.

[6] عالمگیری کوئٹه ص: ۳۴۹، ج: ۱، كتاب الطلاق.

[7] مجمع الانهر ص: ۶، ج: ۲، دارالكتب العلميه بيروت، كتاب الطلاق.

[8] بدائع الصنائع زكريا ص: ۱۵۴، ج: ۳، كتاب الطلاق.

[9] عينى ص: ۲۳۳، ج: ۹، مطبع دارالفكر بيروت، باب من اجاز طلاق الثلاث الخ، الجزء العشرون.

[10] بذل المجهود ص: ۲۸۰، ج: ۳، كتاب الطلاق باب بقية نسخ المراجعة الخ، مكتبه رشيديه سهارن پور.

[11] اوجز المسالک ص: ۷، ج: ۱۰، مكتبه امداديه مكه مكرمه، كتاب الطلاق فى طلاق البتة.

[12] اعلاء السنن ص: ۱۵۲، ج: ۱۱، كتاب الطلاق الانقاذ من الشبهات الخ طبع كراچى.

طلاق کہہ دی طلاق غصہ کی حالت میں کہی بعدہ نادم ہوا، حلال ہونے کی کیا صورت ہے ایک عالم اہل حدیث نے عدم حرمت کا فتویٰ دیدیا ہے، مدلل تحریر فرمادیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے جائز نہیں، یہ مسئلہ قرآن کریم، حدیث شریف سے ثابت ہے، جمہور صحابہ وتابعین کا مذہب بھی یہی ہے، (بجز ایک دو کے) والبدعی ثلاث متفرقة اھـ درمختار[۱]۔

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الٰی انه يقع ثلاث الٰی قوله وقول بعض الحنابلة توفی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم عن مائة الف عين رأته فهل صح لكم عنهم او عن عشر عشر عشرهم القول بوقوع الثلاث باطل اما اولا فاجماعهم ظاهر لانه لم ينقل عن احدمنهم انه خالف عمرؓ حين امضی الثلاث ولايلزم فی نقل الحكم الاجماعی عن مائة الف تسمية كل فی مجلد كبير لحكم واحد علی انه اجماع سكوتی واما ثانيا فالعبرة فی نقل الاجماع نقل ما عن المجتهدين الخ[۲] ص: ۵۷۶، ج: ۲، اس مسئلہ پر مستقل رسائل بھی تصنیف کئے گئے ہیں، روایات کی تفصیل مطلوب ہوتو زیلعی[۳]، فتح القدیر[۴]، اعلاء السنن[۵]۔ الازهار المربوعة کا مطالعہ کیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۲/۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۹/۲/ جمادی الثانیہ ۶۶ھ

---

[۱] درمختار زکریا ص: ۴۳۴، ج: ۴، مطبوعه نعمانيه ص: ۴۱۹، ج: ۲، مطبوعه کراچی ص: ۲۳۲، ج: ۳. كتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۹ ج ۱ کتاب الطلاق، محیط برهانی ص ۳۸۱ ج ۴ الفصل الأول فی بيان أنواع الطلاق، مطبوعه ڈابھیل.

[۲] شامی زکریا ص: ۳۳۵، ۳۳۴، ج: ۴، كتاب الطلاق، مطبوعه نعمانيه ص: ۴۱۹، ج: ۲، مطبوعه كراچی ص: ۲۳۳، ج: ۳. كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

غیر مدخولہ کو تین طلاق

مع جواب مولانا محمد میاں صاحب مفتی مدرسہ امینیہ دھلی

سوال:-کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیان شرعِ متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص محمد تسلیم کا نکاح بیوی عمرانہ نابالغہ سے ہوا تھا، اب عمرانہ خاتون موصوفہ بالغہ ہے، اس کی رخصتی کی تیاری ہو رہی تھی، اس اثناء میں محمد تسلیم کا نکاح جو کہ معمولی پڑھا لکھا ہے، اسی گاؤں کے ایک آدمی مسمّٰی عبد السلام نے خفیہ طور سے رات کے ۱۱/۱۲/ بجے چار آدمی جمع ہو کر اپنے ایک رشتہ دار عورت مسماۃ عمہ خاتون سے مہر فاطمی پر لڑکی کی عدمِ موجودگی میں کرادیا اور یہ اسمیں طے کیا کہ اس نکاح کا اعلان جبتک پہلی بیوی عمرانہ خاتون موصوفہ کی رخصتی نہ ہوجائے، نہ کیا جائے، یہ چاروں نوجوان تھے، ان ہی چاروں میں ایک قاضی بن گیا، دو گواہ ہوئے اور ایک نوشہ، اس نکاح کے بعد محمد تسلیم اور اسکی اس نئی منکوحہ بیوی کے درمیان یکجائی (خلوتِ صحیحہ) بھی ہوئی، لیکن دو چار روز کے بعد یہ بات ظاہر ہوگئی، ظاہر ہونے پر محمد تسلیم کے والد اوران کے رشتہ دار اور پہلی بیوی عمرانہ خاتون موصوفہ کے والدین پر بہت اثر پڑا، بالخصوص تسلیم کے والد تسلیم سے بہت ناراض تھے، اس بات کی تحقیق شروع ہوئی، اس ثانی نکاح کے بعد جب بات ظاہر ہوگئی، تو عبدالسلام مذکور کو جس نے یہ سازش کر کے یہ نکاح کرایا تھا، پریشانی لاحق ہوئی، تب اس نے ایک شرط نامہ لکھ کر جس میں نکاح کی تاریخ ڈلوا کر محمد تسلیم سے دستخط کرالیا، اسکے بعد ان تمام حالات کی بنا پر محمد تسلیم کو احساس ہوا، تب اپنے والد کو اور چند سمجھ دار رشتہ داروں کو بلکہ دوسرے گاؤں میں ایک رشتہ دار کے یہاں جمع ہوئے، محمد تسلیم اپنے والد کے سامنے اور تمام رشتہ داروں کے سامنے بہت نادم تھا، اسلئے کہ عمہ خاتون کے متعلق محمد تسلیم کو یہ بات تحقیقی طور پر معلوم ہوئی کہ وہ بدچلن ہے، اب محمد تسلیم کو اصرار تھا کہ پہلی بیوی عمرانہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۱؎ زیلعی ص: ۱۹۰، ج: ۲، باب الطلاق، مکتبہ امدادیہ ملتان.

۲؎ فتح القدیر ص: ۴۶۹، ج: ۳، مطبوعہ دارلفکر بیروت، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة.

۳؎ اعلاء السنن ص: ۱۵۲، ج: ۱۱، کتاب الطلاق انفاذ من الشبهات الخ مطبوعہ کراچی.

خاتون نکاح میں رہ جائے، اور دوسری بیوی عمہ خاتون پر طلاق پڑ جائے، چنانچہ محمد تسلیم کو یہ بھی کہا گیا کہ اس شرط نامہ کی رو سے جس پر تم نے دستخط کیا ہے، پہلی بیوی عمرانہ خاتون کا زوجیت میں رہنا مشکل ہے، اس لئے اگر ثانی بیوی عمہ خاتون ہی تم کو پسند ہے، تو پہلی بیوی عمرانہ خاتون کو طلاق دیدو، اور دوسری کو اپنی زوجیت میں رکھلو، اس پر محمد تسلیم دو تین آدمیوں کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک تحریر لکھ کر چند گواہوں کے دستخط کے ساتھ اپنے والد اور چند دوسرے رشتہ دار جو دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے بھجوادیا، جس میں عمہ خاتون کو طلاق دیا تھا، دونوں تحریری شرائط نامہ اور طلاق نامہ استفتاء ہذا کے ساتھ منسلک ہیں۔

(الف) اب سوال یہ ہے کہ دوسری بیوی عمہ خاتون کے طلاق نامہ منسلک ہذا سے پہلی بیوی عمرانہ خاتون کو جس کی رخصتی یا کسی قسم کی یکجائی اپنے شوہر سے نہیں ہوئی ہے، طلاق واقع ہوئی ہے، یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کس قسم کی طلاق پڑی۔

(ب) پہلی بیوی عمرانہ خاتون کو کوئی صورت زوجیت میں رکھنے کی ہے، یا نہیں؟ بینوا وتوجروا،

جواب از حضرت مولانا محمد میاں قدس سرہٗ

الجواب حامداً ومصلیاً

تحریری طلاق نامہ کے بموجب عمہ خاتون بنت عبدالرشید پر تین طلاق ہوگئی ہیں، اب بلا حلالہ محمد تسلیم کا اس سے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا، اور شرائط نامہ نکاحِ ثانی کے بموجب حاجی انیس احمد کی چھوٹی صاحبزادی کو ایک طلاق ہوئی ہے، اس سے نکاح ہوسکتا ہے، بلا نکاح رجعت نہیں ہوسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ العبد الفقیر محمد میاں ۷؍محرم الحرام ۱۳۸۸ھ
۱۶؍اپریل ۱۹۶۸ء

نقل شرائط نامہ نکاحِ ثانی

''میں محمد تسلیم پسر شیخ اسعد علی ساکن پورائین تھانہ بونسی ضلع بھاگل پور اقرار کرتا ہوں کہ حسبِ ذیل شرائط پر عمل کروں گا، میری دوسری شادی جو عمہ خاتون بنت شیخ عبد الرشید عظمت پور کے ساتھ ہوئی، اگر ہم دوسری بیوی کے ساتھ کسی قسم کی بدعنوانی سے پیش آؤں یا بے حرمتی کروں، مثلاً کسی کے دوبارہ بہکانے سے یا راضی خوشی سے بھی طلاق دوں تو پہلی بیوی یعنی حاجی انیس احمد صاحب کی چھوٹی صاحبزادی کو طلاقِ مغلظہ ہوجائے اوپر لکھے ہوئے شرطوں کو میں اقرار کرتا ہوں، یہ مضمون پڑھ کر سمجھ بوجھ لیا۔''

محمد تسلیم احمد ساکن پورائین بقلم خاص: ۲/۸/ ۶۸ ھ

نقل طلاق نامہ

''میں محمد تسلیم احمد ولد شیخ اسعد علی پورائین تھان بانکا ضلع بھاگل پور اس بات کو تحریر میں لانے کے لئے مجبور ہوں کہ بی بی عمہ خاتون بنت عبدالرشید ساکن عظمت پور تھانہ بانکا ضلع بھاگل پور جس کی شادی میرے ساتھ عبدالسلام ساکن پورائین والے نے بہت ہی چاپلوسی دھوکا دہی سے مجھ کو غفلت میں رکھ کر میرے ساتھ کرایا، اب جبکہ ہم پر یہ راز کھلتا ہے کہ شادی سے قبل لڑکی موصوفہ کا چال چلن نہایت خراب ہے، اور ناقابل برداشت ہے، اور شادی کے بعد بھی اسکے خراب چال چلن کی جانکاری وثبوت ہم کو ملے ہیں، ایسی حالت میں نہایت ہی لاچاری ومجبوری ہوکر اسکے چال چلن خراب ہونے کی بناء پر تین طلاق مغلظہ دیا۔''

محمد تسلیم احمد ۲۰/ فروری ۶۸ ء

محمد تسلیم نے یہ تحریر ہمارے سامنے لکھی ہے۔

دستخط گواہ۔ محمد حسین، محمد صدیق حسن، محمد طیب

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر دو منسلکہ طلاق نامے دیکھے۔ ایک تنجیز ہے دوسرے میں تعلیق ہے اور دونوں میں طلاق مغلظہ کا لفظ مذکور ہے، لہذا دونوں پر طلاق مغلظہ ہوگئی، طلاق مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے، بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو، دونوں کا ایک ہی حکم ہے، اس مسئلہ کے لئے فقہاء کی عبارت پیش کرتا ہوں، یہ فتویٰ بھیج دیں جہاں سے اسکے خلاف آپکے پاس جواب آیا ہے، پھر جو کچھ وہ تحریر فرمادیں اس سے مطلع کریں۔

قال لزوجته غير المدخول بها انت طالق ثلاثاً وقعن لما تقرر انه متى ذكر العدد كان الوقوع به وما قيل من انه لا يقع لنزول الأية فى الموطوءة باطل محض منشؤة الغفلة عما تقرر ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب وحمله فى غرر الاذكار على كونها متفرقة فلايقع إلا الاولى وان فرق بانت بالاولى ولم تقع الثانية بخلاف الموطوءة حيث يقع الكل، (درمختار) بحذف يسير قوله وما قيل رد على ما نقله فى شرح المجمع من كتاب المشكلات واقره عليه حيث قال وفى المشكلات من طلق امرأته الغير المدخول بها ثلاثاً فله ان يتزوجها بلا تحليل واما قوله تعالى فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ. ففى حق المدخول بها اهـ ووجه الردانه مخالف للمذهب لانه اما ان يريد عدم وقوع الثلاث عليها بل تقع واحدة كما هو قول الحسن وغيره وقد علمت رده او يريد انه لا يقع شيء اصلاً وعبارة الشارح تحتمل الوجهين لكن كلام الدرريعين الاول او يريد وقوع الثلاث مع عدم اشتراط المحلل وقد بالغ المحقق ابن الهمام فى رده حديث قال فى باب آخر الرجعة لا فرق فى ذلک اى اشتراط المحلل بين كون المطلقة مدخولاً بها اولا لصريح اطلاق النص وقد وقع فى بعض الكتب ان

غیر المدخول بها تحل بلا زوج وهو زلة عظیمة مصادمة للنص والاجماع لا یحل لمسلم رآه ان ینقله فضلاً عن ان یعتبره لان فی نقله اشاعته وعند ذلک ینفتح باب الشیطان فی تخفیف الامر فیه ولا یخفی ان مثله مما لا یسوغ الاجتهاد فیه لفوات شرطه من عدم مخالفته الکتاب والاجماع نعوذبالله من الزیغ والضلال والامر فیه من ضروریات الدین لایبعد اکفار مخالفه. کذا فی ردالمحتار[1] ص:۶۲۵، ج:۲، فقط واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۷/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۴/۷/۸۸ھ

رخصتی سے پہلے تین طلاق کا حکم

سوال:- یہ کہ ایک مسلمان مسمّٰی عبدالکریم کا نکاح ہوا موضع داہ میں ہوا ابھی رخصتی نہیں ہوئی عرصہ ایک سال کا گذر گیا ہے، اس کے بعد بوجہ ناراضگی کے وہ رشتہ چھوڑ کر دوسری جگہ وہ رشتہ کے واسطے گیا آگے لڑکی والوں نے سوال کیا کہ تمہارا نکاح آگے موضع داہ میں ہوا ہے، جب تک تم ان کو طلاق نہ دو، ہم تم کو رشتہ کیسے دے سکتے ہیں، اس پر عبدالکریم نے دوسری شادی کی خاطر کہا پہلی الٰہی بخش کی لڑکی فیروز جہاں جس کا نکاح میرے ساتھ ہوا ہے، عرصہ ایک سال کا ہوا ہے جس کے ساتھ آباد نہیں ہوا اس کو میں طلاق کرتا ہوں، روبرو گواہوں کے اپنی خوشی سے طلاق کرتا ہوں، اس کے بعد دوسری شادی ہوئی اور کچھ عرصہ بعد اس کے ساتھ بھی ناچاقی ہوئی اور پھر عرصہ نو ماہ کے بعد وہاں موضع داہ میں الٰہی بخش کے پاس گیا، کہ مجھے رشتہ دو انہوں نے کہا تم ہماری لڑکی فیروز جہاں کو طلاق دے چکے ہو، اس پہ وہ انکاری ہوا لڑکی کے باپ نے گواہوں کو بلوایا، اور مدعی بھی

[1] الدرالمختار مع الشامی ص:۴۵۵،۴۵۴، ج:۲، مطبوعہ نعمانیہ، مطبوعہ کراچی ص:۸۵، ۲۸۴، ج:۳، مطبوعہ زکریا، ص: ۵۰۹،۱۱، ج:۴، باب طلاق غیر المدخول بها، زیلعی ص۲۱۳ ج۲ کتاب الطلاق فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

موجود تھا، قاضی مولوی صاحب کے روبرو گواہوں نے قسمیں کھائیں اور گواہی دی کہ عبدالکریم نے الٰہی بخش کی لڑکی فیروز جہاں کو ہمارے روبرو تین بار طلاق کی ہے اس پر قاضی مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ صحیح طلاق ہوگئی ہے، اس کے بعد پھر اس مولوی صاحب نے دوسرا نکاح باندھ دیا ہے اور کہتے ہیں، کہ پہلے نکاح کی طلاق ہوگئی ہے، دوسرا نکاح اس واسطے کیا ہے اگر آبادی نہ ہوئی ہو اور فریقین راضی ہوں تو دوسرا نکاح ہوسکتا ہے، اب وہ عبدالکریم اور فیروز جہاں آباد ہیں، فتویٰ دیجئے کہ بغیر حلالہ جائز ہے، کہ نہیں یہاں کے مولوی صاحب دیانت دار نہیں ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس عورت کے ساتھ اس کے شوہر نے صحبت نہ کی ہو اگر اس کو تین لفظوں سے طلاق دے تو اس کو ایک ہی طلاق ہوتی ہے، دوسری اور تیسری نہیں ہوتی مثلاً اس طرح کہے کہ میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی تو اس طرح کہنے سے صرف ایک ہی طلاق ہوگی اور دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کے صحیح ہوجائے گا، اور اگر ایک لفظ سے تین طلاق دی، مثلاً اس طرح کہے کہ میں نے تین طلاق دیں، تو تینوں واقع ہوجائیں گی، اور پھر بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہوگا[1] **اذا طلق الرّجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن فان فرق الطلاق بانت بالاولٰی ولم تقع الثانية والثالثة وذالک مثل ان يقول انت طالق طالق طالق ا ھ عالمگیری[2] ص ۳۷۳ ج ۱ .**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی الہند ۲۰/۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف

---

[1] وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتين فی الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها كذا فی الهداية، عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل بـه المطلقة، مطبوعه مصر، البحر الرائق ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه الماجديه كوئٹه النهر الفائق ص ۴۲۱ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

غیر مدخولہ پر تین طلاق

سوال:- ایک شخص نے اپنی زوجۂ صغیرہ غیر مدخولہ بہا کو کہا کہ میں تجھے ایک دو تین طلاق مغلظہ دیتا ہوں یا اپنی زوجۂ مذکورہ سے یوں کہاں کہ میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں مذکورہ بالا صورتوں میں تینوں طلاق یکساتھ واقع ہوں گی، یا نہیں، اگر ہوں گی تو بدون تحلیل کے نکاح درست ہوگا یا نہیں یا صغیرہ وکبیرہ مدخول بہا وغیر مدخول بہا کے درمیان تین طلاق کے بعد تحلیل وعدم تحلیل میں کوئی فرق نہیں ہے، نیز یہ امر بھی واضح ہو کہ صورت اولی میں اعداد کا ذکر مقدم ہے اور طلاق کا ذکر بعد کو ہے، یہ صورت تفریق کی ہے یا اجماع کی۔

الجواب حامداً ومصلياً

دونوں صورتوں میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، پہلی صورت میں اس لئے کہ طلاق صرف ایک دو تین سے واقع نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ لفظ طلاق کا ذکر نہ کیا ہو اور جب لفظ طلاق کا ذکر کیا تو اس کا تعلق مجموعہ ایک دو تین سے ہوگا، اور لفظ مغلظہ اس کے لئے صفت کاشفہ بنے گی لو قال اگر فلانہ بزنی کنم ازمن بیک ودوطلاق وسہ طلاق فتزوجها تطلق واحدة ولو قال بیکے ودووسہ طلاق ثم تزوجها يقع الثلاث خلاصة الفتاوىٰ ص[۱]: ۸۷، ج: ۲، اس عبارت میں دو مسئلے ہیں اول میں ہر عدد کے ساتھ معدود کو ذکر کیا ہے، لہٰذا نکاح کے بعد فوراً ایک طلاق واقع ہوگئی اور غیر مدخولہ ہونے کی وجہ سے دوسری اور تیسری کے لئے محل نہیں رہی، دوسرے مسئلہ میں عدد کو پہلے ذکر کیا ہے اور طلاق کو بعد میں لہٰذا وقوع طلاق کے وقت تمام اعداد اپنے معدود کے ساتھ منضم ہو کر مجموعہ تین طلاقیں واقع ہوں گی اور دوسری صورت میں تین طلاق کا واقع ہونا بالکل ظاہر ہے: طلق

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] عالمگیری ص: ۳۷۳، ج: ۱، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعہ مصر، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۲۸۴ ج۳ باب طلاق غیر المدخول بها، مجمع الأنهر ص ۱۳ ج۲ فصل فی الطلاق غیر المدخول بها مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] خلاصة الفتاوی ص۸۷ ج۲ کتاب الطلاق الجنس الخامس فی العدد مطبوعہ لاهور.

غیر المدخول بها ثلاثاً وقعن سواءٌ قال اوقعت علیک ثلاث تطلیقات او انت طالق ثلاثاً البحر ص: ۲۹۱، ج: ۳[۱]، مطلقہ ثلاث کے بلا تحلیل حلال نہ ہونے میں صغیرہ وکبیرہ مدخولہ وغیر مدخولہ میں کوئی فرق نہیں لا ینکح مبانته بالبینونة الغلیظة اطلقه فشمل مااذا کان قبل الدخول او بعد کماصرح به فی الاصل وشمل ما اذا طلقها ازواج کل زوج ثلاثاً قبل الدخول فتزوجت بآخر فدخل بها تحل للکل واشار بالوطء الی ان المرأة لا بد ان یوطأ مثلها اما اذا کانت صغیرة لا یوطأ مثلها لا تحل للاول بهٰذا الوطء بحر[۲] بحذف کثیر ص: ۵۶، ج: ۴، والشرط التیقن بوقوع الوطء فی المحل المتیقن به فلو کانت صغیرة لا یوطأ مثلها لم تحل للاول والاحلت ای بان کانت صغیرةً یوطأ مثلها حلت للاول بوجود الشرط وهو الوطء فی محل المتیقین الموجب للغسل درمختار[۳] وشامی ص: ۸۳۳، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۴/۸/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۱۴/شعبان ۵۷ھ

غیر مدخولہ پر تین طلاق کا حکم

سوال:- کن کن شخصوں کے تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے؟

---

[۱] البحر الرائق ص: ۳۹۱، ج: ۳، کتاب الطلاق، فصل فی طلاق غیر المدخول بها. مطبوعه کوئٹه، زیلعی ص ۲۱۳ ج ۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه، امدادیه ملتان، النهر الفائق ص ۳۵۲ ج ۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] البحر الرائق ص: ۵۶، ج: ۴، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة. مطبوعه کوئٹه.

[۳] الدر المختار مع الشامی زکریا ص: ۴۴، ج: ۵، مطبوعه کراچی ص: ۴۱۲، ج: ۳، باب الرجعة، مطلب حیلة اسقاط عدة المحلل، بزازیة علی الهندیة ص ۱۶۲ ج ۴ کتاب الطلاق، نوع آخر فی المحلل، النهر الفائق ص ۴۲۱ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

جوشخص غیر مدخولہ کوطلاق تین لفظ سے دے گا اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی: طلق غیر الموطوئة ثلثا وقعن وان فرق بانت بواحدة اھ زیلعی[1] ص۲۱۳ ج۲۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

تین طلاق بلانیت

سوال:-زید نے اپنی بیوی کوغصہ میں کسی بات پر یہ الفاظ کہے۔

''آپ نے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھائی میں تم کوطلاق دیتا ہوں، اورآئندہ بھی دوایک ماہ جوتکلیف ہوگی اس کوتم گوارہ نہیں کرسکتی میں نے تم کوطلاق دی آزاد کیا''

زید کہتا ہے: میری نیت دوطلاقوں کی نہ تھی، اورنہ بیوی سے میری کوئی ناراضگی تھی، مہربانی فرما کراس کا جواب حوالہ جاتِ حدیث وفقہ سے صاف صاف دیجئے گا، اس صورت میں دوطلاقیں ہوئیں، یانہیں۔بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید نے تین الفاظ زبان سے ادا کئے ہیں، اول ''میں تم کوطلاق دیتا ہوں'' یہ صیغۂ حال ہے اورصیغۂ حال سے طلاق واقع ہوجاتی ہے: قالت لزوجها من باتو نمی باشم فقال الزوج مباش فقالت طلاق بدست تواست مرا طلاق کن فقال الزوج طلاق میکنم طلاق میکنم وکرّر ثلاثاً طلقت ثلاثا بخلاف قوله کنم لانه استقبال فلم یکن تحقیقاً

[1] زیلعی ص۲۱۳ ج۲، فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه امدادیه ملتان، عالمگیری دار الکتاب ص۳۷۳ ج۱، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول، الباب الثانی هدایة ص۳۷۱ ج۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه یاسر ندیم.

بالتشکیک وفی المحیط لوقال بالعربیة اُطلِّق لا یکون طلاقاً الا اذا غلب استعماله للحال فیکون طلاقاً اھـ عالمگیری[1] ص:۴۰۲، ج:۲،لہٰذا اس لفظ سے ایک طلاق صریح واقع ہوگی۔

دوسرا لفظ ہے۔''میں نے تم کو طلاق دی، یہ صریح لفظ ہے، اس سے دوسری طلاق واقع ہوگئی: **صریحهٔ مالم یستعمل الا فیه کطلقتک وانت طالق ومطلقة ویقع بها واحدة رجعیة وان نویٰ خلافها اولم ینو شیئًا اھـ تنویر**[2]۔

تیسرا لفظ ہے،''آزاد کیا'' ہمارے عرف میں یہ لفظ بمنزلہ صریح طلاق کے ہے[3]، جو صریح لفظ طلاق کا حکم ہے، وہی اس کا ہے، لہٰذا ایک طلاق اس سے واقع ہوگئی، صریح اور بمنزلہ صریح میں نیت کی حاجت نہیں، بغیر نیت بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں[4]، زید کا یہ قول کہ میری نیت دو طلاقوں کینہ تھی، معتبر نہ

---

[1] عالمگیری ص:۳۸۴، ج:۱، مطبوعه مصر، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسية، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۲۴۸ ج۳ باب الصريح، مطلب سن بوش يقع به الرجعی، البحر الرائق ص ۲۵۱ ج۳، باب الطلاق مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] تنويرالابصار علی ردالمحتار زكريا ص ۴۶۱، ۴۵۷ ج۴، مطبوعه كراچی ص ۲۵۰، ۲۴۷ ج۳، مطبوعه نعمانيه ص: ۴۳۱، ۴۲۹، ج:۲، باب الصريح، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج۲ باب ايقاع الطلاق مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص ۲۵۰/ ۲۵۱ ج۳ باب الطلاق، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[3] فاذا قال رها كردم ای سرحتک يقع به الرجعی مع ان اصله كناية ايضا وماذاک الا لانه غلب فی عرف الناس استعماله فی الطلاق وقد مران الصريح مالم يستعمل الا فی الطلاق من ایّ لغة كانت، شامی زكريا ص: ۵۳۰، ج:۴، مطبوعه كراچی ص: ۲۹۹، ج:۳، مطبوعه نعمانيه ص: ۴۶۴، ج:۲، باب الكنايات، عالمگيری كوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السابع فی الطلاق بالألفاظ الفارسية.

[4] وأما الطلاقات الثلاث فحكمها الأصلی هو زوال الملک وزوال حل المحلية أيضاً حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر الخ بدائع كراچی ص۱۸۷ ج۳ كتاب الطلاق وأما الطلاق البائن فنوعان الخ، عالمگيری ص۴۷۳ ج ۱ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه كوئٹه.

ہوگا، اگر بلا نیت بھی یہ الفاظ کہے ہیں تب بھی طلاق مغلظہ ہوگئی، اگر پہلے لفظ کی تاکید کیلئے دوسرا اور تیسرا لفظ کہا ہے مستقل طلاق کیلئے نہیں کہا ہے، تب بھی قضاءً معتبر نہیں طلاق مغلظہ ہی ہوئی لیکن دیانۃً یہ نیت معتبر ہے: **کرّر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دُیِّنَ ای وقع الکل قضاءً وکذا اذا طلق اشباہ ای بان لم ینوا استئنافاً ولا تاکیداً لان الاصل عدم التاکید اھ درمختار**[1] **وشامی ص: ۱۰۷، ج: ۲**، کسی دوسری جگہ کے عرف کے لحاظ سے اگر اخیر کے لفظ کو بمنزلہ صریح نہ قرار دیا جائے، بلکہ کنایہ ہی مانا جائے، تب بھی چوں کہ دو طلاق صریح لفظ سے دے چکا ہے، اسلئے اس تیسرے لفظ کو بھی طلاق ہی پر حمل کیا جائے گا، اور عدم نیتِ طلاق کا قضاءً اعتبار نہ ہوگا: **ولو قال فی حال مذاکرۃ الطلاق باینتک او ابنت منک اولا سلطان لی علیک اوسرحتک او وھبتک لنفسک او خلیت سبیلک او انت سائبۃ او انت حرۃ او انت اعلم بشانک فقالت اخترت نفسی یقع الطلاق وان قال لم انوالطلاق لا یصدق قضاءً اھ عالمگیری**[2] **ص: ۳۴۹، ج: ۲**. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور یکم ربیع الاول ۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲؍ ربیع الآخر ۵۸ھ

---

[1] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۲۹۳، ج: ۳، مطبوعہ زکریا ص: ۵۲۱، ج: ۴، مطبوعہ نعمانیہ ص: ۴۶۰، ج: ۲، باب طلاق غیر المدخول بھا. مطلب فیما قال! امرأتہ طالق ولہ امرأتان او اکثر تطلق واحدۃ، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۶/۳۵۵ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الاول فی الطلاق الصریح، تاتارخانیہ ص ۲۸۹ ج ۳ نوع آخر فی تکرار الطلاق وإیقاع العدد الخ مطبوعہ کراچی.

[2] عالمگیری کوئٹہ ص: ۳۷۵، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، تاتارخانیہ ص ۴۱۳ ج ۳ کتاب الطلاق باب الکنایات مطبوعہ کراچی، فتاویٰ قاضی خان علی الھندیۃ ص ۴۶۸ ج ۱ کتاب الطلاق فصل فی الکنایات والمدلولات مطبوعہ کوئٹہ.

تین طلاق کو ایک تصور کرنا

سوال :- زید کے پاس ایک تحریر لائی گئی جس میں طلاق نامہ لکھا تھا، زید نے طلاق نامہ کی اس عبارت (اپنے تن پر حرام کیا، حرام کیا حرام کیا) تھوڑے وقفہ کے بعد پڑھ کر دستخط کر دیئے، مگر اسکے معنی اور انجام سے قطعاً ناواقف تھا، زید ذی عزت آدمی ہے، موجودہ صورت میں اسے جانی خطرہ ہے، عورت کو جدا کر دینے میں اسے ایک ایسی مصیبت کے درپیش ہونے کا یقین ہے، جس سے اسے خسارہ عظیم ہو کر رہیگا، حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کے زمان سعادت میں صحابۂ کرام طلاق ثلثہ بیک الفاظ واقع کر کے اس سے مراد ایک طلاق لیتے تھے، اور شریعت مطہرہ کا فرمان بھی ایسا تھا، جس کا عملدر آمد حضرت امیر عمرؓ کے دو سال اول خلافت تک رہا، حضرت عمر نے لوگوں کی نیت کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے، طلاق ثلثہ بیک الفاظ بولنے پر تین طلاقیں واقع ہوجانے کا فتویٰ دے دیا، جسپر آج تک امت محمدیہ تعمیل کر رہی ہے، اور تا قیامت کرتی رہیگی، موجودہ صورت میں زید اپنی عزت کی پائیداری اور آنیوالی مصیبت کے دفعیہ کی خاطر اجماع امت پر عمل نہ کرتے ہوئے حضور سرور کائنات ﷺ کے معمول پر عمل کرنا چاہے اور طلاق ثلثہ متذکرہ بالا الفاظ سے دی ہوئی ایک طلاق مراد لے کر عورت کو حلال جانے تو کیا عند اللہ اس سے مؤاخذہ ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

اجماع امت کے خلاف کرنا قطعاً حرام ہے[1]، اگر زید مقلد ہے، تو اس کو اپنے امام کے خلاف کرنا درست نہیں، اگر وہ خود مجتہد ہے کہ احادیث سے مسائل کا استنباط کرسکتا ہے، تو اس کو کسی مقلد سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے، چونکہ سائل نے نفس مسئلہ کا حکم دریافت نہیں کیا، کہ اس

---

[1] وخرقه بالمخالفة حرام ای من الكبائر للتوعد عليه حيث توعد على اتباع غير سبيل المومنين جمع الجوامع على حاشيه العطار ص: ۲۳۳، ج: ۲، باب الاجماع، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، تفسير مظهرى ص ۲۳۶ ج ۲ سوره نساء تحت آيت نمبر ۱۱۵ مطبوعه رشيديه كوئٹه.

صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوئی ہے یانہیں بلکہ اس کو اپنے ذہن میں طلاق مغلظہ قرار دے کر (جس کی ذمہ داری خود سائل پر ہے) یہ دریافت کیا ہے کہ اجماع امت کے خلاف کرنا جائز ہے، یا نہیں اس لئے اس کا جواب دے دیا گیا، اور نفس مسئلہ کا جواب نہیں دیا گیا، کہ طلاق مغلظہ واقع ہوئی بھی یانہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳؍۳؍۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۲۴؍ربیع الثانی ۵۸ھ

کیا تین طلاق ایک ہیں؟

اور

ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونا

سوال:- ایک شخص امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنے والا ہے اور اس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیدی اور اپنی بیوی کو اپنے سے علیحدہ کردیا، مگر پھر وہ کہتا ہے، کہ میں اہلِ حدیث ہو جاؤں گا، اور اپنی بیوی کو رکھوں گا، تو اس شخص کا از روئے، شریعت کیا حکم ہے؟ اور اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے، یانہیں؟ بینوا وتوجروا

﴿جواب از مولانا حبیب الرحمٰن الفیضی الاعظمی﴾

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں ایک مجلس میں تین طلاقیں ایک شمار ہوں گی، جیسا کہ رکانہ بن عبد یزیدؓ اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے کر غمگین ہوئے، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار کے بعد فرمایا: **فانما تلک واحدة فارجعها ان شئت فراجعها اخرجه احمد**

ابویعلٰی من طریق محمد ابن اسحاق (فتح الباری ص: ۱۶۳، ج: ۲۲) اوراس کی تائید حضرت ابن عباسؓ کی روایت **کانت الطلاق علٰی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وغیره طلاق الثلاث واحدة رواه** مسلم سے ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مجلس میں تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی رہی، حنفیہ نے بھی اس قسم کے مسائل میں دیگر علماء کے مذہب پرعمل کرنے کا فتویٰ دیا ہے، چنانچہ مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنویؒ نے مجموعہ فتاویٰ ص: ۵۴، ج: ۲، میں زوجۂ مفقودالخبر اور عدۃ ممتدۃ الطہر پر قیاس کرتے ہوئے طلاقِ ثلاثہ میں بھی دیگر علماء کے مذہب پرعمل کرنے کا فتویٰ دیا ہے، نیز مولانا اشرف علی تھانویؒ نے الحیلۃ الناجزہ ص: ۶۴، میں دوسرے ائمہ کے مذہب کو اختیار کرکے اس پر فتویٰ دینا جائز بتلایا ہے، نیز محمد ابن مقاتلؒ جو ائمہ حنفیہ میں سے ہیں بھی تین طلاق کے ایک ہی ہونے کے قائل ہیں فتاویٰ ابن تیمیہ ص: ۱۷، ج: ۳، اور مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنویؒ نے حاشیہ عمدۃ الرعایہ ص: ۶۷ پر لکھا ہے: **هٰذا هو المنقول عن بعض الصحابة وبه قال الداؤد الظاهری واتباعه وهٰذا احد القولین لما لک ولبعض اصحاب احمد.** حاصل یہ کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاقِ رجعی واقع ہوتی ہیں، جس کے قائل صحابہ کے علاوہ ائمہ میں سے داؤد ظاہری اوران کے اتباع اورامام مالکؒ کے دوقولوں میں سے ایک قول اور بعض اصحابِ احمدؒ کا بھی یہی قول ہے، اوراسکے علاوہ بہت سے مسائل ہیں جس کے اندر حنفیہ نے دوسرے علماء کے مذہب پرفتویٰ دیا ہے للتفصیل مقام آخر۔

نیز یہ کہ حدیث کے صحیح ثابت ہوجانے کے بعد اگر کوئی مقلد اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ کر حدیث پرعمل کرلے تو وہ امام کی تقلید سے باہر نہیں ہوتا، ائمہ اربعہ کی یہی نصیحت ابن عبدالبرؒ نے نقل کی ہے، چنانچہ شامی ص: ۴۶، میں ہے: **اذا صح الحدیث وکان علٰی خلاف المذهب عمل بالحدحث ویکون ذٰلک مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیاً بالحمل به وقد صح عنه انه قال اذا صَحَّ الحدیث فهو مذهبی وقد حکی ذٰلک ابن عبد**

الرحمن عن ابی حنیفةؒ وغیرہ من الائمة. واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب

کتبہ حبیب الرحمن الفیضی الاعظمی

﴿جواب از فقیہ الامت قدسہ سرہ﴾

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کوئی شخص اپنی مدخولہ بیوی کو تین طلاق دیدے تو حرمتِ مغلظہ ثابت ہوجاتی ہے، اور دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں رہتی، جب تک حلالہ نہ ہوجائے، اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے، اس پر سلف صالحین کا اجماع ہے، یہی حدیث شریف سے ثابت ہے، یہی قرآن کریم میں مذکور ہے، یہ الگ بات ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینا شرعاً نہایت مذموم اور قبیح ہے، اس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب اور غصہ کا اظہار بھی فرمایا ہے، مگر یہ نہیں فرمایا کہ طلاقِ مغلظہ واقع نہیں ہوتی، ایسی صورت میں رجعت کی بھی اجازت نہیں دی، جیسے کہ حالتِ حیض میں طلاق نہایت مذموم ہے، اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا ہے، مگر یہ نہیں فرمایا کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی، بلکہ واقع ہوجانے کے بعد (چونکہ طلاقِ بائن یا مغلظہ نہیں تھی) رجعت کا حکم فرمایا، اور بائنہ اور مغلظہ میں رجعت کا اختیار ہی باقی نہیں رہتا، جڑ کٹ جاتی ہے۔

دلائل از قرآن کریم

الطلاق مرتان (الٰی قولہٖ تعالٰی) فان طلقها فلا تحل لهٗ من بعد حتّٰی تنكح زوجاً غيره. الاٰية[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ دو طلاق کے بعد رجعت کا حق رہتا ہے، تیسری طلاق کے بعد حقِ رجعت ختم ہوکر حرمتِ مغلظہ ہوجاتی ہے، بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا، اس میں ایک مجلس دو مجلس تین مجلس کی کوئی قید نہیں بلکہ سب کو شامل ہے۔

---

[1] سورہ بقرہ آیت: ٢٣٠، ٢٢٩،

ترجمہ:- وہ طلاق دو مرتبہ ہے، پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔ (از بیان القرآن)

دلائل از حدیث شریف

عویمر عجلانیؓ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دیں اور اُن تین طلاق کو حضرت رسول مقبول ﷺ نے نافذ فرمادیا غیر معتبر نہیں قرار دیا، یہ واقعہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری میں[1] ص:۸۰۰، پر ہے، صحیح مسلم[2]، کتاب اللعان ص: ۴۸۹، ج:۱، میں ہے، ابوداؤد شریف[3] ص:۲۸۲، ج:۲، میں ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: **فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فانفذهٗ رسول الله صلى الله عليه وسلم اهـ** **ترجمہ**:- تو اس کو آپ ﷺ کے پاس تین طلاق دیا اور اپ ﷺ نے اس کو نافذ کیا، علامہ شوکانیؒ نے نیل[4] الاوطار ص:۲۰۱، ج:۲، میں لکھا ہے، "**رجالهٗ رجال الصحيحين**" **جمع الفوائد**[5] ص: ۲۲۲، ج: ۲" میں اس حدیث کو بخاری مسلم، ابوداؤد،

---

[1] **قال سهل فتلاعنا وانا مع الناس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فلّما فرغا قال عويمر كذبتُ عليها يا رسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان يامره رسول الله صلى الله عليه وسلم بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج:۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفی دیوبند.**

ترجمہ:- حضرت سہل فرماتے ہیں ان دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ہمراہ آنحضرت ﷺ کے پاس (موجود) تھا جب وہ دونوں (لعان) سے فارغ ہوگئے عویمرؓ بولے یا رسول اللہ اگر میں اسے روکوں تو میں جھوٹا کہلاؤں گا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمانے سے پہلے تین طلاق دیدی۔

[2] **مسلم شریف ص ۴۸۹ ج ۱ کتاب اللعان مطبوعه رشیدیه دهلی.**

[3] **ابوداؤد شریف ص: ۳۰۶، ج: ۱، باب اللعان، مطبوعه سعد دیوبند.**

[4] **نيل الاوطار ص: ۲۴، ج:۷، باب لا يجتمع المتلاعان ابداً، مطبوعه دار الفكر بيروت.**

[5] **لمسلم والنسائی وابی داؤد بلفظ وله ولمالک عن ابن عباسؓ وابی هريرةؓ وسئلا عمن طلّق ثلاثا قبل ان يدخل بها فقال لا ينكحها حتى تنكح زوجاً غيره. جمع الفوائد ص: ۳۵۱، ج: ۱، مطبوعه مكه مكرمه، كتاب الطلاق.**

ترجمہ:- ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ نے سوال کیا اس شخص کے بارے میں جس نے تین طلاق دی دخول سے پہلے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہ نکاح کرے وہ اس سے جب تک کہ وہ دوسرے سے نکاح نہ کرلے۔

نسائی، ابن ماجہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، امام نسائیؒ نے اپنی سنن ص: ۹۹، ج: ۲[۱] میں عنوان **الثلاثة المجوعة ومافيه من التغليظ** کے تحت بیان کیا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق یکدم دیدیں، **ثلٰث تطليقات جميعاً**. تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے، (کیونکہ تین طلاق یکدم دینا بہت قبیح و مذموم ہے) مگر یہ نہیں فرمایا کہ یہ واقع نہیں ہوئی، اور نہ یہ فرمایا کہ تم کو رجعت کا حق حاصل ہے، رجعت کرلو، پھر امام نسائیؒ[۲] نے باب منعقد کیا ہے: **باب الرخصة فی ذٰلک**. اس میں عویمر عجلانیؓ کا ایک مجلس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاق دینا بیان کیا ہے، امام بخاریؒ[۳] نے باب منعقد کیا ہے: **باب من اجاز الطلاق الثلاث**. اس کے ذیل میں عویمرؓ کا واقعہ نقل کیا ہے، نیز **امرأة رفاعة** کا واقعہ بیان کیا ہے، جن کو بغیر حلالہ کے شوہر اوّل کی طرف عود کرنے کی اجازت نہیں دی گئی[۴]، نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث بیان کی ہے، جس میں مذکور ہے، کہ

---

[۱] قال اخبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلث تطلیقات جمعیا فقام غضباناً ثم قال ایلعب بکتاب اللّٰه وانا بین اظهر کم حتی قام رجل وقال یا رسول اللّٰه الا اقتله. نسائی شریف ص: ۸۲، ج: ۲، باب الثلاث المجموع وما فیه من التغلیظ، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

ترجمہ: - رسول ﷺ کو اس شخص کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو اکٹھے تین طلاق دیدی تھی تو آپ ﷺ غصہ میں کھڑے ہوئے پھر کہنے لگے کیا تم کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کرتے ہو باوجود یکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ قتل کر دوں اسے۔

[۲] نسائی شریف ص ۸۲، ج ۲، باب الثلاث المجموع وما فیه من التغلیظ مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[۳] بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج: ۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۴] ان امرأة رفاعة القرظی جاء ت الی رسول صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت یا رسول اللّٰه ان رفاعة طلقنی فبت طلاقی وانّی نکحتُ بعده عبد الرحمن بن الزبیر القرظی وانّما معه مثل الهدبة قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعلک تریدین ان ترجعی الی رفاعة لا حتی یذوق عسیلتکِ وتذوقی عُسیلته. بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج: ۲، باب من اجاز طلاق الثلاث مطبوعه اشرفی دیوبند.

ترجمہ: - رفاعہ کی بیوی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ رفاعہ نے مجھے طلاق بتہ دیدی اور اسکے بعد میں نے نکاح عبدالرحمٰن ابن زبیر سے کیا اس کے پاس جھالر کے مثل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا شاید کہ تو رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے، نہیں لوٹ سکتی جب تک کہ وہ تمہارے شہد کو اور تو اس کے شہد کو نہ چکھ لے۔

ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تھی، اس کو بغیر حلالہ کے شوہر اوّل کیلئے جائز نہیں فرمایا[۱]: سنن دارقطنی ص: ۴۳۳[۲] میں حضرت علیؓ کی روایت مرفوعاً من طلق البتة الزمناه ثلاثًا فلاتحل لهٗ من بعد حتّٰی تنکح زوجاً غیرهٗ. جوشخص طلاقِ البتہ دیدے اس پر بھی تین طلاق کولازم کردیا گیا، حالانکہ اس نے لفظ طلاق تین دفعہ نہیں کہا، نہ لفظ ثلاث کہا، اس سے بھی زیادہ واضح اور مفصل بطور قاعدہ کلیہ کے فرمادیا گیا: ایما رجل طلّق امرأتهٗ ثلاثًا مبهمة او ثلاثًا عند الاقرار لم تحل لهٗ حَتّٰی تنکح زوجاً غیرهٗ. دارقطنی[۳] ص: ۴۳۷. یعنی جوشخص بھی اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے خواہ تینوں مبہم طور پر بیک وقت دے، خواہ تین طہر میں الگ الگ دے، اب وہ بغیر حلالہ کے شوہر اول کیلئے حلال نہیں، یہاں صاف صاف بتادیا گیا ہے، کہ تین طلاق سے بہرحال حرمت مغلظہ ثابت ہوجائے گی، ایک مجلس اور تین مجلس یا ایک طہر یا تین طہر کو اسمیں کوئی دخل نہیں ہے، دونوں کا حکم حرمتِ مغلظہ ثابت ہونے کیلئے یکساں ہے۔

اجماع

حافظ الکتاب والسنۃ شیخ الحاکم ابوبکر جصاص رازیؒ نے لکھا ہے: فالکتاب و السنة وَاجماع الامة توجب ایقاع الثلاث معاً وان کانت معصیة اهـ احکام[۴] القرآن

---

[۱] عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلثا فتزوجت فطلّق فسئل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اَتَحِلُّ للاول قال لا حتی یذوق عُسیلتَها کما ذاق الاول. بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج: ۲، مطبوعه رشیدیه دهلی، باب من اجاز طلاق الثلاث.

ترجمہ: -حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی پس اسکی شادی ہوگئی، اور شوہر نے طلاق دیدیا، تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ پہلے شوہر کیلئے حلال ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ اسکے شہد کو چکھ نہ لے جیسا کہ پہلے نے چکھ لیا۔

[۲] سنن الدارقطنی ص: ۱۳، ۲، حدیث: ۳۹۰۰، مطبوعه دار الفکر بیروت، کتاب الطلاق.

[۳] سنن الدارقطنی ص: ۱۸، ج: ۲، حدیث: ۳۹۲۷، مطبوعه دارالفکر بیروت، کتاب الطلاق.

[۴] احکام القرآن ص: ۳۸۸، ج: ۱، باب ذکرا لحجاج لایقاع الطلاق الثلاث معاً، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

ص: ۴۵۹، ج: ۱، ائمہ اربعہ بھی اس پر متفق ہیں،[۱] البتہ روافض اور داؤد ظاہری تین طلاق کے منکر ہیں، ان کا کہنا ہے، کہ تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے، اور وہ اپنے اس دعویٰ پر دو دلیلیں پیش کرتے ہیں، پہلی دلیل حضرت ابن عباسؓ کا مقولہ ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں تین طلاق ایک تھی، اور حضرت عمرؓ کے دور میں بھی دو سال تک یہی حال رہا، یہ مقولہ مسلم شریف میں ہے، شراح حدیث نے اس پر آٹھ طرح کلام کیا ہے، (ملاحظہ ہو فتح الباری[۲]، عمدۃ القاری[۳]، اوجز المسالک[۴]، بذل المجہود[۵]، نووی[۶]) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاق کو ایک طلاق قرار دینے کیلئے یہ مقولہ کافی نہیں، موطا امام مالکؒ کے شارح الاستذکار میں فرماتے ہیں: **ان ھذہ الروایۃ وھم وغلط لم یعرج علیھا احد من العلماء اھ الجوھر النقی**[۷] ص: ۱۱۳، ج: ۲، میں اس کو نقل کیا ہے، یعنی یہ روایت وہم اور غلط ہے، علماء میں سے کسی نے بھی اس کو قابلِ التفات نہیں سمجھا، اس کو طاؤس کے حوالہ سے نقل کیا جاتا ہے، لیکن طاؤس خود ہی اس کی تردید کرتے ہیں، چنانچہ کتاب ادب القضاء میں ہے **اخبرنا علی ابن عبد اللّٰہ وھو ابن المدینی عن عبدالرزاق عن معمر عن ابن طاؤس عن طاؤس انَّہٗ قال من حَدَّثک عن طاؤس انہٗ کان یروی طلاق الثلاث واحدۃ کذبہ اھ** یعنی طاؤس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جو شخص تم سے بیان کرے کہ طاؤس

---

[۱] وذھب جمھور الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من ائمۃ المسلمین إلٰی انہ یقع الثلاث شامی زکریا ص ۴۳۴ ج ۴ کتاب الطلاق.

[۲] فتح الباری ص: ۴۵۵، ج: ۱۰، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، باب من اجاز طلاق الثلاث.

[۳] عمدۃ القاری ص: ۲۳۳، ج: ۱۰، مطبوعہ دارالفکر بیروت، باب من اجاز طلاق الثلاث.

[۴] اوجز المسالک ص: ۷، ج: ۱۰، مکتبہ امدادیہ مکرمہ، باب فی طلاق البتۃ.

[۵] بذل المجھود ص: ۲۸۰، ج: ۳، کتاب الطلاق باب بقیۃ نسخ المراجعۃ الخ کتاب الطلاق مکتبہ رشیدیہ سہارن پور.

[۶] نووی علی مسلم ص: ۴۷۸، ج: ۱، باب طلاق الثلاث، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند.

[۷] الجوھر النقی علی ھامش السنن الکبری ص: ۳۳۷، ج: ۷، باب من جعل الثلاث واحدۃ. مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت.

حدیث طلاق ثلاث واحدۃ کو روایت کرتے ہیں، تو تم اس کی تکذیب کرنا، اس کو جھوٹا سمجھنا میں اس کو روایت نہیں کرتا، میری طرف اس کی نسبت غلط ہے، نیز حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ بھی اس مقولہ کے خلاف ہے، ان کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے تو تینوں واقع ہوجاتی ہیں، جیسا کہ ابوداؤد شریف[1] میں ہے: **عن ابن عباسؓ کلهم قالوا فی الطلاق الثلاث انه اجَازها اهـ بذل المجهود**[2] ص: ۰۷، ج: ۳، حضرت ابن عباسؓ کے متعلق یہ گمان قائم نہیں کیا جاسکتا، کہ وہ اپنے نقل کردہ مقولہ کے خلاف فتویٰ دیں گے، امام ابوداؤد اپنی سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے یہ طریقہ تھا کہ تین طلاق کے بعد رجعت کی جاتی تھی، پھر آیت **الطلاق مرَّتان** الخ کے ذریعہ حق رجعت کو دو طلاق تک محدود کر کے تیسری طلاق کے بعد حق رجعت کو منسوخ کردیا گیا، اس کو بیان کرنے کیلئے باب منعقد کیا ہے: **باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث**[3] اس کے ذیل میں نقل کیا ہے: **عن ابن عباسؓ وَالمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء وَلايحل لهن ان يكتمن مَاخلق اللّٰه فى ارحامهن. (الآیۃ) وذٰلک ان الرجل كان اذا طلق امرأته فهو احق برجعتها وان طلقها ثلاثاً فنسخ ذٰلک فقال الطلاق مرتان الآية اهـ بذل المجهود**[4] ص: ۱۲، ج: ۳، یعنی تین طلاق کے بعد بھی رجعت کی اجازت تھی، جس کو آیت "**الطلاق مَرَّتَان**" نے منسوخ کردیا، ایسا نہیں تھا کہ تین طلاق دینے پر ایک ہی ہوتی ہو، ہاں یہ بات تھی کہ تین طلاق کے بعد حقِ رجعت تھا، نزولِ آیت کے بعد وہ حق ختم ہوگیا، ابن عباسؓ کی یہ

---

[1] ابوداؤد شریف ص: ۲۹۸، ج: ۱، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند.

[2] بذل المجهود ص: ۲۷۸، ج: ۳، مطبوعه رشیدیه سهارن پور، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث.

[3] ابوداؤد شريف ص: ۲۹۸ ج: ۱، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، سعد بکڈپو دیوبند.

[4] بذل المجهود ص: ۲۷۰، ج: ۳، كتاب الطلاق بيان الاختلاف فى الطلاقات الثلاث الخ مطبوعه رشیدیه سهارن پور.

روایت قرآن کریم کے موافق ہے، احادیث کے موافق ہے، اجماعِ سلف کے موافق ہے، خود ابن عباسؓ کے فتویٰ کے موافق ہے، اس کے برعکس ابن عباسؓ کی طرف نسبت کردہ مقولہ (کہ تین طلاق ایک تھی) ان سب کے خلاف ہے، اگر شراح کے پیش کردہ اشکالات کے باوجود اس مقولہ کو صحیح تسلیم کرلیا جائے، تو اسکا ایک بہت ہی ظاہر اور بے غبار مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا تھا، اور کہتا تھا کہ میں نے پہلا لفظ طلاق کیلئے کہا ہے، دوسرا اور تیسرا لفظ محض تاکید کیلئے کہا ہے، طلاق کیلئے نہیں کہا، تو زمانہ خیر القرون میں سلامتِ صدر اور غلبۂ صدق کی بناء پر اسکا قول قبول کرلیا جاتا، اور اس کو حقِ رجعت دیدیا جاتا تھا، حضرت عمرؓ کے دَور میں طلاق کے واقعات بکثرت پیش آنے لگے، نیز صدق میں بھی کمی محسوس کی گئی تو انہوں نے اعلان فرمادیا کہ آئندہ کوئی شخص اس طرح طلاق دے گا، یعنی تین لفظوں سے طلاق دے تو وہ تین ہی شمار ہوں گی، نیتِ تاکید کا (قضاءً) اعتبار نہ ہوگا، اصل یہی ہے کہ تین لفظ سے تین ہی طلاق کا حکم ہو، تین کا ایک ہونا تو خلافِ اصل ہے، اصل سے عدول کر کے تاکید کی نیت کا اعتبار کرنے کی جو وجہ تھی، (سلامتِ صدر اور غلبۂ صدق) وہ موجود نہیں رہی، اس لئے ان الفاظ کا جو اصل موضوع لہٗ ہے، وہی متعین کردیا گیا[1]

دوسری دلیل، حدیثِ رکانہ ہے کہ ان کو تین طلاق کے بعد حقِ رجعت دیا گیا اس پر محدثین نے کلام کیا ہے، کہ یہ واقعہ رکانہ کا ہے، یا ابورکانہ کا۔ نیز اس کی سند میں بعض راوی ایسے ہیں، جن

---

[1] قال ابن سريج وغيره يشبه أن يكون في تكرير اللفظ كأن يقول، أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق، وكانوا اوّلاً على سلامة صدورهم يقبل منهم أنهم ارادوا التاكيد فلما كثر الناس في زمن عمرؓ وكثر فيهم الخداع ونحوه مما يمنع قبول من ادعى التأكيد حمل عمرؓ اللفظ على ظاهر التكرار فامضاه عليهم، بذل المجهود ص ۲۷۱ ج۳ كتاب الطلاق بيان الاختلاف في الطلاقات الثلاث مطبوعه يحيوى سهارنپور.

[2] أخرجه ابوداؤ ورواه أحمد والحاكم وهو معلول بابن اسحاق فإنه في سنده، نيل الأوطار ص ۲-۱۱ ج۴ كتاب الطلاق باب ما جاء في طلاق البتة الجزء السابع مطبوعه دار الفكر بيروت، وقد اجابوا باربعة اشياء احدها أن محمد بن اسحاق وشيخه مختلف فيهما الخ بذل المجهود ص ۲۷۰ ج۳ كتاب الطلاق باب الاختلاف في الطلاقات الثلاث الخ مطبوعه يحيوى سهارنپور فتح الباري ص ۴۵۶ ج۱۰ باب من أجاز طلاق الثلاث مطبوعه نزار مصطفى مكه مكرمه.

کی روایت ضعیف ومعلول ہے[۲]

سب سے قطع نظر اصل واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے صراحۃً تین طلاق نہیں دی تھی، بلکہ طلاقِ البتہ دی تھی، اوراس وقت طلاقِ البتہ بھی تین طلاق کے موقع پر استعمال ہوتی تھی، جیسا کہ سنن دار قطنی[۱] ص:۴۳۳ کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث اوپر گذر چکی ہے اسلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حلف دے کر پوچھا کہ تم نے ایک کا ارادہ کیا تھا، جب انہوں نے حلف سے بیان کیا کہ میرا ارادہ ایک ہی طلاق کا تھا، تب ان کو رجعت کا اختیار دیا گیا، ترمذی شریف[۲] ص:۱۴۰، ج:۱، میں ہے، **عن عبد اللّٰہ ابن یزید ابن رکانه عن ابیه عن جَدِّہٖ قال اتیتُ النبی صَلَّی اللّٰہ علیه وَسَلَّمَ فقلت یا رسول اللّٰہ اِنّی طَلَّقْتُ امرأتی البتة فقال مَا اردت بھا فقلت واحدةً قال وَاللّٰہ قلتُ واللّٰہ قال فھو مااردت** اھ۔ اسی کوامام ابوداؤدؒ[۳] نے اصح کہا ہے، ص:۲۰۷، ج:۳،[۴] جس روایت میں ''**طلقھا ثلاث**'' ہے، وہ روایت بالمعنیٰ ہے، اس لئے کہ البتہ بھی ثلاثاً کے معنی میں مستعمل ہوتا تھا، اس البتہ میں اختلاف ہے، حضرت عمرؓ اس کو ایک قرار دیتے ہیں، حضرت علیؓ تین قرار دیتے ہیں، امام ثوریؒ اور اہلِ کوفہ نیت پر مدار رکھتے ہیں، ایک کی نیت کی ہو تو ایک، تین کی نیت کی ہو تو تین، امام شافعیؒ دو کی نیت بھی معتبر مانتے ہیں، امام ترمذیؒ نے یہ سب اقوال نقل کئے ہیں: **وقد اختلف اھل العلم من اصحابِ النبی صَلَّی اللّٰہ علیه وسلم وغیرھم فی طلاق البتة فروی عن عمر ابن الخطابؓ انهُ جعل البتة**

---

[۱] سنن الدار قطنی ص:۱۳، ج:۲، حدیث: ۳۹۰۰، کتاب الطلاق، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] ترمذی شریف ص: ۱۴۰، ج: ۱، باب ماجاء فی الرجل طلق امرأته البته، مطبوعه دیوبند.

ترجمه:- عبداللہ ابن یزید ابن رکانہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے کہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی ہے تو آپ نے فرمایا تو نے کتنی طلاق کا ارادہ کیا ہے میں نے کہا ایک کا آپؐ نے فرمایا بخدا میں نے کہا بخدا تو آپ ﷺ فرمایا اتنی ہی طلاق ہوئی جتنا تو نے ارادہ کیا۔

[۳] ابوداؤد شریف ص:۲۹۸، ج:۱، باب بقیة نسخ المراجعة بعدا لتطلیقات الثلاث، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند.

[۴] بذل المجھود ص:۲۷۸، ج:۳، کتاب الطلاق بیان الاختلاف فی الطلاقات الثلاث مطبوعه رشیدیه سھارن پور.

واحدةً وروی عن علیؓ انهٗ جعلها ثلاثاً وقال بعض اهل العلم فيه نية الرجل ان نویٰ واحدة فواحدة وان نویٰ ثلاثاً فثلاث وان ثنتين لم يكن الاَّ وَاحدةً وهو قول الثوریؒ واهل الكوفة وقال مالک ابن انسؓ فی البتة ان كان قد دخل بها فهی ثلاث تطليقات وقال الشافعیؒ ان نویٰ واحدةً فواحدة يملک الرجعة وان نویٰ ثنتين فثنتين وان نویٰ ثلاثاً فثلاثاً اھ (ترمذی[1] شریف ص: ۱۴۰، ج: ۱) الحاصل نہ حضرت رکانہؓ کا واقعہ مفیدِ مطلب ہے، نہ حضرت ابن عباسؓ کا نقل کردہ مقولہ تین کو ایک بنانے کے لئے کافی ہے۔

تین کا تین ہونا اصل کے بھی مطابق ہے، ائمہ اربعہ کا یہی متفقہ مسلک مختار ہے[2] ائمہ اربعہ کا مذہب عین حدیث کے موافق ہونے کی وجہ سے ''اذا صح الحديث فهو مذهبی'' پورے طور پر صادق ہے، پھر بوقتِ ضرورت دوسرے امام کے مذہب پر فتویٰ کی بحث اس جگہ بے محل ہے، علامہ ابن تیمیہؒ اس مسئلہ میں سب ائمہ سے الگ اور منفرد ہیں، ان کے اقران اہل علم ان کے مخالف ہیں، سب نے ہی ان پر رد کیا ہے، ملاحظہ کیجئے، السنن الکبریٰ[3]، فتح الباری[4]، عینی[5] وغیرہ۔ علامہ ابن القیمؒ نے اغاثۃ اللھفان میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے، اور اپنے استاذ کی جانب سے دفاع کی کوشش کی ہے، مگر وہ کوشش میں ناکام رہے، حتی کہ خود ان کے تلمیذ علامہ ابن رجبؒ نے اپنے استاذ ابن القیمؒ کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے، ان کے مزعومہ دلائل کو توڑ دیا اور مستقل کتاب تصنیف کی ہے، جس کا نام ہے ''بيان مشكل الاحاديث الواردة فی ان الطلاق الثلاث طلقة واحدة'' تین طلاق کو ایک قرار دے کر بہرصورت حقِ رجعت دینا کتابُ اللہ،

---

[1] ترمذی شریف ص: ۱۴۰، ج: ۱، باب ماجاء فی الرجل طلق امرأته البته، مطبوعه دیوبند.

[2] وذهب جمهور الصحابةؓ والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث، شامی زکریا ص ۴۳۴ ج ۴ كتاب الطلاق.

[3] السنن الكبرى ص: ۳۳۳، ج: ۷، باب ماجاء فی امضاء الطلاق الثلاث وان كن مجموعات.

[4] فتح الباری ص: ۴۵۵، ج: ۱۰، مطبوعه نزار مکه مکرمه، باب من اجاز طلاق الثلاث.

[5] عمدة القاری ص ۲۳۳ ج ۹، باب من اجاز طلاق الثلاث الخ الجزء العشرون مطبوعه دارالفكر بيروت.

سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع سلف صالحین فتاویٰ صحابہؓ، ائمہ اربعہ سب کے خلاف ہے، کوئی گنجائش نہیں، اس طرح بغیر حلالہ کے اگر کوئی شخص نکاح کرے گا تو وہ نکاح نہیں ہوگا، بلکہ نکاح کے نام پر نہایت غلط اور شرمناک فحش کا کام ہوگا، اللہ پاک اس سے محفوظ رکھے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۳/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۳/۹۰ھ

ضمیمہ

سائل نے امام ابوحنیفہؒ کا مقلد ہونے کے باوجود تین طلاق سے بیوی پر حرمتِ مغلظہ ہونے کی تقدیر پر اہلِ حدیث ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے، اور فاضل مجیب نے دیگر ائمہ کے مذہب پر فتویٰ دینے کی رہنمائی بھی کی ہے، یہ بحث یہاں بے محل ہے، اس لئے کہ حرمتِ مغلظہ ہوجانا صرف امام ابوحنیفہؒ کا اجتہادی واستنباطی مسئلہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم سے ثابت ہے، حدیث شریف سے ثابت ہے، اجماع سے ثابت ہے، تاہم مسئلہ انتقالِ مذہب پر بھی روشنی ڈالنا ضروری ہے، کیونکہ سائل صرف اس مسئلہ میں اہلِ حدیث کی رائے پر عمل کی اجازت کا خواہشمند نہیں، بلکہ مستقلاً تبدیلِ مذہب کیلئے آمادہ ہے، جو شخص مجتہد نہ ہو، اسمیں صفات وشرائط اجتہاد موجود نہ ہوں اسکے ذمہ تقلید ضروری ہے۔[1] (یہ مسئلہ اپنی جگہ پر مدلل ومبرہن ہے) ایسا شخص اگر ایک مجتہد کی تقلید اختیار کرنے کے بعد اپنی وسعتِ نظر اور تحقیق کی بناء پر کسی دوسرے امام مجتہد کے مذہب کو اقرب الی الکتاب اور اوفق بالسنۃ پاتا ہو اور دلائل کی قوت مضعف اور احادیث کے محامل کو پورے طور پر پہچانتا ہو اور ناسخ ومنسوخ کو جانتا ہو، جرح وتعدیل، شرح غریب، رفعِ تعارض، جمع روایات وترجیحِ راجح سے بخوبی واقف ہو، اسانید پر گہری نظر رکھتا ہو، اجماعی مسائل اسکو محفوظ ہوں تو اس کیلئے جذبۂ دیانت کے تحت جائز ہے کہ وہ امامِ سابق کے مسلک سے دوسرے امام کے مسلک کی طرف قدیم پر

[1] غير المجتهد المطلق ولو كان عالماً يلزمه التقليد لمجتهد ما فيها لا يقدر عليه من الاجتهاديات فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص ۴۳۴ ج ۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

جوعمل کر چکا ہے، اسکا وہ عمل ضائع نہیں ہوگا، اور مسلکِ جدید کے تحت اگر وہ صحیح نہیں تھا تو اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں اسی طرح اگر مسلک قدیم کے تحت کوئی حرمت متحقق ہوچکی ہے، تو مسلکِ جدید اختیار کرنے سے وہ حرمت مرتفع نہیں ہوگی، غرض گذشتہ کسی عمل پر اسکا اثر نہیں ہوگا، شرح تحریر[1] وفواتح الرحموت[2] وغیرہ میں اس کی بحث موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۹؍۳؍۹۰ھ

تین طلاق کے بعد غیر مقلد کے فتوے پر عمل جائز نہیں

سوال:- ایک شخص عاقل بالغ ہے، اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیا جسکے دو گواہ بھی موجود ہیں اور خود مقر بھی ہے کہ میں نے تین طلاق دیا، لیکن ایک غیر مقلد مولوی کو کچھ روپیہ دے کر فتوی حاصل کرلیا کہ بغیر حلالہ کے اپنی بیوی کو رکھ سکتے ہو، چنانچہ اس نے بغیر حلالہ کے صرف توبہ کر کے بیوی کو رکھ لیا، اور دو مولوی صاحبان نے فتاویٰ عبد الحئی جلد اول کتابُ الطلاق ص:۴۸۶، کا حوالہ دیا کہ بوقتِ ضرورت اس عورت کا اس سے علیحدہ ہونا دشوار ہو اور سخت ترین مفاسد میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو دوسرے امام کی تقلید درست ہے، اس طرح کی دلیل دے کر سب محلّہ والوں کے اعتقاد کو خراب کرنے لگا، اب لوگ کہتے ہیں کہ اب کوئی بھی شخص تین طلاق دے کر کسی غیر مقلد مولوی سے فتویٰ حاصل کر کے بغیر حلالہ کے بیوی رکھ سکتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا تین طلاق کے بعد غیر مقلد کے فتوے پر عمل جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چاروں امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے اگر کوئی شخص حاجتِ شدیدہ

---

[1] التحریر علی هامش التحریر والتبحر ص: ۳۵۰، ج: ۳، غیر المجتهد یلزم التقلید. مطبوعه مصر.

[2] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص: ۴۳۷، ج: ۲، دار الکتب العلمیه بیروت.

کے وقت کسی کے مسلک پر فتویٰ لے کر عمل کرے تو شرعاً گنجائش ہے، حاجتِ شدیدہ یہ ہے کہ سخت ترین مفاسد میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ قویہ ہو[1] مثلاً ایک عورت کا شوہر کہیں مفقود ہوگیا، نہ اس کے جذبات پورے ہوسکتے ہیں، نہ نفقہ کا انتظام ہے، سخت اندیشہ ہے، کہ وہ معصیت میں مبتلا ہوجائے، یا مذہبِ اسلام ہی چھوڑ بیٹھے تو ایسی مجبوری کی حالت میں دوسرے امام کے مسلک پر فتویٰ لے کر عمل کی گنجائش ہے، صورت مسئولہ میں نہ اس قسم کا مفسدہ ہے، کیونکہ عورت کیلئے دوسرے مرد مل سکتے ہیں، اور مرد کیلئے دوسری عورتیں مل سکتی ہیں، نہ معصیت میں مبتلا ہونے کی ضرورت ہے اور نہ مذہب چھوڑنے کی۔

علاوہ ازیں ائمہ اربعہ میں سے کسی کا یہ مذہب نہیں کہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے پھر رکھ لیا جائے، اس لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں،[2] قرآن کریم کے بھی خلاف ہے[3]، سنتِ مشہورہ کے بھی خلاف ہے، فقہاءِ کرام کے بھی خلاف ہے[4]۔

نادم ہوکر سچے دل سے توبہ واستغفار کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وبـه علم ان المضطر له العمل بذلک لنفسه كما قلنا و ان المفتى له الافتا به للمضطر فما مر من انه ليس له العمل بالضعيف ولا الافتاء محمول على غير موضع الضرورة. شرح عقود رسم المفتى ص: ۴۵، لو افتى بقول ضعيف فى الحيض للضرورة و مطبوعه سعيديه سهارنپور ص ۱۰۲ .

[2] قال عمرؓ إن الناس قد استعجلوا فى امر كان لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليه و ذهب جمهور الصحابةؓ والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث شامى زكريا ص ۴۳۴ ج ۴ كتاب الطلاق فتح القدير ص ۴۶۹ ج ۳ باب طلاق السنة مطبوعه دار الفكر بيروت.

[3] الطلاق مرتان الى قوله فان طلقها فلا تحل من بعد حتى تنكح زوجاً غيره سورة بقره آيت: ۳۰، ۲۲۹، بخارى شريف ص: ۸۰۱، ج: ۲، حديث: ۵۱۱۶، مطبوعه اشرفى ديوبند.

[4] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. عالمگيرى كوئٹه ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، بحر كوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مجمع الانهر ص ۸۷/۸۸ ج ۲ باب الرجعة طبع بيروت.

تین طلاق کا ایک ہونا

سوال:-ایک حدیث میری نظر سے گذری جس کا ترجمہ لکھتا ہوں، جس سے اصل حدیث کا پتہ آپ کو معلوم ہوجائے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں بلکہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دو سال تک بھی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں، پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ لوگوں نے ایک ایسے کام میں جلدی کی ہے، جس میں شرع کی طرف سے ان کیلئے ڈھیل منظور رکھی گئی تھی، اگر ہم ان پر یہ حکم جاری کردیں، تو مناسب ہے، پس انہوں نے جاری کردیا۔(مسلم)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقوں کا وقوع بآن واحد ایک جلسہ میں عہد نبوی میں نہیں ہوتا تھا، بلکہ تین طلاقیں ایک دفعہ دیتے تھے، تو ایک ہی گنی جاتی تھی۔

حضرت عمرؓ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اس حکم میں اپنے زمانہ میں تبدیلی کردی، مگر حکم نبوی برقرار رہنا چاہئے، کیوں کہ دنیا بھر میں سوائے پیغمبر علیہ السلام کے کسی کو منصب شریعت نہیں، مگر اب عمل اس پر نہیں بلکہ تین طلاق ایک جلسہ میں تین ہی شمار ہوتی ہیں، اس واقعہ پر روشنی ڈالئے۔

(۲) اب اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے یا لکھے کہ میں نے تجھ کو طلاق مغلظہ دی اور بعد کو یہ کہے کہ میرے نزدیک تین طلاقیں یک دم واقع نہیں ہوتیں، بلکہ الگ الگ طہر میں دینے سے وقوع ہوتا ہے، میں نے مغلظہ بہ نیت واحدہ کہا تھا، مجھے رجعت کرنے کا حق حاصل ہے، اور اس کا یہ کہنا صحیح مانا جاوے گا، اور رجعت ہوسکے گی، یا یہ کہ صرف مغلظہ کہنے سے تینوں طلاقوں کا وقوع ہوگا۔ رجعت ناممکن ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(او۲) طلاق کی حنفیہ کے نزدیک تین قسمیں ہیں، اول رجعی، جس میں عدت کے اندر رجعت کا حق رہتا ہے،[1] اور بعد عدت طرفین کی رضامندی سے نکاح درست ہوتا ہے، ثانی

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقين فله ان يراجعها فی عدتها رضيت بذلک او لم ترض كذا فی الهداية عالمگیری ص: ۴۷۰، ج: ۱، باب الرجعة مطبوعه مصر، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بائن، جس میں رجعت کا حق نہیں رہتا، البتہ خواہ عدت میں خواہ بعد عدت نکاح درست ہے۔[۱]

ثالث مغلظہ: جس میں نہ رجعت کا حق رہتا ہے، نہ نکاح درست ہوتا ہے، بلکہ اگر نکاح کرنا چاہے تو بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہوسکتا[۲]، اسی قسم ثالث کے متعلق یہاں گفتگو مقصود ہے۔

طلاق مغلظہ دینے کی یہاں مختلف صورتیں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ مغلظہ کا لفظ بولے یا لکھے جیسا کہ سوال ثانی میں مذکور ہے، اس صورت میں مغلظہ کا لفظ صراحۃً موجود ہونے کی وجہ سے کوئی دوسرا احتمال ہی نہیں بلاشبہ طلاق مغلظہ ہوجائے گی، اور نیت کو کچھ دخل نہ ہوگا۔[۳]

ایک صورت یہ ہے کہ اسطرح کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اس صورت میں بھی بلاتأمل تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوجائے گی، خواہ نیت کچھ ہی ہو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔[۴]

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) هداية ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه تهانوى ديوبند، مجمع الانهر ص ۸۰ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(**صفحہ ہذا**) [۱] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. عالمگیری ص: ۴۷۲، ج: ۱، مطبوعه مصر. باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، تاتارخانيه كراچی ص ۳۰۲ ج ۳ الفصل الثالث والعشرون مسائل المحلل وغيرها، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه تهانوی دیوبند، شامی کراچی ص ۴۰۹ کتاب الطلاق باب الرجعة.

[۲] وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غير نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، مطبوعه مصر، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، مجمع الأنهر ص ۸۷/۸۸ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، بحر ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه الماجديه کوئٹه.

[۳] الصريح لا يحتاج الى النية، النهر الفائق ص ۳۲۵ ج ۲ باب الطلاق الصريح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، رد المحتار كراچی ص ۲۵۰ ج ۳ باب الصريح مطلب في قول البحر إن الصريح الخ، فتح القدير ص ۳ ج ۴ باب ايقاع الطلاق مطبوعه دار الفكر بيروت. وكما يستفاد من هٰذه العبارة. ولو قال انت طالق الطلاق كله فهى ثلاث وكذلک اذا قال كل طلقة الفتاویٰ التارتار خانيه ص: ۲۹۹، ج: ۳، كتاب الطلاق. ايقاع الطلاق بعد دماله عدد ومالا عدد له.

[۴] ان طلق ثلاثا بكلمة واحدة وقع الثلاث وحرمت عليه حتى تنكح زوجاً غيره اوجز المسالک ص: ۷، ج: ۱۰، باب ماجاء في البتة، مطبوعه امداديه مكه مكرمه، شامی کراچی ص ۲۸۴ ج ۳ باب طلاق غير المدخول بها، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۳ ج ۱ كتاب الطلاق الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول.

ایک صورت یہ ہے کہ اس طرح کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی طلاق طلاق دی اس صورت میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ صرف پہلے لفظ سے طلاق کی نیت کی ہے، دوسرا اور تیسرا لفظ تاکید کے لئے کہہ دیا ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ تینوں الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہے، ان دو احتمالوں میں سے جب تک صاف طور پر نیت کا علم نہ ہوتا تھا، اور کوئی شخص کہتا تھا، کہ میری مراد احتمال اول ہے تو خیر القرون میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اپنے ابتدائی دور میں دو سال تک اس کی نیت کا اعتبار کر کے اس کو ایک ہی طلاق قرار دیتے تھے، مگر بعد میں طلاق کا وقوع زیادہ ہونے لگا، نیز دیانت میں کمی آئی تو حضرت عمرؓ نے اس قسم کے دوسرے احتمال کو قضاءً متعین فرمادیا[1] سو یہ تشریع نہیں بلکہ الفاظ طلاق کے دو احتمالوں میں سے اپنے تجربہ نیز حالت زمانہ کے متغیر ہو جانے کی بناء پر قضاءً ایک احتمال کو متعین فرمانا ہے، اور دیانۃً احتمال اول بھی جیسا کہ پہلے معتبر تھا، آج بھی معتبر ہے کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے[2] حدیث کا محمل حنفیہ نے اسی صورت کو بیان فرمایا ہے، تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے، یعنی ایسا کرنا گناہ ہے، تاہم اگر کوئی دے گا تو واقع ہو جائے گی، اور گنہ گار رہوگا[3] جیسا کہ کوئی کسی کا

---

[1] وکانو اوّلا علی سلامة صدورهم منهم انهم ارادوا التاكيد فلّما كثرالناس فی زمان عمر رضی اللّٰه عنه وكثر فيهم الخداع ونحوه مما يمنع قبول من ادعی التاكيد وحمل عمر رضی اللّٰه عنه اللفظ علی ظاهر التكرار فامضاه عليهم اوجز المسالک ص: ۹، ج: ۱۰، باب ما جاء فی البتة. مطبوعه امداديه مكه مكرمه،

[2] رجل قال لامرأته أنت طلاق أنت طالق أنت طالق وقال عنيت بالأولی الطلاق وبالثانية والثالثة إفهامها صدق ديانةً وفی القضاء طلقت ثلاثاً، تاتارخانيه كراچی ص ۲۸۹ ج۳ نوع آخر فی تكرار الطلاق وإيقاع العدد، شامی كراچی ص۲۹۳ ج۳ كتاب الطلاق باب طلاق غير المدخول بها، عالمگيری كوئٹه ص ۳۵۵ ج ۱، كتاب الطلاق الفصل الاول فی الطلاق الصريح.

[3] فالكتاب والسنة واجماع السلف توجب ايقاع الثلاث معاً وان كانت معصيةً احكام القرآن للرازی ص: ۳۸۸، ج: ۱، مطبوعه دارالكتاب العربی بيروت، باب ذكر الحجاج لايقاع الثلاث معا كذا فی الهداية ص ۳۵۵ ج۲ كتاب الطلاق باب طلاق السنة مطبوعه تهانوی ديوبند، بدائع كراچی ص ۹۶ ج۳ كتاب الطلاق وأما حكم طلاق البدعة.

چاقو چھین کر کوئی جانور ذبح کرے تو ایسا کرنا گناہ ہے، لیکن ذبیحہ حلال ہے، ظہار بھی اسی قسم سے ہے، کہ ممنوع ہے مگر اس پر حکم مرتب ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۵/۲/۵۸ھ

تین طلاق ایک نہیں بلکہ تین ہیں

سوال:- ایک آدمی نے جس نے رات کو بدرجۂ مجبوری یعنی بیوی کی بیماری کی وجہ سے اختلاط کیا ہو، صبح کو بیوی نے کچھ سخت جملے کہہ دیئے ہوں، اور غصہ میں آکر انتہائی جنون میں شوہر سے بغیر ارادہ نکل گیا ہو کہ میں نے طلاق دی تین طلاق دی طلاق دی اور بعد میں کہا ہو نہیں دی، غصہ اترتے ہی قرآن میں سورہ طلاق دیکھ کر رجعت بھی کرلی ہو جس میں لکھا ہے کہ طلاق تین بار کرکے دو دو گواہ بنالو تین طہر میں دو، اور ایک دفعہ میں تین بار کہا تو وہ ایک کے حکم میں ہوگی، ایسی حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے، (۱) جب کہ ان کے دو لڑکی ہیں، جن کو نہ اکیلا باپ پال سکتا ہے، نہ ماں، (۲) جب کہ میاں بیوی الگ نہ رہنا چاہتے ہوں، (۳) شوہر قرآن کی قسم کھا کر کہتا ہو کہ یہ جملہ بلا ارادہ نکل گیا ہے، (۴) جب کہ شوہر نے ناپاک حالت میں تین بار کہا ہو، (۵) جب کہ ایک مرد اور ایک عورت نے سنا ہو اور بیوی کو صبح کو مہینہ شروع ہوگیا، (۶) جب کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہؓ سے ایسے ہی مسئلہ پر فرمایا تھا کہ رجعت کرلے اور لوگوں کے ٹوکنے پر فرمایا تھا کہ کیا میرے ہوتے ہوئے بھی دین کے ٹکڑے کردو گے، اوپر کی باتوں سے یہ نہ سمجھا جائے کہ راستہ دکھلایا جارہا ہے، آپ سے گذارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب لکھیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کہنا کہ قرآن پاک میں لکھا ہے کہ طلاق تین بار کرکے دو دو گواہ بنالو تین طہر میں دو اور اگر

ایک دفعہ میں تین بار کہا ہوتو وہ ایک طلاق کے حکم میں ہوگی، اگر یہ لاعلمی اور کم فہمی کی وجہ سے ہے تو نہایت جسارت ہے، بے علم اور کم فہم آدمی کو ہرگز ہرگز اس کا حق نہیں ہے کہ قرآن پاک کا خود مطالعہ کرکے اس سے مسائل نکالے اس سے وہ گمراہی میں مبتلا ہوگا، اس کوتوبہ کرنا لازم ہے، اگر علم وفہم کے باوجود اس بات کوقرآن پاک کی طرف منسوب کیا ہےتو یہ انتہائی خطرناک ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اوپر افتراء اور بہتان ہے: و من اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذباً (الآیۃ[1]) قرآن پاک میں یہ کہیں نہیں ہے بلکہ تین مرتبہ صاف الفاظ سے طلاق دینے سے طلاقِ مغلظہ ہوجاتی ہے، (۱-۶) لڑکیاں ہوں یا لڑکے زیادہ ہوں یا کم، پرورش کرنے والا اکیلا باپ ہو یا کئی افراد ہوں، میاں بیوی الگ رہنا چاہتے ہوں، یا نہ چاہتے ہوں، شوہر قسم کھا کر کہے یا بغیر قسم کے کہے، بیوی جواب دے یا نہ دے، شوہر ناپاک ہو یا پاک ہو، صبح کو بیوی کا مہینہ شروع ہوجاوے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بچوں کی پرورش یکجائیت پر منحصر ہو یا نہ ہو، ان جملہ امور سے تین طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا،[2] ان سب کے باوجود واقع ہونے والی طلاق واقع ہوکر رہتی ہے، یہ طلاق واقع ہونے سے مانع نہیں جب کہ شوہر کو خود یاد نہیں کہ کتنی مرتبہ ''لفظ طلاق دی'' کہا ہے اور ایک مرد اور ایک عورت نے تین مرتبہ یہ لفظ سنا ہے، اور بیوی نے خود بھی سنا ہے، تو بیوی کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ شوہر کو اپنے اوپر قابو دے بلکہ اس سے بچنے اور علیحدہ رہنے کی ہر ممکن تدبیر کو اختیار کرے، ورنہ وہ حرام کاری میں گرفتار ہوگی،[3] قرآن پاک میں اتنا مذکور ہے کہ دو طلاق دے کر روکنے (رجعت کرنے) کا اختیار حاصل ہے، تیسری طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ حلال نہیں ہوسکتی[1] بخاری شریف

---

[1] سورۂ ہود آیت: ۱۸،

ترجمہ:-اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا، جواللہ پر جھوٹ باندھے۔(از بیان القرآن)

[2] لو قال لزوجتہ انت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا فان قال اردت بہ التاکید صدق دیانۃ لاقضاء الاشباہ والنظائر ص: ۲۱۹، القاعدہ التاسعۃ اعمال الکلام اولی من اھمالہ.

[3] والمرأۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرھا عدل لا یحل لھا تمکینہ. شامی زکریا ص: ۴۶۳، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۵۱، ج: ۳، مطبوعہ نعمانیہ ص ۴۳۲، ج: ۲، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میں امرأۃ رفاعہ کا واقعہ مذکور ہے، کہ ان کو شوہر اول کی طرف دوبارہ لوٹنے کی اجازت نہیں عطا فرمائی گئی ہے، جب تک شوہر ثانی سے ہم بستر نہ ہوجائے،[۲] تین طلاق کو ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ نے تین طلاق دیا ہے کسی کے نزدیک بھی وہ ایک طلاق نہیں ہے اس پر تمام اہل حق کا اجماع ہے،[۳] البتہ روافض کے نزدیک تین طلاق واقع نہیں ہوگی،[۴] جب کہ شوہر نے ایسی حالت میں تین مرتبہ طلاق دی ہے، کہ اس کا ارادہ بھی نہیں تھا، اوراس کو یاد بھی نہیں کہ غصہ میں کئی مرتبہ طلاق دی ہے تو یہ بحث بھی پیدا نہیں ہوگی، کہ ایک مرتبہ طلاق کی نیت سے کہا اور دوسری تیسری مرتبہ کہنے سے محض تاکید کی نیت تھی، اس مسئلہ پر مستقل رسائل بھی تصنیف کئے گئے

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) مطلب فی قول البحر ان الصریح یحتاج فی وقوعه دیانة الی النیة، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۴ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول فی الطلاق الصریح، البحر الرائق ص ۲۵۷ ج ۳ باب الطلاق مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۱] قال اللّٰه تعالیٰ : الطلاق مرتان فإمساک بمعروف أو تسریح بإحسان فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره، سورة البقرة ۲۲۹، ۲۳۰.

[۲] ان امرأة رفاعة القرظی جائت الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت یا رسول اللّٰه انّ رفاعة طلّقنی فبتّ طلاقی وانی نکحت بعده عبد الرحمن بن الزبیر القرظیؓ وانما معه مثل الهدبة قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعلک تریدین ان ترجعی الی رفاعة لا حتی یذوق عسیلتک وتذوقی عسیلته. بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج: ۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۳] فالکتاب والسنة واجماع السلف توجب ایقاع الثلاث معاً وان کانت معصیة احکام القرآن للجصاص الرازی ص: ۳۸۸، ج: ۱، باب ذکر الحجاج لا یقاع الطلاق الثلاث معاً، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت، وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من أئمة المسلمین إلی أنه یقع ثلاث شامی کراچی ص ۲۳۳ ج ۳، کتاب الطلاق، فتح القدیر ص ۴۶۹ ج ۳ باب طلاق السنة مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۴] وذهب اهل الظاهر وجماعة منهم الشیعة الی ان الطلاق الثلاث جملة لا یقع الا واحدة زیلعی ص: ۱۹۱، ج: ۲، کتاب الطلاق، مطبوعه امدادیه ملتان، اوجز المسالک ص ۶ ج ۱۰ کتاب الطلاق ما جاء فی البتة مطبوعه امدادیه مکة مکرمة.

ہیں، ان میں تفصیلی دلائل مذکور ہیں، اگر کسی روایت سے تین طلاق کے بعد حقِ رجعت باقی رہنے کا شبہ بھی ہوسکتا ہے، تو اسکو بھی حل کر کے سد باب کر دیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۸۸ھ

تین طلاق کے بعد کسی دوسرے مذہب پر عمل کرنا

سوال:- زید نے ایک دن صبح سویرے معمولی بات پر اپنی بیوی ہندہ سے غصہ میں کہہ دیا کہ جب مجھ سے جھگڑتی رہتی ہے تو تم طلاق طلاق طلاق، تم تم کے بعد اس کو استعمال نہیں کیا، جب اس مسئلہ کو بعض حنفی عالم کے سامنے بطورِ استفتاء رکھا گیا تو جواب ملا کہ زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوئی ہے، اور بغیر حلالہ زید پر وہ حرام ہے، حلالہ کا نام سن کر زید کی مطلقہ کہنے لگی، کہ میں شوہر کے گھر سے ہرگز نہ نکلوں گی، اگر نکال دیا گیا تو خودکشی کرلوں گی، عورت کی اس دھمکی کے بعد ثانیاً اس حنفی عالم سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ضرورتِ شدیدہ کے موقع پر دوسرے اماموں کے مذہب پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے، چنانچہ انھوں نے شافعی مسلک یا دوسرے امام کے مذہب پر فتویٰ دیا، اس لئے زید نے ہندہ سے تجدیدِ نکاح کرلیا، دریافت طلب یہ ہے کہ ہندہ پر اس صورت میں کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی، لفظ ''تم'' کے بعد ''کو'' ذکر نہ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا: **وفی انت الطلاق او طلاق او انت طلاق الطلاق او انتِ طلاق طلاقاً تقع واحدة رجعية[1] ومتٰی کرر لفظ الطلاق وقع الکل (درمختار[2]) وقال اللّٰہ تعالٰی الطلاق مرّتانِ**

[1] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص۴۶۳ ج۴، مطبوعہ کراچی ص۲۵۱ ج۳. اول باب الصریح، عالمگیری کوئٹہ ص۳۵۵ ج۱ الباب الثانی الفصل الاول فی الطلاق الصریح. (بقیہ آئندہ پر)

الٰی قولہ فان طلقها فلاتحل له من بعد تنكح زوجاً غيره (الآية[۱]) اب بغیر حلالہ کے تعلق زوجیت کا کام کرنا حرام ہے، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے، یہی حدیث شریف سے ثابت ہے، اس پر صحابہ وتابعین کا اجماع ہے[۲]، اس کے خلاف کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں، جوعورت قرآن وحدیث واجماع کے خلاف حکم حاصل کرنا چاہتی ہے، اور حکم نہ ملنے پر خودکشی کی دھمکی دیتی ہے، تو اس کی خاطر حکم میں تبدیلی کا کسی کو حق نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ ۲۳/۷/۸۷ھ

(گذشتہ کا بقیہ) [۲] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۲۹۳ ج۳، مطبوعہ زکریا ص ۵۲۱ ج۴، قبیل باب الکنایات، تاتارخانیہ کراچی ص۲۸۶ ج۳ نوع آخر تکرار الطلاق الخ عالمگیری کوئٹہ ص۳۵۶ ج۱ باب ثانی فصل اول.

[۱] سورہ بقرہ آیت: ۲۳۹،۳۰،

ترجمہ: وہ طلاق دومرتبہ ہے، پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کوتو پھر وہ اس کیلئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔ (از بیان القرآن)

[۲] فصار الاجماع علی ذلک ولا یمکن اجماعهم علی باطل فالحق الصریح انه اذا طلق الرجل امرأته ثلثا مجموعا اومفرقاً یکون ثلثا لا واحداً وهو الذی ادین الله به بذل المجهود ص: ۲۸۰، ج: ۳، تحت باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث. مطبوعه رشيديه سهارن پور. ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم الاوزاعی والنخعی والثوری وابوحنيفة واصحابه ومالک واصحابه والشافعی واصحابه واحمد واصحابه واسحاق وابوثور وابوعبيد وآخرون كثيرون على ان من طلق امرأته ثلاثاً وقعن ولكنه يا ثم وقالوا من خالف فيه فهو شاذ مخالف لاهل السنة ومن لا يلتفت اليه لشذوذه عن الجماعة اللتى لا يجوز عليهم التواطؤ على تحريف والكتاب والسنة عمدة القارى ص: ۲۳۳، ج: ۱۰، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه دارالفكر بيروت، فتح القدير ص ۴۶۹ ج۳ باب طلاق السنة، دار الفكر بيروت.

لفظ طلاق، طلاق، طلاق کا حکم

سوال:-ایک بیوہ کا عقد نکاح ان لوگوں نے جو عرصہ دراز سے اس بیوہ کے کھلانے پلانے کے ذمہ دار تھے، ایک شخص کیساتھ اسکے باپ یعنی مسماۃ بیوہ کے خسر کی بغیر رضامندی کر دیا تھا، جس کو ہفتہ عشرہ گذر گیا، بیوہ کا خسر مذکوراسی روز سے ناخوش رہااوراسکےلڑکے ودیگرلوگ اسکوراضی کرنے کی کوشش کرتے رہے، اسپر باپ بیٹوں میں جھگڑا ہوتا رہا، ایک روزلڑکے اپنے باپ کو راضی کرنے کی کوشش کرر ہے تھے، کہ مسماۃ بیوہ کا شوہر بھی وہاں پہنچ گیااوراسنے اپنی زوجہ کے خسر کورنجیدہ دیکھ کراس کودھمکانے کے خیال سے یوں کہااگرتم راضی نہیں ہوتے تو میں قصہ ہی ختم کئے دیتاہوں، اور لفظ طلاق، طلاق، طلاق، تین بار کہا پھرفوراً پشیمان ہوااسلئے کہ میری زوجہ مجھ سے خوش تھی، اور میں بھی خوش تھا، لیکن غصہ میں غلطی سے کہہ دیا۔

(۲) اب گذارش ہے کہ صورت مذکورہ میں نکاح وباہمی تعلق زوجین باقی رہایانہیں اورکوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے، جس سے عقد نکاح قائم رہے، اور مذکورہ بالا الفاظ سے کون سی طلاق واقع ہوئی اور نکاح ثانی ہوسکتا ہے، یانہیں اگر ہوسکتا ہے، تو کس صورت سے اب اس کا خسر بھی راضی ہوگیاہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں شرعاً طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اب بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں حلالہ کی صورت یہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ عدت گذار کر باقاعدہ نکاح کرے اور وہ شخص صحبت کرے پھر بقضاء الٰہی مرجائے، یاطلاق دیدے تو پھر بعد عدت دوبارہ نکاح درست ہوگااس سے پہلے درست نہیں۔

وان كرر لفظ الطلاق وقع الكل .در محتار[1] ج:۲، ص:۷۱۰،وينكح مبانة بما

---

[1] درمختار على الشامى زكريا ص:۵۲۱، ج:۴، مطبوعه نعمانيه ص:۴۶۰، ج:۲، مطبوعه كراچى ص:۲۹۳، ج:۳، فروع من باب طلاق غير المدخول بها، عالمگيرى كوئٹه ص۳۵۵ ج۱ كتاب الطلاق الباب الثانى الفصل الاول، تاتارخانيه ص۲۸۶ ج۳ نوع آخر تكرار الطلاق وايقاع العدد مطبوعه كراچى.

دون الثلث فی العدة وبعدها بالاجماع لا مطلقة بها ای بالثلاث حتی یطأها غیره بنکاح نافذ ویمضی عدّته. تنویر درمختار[۱] **ج: ۲، ص: ۸۲۹.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۲۶/ ۶۱ھ

اگر تنہائی ہو چکی تھی تو حسب تصریح مفتی صاحب طلاق مغلظہ واقع ہوگی اور حلالہ ضروری ہوگا، اور اگر تنہائی نہیں ہوئی تھی تو پھر طلاق مغلظہ ان الفاظ سے نہیں ہوتی، حلالہ کی ضرورت نہیں دوبارہ نکاح کرنا کافی ہوگا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ سعید احمد غفرلہٗ ۲۶/ جمادی الثانیہ ۶۱ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۶/ جمادی الثانیہ ۶۱ھ

تین طلاق تین لفظوں سے

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو پہلے ایک طلاق بائن دے کر تھوڑی دیر کے بعد کہا میری فلانی بیوی کو ایک دو تین طلاق دیا، بائن طلاق کیا، کیا اب وہ بغیر تحلیل عورت مذکورہ کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یا نہیں اور کتنی طلاق واقع ہوئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عورت مدخولہ ہے، تو صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے رکھنا

---

۱ الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص: ۵۳۷، ج: ۲، مطبوعه کراچی ص: ۴۰۹، ج: ۳، مطبوعه ص: ۴۰، ج: ۵. باب الرجعة، النهر الفائق ص ۴۲۰ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص ۲۵۷ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوع امدادیه ملتان.

۲ وإذا قال لامرته أنت طلاق وطالق ولم یعلقه بالشرط ان کانت موخولةً طلقت ثلاثاً وان کانت غیر مدخولةٍ طلقت واحدةً، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۵ ج ۱ الباب الثانی، الفصل الاول، المحیط ص ۴۰۷ ج ۴ الفصل الرابع فیما یرجع إلی صریح الطلاق مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانیه کراچی ص ۲۹۰ ج ۳ کتاب الطلاق، نوع آخر تکرار الطلاق وایقاع العدد.

حرام ہے[۱]: الصرّیح یلحق الصّریح والبائن والبائن یلحق الصّریح الصرّیح ما لا یحتاج الٰی نیة بائنا کان الواقع به او رجعیًا درمختار ص:۲۲۵، ج: ا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

طلاق دیا دیا دیا سے کونسی طلاق ہے؟

سوال:- زید نے غصہ میں کہا کہ میرے سالے سے کہہ دینا کہ اپنی بہن کو رکھے میں نے طلاق دیا دیا دیا، اس کے بعد زید دوسرے مکان میں گیا، وہاں بھی عورتوں کے دریافت کرنے پر کہا کہ ہاں میں نے طلاق دیدیا، تیسری جگہ بھی دریافت کرنے پر کہا کہ ہاں میں نے طلاق دیدیا، تو اس صورت میں کون سی طلاق ہوگی؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے اس کو رکھنا جائز نہیں[۳]، ہاں اگر زید یہ کہے کہ میں نے ''طلاق دیا'' کے بعد جو دوسری اور تیسری مرتبہ لفظ ''دیا دیا'' کہا ہے اس سے

---

[۱] وینکح مبانة بمادون الثلث فی العدة وبعدها بالاجماع لا مطلقة بها ای بالثلاث حتی یطأها غیره بنکاح نافذ ویمضی عدته. الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص:۵۳۷، ج:۲، مطبوعه کراچی ص:۴۰۹، ج:۳، مطبوعه زکریا ص:۴۰، ج:۵، باب الرجعة، النهر الفائق ص۳۵۵ ج ا کتاب الطلاق الفصل فیما تحل به المطلقة، زیلعی ص۲۵۷ ج ۲، فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:۵۴، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۳۰۶، ج:۳، مطبوعه نعمانیه ص:۴۶۹، ج:۲، باب الکنایات، مطلب الصریح یلحق الصریح والبائن، النهر الفائق ص۳۶۲ ج۲ کتاب الطلاق باب الکنایات مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، مجمع الأنهر ص۴۰ ج۲ کتاب الطلاق فصل فی الکنایات الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها. عالمگیری ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، البحر الرائق ص۵۶ ج۴ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مجمع الأنهر ص۸۸/۸۷ ج۲ باب الرجعة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

محض خبر یا تاکید مقصود ہے، تو زید کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا، اور ایک طلاق رجعی کا حکم لگایا جائے گا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹؍۷؍۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۷؍۸۷ھ

طلاق دیدی دیدی دیدی کا حکم دیوبند وغیرہ کے فتاویٰ

سوال:- (۱) زید نے اپنی زوجہ کو حسب ذیل کلمات کہے میں نے طلاق دیا، دیا، دیا ان کلمات سے کتنی طلاقیں اور کس نوع کی طلاق ہوئی۔

(۲) زید کی زوجہ نے کہا کہ مجھے فارغخطی دیدو، زید نے کہا کہ اچھا نہیں مانتی ہو۔ طلاق دیدی، دیدی، دیدی، اب دریافت یہ ہے کہ کتنی طلاقیں ہوئیں۔

ضروری عرض:- جواب میں جن مأخذ سے اخذ کیا جاوے ان سے بھی مطلع فرمایا جاوے تاکہ بوقت ضرورت اصل کی طرف رجوع کیا جاسکے، جواب سے جلد سرفراز فرما جاوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اس صورت میں تین طلاق کا حکم دیا ہے، تتمہ امداد[۲] الفتاویٰ، لفظ طلاق اگرچہ ایک مرتبہ مذکور ہے، لیکن اس کے ساتھ جو لفظ دیا تین مرتبہ

---

[۱] کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین ای وقع الکل قضاء وکذا اذا اطلق اشباہ ای بان لم ینو استئنافا ولا تاکیداً لان الاصل عدم التاکید. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۵۲۱، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۹۳، ج: ۳، مطبوعہ نعمانیہ ص: ۴۶۰، ج: ۲، فروع من طلاق غیر المدخول بھا، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۶ ج ۱ الباب الثانی الفصل الاول فی الطلاق الصریح، تاتارخانیہ کراچی ص ۲۸۶ ج ۳ نوع آخر فی تکرار الطلاق وإیقاع العدد الخ.

[۲] امدادالفتاویٰ ص: ۴۴۷، ج: ۲، کتاب الطلاق، عنوان طلاق دیدی دیدی دیدی کرومیرا کیا کرتی ہو، مطبوعہ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند۔

مذکور ہے، وہ متعدی ہے، جو مفعول کو چاہتا ہے، جس طرح فاعل کو ہر فعل کے ساتھ ماننا ضروری ہے، مفعول کو بھی اس صورت میں ماننا ضروری ہے، کسی فقہ کی کتاب میں اس کے خلاف نہیں دیکھا ایسی حالت میں تتمہ امداد الفتاویٰ پر قناعت اور اعتماد کافی ہے۔

(۲) یہ بھی نمبر ۱ کی طرح ہے، اگر صرف فارغخطی کا لفظ کلام زوج میں ہوتا ہے، تو طلاق بائن واقع ہوتی، ہکذا فی عزیز الفتاویٰ[1] ص:۱۴۴، ج:۷۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۸/۶۷ھ

جواب منجانب فرنگی محل لکھنؤ عبد القادر صاحب

ھوا المصوب۔ عالم گیری میں ہے، زن راگفت ترا طلاق دادم مرد ماں ملامت کردند گفت دیگر دادم نہ گفت ویرا ونہ گفت طلاق قال یقع اذا کان فی العدّۃ . اور اسی کتاب میں ہے ولو قالت مرا طلاق کن مرا طلاق کن مرا طلاق کن فقال کردم، کردم، کردم، تطلق ثلاثا وھو الاصح ولو قالت مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ فقال دادم یقع واحدۃ۔[2] پس صورت مسئولہ میں جب کہ شوہر نے اپنی زوجہ کے طلاق مانگنے پر تین مرتبہ کہا کہ طلاق دیدی تو طلاق مغلظہ ہو جائے گی اسی طرح اگر اس نے زوجہ سے از خود یہ کہا کہ طلاق دی، دی، دی تو اس سے طلاق مغلظہ ہو جائے گی۔ واللہ اعلم مہر عبد القادر

نقل جواب از مولانا اعزاز علی صاحب مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند

تحریر جواب کے وقت تتمہ ثانیہ امداد الفتاویٰ بھی میرے سامنے تھا میں نے جو کچھ عرض کیا ہے

---

[1] عزیز الفتاویٰ ص: ۴۹۲، ج ۱، کتاب الطلاق فصل فی الرجعة مطبوعه دار الاشاعت کراچی.

[2] فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص ۳۸۳/۳۸۴ ج ۱ الباب الثانی، الفصل السابع فی الطلاق بالألفاظ الفارسیة.

وہ سمجھ کر عرض کیا ہے لفافہ ہوتا تو مفصل عرض کرتا ظاہر ہے کہ دیدی میں دینے کو بار بار کہہ رہا ہے طلاق کا اعادہ نہیں کرتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایقاع کی تاکید کر رہا ہے، نہ کہ واقع (طلاق) کی تکرار پس اس صورت میں چند طلاقیں کیونکہ واقع ہوں گی۔

رہی یہ بات کہ دیدینا فعل متعدی ہے، اس کا مفعول محذوف نکالنا ہے، تو فقہ اور اصول فقہ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ ان اکلت اور ان اکلت طعاماً کے احکام میں فرق ہے، حالانکہ اکلت متعدی اور اس کا مفعول یہ طعاماً ہی ہوسکتا ہے، اسی طرح انت طالق اور انت طالق طلاقاً میں فرق ہے، اور اسی طرح طلقتک اور طلقتک تطلیقةً میں بھی فرق ہے، پس محذوف کو ملفوظ پر قیاس کرنا دشوار ہے، ہاں اگر اصحاب فتویٰ کی کوئی روایت اس میں ہوتو بلاکسی تاخیر کے عرض کردوں گا، کہ مجھے غلطی ہوئی مگر تتبع کے باوجود مجھ کو اس بارہ میں روایت نہیں ملی اھ۔

اعزاز علی غفرلہ ۳/شعبان ۶۷ھ

مسعود احمد عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

مخدوم وحضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی ......السلام علیکم

استفتاء مع جواب مرسل ہے۔

صورت مسئولہ بالا میں مولانا اعزاز علی صاحب نے رجعی طلاق کا حکم دیا ہے، ان پورے فتوؤں کی نقلوں سے آگاہ کر کے آخری رائے معلوم کی تھی، جو جواب آیا اس کی نقل مرسل ہے، اس ناکارہ کو بھی تین طلاق کے وقوع میں تردد ہے، بظاہر ایقاع کی تائید مفہوم ہوتی ہے، اس سلسلہ میں اگر مناسب ہوتو مولانا اعزاز علی صاحب سے خط وکتابت کر کے آخری رائے سے مطلع فرمائیں، یا اگر اختلاف ہوتو احقر کو مطلع فرمائیں۔ جس شخص کا یہ معاملہ ہے، اس کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

ابرارالحق ہردوئی

۳/رمضان المبارک ۶۷ھ مطابق ۱۱/جولائی ۴۸ھ

محترمی .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج آپ کا دوسرا لفافہ ملا جس میں دیوبند کے جواب کی نقل بھی ہے، اور دیوبند سے خط وکتابت کرکے آخری رائے دریافت کی گئی ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ کتب متداولہ متقدمہ معتبرہ کی نقل نہ یہاں کے فتویٰ میں ہے نہ دیوبند کے اسی بناء پر یہاں کے فتویٰ میں تتمہ امداد الفتاویٰ پر اعتماد کرکے حضرت تھانویؒ کی رائے نقل کردی گئی تھی، اگر اس سے قوی چیز کوئی ہوتی تو اس پر قناعت کی کیا ضرورت تھی نوادر کا جزئیات صریحہ بھی پیش کیا تھا: (**فیہ ای فی مختصر الجزئیۃ) ایضاً ولو قالت مرا طلاق کن فقال الزوج کردم کردم کردم طلقت ثلاثاً اھ فتاویٰ مجموع النوادر قلمی ورق ص: ۴۷۰**.[1]

جو پہلے فتویٰ میں تھا، اگر آپ دیوبند بھیجتے وقت وہ بھی تحریر کردیتے اور پھر حضرت مولانا اعزاز علی صاحب مدظلہ کی رائے دریافت کرتے تو انسب تھا تاکہ جواب میں ردّاً یا قبولاً اس سے بھی تعرض فرماتے، اب اختلاف دیوبند اور تھانہ بھون کے فتویٰ میں ہوا اور لکھنؤ کا فتویٰ ثانی کے مؤید ہے، میرے تحریر تو مدعیانہ نہیں اس لئے مجھے اس خط وکتابت کا حق نہیں، آپ اگر مکرر مراجعت کریں، تو مزید معلومات سے مجھے بھی مطلع کریں۔

میری گذشتہ رائے آپ کو پہلے سے معلوم ہے، اسمیں حضرت تھانویؒ کی تحریر کی وجہ سے اضمحلال آیا اگرچہ کلیۃً بدلی نہیں، مگر حضرت کی رائے کے خلاف فتویٰ دینے کی ہمت نہیں خاص کر جب کہ نص نہ ہو مدار صرف رائے پر ہو کانپور کا فتویٰ بھی دیوبند کے فتویٰ کے خلاف تھا، دیوبند کے اس فتویٰ میں رجعی کی تصریح نہیں، یہ آپنے کہاں سے سمجھا کہ رجعی کا حکم دیا ہے، کیا آپ نے نقل میں اختصار کیا ہے، یا چند طلاق کی نفی سے سمجھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود حسن غفرلہ ۵/۹/۶۷ھ

نوٹ:- ان سب تحریرات کی ایک نقل مجھے بھی درکار ہے۔

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص: ۳۸۴، ج: ۱، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ.

ایک طلاق دی ایک طلاق دی ایک طلاق دی سے کتنی طلاق ہوئی

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کی نا اتفاقی کی وجہ سے چند مرد عورتوں کے مجمع میں اسے یوں کہا کہ میں تجھ کو ایک طلاق دی میں تجھ کو ایک طلاق دی میں تجھ کو ایک طلاق دی اس قسم سے تین چار دفعہ کہا فوراً اس نے اس محلے کے ایک مولوی شبیر صاحب سے یہ واقعہ اس مجمع میں بیان کیا مولوی صاحب نے گواہ وغیرہ سے تحقیق کر کے ایک طلاق رجعی کا حکم دیا، پھر اس نے پردیسی دو عالم معتبر کے پاس جا کر اس واقعہ کو بیان کیا، مگر وہ دونوں مولوی صاحب نے تین طلاق بائن مغلظہ کا فتویٰ دیا، پھر اس نے اس مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ کر کے ایک ثالث مولوی صاحب کو امین وفیصل (چن) لیا، امین صاحب نے مولوی شبیر سے پوچھا بھائی آپ نے طلاق رجعی کا حکم کیوں دیا، اس نے اپنی دلیل پیش کیا، پھر امین صاحب نے ان دونوں معتبر عالم صاحبان سے پوچھا آپ حضرات نے تین طلاق مغلظہ کا حکم وفتویٰ کس طرح دیا، ان دونوں مولوی صاحبان نے جواب دیا کہ اس نے خود جا کر ہمارے پاس تین دفعہ تین طلاق کو بیان کیا، لہٰذا ہم نے وہ حکم دیا لیکن طالق اس کا انکار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں نے عندالواقعہ بھی تین دفعہ تجھ کو میں ایک طلاق دی یا چار دفعہ کہا اور آپ حضرات کے نزدیک بھی اس طرح کہا اور کہتا ہے عندالواقعہ بھی اور آپ حضرات کے پاس بھی تین طلاق نہیں کہا، فقط ایک طلاق دی، ایک طلاق دی کہا، امین صاحب دو معتبر مولوی صاحب کا بیان سنتے ہی حیران وپریشان ہوا، چونکہ ادھر کے عالم معتبر حقانی ادھر ایک جاہل جاویدانی تاہم امین صاحب نے شبیر کے قول اور فتویٰ کو ترجیح دیا اور بہت دعائے خیر دی، چونکہ اس کا جواب واقعہ کے مطابق ہوا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مولوی شبیر صاحب اور امین صاحب حق پر ہیں یا وہ دونوں معتبر عالم صاحبان۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں قضاء طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اگر شوہر کی نیت یہ تھی کہ پہلے لفظ سے طلاق دے رہا ہوں اور دوسرے تیسرے لفظ کو فقط تاکید وتفہیم کیلئے ذکر کیا اور طلاق کی نیت ہرگز نہیں تھی، تو دیانۃً اس کی نیت معتبر ہے، مگر قضاءً اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔

رجل قال لا مرأته أنت طالق أنت طالق انت طالق فقال عنيت بالاولیٰ الطلاق وبالثانية والثالثة افهامها صدق ديانة وفى القضاء طلقت ثلاثاً كذا فى فتاویٰ قاضی خان متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أوبغير حرف الواو يتعدد الطلاق وان عنى بالثانى الاوّل لم يصدق فى القضاء فتاویٰ عالمگیری[1] ص: ۳۰۰، جلد ۱، كرر لفظ الطلاق وقع الكل وإن نوى التاكيد دين ووقع الكل قضاءً وكذا اذا اطلق اشباه اى بان لم ينوا ستينافا ولا تاكيد الان الاصل عدم التاكيد درمختار وشامی[2] ص: ۷۱۰، ج: ۲. فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶۰/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶۰/۱۱/۲۸ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرس مظاہر علوم سہارن پور

بیوی کو ایک دو تین کہنا

سوال: -زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کچھ اَن بَن ہونے پر اس کی مار پیٹ کی، بعد یہ کہا کہ

---

۱ عالمگیری ص: ۳۵۶، ۳۵۵، ج: ۱، الفصل الاول فی الطلاق الصریح، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیه کراچی ص ۲۸۹ ج۳ نوع آخر فی تکرار الطلاق وایقاع العدد، شامی کراچی ص ۲۹۳ ج۳، باب طلاق غیر المدخول بها.

۲ الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص: ۴۶۰، ج: ۲، مطبوعه زکریا ص: ۵۲۱، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۹۳، ج: ۳، باب طلاق غیر المدخول بها. قبیل باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۶ ج ۱ الباب الثانی الفصل الاول، تاتارخانیه کراچی ص ۲۸۹ ج۳ تکرار الطلاق وایقاع العدد.

ایک دو تین، اس کے کچھ دیر بعد زید اپنی ماں سے کہنے لگا کہ اس کو اس کے میکہ پہنچادو، اس کی ماں نے کہا کہ اچھا کل پہنچادوں گی، اس واقعہ کے تین روز گذرنے کے بعد ہندہ کا والد کسی ضرورت سے ہندہ کے گاؤں میں پہنچا تو اس کو وہاں کسی آدمی کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی ہندہ کے والد نے زید کو تخلیہ میں بلا کر گفتگو کی اور پوچھا کہ تم نے ہندہ کو طلاق دیدی، تو زید خاموش ہو گیا، پھر اصرار کرنے پر زید نے ''ہاں'' کہا، بات کلیر ہے، تو اب حکمِ شرع کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لفظ ایک دو تین اصالۃً طلاق کیلئے موضوع نہیں بلکہ گنتی کیلئے موضوع ہے، جس سے طلاق کی گنتی بھی مراد لی جاتی ہے اور غیر طلاق کی بھی اور عامۃً تو اس کا معدود بھی ذکر کیا جاتا ہے، اور کبھی کبھی قرینہ مقام کے لحاظ سے صرف ذکر عدد پر کفایت کی جاتی ہے، معدود کو مخاطب بغیر ذکر کئے سمجھ جاتا ہے، اور کبھی یہ کسی کام کو پختہ کرنے اور انتہا تک پہنچانے کیلئے بھی بولا جاتا ہے، مثلاً نیلام کی جب بولی ختم کرنا ہو تو ایک دو تین بول دیتے ہیں، یا کسی کام کو شروع کرنے کیلئے ایک دو تین بول دیتے ہیں، پس اگر زید نے اس لفظ ایک دو تین سے یہ مراد لیا ہے، کہ میں نے بیوی کو ایک دو تین طلاق دیدی، تو طلاق مغلظہ ہوگئی، اور ایسا کہنے کے بعد بیوی کو میکہ بھجوادینا، اور خسر کے باصرار دریافت کرنے پر ''کہ کیا تم نے ہندہ کو طلاق دیدی الخ'' یہ کہنا کہ ہاں بات صاف کلیر ہے، تو قرینہ ہے کہ زید کی مراد طلاق ہی ہے، بلکہ خسر کو جو کچھ جواب دیکر اقرار کیا اس سے تو مراد واضح ہوگئی: **لو قال لا مرأته انت بثلاث قال ابن الفضيل اذا نوى يقع ولو قال انت منى ثلاثاً طلقت ان نوىٰ او كان فى مذاكرة الطلاق قوله بثلاث دل علىٰ عدد طلاق مقدر نواه المتكلم ا هـ شامى**[1] **ص: ۴۴۸، ج: ۲، (قبل طلاق غيرا لمدخول بها**

---

[1] شامی زکریا ص۴۹۷ ج۴، مطبوعہ کراچی ص۲۷۵، ج:۳، باب الصریح، مطلب فی قول الامام ایمانی کایمان جبریل، عالمگیری کوئٹہ ص۳۵۷ ج۱ الفصل الاول فی الطلاق الصریح، تاتارخانیہ ص۲۷۸ ج۳ إيقاع الطلاق بطريق الإضمار وترك الإضافة مطبوعہ کراچی.

بثلاثة اوراق) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸؍۴؍۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

ایک دو تین سے طلاق

سوال:- ایک شخص اپنی بیوی کو لینے کے لئے اپنی سسرال میں گیا اور جا کر بیوی کو لے جانے کا تقاضا کیا، لڑکی کے والدین نے کہا کہ شعبان کا چاند دیکھتے ہی فوراً لے جانا بہت جدوجہد ہوئی، شوہر مذکور نے کہا کہ اس وقت لے جاؤں گا ورنہ میں کچھ اور کہہ دوں گا، خسر نے کہا کہ کیا کہے گا کہہ دے، شوہر مذکور نے فوراً کہا ایک دو تین نہ جانے طلاق دی، فوراً اپنا تھیلا اور بکس طلب کر کے چلا گیا، تو ایسے لفظوں سے طلاق پڑ جاتی ہے، یا نہیں؟ جو کچھ احادیث وغیرہ سے ثابت ہے، تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک دو تین سے بھی اگر طلاق ہی مراد ہے، تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی، بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا[1] اگر یہ مراد نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فوراً ابھی بغیر کسی انتظار یا تاخیر کے میں نے طلاق دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت (تین ماہواری) گذرنے سے پہلے اپنی دی ہوئی طلاق واپس لے سکتا ہے[2]، اگر طلاق واپس نہ لی تو عدت

---

[1] کما یستفاد من هذه العبارة ولو قال لا مرأته انت بثلاث قال ابن الفضل اذا نوی یقع ولو قال انت منی ثلاثاً طلقت ان نوی او کان فی مزاکرة الطلاق. شامی زکریا ص:۴۹۷، ج:۴. مطبوعه کراچی ص؛۲۷۵، ج:۳، مطبوعه نعمانیه ص:۴۴۸، ج:۲، باب الصریح، مطلب فی قول الامام ایمانی کایمان جبرئیل، منحة الخالق ص۲۵۳ ج۳ باب الطلاق، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، تاتارخانیه ص۲۷۷ ج۳ کتاب الطلاق نوع آخر فی الایقاع بطریق الإضمار، مطبوعه کراچی.

[2] واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطلقتين فله ان يراجعها فی عدتها (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ختم ہونے پر بائنہ ہوجائے گی، پھر دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح درست ہوگا[۳]، طلاق واپس لینے کی بہتر صورت یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی طلاق واپس لے لی۔[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۸۸ھ

طلاق، طلاق، طلاق کا حکم

سوال:- زید وعمر سالے بہنوئی ہیں، دونوں کے درمیان خانگی معاملہ میں جھگڑا ہوتا رہا، زید کو بے حد غصہ آگیا جو جنون کی حد سے گذر گیا، یہاں تک کہ اچھے برے کی تمیز باقی نہ رہی اور زید نے کہا، تو پھر اچھا طلاق طلاق طلاق، زید نے نہ اپنی بیوی کو مخاطب کیا نہ بیوی کا نام لے کر کہا اور نہ دیا کا لفظ کہا نہ دی کا لفظ کہا، پس طلاق تین بار کہا، زید کی بیوی عمر کی دور کے رشتہ کی بھانجی ہوتی ہے، مطلع فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ صحیح ہے، کہ شوہر نے نہ بیوی کو مخاطب کیا نہ بیوی کا نام لے کر کہا اور نہ دیا کا لفظ کہا نہ دی کا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) رضیت بذلک اولم ترض هدایه ص: ۳۹۴، ج: ۲، باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص ۸۰ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها هدایه ص: ۳۹۹، ج: ۲، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، مجمع الأنهر ص ۸۷ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بدائع کراچی ص ۱۸۷ ج ۳ کتاب الطلاق فصل واما الطلاق البائن فنوعان.

[۴] ویستحب ان یشهد علی الرجعة شاهدین فان لم یشهد صحت الرجعة هدایه ص: ۳۹۵، ج: ۲، باب الرجعة، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۴۶۸ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة، تاتارخانیه ص ۵۹۴ ج ۳، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل الرجعة طبع کراچی.

لفظ کہا، بس طلاق تین مرتبہ کہا ہے، لیکن طلاق اپنی بیوی ہی کو دی جاتی ہے، کسی غیر کو نہیں اور یہاں تو بیوی کا تذکرہ بھی ہے اور اس کی برائی سن کر اس سے متأثر ہو کر طلاق دی ہے، طلاق کیلئے نہ دیا کی ضرورت نہ دی کی، نہ بیوی کو خطاب کی نہ اس کا نام لینے کی، بغیر ان سب باتوں کے بھی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے، اور دیتا ہے، اور طلاق واقع ہو جاتی ہے[1]، اور تین مرتبہ کہنے سے طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے، اب بغیر حلالہ کے اس کو رکھنا درست نہیں[2]، اس کو چاہئے کہ عدت گذار کر دوسرے شخص سے با قاعدہ نکاح کرے، خانگی جھگڑے میں غصہ آہی جاتا ہے، اور بحالتِ غصہ ناشائستہ الفاظ بھی زبان سے نکل جاتے ہیں، بڑوں کا احترام بھی ختم ہو جاتا ہے، چھوٹوں پر شفقت بھی باقی نہیں رہتی، کسی پر دست درازی کی بھی نوبت آجاتی ہے، اِن چیزوں کی وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کو جنون ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱/۹/۱۳۸۵ھ

طلاق، طلاق، طلاق کا حکم

سوال:- میری (محمد ہارون) شادی اختر علی کی دختر سے ہوئی ہے، صفدر علی میرا حقیقی سالا ہے، صفدر علی کی شادی شیخ عالم کی دختر سے بعوض دَین مہر گیارہ سو روپئے اور ایک اشرفی پر ہوئی ہے،

---

[1] ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق یفهم منه انه لو لم یقل ذلک تطلق امرأته لان العادة اَنّ من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها. شامی نعمانیه ص: ۴۳۰، ج: ۲، مطبوعه زکریا ص: ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۸، ج: ۳، باب الصریح، مطلب شن بوش یقع به الرجعی، بحر ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] وینکح مبانته بما دون الثلث فی العدة وبعدها بالاجماع لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ بها ای بالثلاث حتی یطأ غیره وتمضی عدته. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۴۰، ج: ۵، مطبوعه نعمانیه ص: ۵۵۳، ج: ۲، مطبوعه کراچی ص: ۴۰۹، ج: ۳، باب الرجعة، النهر الفائق ص ۳۵۵ ج ۲ کتاب الطلاق الفصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۵۷ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه امدادیه ملتان.

میں بحیثیت گواہ کے مندرجہ ذیل بیان دیتا ہوں کہ یہ شوہر کام کرنے کھیت پر گیا تھا، صفدر علی کی بیوی قمر النساء کہتی ہے کہ جب وہ دوپہر کے وقت گھر آئے تو ان کی بیوی قمر النساء کھانا لائی تو دال صبح کی پکی ہوئی تھی، اس پر انہوں نے کہا کہ دال باسی ہے، محمد ہارون مذکور نے کہا کہ یہ دال صبح کی پکی ہوئی ہے، اس کے بعد قمر النساء چلی گئی، اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد صفدر علی نے میرے سامنے لفظ طلاق، طلاق، طلاق کہا، لہٰذا بیوی قمر النساء کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آدمی طلاق اپنی بیوی ہی کو دیا کرتا ہے، کبھی صراحتاً اس کی طرف نسبت کر دیتا ہے، مثلاً یہ کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، کبھی نہ بیوی کی طرف صراحتاً نسبت کرتا ہے، نہ اپنی طرف طلاق دینے کو منسوب کرتا ہے بلکہ صرف طلاق دی، یا طلاق ہے، یا طلاق کہہ دیتا ہے، اور تصور یہی ہوتا ہے، کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ بیوی کو طلاقن کہہ کر پکارتا ہے، تو اس سے بھی طلاق ہوجاتی ہے، ہاں اگر کوئی شخص یہ لفظ کہے کہ طلاق دیدی اور اس کا تصور یہ نہ ہو کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی بلکہ تصور یہ ہو کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو شرعاً اس کی نیت معتبر ہوگی، اور اس کا قول قسم کے ساتھ صحیح مانا جائے گا: **صريحه ما لم يستعمل الا فيه كطلقتك و انتِ طالق ومطلقة قيد بخطابها لانه لوقال ان خرجت يقع الطلاق او لا تخرجي الا باذني فاني حلفتُ بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها اهـ(درمختار) قوله لتركه الاضافة اى المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الاشارة نحو هٰذه طالق وكذا نحو امرأتي طالق وزينب طالق اهـ ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كَلاَمه كما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت امرأته لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق ويفهم منه انه لو لم يقل ذٰلک تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها اهـ**

(رد المحتار[1] ص: ۵۹۰، ج: ۲) لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بیوی نے کھانا سامنے لاکر رکھا، دال کی صورت دیکھ کر شوہر کو غصہ آیا، ظاہر ہے کہ وہ غصہ بیوی ہی پر تھا، کسی اور پر نہیں، اس ہی غصہ سے متأثر ہوکر تین مرتبہ طلاق کہا ہے، وہ بھی ظاہر ہے کہ بیوی ہی کو کہا، نہ کسی اور کو طلاق دی ہے، نہ دے سکتا ہے، نہ کسی کی طلاق کا واقعہ نقل کر رہا ہے، لہٰذا بیوی پر تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۸۵ھ

جواب صحیح: اگر واقعہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو تین طلاقیں واقع ہونے میں شبہ نہیں۔ بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: -سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۹/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: محمد جمیل الرحمٰن نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

طلاق دی نہیں، دیدی، دیدی اھ سے طلاق

سوال: -ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو غصے کی حالت میں یہ لفظ کہدیا طلاق دی، نہیں دیدی، دیدی، تین چار مرتبہ کہہ دیا ہے، جس وقت یہ لفظ لڑکے نے کہا تھا اس کی بیوی گھر پر نہیں تھی، بیوی قریب آٹھ ماہ کی حاملہ ہے، اب وہ اور اس کی بیوی جدا ہونا نہیں چاہتے آپ حکم شرع سے مطلع فرمائیں کہ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی؟ اور اگر ہوگی تو کون سی؟ کیا بغیر حلالہ کے نکاح جائز ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب اس نے غصہ میں اپنی بیوی کو کہا کہ طلاق، تو یہ ہلکا لفظ تھا، جس میں رجعت کا حق

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۴۵۷،۵۸، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۴۷،۴۸، ج: ۳، مطبوعہ نعمانیہ ص: ۴۲۹، ۳۰، ج: ۲. کتاب الطلاق، البحر الرائق ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

حاصل تھا، اس ہلکے پن کو ختم کرنے اور حق رجعت کو ختم کرنے کیلئے اس نے کہا، نہیں دیدی دیدی، تین چار مرتبہ اسی طرح کہد یا جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک نہیں بلکہ تین اور رجعی نہیں بلکہ مغلظ دیدی، اب نہ حق رجعت رہا نہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی اجازت رہی[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۹/۱/۲۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۹/۱/۲۸ھ

مطلق طلاق دے کر تین طلاق کا اقرار

مع

فتویٰ امارتِ شرعیہ بہار

سوال:- زید نے اپنی بیوی زبیدہ سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیا، ساتھ ہی دل میں یہ خیال بھی تھا کہ اب اس کو قطعی نہ رکھوں گا، بروقت زید کے دوست پہنچے، انہوں نے صورتِ حال دریافت کی تو چونکہ زید کی نیت اس کو نہ رکھنے کی تھی، اس لئے اس نے کہا کہ میں نے اس کو تین طلاق دیدی ہے، اب اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے، زید نے اپنی بیوی زبیدہ سے ایک ہی دفعہ زبان سے یہ کہا تھا کہ میں نے تجھے طلاق دیا، یہ نہیں کہا تھا کہ میں نے تجھے تین طلاق دیا، یا طلاق دیا دیا دیا، ایسی صورت میں کون سی طلاق ہوئی؟ کیا بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح درست ہے؟ صورتِ مسئولہ کا امارتِ شرعیہ بہار نے یہ جواب دیا ہے۔

---

[1] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل لهٗ حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها عالمگيرى ، ج ۱ /ص ۴۷۳/ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة. (مطبوعه كوئٹه)، شامى زكريا ص ۴۰ ج ۵ باب الرجعة هداية ص ۳۹۹ ج ۲ كتاب الطلاق فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه تهانوى ديوبند.

جواب منجانب امارت شرعیہ بہار

الجواب حامداً ومصلیاً:-صورتِ مسئولہ میں اگر واقعی زید نے اپنی بیوی کو ایک ہی طلاق دی تھی، اور تین طلاق کا اقرار اس نے جھوٹا کرلیا ہے تو دیانۃً اس کی بیوی پر ایک ہی طلاق واقع ہوئی، اس کو حق ہے کہ طلاق کے بعد زبیدہ کی تین ماہواری پورا ہونے سے پہلے رجعت کر لے، اور اگر عدت گذر جائے تو زبیدہ کو رضامندی سے نکاحِ جدید جائز ہے۔ درمختار میں ہے:
ویقع بها واحدة رجعية وان نوىٰ خلافها (درمختار[1] مع الشامی ص ۵۹۲ ج ۲)
ولو اقر الطلاق كاذباً او هازلاً وقع قضاءً لا ديانةً (شامی[2] ص: ۵۷۹، ج: ۲)

(جواب از فقیہ الامت قدس سرہ)

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا پہلا لفظ اپنی بیوی کے حق میں صریح ہے جس کا ثمرہ طلاقِ رجعی ہے، اگر چہ اس سے رجعی کے خلاف کی نیت کی ہو: **كما في الدرالمختار صريحهٗ ممّا لم يستعمل الاّ فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة ويقع بها واحدة رجعية وان نوىٰ خلافها من البائن اواكثر او لم ينوشيئًا الخ** ص: ۵۹، ج: ۲۔[3] پھر اس کے بعد دوست کے دریافت کرنے پر جب یہ کہا کہ میں تین طلاقیں دیدی ہے، اب اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں، اس سے اگر پہلی دی ہوئی طلاق کی خبر دینا مقصود تھا، اور اپنے ذہن میں یہی سمجھتا تھا کہ نیت کی وجہ سے تین

---

[1] الدر المختار على الشامي كراچي ص۲۴۸ ج۳ باب الصريح.

[2] شامي كراچي ص۲۳۶ ج۳ كتاب الطلا، مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق.

[3] الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۶۱، ۴۵۷، ج: ۴، مطبوعه كراچي ص: ۲۴۷، ج: ۳، اول باب الصريح، مجمع الأنهر ص ۱۱۲، ۱۱ ج ۲ باب ايقاع الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۱، ۲۵۵ ج۳ باب الطلاق الصريح.

طلاقیں ہوگئیں، گوکہ تین طلاق کا لفظ نہ کہا ہو اور اس کا یہ سمجھنا کسی مفتی کے فتویٰ کی وجہ سے نہیں تھا، جس کو دلیل کی طرف منسوب کیا جا سکے، تو اس کو جھوٹا اقرار نہیں کیا جائے، بلکہ اس کی وجہ سے طلاقِ مغلظہ ہوجائے گی، اگر کسی مفتی کے غلط فتوے کی وجہ سے اسکو تین طلاق سمجھ کر اقرار کرتا تو اس اقرار کی وجہ سے دیانۃً تین طلاق کا حکم نہ دیا جاتا: **فی الحاوی الزاهدی ظن انهٗ وقع الثلاث علٰی امرأتهٖ بافتاء من لم یکن اهلاً للفتویٰ وکلف الحاکم کتابتها فی الصک فکتب ثم استفتٰی ممن هو اهل للفتویٰ فافتی بانهٗ لا تقع والتطلیقات الثلاث مکتوبة فی الصک بالظن فلهٗ ان یعود الیها دیانة ولکن یصدق فی الحکم الخ** (**شامی نعمانی**[۱] ص: ۴۲۵، ج: ۲) فقہاء کا ضابطہ ہے کہ جس کلام کو ماضی میں انشاء قرار نہ دیا جا سکے، اسکو حال میں انشاء قرار دیدیا جائے: **کذا انت طالق قبل ان اتزوجک او امس وقد نکحها الیوم ولو نکحها قبل امس وقع الاٰن لانَّ الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال الخ درمختار لانَّهٗ مَا اسندهٗ الٰی حَالة منافیة ولا یمکن تصحیحه اخبارًا لکذبه وعدم قدرته علی الاسناد فکان انشاء فی الحال الخ** (شامی[۲]) لہٰذا اگر تین طلاق کو ماضی میں درست نہیں کیا جا سکتا تو اس لئے کہ اس نے ایک طلاق دی (اور اس کو تین تصور کیا تھا) تو اس کو فی الحال تین طلاق قرار دینے میں تو کوئی اشکال نہیں، اگر اس تین طلاق کو کلامِ سابق کی حکایت نہ کہا جائے بلکہ یہ کہا جائے کہ اس نے اب تین طلاق دیدی ہے، تو پھر بات بالکل ہی صاف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳/۲/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳/۲/۸۹ھ

---

۱ شامی زکریا ص: ۴۴۹، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۲، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشة والافیون والبنج، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۹ ج ۳ باب الطلاق الصریح، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص ۱۷۸ ج ۴ کتاب الطلاق، قبیل مسائل الایقاع بلا قصد واضافة.

۲ الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۴۸۳ ج ۴، مطبوعه کراچی ص ۲۶۶ ج ۳، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سو بار لفظ طلاقن سے طلاق کا حکم

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو بار طلاقن کہا، اس عورت کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عدت کے اندر کہا ہے تو تین مرتبہ کہنے سے مغلظہ ہوگئی، بشرطیکہ عورت مدخولہ ہو اور کسی پہلے شوہر سے اسے طلاق نہ ملی ہو، اگر پہلے شوہر سے طلاق مل چکی ہے، اور اسی لئے اس شخص نے طلاقن کہا ہے تو شرعاً اس کا قول معتبر ہوگا۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳ ؍ ربیع الاول ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف ۲۴ ؍ ربیع الاول ۵۸ھ

جیسے ایک مرتبہ کہا ویسے ہی تین مرتبہ ہزار مرتبہ سے طلاق کا حکم

سوال:- زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کسی بات پر بگڑتے ہوئے یہ کہا کہ میں نے طلاق دی تم

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) باب الصریح، مطلب فی اضافة الطلاق الی الزمان، مجمع الأنهر ص ۲۱،۲۲ ج ۲ فصل فی اضافة الطلاق الی الزمان، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۳۳۸، ۳۳۹ ج ۲ فصل فی اضافة الطلاق الی الزمان، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(**صفحہ ہذا**) [1] رجل قال لامرأته يا مطلقة ان لم يكن لها زوج قبل او كان لها زوج لكن مات ذلك الزوج ولم يطلق وقع الطلاق عليها وان كان لها زوج قبله وقد كان طلقها ذلك الزوج ان لم ينو بكلامه الاخبار طلقت وان قال عنيت به الاخبار دين فيما بينه وبين الله. عالمگیری ص: ۳۵۵، ج: ۱، الفصل الاول فی الطلاق الصريح، ولو قال لها يا مطلقة وفی الشامية قد منا انه لو كان لها زوج طلقها قبل صدق ديانة وكذا قضاء فی الصحيح. شامی زکریا ص: ۴۶۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص ۲۵۵ ج ۳، باب الصريح، مطلب فی قوله علیّ الطلاق من ذراعی، خانيه علی الهندية ص ۴۵۵ ج ۱ كتاب الطلاق الفصل الاول فی الصريح الطلاق مطبوعه کوئٹه.

جاؤ، اپنے گھر۔ اسکے جواب میں ہندہ نے یہ کہا کہ جب تک چار پانچ نہ آجائیں گے، میں نہ جاؤں گی، اس پر زید اپنی ایک عزیزہ کے گھر گیا اور اپنی عزیزہ کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ میرے مکان پر چلو اور میری بیوی کو میرے گھر سے بھیج دو، میں اس کو طلاق دے آیا ہوں، اور قصہ ختم کر آیا ہوں، اس پر زید سے پوچھا کہ تو نے کیا کہا اس پر زید نے کہا کہ میں نے یہ کہا کہ تجھ کو طلاق دیا، جس پر اس کی عزیزہ نے کہا کہ ایک مرتبہ طلاق دینے سے نہیں ہوئی، جا اپنے گھر۔

اب اسکا جواب جو زید دیتا ہے، اس میں اختلاف ہے، زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی عزیزہ کے اس فقرہ پر ایک مرتبہ طلاق دینے سے نہیں ہوئی، جا اپنے گھر بیٹھ، یہ کہا کہ تین چار دفعہ کی ضرورت ہے، بس صرف اتنا کہا اور ہندہ اور ورثاءِ ہندہ یہ کہتے ہیں کہ زید نے اپنی عزیزہ سے یہ کہا کہ جیسے ایک مرتبہ کہا ویسے ہی تین مرتبہ ویسے ہی ہزار مرتبہ، اس اختلافِ بیان پر خاندانِ عزیزہ کے دو مردوں نے اپنی عزیزہ سے جا کر دریافت کیا کہ اصل واقعہ کیا ہے، اس پر اس عزیزہ نے ورثاءِ ہندہ کی تائید کی، اس پر ان عزیزان نے زید کو اس عزیزہ کے مکان پر بلایا اور عزیزہ کے بیان کو زید کی موجودگی میں دہرایا، دریافت کیا کہ تین اشخاص جو وہاں پر موجود تھے، یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے زید نے انہی الفاظوں میں کہنے کا اقرار کیا جو عزیزہ نے نقل کیا ہے، ایسی صورت میں ہندہ زید کی بیوی کو طلاق واحدہ رجعی واقع ہوگی یا بائنہ یا طلاقِ مغلظہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں ایک طلاق رجعی تو بالیقین واقع ہوگئی، بلفظِ[1] صریح اور بلفظ ''تم جاؤ اپنے گھر'' سے اگر طلاق کی نیت کی ہے، تو اس سے دوسری طلاقِ بائن واقع ہوگئی، اور اگر نیت نہ کی تو واقع

---

[1] صریحہ مالم یستعمل الا فیه کطلقتک وانت طالق ومطلقة ویقع بها واحدة رجعیة وان نوی خلافها اولم ینوشیئاً. الدر المختار علی الشامی زکریا ص:۴۵۷، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۲۴۷، ج:۳، اول کتاب الصریح، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج۲ باب ایقاع الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۳۲۱/۳۲۴ ج۲، باب الطلاق الصریح مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

نہیں ہوئی[۱]، ہندہ جن الفاظ کو زید کی طرف منسوب کرتی ہے اور زید اس کا منکر ہے، وہ اس امر میں صریح نہیں کہ زید نے تین مرتبہ طلاق دی ہے، یا تین کا اقرار کیا ہے، لہٰذا اگر ان الفاظ کے کہنے کا شرعی ثبوت ہو یا کم از کم دو عادل مرد یا ایک مرد دو عورتیں گواہ[۲] موجود ہوں جنکے سامنے یہ الفاظ کہے ہوں، تب بھی ان الفاظ سے تین طلاق واقع ہونے کے لئے نیت کی ضرورت ہے،[۳] اور زید جب کہ ان الفاظ ہی کا منکر ہے، تو نیت کا درجہ بہت مؤخر ہے، اس کا علم زید ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۷؍۱۰؍۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸؍رمضان ۶۲ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰؍رمضان ۶۲ھ

سو (۱۰۰) طلاق

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے کہ دنیا تو ایک دفعہ طلاق دیتی ہے، اور میں سو دفعہ طلاق دیتا ہوں، ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور کیسی یا نہیں۔

۱؎ فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال فنحوا خرجي واذهبي. الدرالمختار على الشامي زكريا ص: ۵۲۹، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۹۶، ج: ۳، باب الكنايات زيلعى ص ۲۱۴ ج ۲ باب الكنايات، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ۳۴ ج ۲ فصل في الكنايات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

۲؎ ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً اوغيره كنكاح وطلاق رجلان او رجل او امرأتان. الدرالمختار على الشامى زكريا ص: ۱۷۸، ج: ۸، مطبوعه كراچى ص: ۴۶۵، ج: ۵، كتاب الشهادت، زيلعى ص ۲۰۹ ج ۴ كتاب الشهادة مطبوعه امداديه ملتان، هدايه ص ۱۵۴ ج ۳ كتاب الشهادة، مطبوعه تهانوى ديوبند.

۳؎ فالكنايات لا تطلق بها الابنية اودلالة الحال، الدرالمختار على الشامى كراچى ص: ۲۹۶، ج: ۳، مطبوعه زكريا ص: ۵۲۹، ج: ۴، باب الكنايات.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ان الفاظ سے بیوی کو طلاق دینے کیلئے خطاب کیا ہے، اور یہ الفاظ حال کیلئے مستعمل ہوتے ہیں تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/ ذی قعدہ ۵۷ھ

سات طلاق

سوال:- ایک شخص مسمّٰی زید نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو کہا کہ فلاں شخص مسمّٰی بکر کی بیٹی ہندہ (بکر زید کا سسر بکر کی بیٹی ہندہ زید کی زوجہ ہے) حرام ہے، پھر دو گواہوں کے روبرو یہ بھی اقرار کیا کہ میں نے اپنی زوجہ ہندہ کو سات طلاق کہا اب نادم اور مستفتی ہے کہ کیا ہندہ واقعی مجھ پر حرام ہوگئی، اب دوبارہ رجوع کی بھی کوئی صورت ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید کی زوجہ ہندہ پر شرعاً طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب رجوع یا تجدید نکاح کافی نہیں، اگر دوبارہ ہندہ کو رکھنا چاہتا ہے، تو اس کیلئے حلالہ ضروری ہے، یعنی عدت گذار کر ہندہ کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ شریعت کے موافق نکاح کرلے اور وہ شخص ہندہ سے جماع کرنے کے بعد اگر طلاق دیدے یا مرجائے، تو پھر بعد عدت ہندہ کا نکاح زید سے درست ہوگا، بغیر اس

---

[1] لو قال بالعربية اطلق لا يكون طلاقاً الا اذا غلب استعماله للحال فيكون طلاقاً. عالمگیری کوئٹہ ص: ۳۸۴، ج: ۱، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسية. البحرالرائق کوئٹہ ص ۲۵۲ ج ۲، باب الطلاق الصريح. شامی کراچی ص: ۴۵۹، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۴۸، ج: ۳، مطلب شن بوش يقع به الرجعی. کتاب الطلاق.

کے درست نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور یکم صفر ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ یکم صفر ۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳؍صفر ۵۹ھ

سات طلاق کا حکم

سوال:- ایک شخص نے اپنی منکوحہ سے ایک مجلس میں بحالت غصہ کہا کہ تو میرے اوپر سات طلاق سے حرام، تو میرے اوپر سات طلاق سے حرام، تو میرے اوپر سات طلاق سے حرام، اس شخص مذکور کیلئے مطلقہ بمسلکِ حنفیہ کس طرح جائز ہوسکتی ہے، بحوالہ کتبِ معتبرہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے رکھنا حرام ہے: **وان كان الطلاق ثلاثاً فى الحرة و ثنتين فى الاَمَةِ لم تحل لهٗ حتّٰى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا فى الهداية اهـ فتاوى عالمگیری**[۲] ص: ۴۷۳، ج: ۱. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ

---

[۱] وان كان الطلاق ثلاثاً فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، محيط سرخسى ص۸ ج۳ جز ۶، كتاب الطلاق مطبوعه دار الفكر بيروت، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ كتاب الطلاق باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] عالمگیری كوئٹه ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، المحيط للسرخسى ص۸ ج۳ جزء ۶، كتاب الطلاق مطبوعه دار الفكر بيروت، شامى زكريا ص۴۰ ج۵ باب الرجعة.

ایک طلاق کے بعد پھر تین طلاق

سوال:- زید آوارہ اور بدمعاش ہے، ہندہ زوجہ کو مارتا پیٹتا ہے، ایک مرتبہ غصہ میں کہا کہ تو رنڈی ہے، رنڈی میں نے تجھے طلاق دیدی ہے، اس کے بعد چاقو لے کر دوڑا، ہندہ جان بچا کر اپنے باپ کے گھر آ گئی عرصہ کے بعد فیصلہ ہوا کہ میں اچھی طرح رکھوں گا، اس کے بعد گالی گلوچ کرنے لگا، اور پھر کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، پس تین بار کہہ کر چلا گیا، لہٰذا اب میں دوسری شادی کرسکتی ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلی دفعہ ایک طلاق دی تھی، تو اس وقت واقع ہوگئی تھی، پھر اگر رجوع نہیں کیا تو اس وقت سے تین حیض ختم ہونے پر عدت ختم ہوگئی،[1] اگر پہلی طلاق کے بعد عدت کے اندر رجوع کر لیا تھا، یعنی زبان سے کہہ دیا تھا، کہ میں نے اپنی طلاق واپس لے لی یا کوئی کام کر لیا تھا جو شوہر بیوی کیا کرتے ہیں، تو رجعت صحیح ہوگئی،[2] اس کے بعد جب دوسری دفعہ تین طلاق دیدی تو تعلقِ زوجیت بالکل ختم ہوگیا،[3] اس کے بعد تین حیض گذرنے پر آپ کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا شرعاً حق

[1] وتنقطع الرجعة اذا طهرت من الحيض الاخير لعشرة ايام مطلقا. الدرالمختار على الشامي زكريا ص: ۱۳۱، ج: ۵، مطبوعه كراچى ص: ۴۰۳، ج: ۳، مجمع الأنهر ص ۸۴ ج ۲ كتاب الطلاق باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۴۱۶ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] والرجعة ان يقول راجعتک او راجعت امرأتى او يطأها اويقبلها او يلمسها بشهوة او ينظر الى فرجها بشهوة. هدايه ص: ۳۹۵، ج: ۲، باب الرجعة، النهر الفائق ص ۴۱۴ ج ۲ باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى ص ۲۵۱ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه امداديه ملتان.

[3] طلقها واحدة بعد الدخول فجعلها ثلاثاً صح الدرالمختار على الشامي زكريا ص: ۵۳۸، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۳۰۵، ج: ۳، باب الكنايات، وان كان الطلاق ثلاثاً فى الحرة وثنتين فى الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره الخ عالمگيرى ص ۴۷۳ ج ۱ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه كوئٹه، محيط سرخسى ص ۸ ج ۳ جزء ۶، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت.

حاصل ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ ۲۴/۱۱/۸۵ھ

الفاظ متعددہ سے طلاق

سوال:- ایک عورت نے اپنی ساس کو گالی دی اور اپنی ساس سے مار پیٹ کی اس بات پر اس عورت کے خاوند نے خفا ہوکر عورت سے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دی، تم میرے گھر سے نکل جاؤ، اسپر عورت نے کہا کہ میں ہرگز گھر چھوڑ کر نہیں جاؤں گی، دیکھیں کون نکال سکتا ہے، مرد کو سخت غصہ آرہا تھا، اس نے پھر دوبارہ کہا، میں نے تم کو طلاق دیدیا دیدیا دیدیا۔

پھر عورت نے کہا کہ تمہارے طلاق دینے سے کیا ہوتا ہے، میں ہرگز نہ جاؤں گی، مرد نے پھر اصرار کیا کہ میرے گھر سے اسی وقت نکل جا عورت نے کہا کہ اس وقت رات کو میں کہاں جاؤں ۔صبح چلی جاؤں گی، صبح ہونے پر لوگوں نے مرد سے صلح کروادی، عورت نے کہا کھانا پکایا اور اپنی ساس اور خاوند کو کھلایا، اور اب راضی خوشی سے اپنے گھر میں رہتی ہے، اور گھر چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی، اور مرد بھی اس سے راضی ہے کیونکہ بحالت سخت غصہ یہ الفاظ منہ سے نکال دیئے تھے، بعد کو غصہ اتر جانے پر سخت افسوس کیا کیونکہ مرد نے اپنی ماں کی طرف سے اپنی عورت پر غصہ کیا تھا، اور کوئی بات نہ تھی، ایسی حالت میں نکاح ٹوٹا یا نہیں۔

اس سوال پر قاری صاحب نے تنقیح طلب کی تھی تنقیح آنے پر اس کا جواب تحریر کیا گیا ہے، تنقیح کا جواب یہ ہے:

سوال میں جو چار الفاظ ہیں ان کی توضیح حسب ذیل ہے۔

(۱) میں نے تم کو طلاق دیا صرف ایک طلاق کی نیت تھی۔

(۲) تم میرے گھر سے جاؤ طلاق کی نیت نہیں تھی، بلکہ یہ نیت تھی کہ جب تم کو طلاق مل چکی تو گھر سے نکل جاؤ، دوسری مرتبہ عورت نے سوال کیا کہ تم نے طلاق دیدیا، اور مرد نے سخت غصہ کی حالت میں کہا۔

(۳) طلاق دیدیا، دیدیا، دیدیا، اس سے کچھ ارادہ تین طلاق کا دل میں ضرور آ گیا تھا۔

(۴) میرے گھر سے اسی وقت نکل جا، اس سے طلاق کی نیت نہیں تھی، بلکہ مثل ۲/ کے یہ نیت تھی، کہ جب تم کو طلاق مل چکی تو اب رہنے کی کیا ضرورت ہے، اسی وقت نکل جا۔

براہ کرم ونوازش اس کا مفصل جواب تحریر فرمایئے۔

الجواب:-وباللّٰہ التوفیق......حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئیں، اور وہ مغلظہ ہوگئی، بشرطیکہ مدخول بہا ہوا گر غیر مدخولہ ہے، تو ایک طلاق سے بائنہ ہوگئی: ولو قال انت الطلاق او انت طالق الطلاق او انت طالق طلاقاً تقع واحدة رجعية ان لم ينو شيئًا او نوى يعنى بالمصدر لانه لو نوى بطالق واحدة وبطلاق اخرى وقعتا رجعيتين لو مدخولا بها كقوله انت طالق انت طالق زيلعى[1] واحدة او ثنتين لانه صريح مصدر لا يحتمل العدد فان نوى ثلاثا فثلاث لانه فرد حكمى ولذا كان الثنتان فى الامة وكذا فى حرة تقدمها واحدة جوهرة لكن جزم فى البحر انه سهو بمنزلة الثلاث فى الحرة درمختار قال الشامى فى قوله لو مدخولا بها والابانت بالاول فيلغوا الثانى قوله لانه فرد حكمى لان الثلاث كل الطلاق فهى الفرد الكامل منه فارادتها، لاتكون ارادة العدد ط[2] اھـ. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۵/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۶/ ج:۱/ ۵۵ھ

---

[1] زيلعى ص:۱۹۸، ج:۲، كتاب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] الدرالمختار مع الشامى كراچى ص:۲۵۱، ج:۳، مطبوعه زكريا ص:۴۶۳، ج:۴، باب الصريح، بحر ص ۲۵۹ ج۳ باب الطلاق مطبوعه الماجديه كوئٹه عالمگيرى كوئٹه ص۳۵۵ ج۱ الباب الثانى الفصل الاول فى الطلاق الصريح.

گالی کے طور پر سات بار طلاقن کہنا

سوال:- زید کی اس کی گھر والی سے ناراضگی چل رہی تھی، گھر والی کھانے کیلئے کہنے کے واسطے سامنے آئی تو زید نے گھر والی سے کہا کہ ہٹ جا سامنے سے سات طلاقن، اس لفظ سے زید کی نیت گالی دینے کی تھی طلاق دینا نہیں تھی، اِس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کی بیوی کو پہلے طلاق نہیں دی گئی تھی، اب یہ شخص خود اسکو طلاقن کہہ رہا ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی، اور سات طلاقن کہنے سے طلاقِ مغلظہ ہوگئی، گالی کی نیت قضاءً معتبر نہیں:

قَالَ فی البحر ومنه ای من الصریح یا طالق اویامطلقة بالتشدید ولو قال اردت الشتم لم یصدق قضاءً.

خلاصة ولو کان لها زوج طلقها قبل فقال اردت ذٰلک الطلاق صدق دیانةً باتفاق الروایات وقضاء فی روایة ابی سلیمان وهو حسن کما فی الفتح وَهو الصحیح کما فی الخانیة ولو لم یکن لها زوج لا یصدق وکذا لو کان لهَا زوج قد مات ا هـ رد المحتار[1] ص: ۴۳۲، ج: ۲. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۵/۶ھ

تکرار طلاق بنیت تاکید

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، اور پھر عدت کے اندر رجوع کر

[1] شامی زکریا ص: ۴۶۲، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۵۱، ج: ۳، باب الصریح. مطلب فی قوال البحر ان الصریح یحتاج فی وقوعه الخ، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۵ ج ۱ کتاب الطلاق الفصل الاول فی الطلاق الصریح، خانیه ص ۴۵۵ ج ۱ کتاب الطلاق الفصل الاول فی الطلاق الصریح، مطبوعه کوئٹه.

لیا، تقریباً آٹھ ماہ کے بعد پھر کسی وجہ سے دوسری طلاق دینا چاہی لیکن اس مرتبہ اس نے تین طلاق دیدی اور نیت بالکل یہی رکھی کہ ایک طلاق دیتا ہوں اور باقی طلاقیں اسی ایک طلاق کی مضبوطی اور تاکید کے لئے، تو یہ طلاق رجعی ہے، یا بائن یا مغلظہ اور زوج اول کی طرف رجعت کیلئے کیا صورت ممکن ہے، زوج اول سے بغیر نکاح کے رجوع ہوسکتا ہے، یا نہیں، یا عدت کے اندر رجوع کر کے رجوع کرنا پڑے گا، اور کیا زوج ثانی سے تو نکاح تو نہ کرنا پڑے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر کو صرف تین طلاق کا اختیار ہوتا ہے، پہلی طلاق دے کر رجعت کرنے کے بعد تین طلاق کا اختیار نہیں رہا تھا، صرف دو طلاق کا اختیار رہ گیا تھا، جب دوبار تین طلاق دیں تو ان میں سے دو واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اور تیسری جو کہ دراصل چوتھی ہے، بیکار گئی اور شوہر کی یہ نیت کہ ایک طلاق دیتا ہوں، باقی طلاقیں اسی ایک طلاق کی مضبوطی کیلئے ہیں، قضاءً معتبر نہیں، البتہ دیانۃً اس کی نیت کا اعتبار ہوگا: **کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نویٰ التاکید دین ای وقع الکل قضاءً اھ درمختار**[۲] **وشامی ص: ۷۱۲، ج: ۲.**

جب قضاءً مغلّظہ ہوگئی تو اب نہ رجعت جائز ہے، نہ نکاح جائز ہے، بلکہ عدت پوری ہونے پر کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ شرع کے مطابق نکاح کرے اور پھر اگر وہ مر جائے یا طلاق دیدے تو زوج اول سے بعد عدت نکاح کرسکتی ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وسئل شیخ الاسلام عن زوجین افترقا ولکل منهما ستون سنة وبینهما اولاد تتعذر علیهما مفارقتهم فیسکنان فی بیتهم ولا یجتمعان فی فراش ولا یلتقیان التقاء الازواج هل لهما ذلک قال نعم واقره، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۲۲۷، ج: ۵، مطبوعه کراچی ص: ۵۳۸، ج: ۳. باب الحداد، فصل فی الحداد.

[۲] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۲۹۳، ج: ۳، مطبوعه زکریا ص: ۵۱۲، ج۴. قبیل باب الکنایات، عالمگیری ص ۳۵۶ ج ۱ الفصل الاول فی الطلاق الصریح، مطبوعه کوئٹہ، تاتارخانیه ص ۲۸۸ ج ۳ کتاب الطلاق نوع آخر فی تکرار الطلاق، مطبوعه کراچی. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

تکرارِ طلاق بہ نیت تاکید

سوال:- زید نے اپنی بیوی ہندہ کو جھگڑے اورلڑائی کے درمیان طلاق دی، لفظِ طلاق کو بار باراس نے دہرایا، زید کہتا ہے کہ لفظ طلاق کہنے کے وقت جب دوبارہ وسہ بارہ میں نے لفظ طلاق استعمال کیا تو میری نیت لفظ طلاق کی تکرار کی تھی، بصورتِ تاکید میں نے اس لفظ کو دہرایا تھا، مستقل تین طلاقوں کے ایقاع کی نیت نہیں تھی، اس طرح تین طلاق کا تین بار کا عدد پورا ہوگیا، مقصود اس کو اس سے ڈرانا تھا اور ان کے ورثاء کو دھمکانا تھا، اب ایسی صورت میں جب کہ لفظ طلاق ایک دفعہ میں نے طلاق کی نیت سے استعمال کیا اوراس کے بعد تاکید کی نیت سے استعمال کیا، تواِس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر نے لفظِ طلاق ایک دفعہ کہنے کے بعد اگر بار بار محض تاکید کی نیت سے دہرایا ہے اور خالی الذہن تھا، اور جدید طلاق کی نیت نہ کی تو دیانۃً ایک ہی طلاق ہوئی[۱]لیکن اگر عورت نے خود تین طلاق کو شوہر سے سنا ہے، تو اب اس کیلئے جائز نہیں کہ اس شوہر کو اپنے اوپر قابو دے بلکہ اس سے علیحدہ رہنے کیلئے ہر ممکن تدبیر کو اختیار کرنا ضروری ہے، خواہ مہر معاف کر کے چھٹکارا حاصل کرے یا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] لاینکح مطلقة من نكاح صحيح نافذ به اى بالثلاث حتى يطأها غيره وتمضى عدته. الدر المختار على الشامى زكريا ص: ۴۰، ج:۵. باب الرجعة، محيط سرخسى ص۸ ج۳ جز نمبر ۲، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، النهر الفائق ص ۴۲۱ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہذا) [۱] كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۵۲۱، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۹۳، ج:۳، قبيل باب الكنايات، هنديه كوئٹه ص۳۵۵ ج۱ الباب الثانى فى ايقاع الطلاق، الفصل الاول فى الصريح، تاتارخانيه كراچى ص ۲۸۹ ج۳ الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق، نوع آخر فى تكرار الطلاق.

کسی اور طرح [1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق مغلظہ

سوال:-ماقولکم رحمکم اللّٰہ وکثر جمعکم. اس صورت میں کہ مثلاً زید کی موجودگی میں اسکی عورت اور اسکی ماں کا کسی خانگی معاملہ میں تنازع ہوا اور زید کے منع کرنے سے وہ تکرار سے باز نہ آئیں، زید اس موقع سے چلا گیا اور اپنے باپ کو جا کر واقعہ حال سے اطلاع دی اور اپنی ماں کی طرف سے زیادتی اور قصور مند ہونا بیان کیا تو اس پر اس کے باپ کا غصہ اور طیش بڑھا، عدم موجودگی اپنی عورت کے کہا، میڈی، اس کو طلاق میڈی، اس کو طلاق طلاق ہے، الفاظ ہندیہ کا ترجمہ یہ ہے میری اس کو طلاق میری اس کو طلاق۔

اب علمائے کرام وفضلائے عظام سے قابل دریافت یہ امر ہے کہ عورت پر طلاق واقع ہوگئی یانہیں، بشرط وقوع طلاق دو واقع ہوں گی یا سہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں قضاءً تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی: **کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نویٰ التاکید دین درمختار** [2] **ج: ۲، ص: ۱۷.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲/۶/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۶/ج: ۲، ۵۷ھ

---

[1] والمرأة کالقاضی اذا سمعته او اخبرها عدل لایحل لها تمکینه بل تفدی نفسها بمال او تهرب. شامی زکریا ص: ۴۶۳، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۵۱، ج: ۳، باب الصریح، مطلب ان الصریح یحتاج فی وقوعه دیانة الی النیة، هندیه کوئٹه ص ۳۵۴ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول، بحر کوئٹه ص ۲۵۷ ج ۳ باب الطلاق الصریح. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

جس نام سے بیوی مشہور ہو اس نام سے طلاق دینا

سوال:- میں نے اپنی منکوحہ بیوی وحید النساء کو غصہ کی حالت میں یہ جملہ کہہ کر طلاق دیا کہ عبدل کی لڑکی میرا نام کو میں نے طلاق دیا تین بار کہا دس منٹ کے بعد پھر اسی غصہ میں پھر تین بار اسی جملہ کو کہہ دیا، شادی کے وقت قاضی نے وحید النساء ولد عبدل کہہ کر نکاح پڑھایا تھا، مگر ہمارے گھر میں میرا کے نام سے مشہور ہے، میکہ میں میرا کے نام سے مشہور ہے، تو طلاق میں نے میرا کے نام سے دیا، اِس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ میرا نام سے آپکے یہاں مشہور ہے اور اسی نام سے آپنے تین طلاق دی ہے، تو بلا شبہ طلاقِ مغلظہ ہوگئی[1]، اب بغیر حلالہ کے تعلق زوجیت رکھنا حرام ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۸/۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۰/۸/۹۲ھ

(حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر) [1] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۵۲۱، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۹۳، ج: ۳، باب طلاق غیر المدخول بها. قبیل باب الکنایات، عالمگیری ص ۳۵۵ ج ۱ کتاب الطلاق الفصل الاول فی الطلاق الصریح، مطبوعہ کوئٹہ، تاتارخانیہ ص ۲۸۶ ج ۳ کتاب الطلاق نوع آخر فی تکرار الطلاق الخ مطبوعہ کراچی.

(صفحہ ہذا) [1] قال امرأته طالق ولم يسم وله امرأة معروفة طلقت امرأته وفی الشامية اما لو سماها باسمها فكذلك بالاولى. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۵۲۱، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۹۲، ج: ۳، باب طلاق غير المدخول بها. مطلب فيما قال امرأته طالق وله امرأتان الخ، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۹ ج ۱ کتاب الطلاق الفصل الاول فی الطلاق الصريح، تاتارخانیہ ص ۲۸۱ ج ۳ کتاب الطلاق، ایقاع الطلاق بطریق الإضمار وترک الإضافة، مطبوعہ کراچی.

[2] وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتين فی الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة. فصل فيما تحل به المطلقة. مطبوعہ کوئٹہ، هداية ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعہ تھانوی دیوبند، المحیط للسرخسی ص ۸ ج ۳ جز ۶ کتاب الطلاق، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

تین طلاق کا حکم جب کہ زوجہ کو خطاب نہ ہو

سوال:- زید باہر سے اپنے مکان میں آیا اور اپنی زوجہ سے ہم کلام ہوا، جس کا جواب اس کی زوجہ نے تلخ گوئی سے دیا، زید گھر میں آکر پلنگ پر لیٹ گیا اور اس کی زوجہ اسی طرح بدزبانی کرتی رہی، زید کی طلاق دینے کی نیت پہلے سے ہرگز نہ تھی، یکا یک زید کو اپنی زوجہ کی بدزبانی پر غصہ آگیا، وہ لیٹے سے بیٹھا ہو گیا، اور اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا، تین طلاق تین طلاق تین طلاق۔

اب سوال یہ ہے کہ زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اور اگر واقع ہوگئی تو کس قسم کی اور زید کی زوجہ اسکے نکاح سے باہر ہوگئی یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلياً

صریح الفاظ سے طلاق واقع ہونے کیلئے نیت کی حاجت نہیں، بلا نیت ہی طلاق ہو جاتی ہے[1]، البتہ زوجہ کی طرف خطاب نام، اشارہ وغیرہ سے طلاق کی نسبت ضروری ہوتی ہے، پس ظاہر یہ ہے کہ زید نے اپنی زوجہ ہی کو طلاق دی ہے، گو صراحۃً اسکی طرف نسبت نہیں کی، لیکن زوجہ کی بدزبانی پر اور اس کی طرف متوجہ ہو کر تین طلاق دینا اس کا قرینہ ہے، کہ اپنی زوجہ ہی کو طلاق دی ہے، لہٰذا طلاق مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں، تاہم صراحۃً زوجہ کی طرف نسبت نہ ہونے کی وجہ سے اگر زید کہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دینے کی نیت سے یہ الفاظ نہیں کہا تھا، نہ اس کو خطاب کیا، بلکہ کسی اور کو طلاق دی ہے، تو شرعاً قسم کے ساتھ زید کا قول معتبر ہے[2]، دل کا حال خدا

---

[1] صريحه مالم يستعمل الا فيه ويقع بها وان نوى خلافها اولم ينو شيأ. الدرالمختار على الشامى زكريا ص:۴۵۷، ج:۴، مطبوعه كراچى ص:۲۴۷، ج:۳، باب الصريح، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج ۲ باب ايقاع الطلاق مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۳۲۱/۳۲۴ ج ۲ باب الطلاق الصريح مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] ويؤيده ما فى البحر لو قال امرأة طالق او قالت امرأة ثلاثاً وقال لم اعن امرأتى (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جانتا ہے، اور حقیقی معاملہ بھی اسی کے ساتھ ہے، یہ سوال واقعہ کی کچھ تفصیل کے ساتھ گذشتہ سال بھی آیا تھا، اس کا جواب جب ہی لکھ دیا گیا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷/۲/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/ صفر ۵۸ھ

غیر مقلد ہونے سے حرمتِ مغلظہ ختم نہیں ہوتی

سوال:- سید فضل الٰہی نے اپنی زوجہ مسماۃ آسیہ خاتون کو طلاق طلاق طلاق اس طرح نو بار طلاق دے دیا ہے، اور پھر اس کا اقرار دوسری مجلس میں بھی ایک مدت تک کرتا رہا ہے، بعد ازاں علماء سے استفتاء کیا، بتلایا گیا کہ اب دوبارہ عقد بغیر حلالہ کے جائز نہیں ہے، اس لئے سید فضل الٰہی نے کہا کہ میں مذہبِ حنفی چھوڑ کر غیر مقلد ہوتا ہوں، چند آدمیوں کو لے کر نکاحِ ثانی کر لیا ہے، صورتِ مذکورہ میں شرعی حکم نیز شرکاءِ عقد کا حکم مدلل بیان فرمادیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تین طلاق کے بعد حرمتِ مغلظہ ثابت ہوگئی، بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی ہرگز اجازت نہیں ہے[۱]، قرآن کریم[۲]، حدیث شریف[۳]، اجماعِ امت اور سلف سے یہ ثابت ہے، ائمہ اربعہ کا اس پر

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) یصدق ویفهم منه انه لو لم یقل ذلک تطلق امرأته لان العادة أن من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها. شامی زکریا ص: ۴۵۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۸، ج: ۳، مطلب شن بوش یقع به الرجعی، قاضی خان ص ۴۶۵ ج ۱ کتاب الطلاق مطبوعه کوئٹه، بحر ص ۲۵۳ ج ۳ باب الطلاق مطبوع الماجدیه کوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه کوئٹه. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اتفاق ہے[۱]، حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتے ہوئے جب وہ عورت اسپر حرام ہوگئی، اور یہ حرمت اجماعی قطعی ہے، تو اب اگر وہ شخص تقلید چھوڑ بھی دے اور ایک عورت کی خاطر غیر مقلد ہو جائے تب بھی وہ حرمت سابقہ ختم نہیں ہوگی یہ غیر مقلدیت اس کے لئے دنیا میں حرمتِ مغلظہ سے نجات اور آخرت میں حرمتِ غلیظہ کے ارتکاب کی سزا سے نجات کا وسیلہ نہیں بنے گی، اگر وہ شخص اس عورت سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کریگا، تو یہ شرعی نکاح نہیں ہوگا، بلکہ نکاح کے نام پر بہت بڑی فحش کاری ہوگی، جو لوگ جانتے ہوئے اس نام نہاد نکاح میں شریک ہوئے، یا کسی طرح اس کے معاون اس سے راضی ہوں گے وہ بھی سب گنہگار اور گناہ سے راضی رہنے والے اور گناہ کی مجلس میں شریک ہونے والے گناہ میں معاون شمار ہوں گے۔

فَلاَ تَـقْعُدْ بعد الذكرىٰ مع القوم الظالمين[۲] ولاتعاونوا على الاثم وَالعدوان . واتقوا اللّٰه انَّ اللّٰه شديد العقاب.[۳]

(گذشتہ صفحہ حاشیہ) ۲ فإن طلقها فلا تحل من بعد حتى تنكح زوجاً غيره، سورۂ بقره آيت ۲۳۰ .

۳ عن عائشةؓ أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبى صلى اللّٰه عليه وسلم اتحل للاول ؟ قال لا حتى يذوق عسلتها كما ذاق الأول، بخارى شريف ص ۷۹۱ ج۲ باب من اجاز طلاق الثلاث، اشرفى بكڈپو ديوبند.

(صفحہ ہٰذا) ۱ فالكتاب والسنة واجماع السلف توجب ايقاع الثلاث معاً وان كانت معصية احكام القرآن للجصاص ص:۳۸۸، ج:۱، ذكرا لحجاج لا يقاع الطلاق الثلاث معاً شامى زكريا ص:۴۳۴، ج:۴، كتاب الطلاق، مطلب فى طلاق الدور، عمدة القارى ص۲۳۳ ج۹ الجزء العشرون، باب من اجاز طلاق الثلاث، دار الفكر بيروت، بذل المجهود ص ۲۷۰ ج۳ كتاب الطلاق، باب فى نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، مطبوعه رشيديه سهارنپور، اوجز المسالک ص۷ ج۱۰، اول كتاب الطلاق، دار الفكر بيروت.

۲ سوره مائده آيت: ۶۸،

ترجمہ:- تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ (از بیان القرآن)

۳ سوره مائده آيت: ۲،

ترجمہ:- اور گناہ وزیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ (از بیان القرآن)

اگر غیر مقلدوں پر یہ حقیقت منکشف ہوجائے کہ فلاں شخص غیر مقلدوں کا مذہب حق سمجھ کر نہیں بلکہ محض ایک عورت کی وجہ سے غیر مقلد ہوا تو وہ بھی غالبًا اپنی برادری میں لینا گوارہ نہیں کریں گے، کیونکہ یہ ان کیلئے سخت توہین کی چیز ہے، مہاجر ام قیس[1] کے واقعہ کو شاید وہ لوگ استدلال میں پیش کر کے اسکی غیر مقلدیت کو نا قابلِ قبول قرار دینگے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کسی مخصوص مقام کو طلاق سے مستثنیٰ کرنے سے واقع شدہ طلاق ختم نہیں ہوتی

سوال:- میں نے اپنی بیوی کو اس شرط پر طلاق دی سوائے شہاب پور کے طلاق دی، طلاق دی، اگر شہاب پور میں آئی تو میری طلاق نہیں ہے، وہ عورت دوسرے روز آگئی اور کہتی ہے کہ ہر حالت میں یہیں رہوں گی، اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس وقت شوہر نے یہ کہا کہ سوائے شہاب پور کے طلاق دی طلاق دی طلاق دی، اگر شہاب پور میں آئی تو میری طلاق نہیں، اس وقت بیوی شہاب پور میں نہیں تھی، لہٰذا اس پر طلاقِ مغلظہ ہوگئی[2]۔ دوسرے روز جب وہ عورت شہاب پور میں آگئی تو اب وہ طلاق ختم نہیں ہوئی، اب بغیر

---

[1] عن ابن مسعودؓ کان فینا رجل خطب امرأة یقال لها ام قیس فأبت أن تتزوجه حتی یهاجر فهاجر فتزوجها قال (ابن مسعودؓ) فکنا نسمیه مهاجر أم قیس الخ، مرقاة شرح مشکوٰة ص: ۴۰، ج: ۱، تحت حدیث انماالاعمال بالنیات. مطبوعه بمبئی.

[2] واذا اضافه الی شرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً عالمگیری کوئٹه ص: ۴۲۰ الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا الخ. کرر لفظ الطلاق وقع الکل. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۵۲۱، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۹۳، ج: ۳، قبیل باب الکنایات، هدایه ص ۳۸۵ ج ۲ باب الایمان فی الطلاق، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، الدر مع الشامی کراچی ص ۳۵۵ ج ۳ باب التعلیق، مطلب مهم الاضافة للتعریف لا للتقیید الخ.

حلالہ کے اس سے تعلقِ زوجیت رکھنا حرام ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۸/۹۴ھ

خوبصورت لڑکی کا لالچ دے کر طلاق دلوانا

سوال:- زید کو ہندہ نے بہکایا کہ تمہاری بیوی بدصورت ہے، میری لڑکی خوبصورت ہے، اگر تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو ہم اپنی لڑکی کی شادی تم سے کردیں گے، زید بہکانے میں آ گیا، اور ہندہ نے خط منگوا کر زید سے تین طلاق لکھوادی، یہ خط زید کی خالہ نے زید کی جیب سے نکال کر پھاڑ کر پھینک دیا، زید کی بیوی میکے تھی، اس کو اس کا کوئی علم نہیں، ہندہ نے اپنی لڑکی کی شادی زید سے کرنے سے انکار کردیا، زید کئے ہوئے پر نادم ہے، شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید نے اس لالچ سے طلاق دیدی، بہت برا کیا، ایسا کرنا گناہ ہے،[2] زید کو توبہ واستغفار واجب ہے، طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی، اب نہ رجعت کرسکتا ہے نہ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس سے نکاح کی گنجائش رہی،[3] ہندہ نے جو حرکت کی اس کی ممانعت حدیث میں صاف صاف موجود ہے۔[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم رمضان ۹۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۳/۹۷ھ

---

[1] لا ينكح مطلقة بها اى بالثلاث لو حرة وثنتين لوامة حتى يطأها غيره بنكاح وتمضى عدته اى الثانى. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۰، ج: ۵، مطبوعه كراچى ص: ۴۰۹، ج: ۳، باب الرجعة، مطلب فى العقد على المبانة، عالمگيرى كوئٹه ص ۴۷۳ ج ۱ الباب السادس فى الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، بحر كوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة.

[2] وصفته أنه ابغض المباحات على ما رواه ابوداؤد وغيره "ابغض المباحات عند الله (إلى قوله) وهو مبنى على انه محظور إلا لحاجة، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج ۲ اول كتاب الطلاق، طبع مكه مكرمه، هنديه كوئٹه ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الطلاق، الباب الاول، بحر كوئٹه ص ۲۳۶ ج ۳ اول كتاب الطلاق. (بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر)

جب تک مکان نہیں بنالوں گا تب تک میری طرف سے بیوی کو تین طلاق

سوال :- خالد کی لڑکی سلمٰی سے زید کی شادی ہوئی، زید سے ایک بچی بھی پیدا ہوئی، خالد نے اپنے داماد زید کو مکان بنانے کیلئے کچھ زمین دی تھی، جس کی بنیا دکھدوا کر اینٹیں بھی بھروا چکا تھا، پھر خالد نے زید کو مکان بنانے سے روک دیا، زید نے غصہ میں آ کر یہ کہا کہ جب تک اس زمین پر میں مکان نہیں بنالوں گا تب تک میری طرف سے میری بیوی سلمٰی کو تین طلاق، صورتِ مذکورہ میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟ اور زید کو سلمٰی کے رکھنے کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا یہ کہنا کہ جب تک میں اس زمین پر مکان نہیں بنالوں گا تب تک میری طرف سے سلمٰی کو تین طلاق، اس کا حاصل یہ ہے کہ زید اپنی زوجہ کو اپنے اوپر تین طلاق سے حرام قرار دیتا ہے اور حرمت ہمیشہ کیلئے نہیں بلکہ مکان بنانے تک کیلئے ہے۔

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) ۳ وان كان الطلاق ثلثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة. مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، طبع ياسر نديم ديوبند، بحر كوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة.

۴ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلِتَنْكِحَ فَاِنَّمَا لَهَا مَاقَدَرَ لَهَا. ابو داؤد ص: ۲۹۶، ج: ۱، باب في المرأة تسأل زوجها طلاق امرأة له كتاب الطلاق، ترمذى شريف ص ۲۲۶ ج ۱ ابواب الطلاق واللعان، باب ما جاء لا تسأل المرأة طلاق اختها مطبوعه اشرفى بكڈپو ديوبند.

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تا کہ اس کا حصہ (اپنے لئے) فارغ کرلے اور خود اس سے نکاح کرلے بیشک جو اس کیلئے مقدر کردیا گیا وہ اس کو مل کر رہے گا۔

اسمیں دو باتیں ہیں، ایک ہے تین طلاق سے حرمت، دوسری بات ہے، اسکی تحدید وتعیین، سو پہلی بات کا اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنی بیوی کو تین طلاق سے حرام کرلے اور دوسری بات کا اسکو شرعاً اختیار نہیں یعنی اس حرمت کی تحدید وتعیین وہ اپنی طرف سے نہیں کرسکتا، کیونکہ اسکی تحدید وتعیین قرآنِ پاک نے کردی ہے وہ یہ ہے کہ تین طلاق سے جو حرمت ہوتی ہے، وہ حلالہ تک رہتی ہے، بغیر حلالہ کے ختم نہیں ہوتی، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اور مکان بنانے سے ختم نہیں ہوگی، بغیر حلالہ کے وہ عورت زید کیلئے جائز نہیں ہوسکتی: لقولہٖ تعالٰی اَلطَّلاَقُ مَرَّتَانِ الٰی قولہٖ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ من بعدُ حَتّٰی تنكحَ زَوْجًا غيره. (الآیۃ[1]) وينكح مبانتهٔ بما دون الثلاث فی العدّة وبعدها بالاجماع لا ينكح مطلقة بها ای بالثلاث حتّٰی يطأ غيرهٗ بنكاح وتنقضی عدته اھ درمختار[2] مختصراً. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۵/۱۲/۲۵ھ

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ ۱۳۸۵/۱۲/۲۶ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تین طلاق دے کر معافی مانگنا

سوال:- زید اور اس کے والد اور بیوی میں تکرار ہورہی تھی، زید نے اپنے والد سے کہا کہ

---

[1] سورہ بقرہ آیت: ۲۳۰، ۲۲۹، بخاری شریف ص ۷۹۱ ج ۲ کتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند، مسلم شریف ص ۴۶۳ ج ۱ کتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره، مطبوع رشيديه دهلى.

ترجمہ:- وہ طلاق دو مرتبہ ہے، پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔ (از بیان القرآن)

[2] الدرالمختار على هامش ردالمختار زكريا ص: ۴۰، ج: ۵، مطبوعه كراچى ص: ۴۰۹، ج: ۳، باب الرجعة، مطلب فى العقد على المبانة، مجمع الأنهر ص ۸۷، ۸۸ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۲۵۷ ج ۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه امداديه ملتان.

آپ خاموش رہیں ورنہ پچھتانا پڑے گا، بات بڑھتی ہی گئی، زید نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ تین آواز سے طلاق دے دی، اس کے بعد زید کا خط آیا، اب بیوی سے معافی چاہتا ہے، اور اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہے، ایسی صورت میں زید کی بیوی پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں طلاقِ مغلظہ ہوگئی،[۱] اب معافی مانگنے سے وہ حلال نہیں ہوگی، بغیر حلالہ کے تعلقِ زوجیت قائم کرنے کی کوئی صورت نہیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۷۹ھ

زوجِ ثانی ہادم مادون الثلاث ہے

سوال:- زید نے اپنی بیوی زینب کو ایک طلاقِ بائن دیا تھا، چند روز کے بعد پھر نکاح کر کے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا، پھر ایک سال کے بعد زید نے اپنی بیوی مذکورہ کو دو طلاق دے کر مطلقہ کر دیا، اب سوال یہ ہے کہ کیا بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

---

[۱] كرر لفظ الطلاق وقع الكل بان قال للمدخولة انت طالق انت طالق الخ الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۵۲۱ ج۴، باب طلاق غير المدخول بها، مطلب فيما قال امرأته طالق، عالمگيری كوئٹه ص ۳۵۵ ج۱ الفصل الاول فی الطلاق الصريح، الاشباه النظائر ص ۲۱۹ القاعدة التاسعة اعمال الكلام اولی، بيان ما تفرع عليه من انه لو كرر الطلاق، مطبوعه مكتبه دار العلوم ديوبند.

[۲] وان كان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتين فی الامة لم تحل له حتی تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگيری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه تهانوی ديوبند، تاتارخانيه كراچی ص ۲۰۳ ج۳ الفصل الثالث والعشرون فی مسائل المتعلقة بنكاح المحلل.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تین طلاق دیدی خواہ ایک مجلس میں یا الگ الگ اور خواہ ایک ہی عقد میں خواہ دوبارہ عقد کر کے (زوجِ ثانی کے نکاح سے پہلے) تو اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی اجازت نہیں رہی[1]، ہاں اگر ایک بائن طلاق کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر کے اس سے بعد الدخول طلاق لے کر عدت گذرنے پر زوجِ اوّل کے نکاح میں آئیگی، تو پہلی طلاق ختم ہو کر ابتداءً تین طلاق کا اختیار ہوگا اور محض دو طلاق دینے سے مغلظہ نہیں ہوگی۔

الحاصل زوج ثانی ہادم مادون الثلاث ہے اور خود عقد کرنا ہادم مادون الثلاث نہیں، اسمیں بھی امام محمدؒ کا اختلاف ہے، کہ وہ فرماتے ہیں کہ زوجِ ثانی ہادم مادون الثلاث نہیں، لہٰذا اس صورت میں بھی عقدِ ثانی کے بعد زوجِ اول صرف دو طلاق کا مالک رہے گا، عقدِ اول میں ایک طلاق دے چکا تھا، عقدِ ثانی میں دو طلاقِ دے گا، تو مغلظہ ہو جائے گی، بغیر تحلیل پھر اس سے عقد نہیں کر سکے گا:

لو طلّقها وَاحدةً وانقضت عدتها وتزوجت باٰخر وطلّقها وَانقضت عدتها منه ثم تزوجها الاوّل يملك عليها ثلاثاً وعند محمد يملك عليها ثنتين.

(البحر الرائق[2] ص: ۵۸، ج: ۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۰؍۱؍۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۰؍۱؍۹۳ھ

---

[1] ان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، بدائع الصنائع كراچى ص۱۸۷ ج۳ فصل وأما حكم الطلاق البائن.

[2] البحر الرائق كوئٹه ص: ۵۸، ج: ۴، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة مجمع الأنهر ص ۹۱، ۹۲ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگیری كوئٹه ص۴۷۵ ج۱ الباب السادس فى الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة.

تین طلاق کے بعد مطلقہ کے ساتھ رہنا

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیا، دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ طلب کیا گیا ازروئے فتوی زید کی بیوی کو طلاقِ مغلظہ واقع ہونے کا حکم صادر فرمایا گیا تھا، لیکن بغیر حلالہ کے زید بیوی کے ساتھ رہتا ہے، زید کی بیوی اور اس کے خسر اور خود زید اس فتویٰ پر عمل نہیں کرتے، زید کے سالے نے اپنے والد کو اس مذموم حرکت سے باز رہنے کی درخواست کی اور عرض کیا کہ آپ داماد کو گھر نہ آنے دیں اور نہ داماد ولڑکی کو ساتھ رہنے دیا جائے، اگر آپ فتویٰ کو نہیں مانتے تو میں آپسے ترکِ تعلق کرلوں گا، اسپر باپ نے کہا کہ اگر تم ترکِ تعلق کرتے ہوتو میں نے تم کو عاق کیا، ایسی صوت میں لڑکا حق بجانب ہے کہ نہیں؟ اور باپ کا عاق کردینا ایسی صورت میں درست ہے، یا نہیں؟ اور اہلِ محلّہ اور عزیز واقارب ترکِ موالات کریں تو درست ہے یا نہیں؟ اور لڑکا اگر والدین کے حقوق ادا کرنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لڑکے کو ایسی تدبیر اختیار کرنا لازم ہے، کہ جس سے والد کا احترام بھی باقی رہے اور یہ مذموم چیز بھی ختم ہوجائے، نہ تو باپ کی شان میں گستاخی کرے نہ اس چیز میں تعاون کرے[1]۔

عاق کا مطلب عرفِ عام میں یہ ہوتا ہے، کہ میراث سے محروم کردیا جائے، تو یہ کسی کے اختیار میں نہیں، اگر کوئی باپ تحریر لکھ دے کہ فلاں وارث کو میری میراث نہ دی جائے، تو اس کا یہ لکھنا بالکل بیکار رہے، شرعاً میراث ضرور ملے گی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۹/۷/۱۳۸۵ھ

---

[1] ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان سورہ مائدہ آیت: ۲.

[2] عن انسؓ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من قطع میراث وارثه قطع اللّٰه میراثه من الجنة یوم القیامة. مشکٰوة شریف ص: ۲۶۶، کتاب الوصایا الفصل الثالث، طبع دیوبند، مفید الوارثین ص: ۹.

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے ساتھ رہنا

سوال:- ایک شخص بے روزگار و بیکار ہے، عیال دار ہے، اسکی بیوی بھی مزدوری سے تنگی کی حالت میں گذر اوقات کررہی ہے، دونوں میں نکما ہونے کی وجہ سے نبھاؤ نہیں ہوتا، خود جاہل وضدی ہونے کی وجہ سے اور بھاوج کے اشتعال دلانے سے متعدد مرتبہ جھگڑا ہو چکا، اور ایک یا دو بار تین طلاق غصہ میں دے چکا ہے، پھر بھی ساتھ رہتا ہے، جب اس سے پوچھا گیا تو کہتا ہے کہ نہ میں نے دل سے طلاق دی نہ نیت تھی بلکہ بھاوج کے کہنے سے ڈرانے کے لئے ایسا کہہ دیا ہے، اس صورت میں فرمائیں کہ شرعی کیا حکم ہے، اور بناؤ کی کوئی صورت شرعی نکلتی ہے، یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صاف لفظوں میں تین دفعہ طلاق دیدی ہے، چاہے بھاوج کے کہنے سے دی ہو تو طلاق مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے ساتھ رہنا جائز نہیں، بیوی کو چاہئے کہ وقتِ طلاق سے تین ماہواری گذار کر دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح کرلے[1] صاف لفظوں میں طلاق دینے کیلئے نیت کا ہونا اور دل سے دینا ضروری نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۸۷ھ

---

[1] لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ بها ای بالثلاث حتی یطأها غیره وتمضی عدته. الدر المختار کراچی ص:۴۱۰، ج:۳، مطبوعه زکریا ص:۴۰، ج:۵، باب الرجعة، هدایه مع فتح القدیر ص۱۷۷ ج۳ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الفکر بیروت، النهر الفائق ص۴۲۱ ج۲ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] صریحه مالم یستعمل الا فیه کطلقتک وانت طالق ومطلقة ویقع بها وان نوی خلافها اولم ینو شیئاً. الدرالمختار علی الشامی کراچی ص:۲۵۰، ج:۲، **(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)**

تین طلاق کے بعد شوہر کے گھر رہنا

سوال :- ہمارے چھوٹے بھائی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی، ان کا بڑا لڑکا عمر ۲۰ر سال اوران کی سالی طلاق دیتے وقت موجود تھی اس کے علاوہ سات بچے گھر میں تھے، ایک لڑکی بڑی جس کی عمر ۱۷ر سال دوسری لڑکی عمر ۱۶ر سال تیسری لڑکی عمر ۱۲ر سال چوتھا لڑکا عمر ۱۰ر سال پانچویں لڑکی عمر ۵ر سال اور ایک چھوٹا لڑکا عمر ۳ر سال، اب وہ عورت گھر سے جانا نہیں چاہتی دو سال سے ہمارے بھائی کے پاس ہے، اور بچوں کا خرچہ خود اٹھا رہے ہیں، ہمارے بھائی کبھی گھر جاتے ہیں، ان کی بیوی ان سے بات کرتی ہے، ہمارے بھائی اس کے سوالوں کا جواب دیتے ہیں، اب وہ عورت اس مکان میں رہنا چاہتی ہے، دوسرے گھر جانا نہیں چاہتی، اس عورت کا اس مکان میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین طلاق دینے سے نکاح بالکل ختم ہوگیا، اب وہ عورت اس کی بیوی نہیں رہی، بلکہ اجنبیہ ہوگئی، اب دونوں کا ایک جگہ رہنا، بے پردہ بے تکلف تنہائی میں بات چیت کرنا درست نہیں رہا[1]، بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں رہی[2]، طلاق کے بعد عدت تین حیض گذرنے پر اس کا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مطبوعہ زکریا ص:۴۵۷، ج:۴. باب الصریح، ان الصریح لا یحتاج الی النیة، شامی زکریا ص: ۴۶۱، ج:۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۴۴، ج:۳، مطلب فی قول البحر ان الصریح یحتاج فی وقوعہ دیانةً الی النیة، النهر الفائق ص ۳۲۱،۳۲۴ ج۲ باب الطلاق الصریح مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج۲ باب ایقاع الطلاق مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] الخلوة بالاجنبیة حرام. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۵۲۹، ج: ۹، مطبوعہ کراچی ص: ۳۶۸، ج: ۶، کتاب الحظر والاباحة فصل فی النظر والمس، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص۲۰۳ ج۴ کتاب الکراهیة فصل فی النظر مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ به ای بالثلاث حتی یطأها غیره. الدرالمختار علی الشامی کراچی ص: ۴۱۰، ج:۳، مطبوعہ زکریا ص: ۴۰، ج:۵، باب الرجعة، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نفقہ بھی واجب نہیں رہا[۱] اگر وہ اس طرح رہے کہ آپ کے بھائی سے اس کا کوئی تعلق نہ رہے وہ الگ جگہ رہے اور بچوں کی پرورش کی وجہ سے اس کو بھی خرچہ دیتے رہیں تو اسکی اجازت ہے، مگر ایک مکان میں نہ رہیں کبھی تنہائی میں نہ ملیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۷/۶ ۱۴۰ھ

تین طلاق کے بعد رکھنے والے کے احکام

﴿امامت جنازہ معاشرہ وغیرہ﴾

سوال :- (۱) زید نے بقائم ہوش وحواس معززین شہر کے سامنے بجبر واکراہ تین طلاق دیدی، آیا وہ دوبارہ اس مطلقہ کو رکھ سکتا ہے، یا نہیں، نکاح کرسکتا ہے، اگر کرسکتا ہے، تو کن شرائط کے ساتھ؟

(۲) اگر زید مذکور تین طلاق کے بعد تجدید نکاح کرے اور دلیل میں یہ کہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے، اس لئے میں نے ایسا کیا، کیا یہ قول اس کا معتبر ہے؟

(الف) کیا امام شافعیؒ یا کسی اور امام کا یہ مسلک ہے، کہ تین طلاق کے بعد تجدید نکاح کر کے مطلقہ کو رکھے؟

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) محیط سرخسی ص۸ ج۳ جزء نمبر ۲ کتاب الطلاق، مطبوعہ دار الفکر بیروت، النهر الفائق ص ۴۲۱ ج۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہذا) [۱] و اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة و السکنی فی عدتها رجعیاً کان او بائنا. هدایه ص:۴۴۳، ج:۲، باب النفقة، شامی زکریا ص۳۳۳ ج۵ باب النفقة، مطلب فی نفقة المطلقة، زیلعی ص۶۰ ج۳ باب النفقة مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] وسئل شیخ الاسلام عن زوجین افترقا ولکل منهما ستون سنة وبینهما اولاد تتعذر علیهما مفارقتهم فیسکنان فی بیتهم ولا یجتمعان فی فراش ولا یلتقیان التقاء الازواج هل لهما ذلک قال نعم واقره، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:۲۲۷، ج:۵، مطبوعه کراچی ص:۵۳۸، ج:۳. باب الحداد، فصل فی الحداد.

(ب) مقلد امام ابوحنیفہؒ ہو کر ایسا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

(ج) ایسے شخص کے ساتھ معاشرت خورد ونوش مصاحبت وغیرہ کرنا کیسا ہے۔

(د) اگر یہ شخص مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

(ہ) ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

(و) کیا اس کا کوئی کفارہ ہوسکتا ہے؟

(ز) اگر وہ لوگوں کے بتلانے کے بعد بھی اس بیوی کو مثل منکوحہ سمجھے تو عام مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ رکھنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی[۱] اب اس سے نکاح حرام ہے،: **حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ**" (الآیة[۲])

(۲) اگر کوئی شخص بیک لفظ تین طلاق دے مثلاً کہے: "اَنْتِ طَالِقٌ ثَلاثًا" تو یہ طلاق مغلظہ باتفاق ائمہ اربعہ واقع ہوجاتی ہے[۳]، امام شافعی کا اس میں اختلاف نہیں انکے نزدیک بھی تجدید نکاح (بغیر حلالہ) کافی نہیں لہٰذا زید کا قول غلط ہے، ایسا شخص ائمہ اربعہؒ اور اجماع اور نص قطعی کے خلاف کرتا ہے، جب تک کہ شخص مذکور عورت مذکورہ سے قطع تعلق نہ کرے اور اپنی اس حرکت سے سچی

---

[۱] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً أو مکرهاً فإن طلاقه صحیح أی طلاق المکره، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۳۸ ج ۴ کتاب الطلاق، مطلب فی الإکراه علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق، بحر ص ۲۴۵ ج ۳ کتاب الطلاق، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، هدایه مع فتح القدیر ص ۴۸۸ ج ۳ کتاب الطلاق فصل ویقع طلاق کل زوج مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] سوره بقره آیت: ۲۳۰،

ترجمہ:- یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔

[۳] وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انّه یقع ثلاث شامی زکریا ص: ۴۳۴، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۳۳، ج: ۳، کتاب الطلاق، فتح القدیر ص ۴۶۹ ج ۳ باب طلاق السنة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

توبہ نہ کرے اس سے معاشرت ومجالست ترک کردی جائے، تاکہ وہ تنگ آکر اپنی حالت شریعت کے مطابق بنائے، اسکے جنازہ کی نماز ضرور پڑھی جائے[1]، البتہ اگر کوئی مقتدا شخص اس غرض سے اس کے جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہو، کہ لوگوں کو عبرت ہو اور وہ ایسے کام نہ کریں، تو گنجائش ہے۔

زید مذکور کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے[2]، یہی کفارہ بھی ہے کہ عورت مذکورہ کو علیحدہ کردے اور خدا کے سامنے روکر سچی توبہ کرے، اس نکاح کے دوام پر اصرار سخت خطرناک ہے، اس مسئلہ پر مستقل رسائل الاعلام المرفوعۃ فی حکم الطلقات المجموعۃ اور الازہار المربوعہ وغیرہ بھی تصنیف ہوئے ہیں جن میں استدلال بالحدیث کی حیثیت سے کافی بحث کی گئی ہے: **وذهب جمهو الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث قال فی الفتح بعدسوق الاحاديث الدالة عليه وهذا يعارض ما تقدم واما امضاء عمر الثلاث عليهم مع عدم مخالفة الصّحابة له وعلمه بأنها كانت واحدة فلا يمكن الاوقد اطلعوا فی الزمان المتأخر علی وجود ناسخ أولعلمهم بانتهاء الحكم لذٰلک لعلمهم باناطته بمعان علموا انتفاؤها فی الزمن المتاخر وقول بعض الحنابلة توفی رسول اللّٰه صلی الله عليه وسلم عن مائة الف عين رأته فهل صح لكم عنهم او عن عشر عشر عشرهم القول بوقوع الثلاث باطل؟ أما اولا فإجماعهم ظاهر لأنه لم ينقل عن أحدمنهم أنه خالف عمرؓ حين امضی الثلاث ويلزم فی نقل الحكم الاجماعی عن مائة الف تسمية كل فی مجلد كبير لحكم**

---

[1] وهی فرض علی كل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع وكذا مكابر فی مصر ليلاً بسلاح وخناق لا يصلی علی قاتل احد ابويه. الدرالمختار علی الشامی زكريا ص:۱۰۷، ج:۳، مطبوعه كراچی ص:۲۱۰، ج:۲، مطلب فی صلاة الجنازة،

[2] ويكره امامة عبد وفاسق ومبتدع ای صاحب بدعة وفی الشامية بل مشی فی شرح المنية علی ان كراهة تقديمه كراهة تحريم. شامی زكريا ص:۲۹۹، ج:۲، مطبوعه كراچی ص:۵۶۰، ج:۱، باب الامة قبيل، مطلب البدعة خمسه اقسام.

واحد علی أنه إجماع سکوتی واما ثانیا فالعبرة فی نقل الإجماع نقل ما عن المجتهدین والمائة الف لا یبلغ عدة المجتهدین الفقهاء منهم اکثر من عشرین کالخلفاء والعبادلة وزید بن ثابت ومعاذ بن جبل وانس وابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه والباقون یرجعون الیهم ویستفتون منهم وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحاً بایقاع الثلاث ولم یظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حکم حاکم بانها واحدة لم ینفذ حکمه (لانه) لایسوغ الاجتهاد فیه فهو خلاف اھ شامی[1] ص: ۵۵٦، ج: ۲.

اعلاء السنن جلد ۱۱ر کے اخیر میں اس مسئلہ پر نہایت مبسوط و مدلل کلام کیا ہے: **من شاء البسط فلیراجع الیه.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۸ر شوال ٦٦ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارن پور ۱۹ر شوال ٦٦ھ

بیوی کو تین طلاق دیکر سالی کو رکھنا

سوال: -ایک شخص نے اپنی عورت کو بارہا دفعہ کہا کہ تو ابھی چلی جا جہاں تیری مرضی ہو میں نے تم کو چھوڑ دیا اور میں تجھ کو نہیں رکھتا، اور اپنی سالی کو گھر رکھا اور اس کے ساتھ ہم بستری بھی کی اس شخص کی عورت کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں شرعاً طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اگر عدت ختم ہونے پر سالی سے نکاح کیا

[1] شامی کراچی ص ۲۳۳ ج ۳، مطبوعہ زکریا ص ۴۳۴ ج ۴، کتاب الطلاق. مطلب طلاق الدور.

ہے نیز اور بھی کوئی چیز نکاح سے مانع نہیں، تو یہ نکاح درست ہے، اگر مطلقہ کی عدت کے اندر سالی سے نکاح کیا ہے، تو یہ نکاح ناجائز ہے[1] مطلقہ کی عدت ختم ہونے پر دوبارہ نکاح کرنا چاہئے اور اگر بغیر نکاح کے رکھا ہے تو زنا ہے، جو قطعاً حرام ہے، اس کو علیحدہ کرنا لازم ہے، مطلقہ کا حکم یہ ہے کہ عدت گذار کر اس کو نکاح کرنا دوسری جگہ درست ہے، لیکن طلاق دینے والے شخص سے بغیر حلالہ درست نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۷/۱۰/ ۵۷ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۸/ شوال ۵۷ھ

تین طلاق کے بعد نکاح

سوال:- ایک شخص اپنی عورت کو تین چار بار یہ لفظ کہتا ہے کہ تجھ کو میں طلاق دیتا ہوں میں تجھ کو نہیں رکھتا، اگر رکھوں تو ماں بہن کر کے رکھوں ان الفاظ کے کہنے کے بعد اسکی عورت کو کون سی طلاق ہوئی اور مرد پھر اسکے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کیا صورت ہے، مدلل تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلياً

تین مرتبہ صریح الفاظ میں طلاق دینے سے مغلظہ ہوجاتی ہے،[3] پھر اگر نکاح کرنا چاہے تو

---

[1] واذا طلق امرأته طلاقا بائناً او رجعياً لم يجز له ان يتزوج باختها حتى تنقضى عدتها هدايه ص: ۳۱۰، ج: ۲، كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتاب ديوبند. عالمگيرى ص ۲۷۹ ج ۱، القسم الرابع المحرمات بالجمع، مطبوعه كوئٹه، شامى كراچى ص ۳۸ ج ۳ كتاب النكاح فصل فى المحرمات.

[2] وان كان الطلاق ثلاثاً فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگيرى ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، المحيط للسرخسى ص ۸ ج ۳ جزء ۶، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[3] ولو قال لزوجته انت طالق انت طالق انت طالق طلقت ثلاثاً. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اس کی صورت یہ ہے کہ وہ عورت عدت گذار کر کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ شریعت کے مطابق نکاح کرے، اور وہ شخص اس سے صحبت کرے پھر اس کو طلاق دے یا مر جاوے پھر عورت عدت گذارے تب اس عورت کا نکاح اس تین طلاق دینے والے سے درست ہوگا، اس سے قبل درست نہیں ہے: **وینکح مبانته بمادون الثلاث فی العدة وبعدها لا مطلقة بهاای بالثلاث لو حرة وثنتین لو امة حتیٰ یطأها غیره بنکاح نافذ وتقضی عدته ای الثانی درمختار**[۱] ص: ۱۷۴، ج: ۲. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تین طلاق کے بعد نکاح

سوال:-میاں بیوی میں کسی بات پر تکرار ہوگیا، عورت بچوں کو لے کر میکے چلے آئی، گاؤں والوں کے کہنے سے پھر بچوں کو لے کر شوہر کے گھر گئی وہاں بچوں کو چھوڑ کر چلی آئی، لڑکی کی ماں پھر لڑکی کو ہمراہ لے کر شوہر کے پاس چلی، راستہ میں شوہر اور چند گاؤں کے آدمی مل گئے، بات چیت ہوئی، مگر شوہر رکھنے کیلئے اور گھر لے جانے کیلئے تیار نہ ہوا، اور بیوی کو مارا، بیوی نے شوہر کو مارا، آخر میں شوہر نے کہا میں نے تجھے تین طلاق سچے دل سے خدا کو گواہ بنا کر دی، اور عورت نے بھی عورتوں میں کہا کہ میں نے بھی خدا کو گواہ بنا کر سچے دل سے طلاق قبول کی، اور میکے چلی آئی، اس کے بعد لڑکے کے باپ بھائی بڑے لڑکے سے نکاح کرنے کیلئے مصر ہیں، عورت تیار نہیں شرعاً کیا حکم ہے۔

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) **الاشباه والنظائر ص ۲۱۹ القاعدة التاسعة اعمال الکلام اولیٰ من اهماله مطبوعه مکتبه دار العلوم دیوبند، عالمگیری ص: ۳۵۵، ج: ۱، الفصل الاول فی الطلاق الصریح، مطبوعه مصر، تاتارخانیه ص ۲۸۹ ج۳ نوع آخر تکرار الطلاق وایقاع العدد مطبوعه کراچی.**

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] **الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۴۰، ج:۵، مطبوعه کراچی ص: ۴۰۹، ج:۳، باب الرجعة البحر الرائق ص ۵٦ ج۴ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، النهر الفائق ص ۴۲۱ ج۲ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.**

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاقِ مغلظہ ہوکر وہ اپنے شوہر پرحرام ہوگئی، اب اسکوکوئی شخص مجبور نہیں کرسکتا، کہ فلاں شخص سے نکاح کر، اس کا دل چاہے تو عدت گذار کر اپنے خاندان میں اپنی مرضی کے موافق نکاح کرسکتی ہے، حلالہ کے بعد طلاق دینے والے شخص سے بھی نکاح درست ہو سکے گا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

طلاق کے بعد عدت میں نکاح

سوال:- حسن محمد خاں نے اپنی منکوحہ بیوی مسماۃ سردارنی کو بوجہ بے التفاتی اور زبان درازی کے جنوری ۱۹۴۲ء میں ایک طلاقِ دیدی پھر اس کو سمجھایا گیا، نہ سمجھنے پر ایک ماہ بعد اسکو دوسری طلاق دیدی گئی، بعدازاں ۱۹۴۳ء میں اس کو تیسری طلاق تحریری دیدی، اب میری برادری مسماۃ سردارنی کو میرے گھر آباد کرنا چاہتی ہے، اب کیا کریں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دوسری طلاق کے بعد رجعت کرلی ہے، یعنی عدت ختم ہونے سے پہلے طلاق واپس لیکر شوہر وبیوی کی طرح رہنا شروع کردیا تھا، اور پھر تیسری طلاق دی ہے، یا دوسری طلاق کی عدت ختم ہونے سے قبل تیسری طلاق دی ہے تو اب وہ مغلظہ ہوگئی ہے، اس عورت کو رکھنا حرام ہے،

---

[1] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها، اويموت عنها عالمگيری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيماتحل به المطلقة، مطبوعه كوئٹه، المحيط للسرخسى ص۸ ج۳ جزء ۲، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، هدايه ۳۹۹ ج۲، باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه تهانوى ديوبند.

جواز کی صورت یہ ہے کہ عدت ختم ہونے پر عورت کسی شخص سے باقاعدہ نکاح کرے اور وہ ہم بستری کے بعد طلاق دے یا مر جائے، تو عدت گذار کر آپس میں نکاح درست ہوگا، اس سے قبل درست نہیں[۱] اور دوسری طلاق کی رجعت نہیں کی یہاں تک کہ عدت ختم ہوگئی، پھر تیسری طلاق دیدی تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ بیکار گئی، اس صورت میں اگر طرفین رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح درست ہے، بغیر نکاح کے رکھنا پھر بھی درست نہیں[۲] لیکن اس نکاح کے بعد اگر پھر طلاق دیگا تو ایک طلاق سے مغلظہ ہوجائیگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۷/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۸/۷/۶۲ھ

طلاق کے بعد عدت میں نکاح اور پھر تجدید نکاح سابق

سوال:- ایک شخص اپنی بیوی کو تین طلاق بائن دیا، پھر دوسرا ایک مرد عدت کے اندر عورت مطلقہ سے نکاح کر کے برابر جماع کرتا تھا، اور بی بی ہمیشہ اس کے پاس رہتی تھی، یہاں تک کہ چار حیض اسی کے نکاح میں رہی پانچ حیض کے بعد مرد نے تجدید نکاح کر لیا، کیا نکاح ثانی صحیح ہوا،

---

[۱] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها. عالمگیری ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه کوئٹه، هدایه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه تهانوی دیوبند، المحیط للسرخسی ص ۸ ج ۳ جز ۲، کتاب الطلاق مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع الدر المختار علی الشامی زکریا ص:۴۰، ج:۵، مطبوعه کراچی ص:۴۰۹، ج:۳، باب الرجعة، النهر الفائق ص ۳۵۵ ج ۲ کتاب الطلاق فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۵۷ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه امدادیه ملتان.

اورعدت کے اندر نکاح کیا معصیت ہوئی اسلئے شرعاً اس کی کیا سزا ہونی چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ نے یہ نہیں لکھا کہ کس لفظ سے تین طلاق بائن دیا، لہٰذا جواب میں بائن اور مغلظہ کے متعلق کوئی قطعی حکم نہیں تحریر کیا جاتا صرف آپ کی مزعومہ صورت (وقوع مغلظہ) کا حکم بیان کیا جاتا ہے اگر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی تھی تو عورت کے ذمہ (بشرطیکہ وہ مدخولہ ہو) واجب تھا، کہ عدت گذار کر کسی دوسرے شخص سے شریعت کے موافق نکاح کرتی اور پھر بعد صحبت کے وہ شخص اگر فوت ہوجاتا یا طلاق دیدیتا تو عدت گزار کر شوہر اول سے نکاح درست ہوتا[1] صورتِ مسئولہ میں وقوع طلاق کے بعد عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح ہوا ہے، اگر دوسرے شخص کو معلوم تھا کہ یہ عورت عدت میں ہے اور عدت میں نکاح ناجائز ہے، تب تو یہ نکاح قطعاً باطل اور زنا محض ہوا[2] اور حلالہ کے لئے نکاح صحیح لازم ہے، نکاح فاسد سے حلالہ نہیں ہوتا، دوسرے یہ کہ اس نکاح کے بعد طلاق بھی واقع نہیں ہوئی لہٰذا شوہر اول نے جو دوبارہ نکاح کیا ہے وہ قطعاً صحیح نہیں ہوا، جس نے عدت کے اندر نکاح اور جماع کیا ہے، اس کے ذمہ توبہ واستغفار لازم ہے، حکومتِ اسلامیہ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی حد جاری نہیں کی جاسکتی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۱/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہٰذا صحیح: عبد اللطیف ۱۳/ ذیقعدہ ۵۸ھ

---

۱ لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ بها ای بالثلاث لو حرة وثنتین لو امة ولو قبل الدخول وما فی المشکلات باطل او مؤول کما مرّ حتی یطأها غیره وتمضی عدته ای الثانی. الدر المختار علی الشامی زکریا ص:۴۰، ج:۵، مطبوعه کراچی ص:۴۰۹، ج:۳، باب الرجعة، المحیط للسرخسی ص۸ ج۳ جزء۶، کتاب الطلاق، مطبوعه دار الفکر بیروت، عالمگیری ص۴۷۳ ج۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه کوئٹه.

۲ واما منکوحة الغیر ومعتدته لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ولهٰذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لکونها زنا کما فی القنیة وغیرها. شامی زکریا ص۱۹۷ ج۵، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تیسری طلاق میں شبہ ہونے کی صورت میں نکاح

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کوطلاق دی۔ بعد میں بیوی چاہتی ہے کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ رہوں اوروہ شخص بھی اپنے نکاح میں لانا چاہتاہے جس کی وہ بیوی تھی اورطلاق کے متعلق دونوں شوہر وبیوی کہتے ہیں کہ دوطلاق کے بارے میں تو یاد ہے، مگر تیسری طلاق کے بارے میں مغالطہ ہے کہ دی ہے یا کہ نہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس واقعہ کو چھ سات ماہ ہوچکے ہیں۔اب وہ عورت نکاح میں آسکتی ہے یانہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگرغالب گمان یہی ہے کہ صرف دوطلاقیں دی ہیں، تیسری طلاق کا غالب گمان نہیں، شک کے درجہ میں ہے اورکوئی ایسا شخص موجودنہیں ہے جس کے سامنے طلاق دی ہوتواب دوبارہ نکاح کی اجازت ہے۔لیکن اگر غالب گمان تیسری کا بھی ہے تواب بغیر حلالہ کے نکاح سے پرہیز کیا جائے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/ ۹۵ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مطبوعہ کراچی ص:۵۱۶، ج:۳، باب العدۃ. مطلب فی النکاح الفاسد والباطل، تاتارخانیہ ص۴ ج۳ کتاب النکاح الفصل الثامن فی بیان ما یجوز من الانکحۃ الخ، مطبوعہ کراچی، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۰ ج ۱ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر کتاب النکاح.

(صفحہ ھذا) [1] ولو شک أطلق واحدةً أو اکثر بنی علی الاقل الا أن یستیقن بالأکثر أو یکون اکبر ظنہ الخ در مختار مع الشامی زکریا ص۵۰۸ ج۴ کتاب الطلاق باب الصریح قبیل باب طلاق غیر المدخول بها، إذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها وإن کان الطلاق ثلاثا فی الحرة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها الهندیة ص ۴۷۲ ج ۱ فصل فیما تحل به المطلقة ومایتصل به، طبع کوئٹہ

تم الجزء الثامن عشر بحمد
الله واحسانه وتوفيقه تعالىٰ وبمنه
وكرمه ويليه الجزء التاسع عشر
اوله باب الطلاق بالكنايات انشاء
الله تعالىٰ ربنا تقبل منا انك انت
السميع العليم وتب علينا انك
انت التواب الرحيم بحرمة
حبيبك سيد المرسلين وصلى الله
تعالىٰ عليه وعلى اٰله واصحابه
اجمعين الى يوم الدين

محمد فاروق غفرله
جامعه محمودیه میرٹھ